

میلادِ مصطفیٰ ﷺ کے موضوع پر حاجی امداد اللہ مہاجر کی کے  
مرید مولانا عبدالسمیع صاحب کی ایک تاریخی اور نایاب کتاب

# النوارِ ساطعہ در بیان مولود و فاتی



مصنف: مولانا عبدالسمیع صاحب

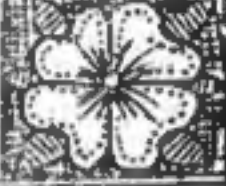
**ALAHAZRAT NETWORK**

**اعلٰ حضرت نیٹ ورک**

[www.alahazratnetwork.org](http://www.alahazratnetwork.org)



# بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝



ہزار ہزار سال سے اسے ہم جیتی کہ تو نے ایسا عیب مقبول عالم علی السہ علیہ ذالک وسلم بھیجا جس کا وجود  
 باوجود مومنین کے لئے موجب ثواب اور باعث آسامیوں سے اقل تعلقہ کثرت رسول بقین انکم  
 یکریم علیہم ما عندهم خیر فیہ علیہم ما عندهم خیر فیہ علیہم ما عندهم خیر فیہ علیہم ما عندهم خیر فیہ  
 ہادی بل کی روح پر نور پر جس کے فیض تعلیم و ہدایت سے ہر تہذیب و دل اپنے مروجان غناک کی مدد  
 کو فائزہ حدود سے راحت رسال پر دنیا انھیں لانا و لا یخلفنا الذین سبقتو کر مایہ نسیان و لا یخلفنا الذین  
 غلظت الذین انما و انما انک زوئی رحیم اما بعد عرض کرتا ہے اُسید عارف فضل باری احقر النصار  
 عبد السمیع انصاری کا اہل سلام کو اپنی اس حالت نازک پر رونا چاہیے کہ اسلام ایک نکل پر مردہ  
 کی طرح رسوم اخلاقیات پہاڑ سے آنا فانا لکلا باجاتا ہے اھمنا و فساد ایک تہذیب شدید ظلمانی  
 کی طرح ہر طرف سے اُٹھا چلا آتا ہے۔ نہ زبانیں سچی نہ سب سے مناسبت سبکدوش مضد سے ہر طرف  
 اختلاف کوئی یکساں ہے کہ جناب باری عز و جل کی شان عالی یہ ہے حق اصل کی میں اللہ  
 خدائشا۔ اُس کو امکان کذب کا وجہ لگتا ہے۔ اور حضرت فخر موجودات سرور کائنات جسے  
 خود اپنی دیباچہ مبارک سے فرمایا ہے کہ اَیُّکُم مِثْلُی یعنی کون ہے تم میں سے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا حال  
 ایک تم میں میری طرح نہیں۔ (اور وہ تو وہی ہیں اُن کی پیرویوں کی وہ شان عالی ہے کہ خود اللہ تعالیٰ

نے فرمایا ہے یا ایہا النبی لقد کان محمد بن النبیاء۔ پھر اس زمانے میں ایک ادنیٰ سا آدمی ہے کہ  
 دو کہہ رہا ہے رسول اللہ میرے بھائی ہیں۔ واضح ہو کہ بھائی جسدِ برہم ہوتے ہیں سب اپنے آپ کے  
 نکل کر میں برابر کے شرک ہوتے ہیں۔ اس نقطہ سے سدا اللہ ایہام و دعویٰ برابری حضرت محمدؐ کی تائید  
 کے ساتھ ہے۔ آپ کس کس فضیلت کو بیان کیجئے۔ ایک کہتا ہے کہ دریا ایک رکعت پڑھ کر تین رکعت  
 ضرور نہیں پاور تراویح ہیں پڑھنی بدعت اور آٹھ سنت ہیں۔ اس ملک میں جو قدیم الایام سے تین  
 رکعت و تراویح کی رکعت تراویح پر جامع و اتفاق تھا اس میں پھوٹ ڈالتے ہیں۔ ایک ایک یہ کہتے  
 باتوں میں طرح طرح کی شائیں نکالتے ہیں۔ وہ محفل میلاد جس کو عالم عامل محدث کامل عقیدہ  
 فاضل حافظ ابو الخیر سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ جمیع اطراف و جواب اور میں ہل اسلام  
 پڑھتے ہیں مولود نبی کریمؐ ادا ہاتے ہیں اس کے سبب برکات عظیم۔ آپ اس دور میں کوئی آدمی  
 اس کو کفر و شرک کہتا ہے کوئی بدعت کہتا ہے۔ خود باللہ منہا۔ علیٰ ہذا النبیاء وہ اسوات جو  
 محزن دن و دروناک ایک غارتنگ و تاریک میں پڑے ہوئے آس کر رہے ہیں کاش میرا بیٹا پوچھی  
 کچھ مجھ کو دیں یا بھائی بہن فاطمہؑ و دہم بھیجیں۔ ایک اس وقت میں بعض صاحب ہیں کہ بے دھرم  
 فتوے دے رہے ہیں کہ یہ سب امور بدعت اور حرام ہیں۔ عوام جو تعین تواریح کی تعین بند  
 میں کچھ کر گھنڈتے تھے وہ بالکل شتر پے ہمار ہو گئے۔ بدعت شن کر مصارف غیرے سبکدوش و شاد  
 دست بردار ہو گئے۔ امداد اموات بند ہوئی۔ تیرہویں صدی میں لوگوں کا حال کیا غضب سما۔  
 اب چودھویں شروع ہوئی دیکھئے کیا قیامت ہو۔ دنیا میں کیا حزانی اور دین میں کیا مصیبت ہو  
 سلسلہ تیرہ سو دو ہجری میں دہلی کے تین علماء غیر مقلد اور علماء دیوبند و گنگوہ و سہارنپوری  
 خیر توفیق سے اور مطیع باطنی میر تقی سی سے ایک فتویٰ چار ورق پر چھپ کر اکثر اطراف میں تفسیر  
 کیا گیا۔ اس کی لوح سر نوشت یہ تھی (فتویٰ مولود و غرس و غیرہ) اس فتوے کا ذکر جہاں اس  
 کتاب میں آدے گا۔ فتویٰ اول انکار ہی لکھا جاوے گا۔ خلاصہ مفہون اس کا یہ ہے کہ محفل  
 مولد شریف علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام بدعت ضلالت اور اسی طرح احادیث کی تردید  
 و رد و جو ہندوستان میں رائج ہے یہ سب حرام اور رسم بدعت و مصیبت ہے کچھ دن سیرنگوہ  
 تھے کہ فتویٰ دو سراچہ تیس صفحہ کا اسی مطیع باطنی میں چھپ کر شتر ہوا اس کا نام لوح پر لکھا (فتویٰ



میلاد شریف یعنی مولود معہ دیگر فتاویٰ اس فتوے کا جس جگہ اس کتاب میں ذکر آویگا فتویٰ مافی الکتاب  
 تھا جادو لکھا اس فتویٰ میں زیادہ تر مذمت میلاد شریف کی ہے اور وہ جو ورقہ جو پہلے چھپا تھا پھر  
 دوبارہ اس میں چھپا۔ تب سے بعض اخوان طریقت نے بتا کید تمام یہ فرمایش کی کہ اس فتوے کے سبب  
 بچے دل کے آدمی تشکیکات میں پڑے جاتے ہیں اور معاندین اس فتویٰ کو جابجا دکھاتے ہیں اور اس  
 فتویٰ کو پڑھ کر اپنے مسلمان بھائیوں کو بیداری سے چٹاتے ہیں اور فتنہ کی آگ جو اس قسم کی  
 تحریکات فتنائی سے بھر رکتی ہے بھر رکتے ہیں اب ہم کو چاہئے کہ تم خبر لو اھا ایک قول حق از اوطاف و قریط  
 سے خالی اس باب میں کھدو حوام جگر خام گرد اپ فضلات میں ڈوب جائیگے اور پھر کسی ساحل  
 ہایت کی طرف خروج نہ پائیگے تب حضرت امام الصدوق والصاب نے جسکے قبضہ قدرت میں بنی آدم  
 کا دل ہے میرے دل میں ہے ہی خالہ یا کہ الضرور اس مقدمہ میں ایک حکم فیصل لکھنا چاہیے اور حوام  
 کو تشکیکات و دو جہال میں نہ رکھنا چاہیے تب میں نے یہ رسالہ لکھا اور نام اس کا اتوار سا طحہ  
 ویرسان مولود و فائزہ لکھا اس میں چار اوار ہیں نور اول میں پانچ لے ہیں  
 لمعہ اولیٰ میں نفل ہیں کچھ عبارتیں مفتیان فتاویٰ الکناری کی لمعہ ثانیہ میں وجہ نظر ثانی انوار  
 ساطعہ کا بیان ہے۔ لمعہ ثالثہ میں حال ہے کتاب براہین قاطعہ کا لمعہ رابعہ میں ذکر ہے علمائے  
 مشائخ مسلم الثبوت مفتیان فتوے الکناری کا لمعہ خامسہ تحقیق بر حمت حسنہ و بیان اقوال  
 و شرح حدیث خیر القرون و بیان اموریکہ ہاں باہم اندازہ واقع شدہ مثل اذان جمعہ و اعراب قرآن  
 و غیرہ و ثبوت بر حمت حسنہ بدلیل عقلی و نقلی و شرح حدیث من احداث فی امرنا و دیگر احادیث بر حمت  
 و شرح اثر عبد اللہ ابن مسعود و دیگر صحابہ و احداث و بیان اموریکہ ہر زمان نبوت نبود نہ مثل منبر  
 حیدر گاہ و اذان اولیٰ جمعہ و رجحان التہقیر طوائف رخصت و عجب ست کسیکے عامل ہا اعمال مغلغ  
 و تعلید پاشہ چہ طور شیخ کند فائزہ و مولود شریف را و تحقیق من حسن فی الاسلام سنہ ۱۲۸۵ حجتہ و اقوال  
 فقہاء و محدثین و اثبات بر حمت حسنہ نور و ووم میں چھ لے ہیں لمعہ اولیٰ میں جواز فائزہ و جواب  
 دلائل مائین لمعہ ثانیہ میں جبرائیل کی فائزہ لمعہ ثالثہ عیدین و شب بات و عشرہ محرم میں فائزہ  
 لمعہ رابعہ ہجرات فائزہ سوم لمعہ خامسہ ذکر جہلم و بستم و دہم کا اور بھی جہلم و دہم کا مساجد  
 و بیت اہل و اصحابان مساجد لمعہ سا و سہ فصاح در باب اموات نور سوم میں نو لے ہیں

لمعۃ اولی اثبات محفل میلاد بابرکت بہزہیب جمہور است لمعۃ ثانیہ میں یہ بیان کہ خلیفہ کے  
مشائخ کرام شامل محفل مولد شریف ہوئے اور جناب مرشدی و مولائی حضرت حاجی شاد ادا و ابہ صاحب  
عمر فیضہ بھی شریک محفل مولد شریف ہوتے ہیں لمعۃ ثالثہ یہ اعتراف من کہ محفل میلاد شریف کو  
کنہیا کے لہجہ اور نصاری کے بڑے دن سے مشابہت ہے پھر اس کا جواب لمعۃ رابعہ یہ اعتراف من  
کہ یہ محفل بدعت مسیئہ ہے پھر اس کا جواب اور اصول مقررہ مولوی سمیع صاحب ثابت کرنا کہ یہ محفل  
سنت ہے بدعت ہرگز نہیں کیونکہ اسکی اصل بھی ثابت ہے اور نظیر و مثل بھی لمعۃ خامسہ یہ اعتراف من  
کہ محفل غامس بارہویں ربیع الاول کو کیوں کرتے ہیں اور ہر سال دوام کیوں ہے پھر اس کا جواب اور  
ثبوت شخصیں یوم و عمل دہائی چند لائل سے لمعۃ سہا و سہہ یہ اعتراف من کہ قیام شرک ہے اور روح  
کا دہاں حاضر جاننا شرک ہے۔ پھر ان سب کا جواب اور چلنا پھر تار و حول کا دلائل قویہ سے ثابت کرنا  
اور یہ بھی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچتی ہے محفل مولد شریف کی اور قیام کے شبہات کا  
جواب اور تحقیق کہ قیام قیام اسوا سے نہیں کہ روح مبارک تشریف لاتی ہے بلکہ قیام چند وجوہ سے  
شرع میں پایا گیا ہے لمعۃ سابعہ یہ اعتراف من کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم غائب ہیں الفاظ حاضر  
مخاطب ان کے واسطے بولنے کفر میں پھر اس کا جواب دلائل قاطعہ سے اور ثبوت اسکا عہد صحابہ  
سے اب تک لمعۃ ثامنہ اعتراضات متفرقہ پھر اس کا جواب لمعۃ ناسعہ اسلئے مبارک حضرت  
عالی درجات فقہار و محدثین مجتہدین علی برکاتہم تفسیر مولد ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم پر صحابہ اہل بیت  
استہ جمعین نور چہلگیریں تقریبات رشیق و تمیقات ازیق جو اس عصر کے علماء و فضلاء ربی تحقیق  
و تدقیق و نیز بعض عنایت فرمایا ان شفیق نے رقم فرمائی ہیں مولف رسالہ ہذا بسہ ہما اہل اسلام  
کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ میں ایک مرد مریض و فقیر و کم طاقت حوائج علانیہ سے عذرا غرضت بول  
تو رات سے دم بھر غالی نہیں۔ جنگ و جدال القلیح اوقات سے بچتا ہوں کیونکہ میں کوئی بارستہ مزاج  
اے بانی نہیں۔ اپنے کاروبار کو اصلاح دین کے لئے چھوڑ کر رسالہ لکھتا ہوں۔ اسے اہل اسلام شد  
نظر انصاف سے اسکو دیکھو نصابت کو ہرگز دخل نہ دیکھو اگر حق سمجھ میں آ جاوے قبول کیجئے اور قبول سابقہ سے  
رجوع کرنے کو کسر شان مت سمجھو۔ اور اگر مدتوں کی جی جوی اول سے نہ لکھو تو اتنا ضرور دیکھو کہ طرف ثانی  
کی تشفی سے زبان سنبھالیو س مرا بخیر تو امید نیست بد مر سال۔ جو لوگ باقتدائے سلفت صالحان

امور حسد کے قائل ہیں ان کے پاس اپنی تقویت میں بہت دلائل ہیں اور اولیٰ شرعیہ سے مدلل ان کے مسائل ہیں فوراً قائل میں پانچ لمبے ہیں لمحہ اولیٰ میں نقل ہیں کچھ عبارتیں مفتیان قتاہ سے انکاری کی۔ **قال** انتقاد محفل میلاد اور قیام وقت ذکر پیدائش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قرون ثلثہ سے ثابت نہیں ہوا پس یہ بدعت ہے اور علیٰ ہذا القیاس بروز عیدین وغیر عیدین خوشی نہ بخیر میں فاتحہ مرسومہ ہاتھ اٹھا کر پڑھنا نہیں گیا البتہ نیا چرخن المیت بغیر تخصیص ان امور مرقومہ سوال کے شدہ ساکین و فقرا کو دیکر ثواب پہنچانا اور دعائے استغفار کرنے میں استیفاء منفعت ہے اور ایسا ہی حالی سویم دہم چہلم وغیرہ اور پنج آیت اور چنوں اور شیرینی وغیرہ کا عدم ثبوت حدیث اور کتب دینیہ سے قلاصۃ کہ بدعات مختصرات ناپسندہ شرعیہ ہیں (مولوی خلیفہ اللہ صاحب) (مولوی شریف حسین صلی) (مولوی ابی بخش صاحب) (مولوی محمد یعقوب صاحب) (مولوی محمد رفیع دیوبند) (مولوی محمد محمود صاحب) (مولوی محمد رفیع دیوبند) یہ عبارت فتویٰ اول انکاری صفحہ ۳۲ اور فتویٰ ثانی انکاری صفحہ ۳۲ میں ہے **قال** جوابات سب صحیح ہیں حال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل بدعت ضلالہ وکل ضلالہ فی النار (کتب فقیر محمد عبدالخالق دیوبند) یعنی عنہ فتویٰ اول انکاری صفحہ ۳۲ و فتویٰ ثانی انکاری صفحہ ۳۲ **قال** ایسی مجلس ناجائز ہے اور ہمیں شریک ہونا گناہ ہے اور خطاب جناب فخر عالم علیہ السلام کو کرنا اگر حاضر ناظر جان کر کرے کفر ہے ایسی مجلس میں جاننا اور شریک ہونا ناجائز ہے اور فاتحہ بھی غلات شدت ہے اور سوم بھی کہ یہ سنت ہنود کی رسوم ہے البتہ ثواب پہنچانا اموات کو بلا قید و اسے اسکا منافع نہیں۔ نقطہ واللہ تعالیٰ عالم (رشید احمد صفی غنہ کنگہ) یہ عبارت فتویٰ اول انکاری صفحہ ۳۲ و فتویٰ ثانی انکاری کے صفحہ ۳۲ میں ہے **قال** التزام مجلس میلاد بلا قیام و روشنی و تقایم شیرینی و قیودات الایمنی کی شدت سے غالی نہیں ہے علیٰ ہذا القیاس سوم و فاتحہ بر طعام کم قرون ثلثہ میں نہیں پائی گئی۔ فتویٰ اول انکاری صفحہ ۳۲ و فتویٰ ثانی انکاری صفحہ ۳۲ **قال** مجلس ہونو جیسا کہ اس زمانہ میں اس حدیث کذا فیہ مشہورہ کے ساتھ مرقع ہے یعنی جمع ہونا اور غلط ملط ہونا چھوٹوں بزرگوں بلکہ عورتوں اور مردوں کوں کا اور پڑھنا اشعار کا گائی میں اور چرمنار وایتوں مضمومہ کا جو بالکل بے اصل ہیں و بیدین لہجہ طالب اللہ خالو کوں روپیہ کمانے کے واسطے ان کو کھڑکھڑا ہم الناس کی تیخ کے لئے اپنی باتوں کو چکنی چڑی کرنا چاہا اور ہرگز ناکس نہیں بلانا خواہ وہ لوگ بیاس اور پیراوسے بڑے غلات شرع کے پتے ہوئے ہوں اور خواہ وہ کسی منڈا سے ہوئے ہوں۔ یہ عبارت صفحہ ۳۲ و فتویٰ ثانی انکاری میں قوم ہے **قال** یا یہ وجہ کہ روح پاک علیہ السلام





اور میں نے جو لکھا تھا وہ بہت کم تھا لیکن وہ بھی میرے طرک کے خلاف تھا کیونکہ طبعِ شیعہ سے بہتر اہل ہر ایک کے سلامت  
 روی نکلتا ہوں۔ یہی وجہ تھی جو میں نے اپنا نام انوارِ صاطعہ بطور تشنگہ تیر و سو دو میں ظاہر نہیں کیا تھا آخر کار  
 لوگوں میں خود بخود چرچا ہو گیا تمام شہروں میں یہاں تک کہ ملکِ عرب میں بھی یہی نام ظاہر ہوا کہ منظر سے زاد  
 اللہ شرفاً و تعظیماً جنابِ مرشدی و مستندی و سیدی و محمدی ملاذوی و زیدی خیم و دی و جدی و مرشدی علیہ السلام  
 شیخ المرزا کا مکمل شریعت و احکام و طریقت و پناہ معرفت و سنگاہ حقیقت اکثرا المولیٰ کا حفظ و الحاح علیہ جعفری جلیل الشرف  
 و لدہ عوبہ حاجی شاہ امداد اللہ تعالیٰ مدی الامام و الیائی کا یہ ارشاد سنگتہ تیر و سو چار ہجری میں یہو پکا کہ انور  
 صاطعہ کے مسائل لائل مجہ کو پندائے لیکن رضی کے خلاف یہ بات ہے کہ اور علماء ہم عصر وہم تافلہ کی نسبت بعض الفاظ  
 شیعہ لکھے یا در باب تحقیق سے معید ہے میں اسکا عند پیش کیا کہ ابتداً اور صریح ہوئی لیکن پھر یہاں ادا کس طرح ہوتا  
 آپ تو اسی وجہ کی نصیحت فرمائیے کہ آپ جس مقام پر پہنچے اپنی خودی کو مٹائے ہوئے اپنے نفس پر جاہل و نادان  
 لوگوں کی ایذاؤں پر صابر و صبور و شاکر قبول الکافیین انقیاد و العاقبتین عن النابین آپ کا شیوہ اور دستور  
 زبان پر یہ بات جاری و لعلن صبر و عنقرین ذلک میں عنقرین الذمور المحمل میں نے حضرت کا قرآن مان لیا  
 اور مولوی فہیل الرحمن صاحبِ جہانِ امام میں وہاں موجود تھے حضرت سے شنوی شریف پڑھتے تھے میں نے ان کو  
 ایک خط ان امام میں لکھا تھا اسی میں یہ مضمون لکھا تھا کہ حضرت سے عرض کرو کہ جو الفاظ تیر و تنکس کی نسبت  
 لکھے گئے ہیں ان کو نکال دو لیکن اور فریق ثانی جو کچھ زبانِ عادی کر چکے ہیں اور اگر یہ جیل سپر صبر کر کے انتقام  
 لو لگا۔ پھر اسکے جواب میں حضرت مرشدی کا جو کراہت نامہ تقدس شامہ صادر ہوا نقل کرتا ہوں۔ وہ یہ ہے  
 عزیز و محبی مولوی عبدالمسیح صاحبِ دہم حبسکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بعد دعائے اندیاد  
 علم و اخلاص کثوف باور بالطلوع مضمون خط شاہک پرنسپل الرحمن زشتہ بود یہ نہایت محفوظ شدہ ہے کٹر کار  
 معاملہ بخدا کے عظیم بذات اللہ وفاقاً و نیست لازم آئے کہ ان کتاب انوارِ صاطعہ خود کلامیکہ دہان نیز علمی و غنیانسانی  
 شدہ باشد کہ اس از طرز تحریر اصحاب تحقیق در باب تہذیب بدیہ است ۱۱ سہلے براور ان طریقت خود و حجات داسا  
 و دیگر کہ از فرشتانی صادر شدہ باشد خارج نماید و مضمونیکہ نہایت کم و بین اللہ تعالیٰ باخلاص و ہوائے اظہار امر حق  
 باشد باقی و از انشا اللہ تعالیٰ مقبول قرار شد و اگر کسی تیر و یاں چیز سے فرید شاہ ہے تحریر جواب ابو اب فہود  
 چرا کہ قصد شاہ اظہار حق بود و ظاہر شد و میں و فی الحقیقت نفس مطلب کتاب موافق مذہب و مشرب فقیر و ہر گاہ  
 فقیر است خوب نوشیدہ اکرم اللہ خیر محمد اللہ تعالیٰ مادشاہ مسیح مومنان را در ذوق و شوق و محبت خود داشتہ

کراہت نامہ جنابِ حاجی صاحب



حسن خاتمہ نصیب کئے۔ ۱۰۔ الہامی الاغ فیہ اعداد الشریعۃ عن محمد بن محمد ۲۲ شوال سنۃ ۱۰۰۰ مکتبۃ الشریعۃ مکتبۃ محل عمارۃ  
الباب انتہی ۱۰۔ ایک خط مولوی خلیل الرحمن صاحب کاکہ معطر سے آیا آپس لکھا تھا کہ حضرت مرشدی ارشاد  
فرماتے ہیں کہ جب دوبارہ کتاب انوار ساطعہ مطبوع ہووے پانچ چھ نسخہ ہمارے پاس ضرور روانہ کریں بہ انتہی  
احمال بعد از دو صحیفہ شریفہ حضرت مرشدی دستندی کے مجھ کو فرصت نظر ثانی کی نہ ملی بہتہ علیہ بہ بات ملتوی  
رہی جب خطا ہر طرف سے طلب انوار ساطعہ میں آنے لگے مجبور ہو کر یہ تحریر کتاب دوبارہ مطبوع ہو جانا چاہیے  
سنۃ ۱۰۰۰ میں نظر ثانی شروع کی حضرت مرشدی و مولائی کا ارشاد زبانی بعض آئندہ گان مکتبۃ چارپانچ  
مقام کے لئے تھا میں نے یہ کیا کہ ہر مقام سے جس فقرہ کو موجب ملال سامع سمجھا نکال دیا حتیٰ کہ مانیوں کی طعن  
آئیز ہمارے میں جواب کل خارج کر دی گئیں کہ : انکے الفاظ بیحد انوار ساطعہ میں نقل کیے جائینگے نہ ان کے  
جواب میں ہر اسی طرح کے الفاظ جواب ترکی ہو کر آئیے بلکہ اس پر اختصار کیا گیا کہ فریق ثانی کی جن عبارتوں کو بلا کر  
جواب لے دئی میں بطور نمونہ لکھ دیا مجھ کو رضا جوئی حضرت مرشدی و مولائی کی بجاں و دل منظور ہے فیصل  
ارشاد مرشدی میں قصور کرنا سراسر قصور ہے تعجب کرتا ہوں ان لوگوں کے حال پر جنہوں نے شہر میرٹھ کے مطبع حقیقۃ  
العلوم میں اشتہار چھاپ کر شائع کیا کہ فلاں فلاں عالم نے جناب حاجی صاحب یعنی حضرت مرشدی و  
دستندی سے بیعت نہ منوں میں کیا ہے نہ شریعت میں مائی اخذ و اگر وہ دیکھ اس گفتگو کو اپنے ہی کسم کہنے میں  
بھی سکوت کرنا لیکن جب یہ بات مطبوع ہو کر منتشر ہوئی اور کسی صاحب نے اسکی تلافی نہ کی تو مجھ کو اسکا ادھیسا  
کر ہمزور ہوا واضح ہو کہ بقوت کی چار منزلیں ہیں شریعت طریقت معرفت حقیقت جب بقوت  
کی بیعت ملان لی تو چاروں میں بیعت مان لی پھر ایک منزل سے خارج ہونا عجب افسانہ ہے ان ہذا الشیخ عجا  
اور حضرت کی بیعت شریعت سے کیوں انکار کرتے ہیں حضرت کو اتباع شرع شریف میں بڑا اہتمام ہے اور  
مسائل فروع و اصول قاعداہل سنت میں تحقیق تام ہے پس آپ عارف بھی ہیں اور عالم بھی اور عالم شریعت  
ہونے کے لئے علم فلسفہ وغیرہ کی حاجت نہیں بناؤ علیا کہ حضرت کہ : طلق و مہولات میں مراد لست نہیں تو  
کیا حرج ہے منطق ایک آگہ ہے جس سے خطرات فی الفکر سے آدمی محفوظ رہتا ہے۔ میر سید شریف رحمۃ اللہ  
علیہ نے خود تصریح کی ہے جو لوگ من عند اللہ موجد ہیں بنفیس قدسمیہ وہ علم حقانیت میں محتاج فکر و فکر کے  
نہیں ہوتے فیثی ان کو منطق سے کچھ کام نہیں ان کے ذہن میں حق سبحانہ اس حدس پیدا کر دیتا ہے کہ حجت  
سہادی سے مقاصد کو پہنچ جاتے ہیں بلا فکر و فکر جس شخص کو یہ بات آزمائی منظور ہووے تب جو وقت حضرت

شفیق شریف کا درس دیتے ہیں اس وقت دیکھیے اور معلوم کریں کہ جن مطالب میں بڑے بڑے حقوقی  
 مستحکم ہیں آپ ایک اشارہ میں عمل فرمادیتے ہیں حتیٰ کہ حق تعالیٰ نے آپ کی ذات کو جامع علم شریعت  
 و طریقت بنایا ہے اور یہ نحیف شریعت اور طریقت ہر طرح حضرت سے اعتقاد رکھتا ہے اس لئے تعمیل ارشاد حق  
 کی کیا آوری اور جب بھی اس کتاب میں نظر ثانی کریں جو عبارت طعن و تشنیع آمیز تھی لکالی لیکن  
 جب قلم ترسیم پاس و جو خاص ہے اٹھایا تو پھر بھی عمل میں آپ کا بعض بیان جو کچھ ہماری مطالب  
 اصلیت کے موقوف علیہا نہ تھے مثل کیفیت تعمیر مسجد و بند و مسئلہ سماع و حق و غیرہ مٹائے گئے اور جو  
 مزید مطالب تھے انہیں بڑھائے گئے اور بعض مضامین جن کو انہیں ایک عبارت سے دیکھتے تھے دوسری  
 عبارت سے سمجھائے گئے اور اولی التوفیق و بیدار متا تحقیق لمعہ شامہ میں حاصل ہے براہین قاطعہ  
 کا واضح ہو کہ جب مسئلہ میں انوار ساطعہ مطبوع ہو کر مطبوع خانہ میں آیا اکثر شائقین حق طلب  
 نے دور دور سے کسی نے قیہ کسی نے بدیہ منکا کہ مطالعہ کیا اس قاصی بلاد و اماکن عبادت سے بہت شکر  
 کا مضمون لکھا آیا کہ الحمد للہ ہم نے اس کتاب کے سبب بہت مساعیات و ادہام و تشکیکات سے ان  
 کلی پایا پھر دو برس بعد یعنی مسئلہ میں ایک کتاب بہا میں قاطعہ بجا اب انوار ساطعہ مطبع ہاشمی  
 میرٹھ میں بھی اس پتہ سے کہ یہ کتاب جب الامرو لوی رشید احمد صاحب گنگوہی مطبع ہاشمی  
 مقام اطہار نام مؤلف میں ان کے مزید نوی فیصل احمد صاحب فیضی کو نام ہے اور ختم کتاب پر لکھا  
 رشید احمد صاحب ہوصوف کی تقریظ واسطے تصدیق جواب و تائید و تحسین کتاب کا زیب ارقام ہے لکھا  
 میرے بعض احباب و نیز بعض علماء دہلی و پنجاب و غیرہ نے خطوط لکھے کہ تم براہین قاطعہ کا جواب کیا  
 نہیں لکھتے یعنی اس کتاب میں تحقیق حق بلکہ غلط فہمی کو ظاہر کیا ہے نہ کوئی دلیل معقول نہ موزوں  
 جواب صرف کلمات غیر مضرب اور نامصواب کے کتاب کو بھر دیا منافقت میں کوئی غلط فہمی نہیں رکھا جو اس  
 نہیں لکھا اگر ماری کتاب کا انتخاب ہو تو غالباً مضمون سب بستم و غیظ و غضب میں نصبت کتاب ہو  
 اس کتاب کا جواب لکھنا بہت ضرور ہے میں نے کہا نہیں لکھا جواب چند وجود سے سکوت منظور ہے وجہ  
 اول یہ ہے کہ حضرت مرشدی جناب حاجی صاحب اہام اللہ ارشادہ تحریر جواب ابجواب خواہ اسی  
 کتاب کا جو یا کسی اور سالہ نامصواب لکھا عموماً باقتضائے دفع نزاع مانع میں چنانچہ رقعہ ہدایت رقعہ  
 حضرت کا لعلہ ثانیہ میں منقول ہو چکا۔ مزید برآں یہ کہ علامہ ذی جاہ و شہیر بلا سنتہ والا خواہ استاذنا

الحمد للہ العالیٰ رحمۃ اللہ الہندی المکرر نوی مخم اعلیٰ خضاشہ بانوار الجلی والضحیٰ نے بھی ایک  
 نامہ رحمت ختم ساسی مفہوم میں روانہ فرمایا ہے چنانچہ مجھے منقول ہوتا ہے رخصت مولوی صاحب  
 شفیق عالم مولوی علیہ السبع صاحب سلامت سلام سون کے بعد مرام ہے کہ آپ جو قدیم سے  
 محبت اور بے تکلفی ہے اسے نکھتا ہوں کہ جواب کی اور مولوی رشید احمد صاحب کی مخالفت حد کو پہنچائی اور  
 تحریر بھی باثری سختی سے ہوتی ہے اسلئے ملاحظہ علیہ صاحب جو حدس دوم حدس فقیر کے میں ملن کو دہلی  
 سے چندی واسطے لینے زمرہ و درون کے چکر کار چھتاری سے وصول نہیں ہوا لیکن مزہ تھا سو کٹر  
 تاکہ کی گئی کہ جاتے یا آتے آپ بھی میرے میں ملیں سو وہ ملاقات کر کے زبانی بھی آپ کے کہیں گے کہ یہ فقیر  
 جتنا ادب سکے وہاں اور ہرگز نہ بڑھائیو فقط سلام ماقم آتم محمد رحمۃ اللہ انکے منظم انتہی جیسا کہ  
 استاد اور پیر دونوں کا ایک ہی اسناد ملک واجب ملا صاحب مینی عرب کے آئے تو بندہ کس طرح اب اس باب میں  
 قلم اٹھائے۔ وجہ ثانی یہ کہ شروع میں جب مانعین نے مولد شریف کرنے والوں کو احق اور فضال اور  
 کھنڈیا کے جنم کرنیوالوں سے بھی بڑھ کر لکھا اور یہ کل دور و روز یعنی رستم و شام و مقصد دین و حرمین شریفین  
 و بیت المقدس و حیرہ کے سارے غنیمت اور شایعہ کرم اگلے پھیلے ایسا ناموات غرض کہ جمع ذرات با برکات  
 تک پہنچا تھا تب ان سب کی براست اور مذہب حق کی نصرت کے لئے میں نے رسالہ انوار ساطعہ لکھا تھا  
 اور اسی غلام میں نیت و انتصارت کی باعث یہ سالہ طالیان حق میں مستعمل ہوا مشہور ہوا اور شہرہ کا  
 دور دور ہوا اب جو کتاب براہین قاطعہ بھیجی ہے تمام لعن و لعن دھیرہ سے بھری ہوئی ہے نہ کوئی مفہومان  
 سنجیدہ نہ سوز وں تقریر و جہانک نظر کیجئے میری ذات خاص کی توہین و تحقیر بالاعلیٰ میں اپنی لفظ  
 کا انتقام نہیں لیتا ان کے الفاظ شلیل کا جواب نہیں دیتا حدیث خیر الامام علیہ السلام سے  
 ہم معلوم کر چکے ہیں کہ جب تکسان اپنی برائیوں کو سن کر چپ مہتا ہے اسکی طرف سے فرشتہ جواب دیتا ہے  
 اور جب یہ خود جواب دینے لگتا ہے تب فرشتہ جو انتقام کو آتا ہے چپ ہو کر اپنی ماہ لیتا ہے اسلئے کہ وہ  
 نہیں کہ میں ذات خود اپنے نفس کا انتقام لوں اب یہی اچھا ہے کہ قلم کو جواب سے تمام ہوں وجہ ثالث یہ کہ  
 کہ جب براہین قاطعہ چھپ کر ادھر ادھر شائع ہو اسی اس کے قلعہ میں نے انوار ساطعہ کو بجا کتنا شروع کیا  
 تب میں نے اپنا سالہ انوار ساطعہ ملا عصر کی خدمت میں بھیج دیا تاکہ اس کا ملاحظہ من مولیٰ افریقا  
 حرف فرمائیں اگر مفہوم درست اور محبت چست پائیں تو اپنی تصدیق اور ترقیم تقریف سے اسکو حرمین



فرمائیں چنانچہ ہنسے بڑے شہر دہلی کے نامی اکابر فضلاء اور دور کے مشاہیر علمائے اس کتاب کو  
بالاتفاق پسند کیا اور ترقیم تخریفات سے اس تحیف کو سرحد بند کیا ان تقاریط سے یہ ہوتا ہے کہ انوار قاطعہ کا  
دعویٰ اور دلیل سب درست و بجایا ہے چنانچہ وہ تقاریط نوچہارم میں انشاء اللہ تعالیٰ ہم پر قوم کر لیا اور  
ناظرین انکے مضامین بلاغت آئین معلوم کرینگے پس ہم کو جواب دینے براہین قاطعہ کی کیا حاجت ہے ہمارے  
مضامین پر کثرت سے اجماع ہونا سلف و خلف کا اور نیز اتفاق اسوقت کے علمائے ذی شرف کا کافی حجت  
ہے و جدہ را لبعہ یہ ہے کہ مولف براہین قاطعہ نے بہت مضامین ایسے لکھ دیے ہیں جن سے اکثر اہل اسلام  
ستوحش و نفور ہو گئے مثلاً یہ مسئلہ براہین قاطعہ میں ہے کہ جو کوئی یوں کہے کہ خدا تعالیٰ کا جھوٹ ہونا ممکن  
ہے اسپر ظہن کرنا جہالت ہے مسئلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جلد بنی آدم کے بھائی ہیں الی آخرہ۔  
قیدانیمان کی بھی شرط نہ رکھی جو آپ کریمہ ائما المؤمنون آخرۃ سے بعض آدمی ثابت کرتے تھے مسئلہ و ترکی  
ایک رکعت کو قوت ہے مسئلہ جو کوئی آٹھ رکعت قنوت کو سنت جانے نہ میں کو وہ قابل عترت نہیں  
مسئلہ ۲ دیوبند کے مالوں کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یوم ہندی ہونا آگیا مسئلہ احرار میں شریفین کے علماء  
کو رشوت دیکر جو چاہو فتویٰ لکھالو ان خرد پس گوید: ہر مذہب سے حکمرانوں اللہ فاولئک ہمہ الکا نورک کے  
مصادیق ہیں مسئلہ ۹ حرام کا ذہب معین نہیں ہوتا الی آخرہ یعنی سب لاد مذہب ہوتے ہیں اور یہ تھا ہر جہ  
کہ دنیا میں زیادہ تر عوام ہیں اور جو خواص ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم کو خود بصیرت حاصل ہے چنانچہ فرقہ فخریہ عقیدہ  
کی زبان پر جاری ہے پس خواص بباحث علمیت اور عوام بباحث نادانیت عقاید سے نکل گئے تو عقیدہ  
۱۰ جب اجماع مدت سے چلا آتا ہے کہ عمر گنی الیہ مسئلہ ۱۱ یہ وقت پر شور و شر میں لکھنا خلعت میں رنگ  
لگانی ہے۔ مسئلہ ۱۲ اختلاف فی بلاغہ و رتبہ بھی جائز ہے تاہم یہی عقاید امام غامدی واجب نہیں جس کا  
جی چاہا بلا ضرورت مسئلہ کسی امام کا لے لیا صحت جھسکا ایک شاخ فوت ہونے کا اندیشہ ہوا اسکے ذمہ سے حج  
ساتھ ہو جاتا ہے۔ سنگار حیلہ طلب آدمیوں کے لئے ابھی و شاہد لکھ دی وہ کہہ دیا کرینگے کہ ہم سے جہانزاد  
اونٹوں کے سفر میں بیشک تمنا وادانہ ہوگی بناؤ علیہ ہم کو جانا حج کے لئے ضرور نہیں اسیں کیا حکمت ہے  
کہ ایک فرض ادا کرنے کو جائیں دوسرا تصنا ہو جائے مسئلہ ۱۳ ہندوستان کے آدمی صدقہ اسماء دنا کرتے  
ہیں دوسری جگہ لکھا مسئلہ ۱۴ اگر الیہ شرک لکھ تو صدقہ اُن کا بھی اور ریائی اور ان کو مشرک ٹھیرایا۔  
مسئلہ ۱۵ اور ہندوستان کے آدمی تعین تاریخ میں تشبہ ہستہ دہرتے ہیں و تشبہ کو دوسرے مقام

صحت پر لکھا کفر ہے۔ گویا سوم و چہلم کوئے واسے کافر پھیر گئے یہ کیسی یہ انصافی اور زبان ڈوری ہے کہ سب کی نسبت حکم دیا و رسم و تشبہ پانہنو کا ویدیا حد کا محفل مولد شریف کرنے واسے کنہیا کا جنم گزیر والوں سے بھی برتر حکم ہیں وہ تو سال بھر میں ایک بار کرتے ہیں یہ جب چاہتے ہیں خرافات فرضی اور سانگ و ولادت کا کر لیتے ہیں ان کا صل بہت مقامات پر ایسی ایسی تقریریں دل آزار رقم کی ہیں جس سے اہل اسلام علما و غیر علما سب کبیدہ و خاطر ہو گئے کوئی فلم سے کوئی زبان سے ہر شخص حسب استعداد و اکن کے مسائل کی تردید کر رہا ہے جب اس کتاب کی یہ حالت ہے تو مجھ کو جواب لکھنے کی کیا حاجت ہے ہاں جو کوئی مشہر صاحب براہین قاطعہ کا واجب الدفع سمجھا جائیگا اب نظر ثانی کر رہا ہوں خاص میں اپنی انوار ساطعہ میں اس شبہ کو لکھ کر حل کر دیا جائیگا وجہ خاص یہ ہے کہ مؤلف براہین قاطعہ کو اگرچہ نبھا ہر میرے مسائل و دلائل پر شدت سے انکار ہے لیکن یہی انکار میں خاصی طرح اقرار ہے چنانچہ ص ۱۷ میں آپ لکھتے ہیں روایات مستدرجہ انوار ساطعہ کی بابت (آپ کی سب روایات منقولہ مسلم ہیں) دیگر صلا سٹا میں لکھا جمیع بین العبادتین کا کوئی منکر نہیں الی آخر ہم کہتے ہیں فاتحہ و اطعام طعام میں جمیع بین العبادتین ہی تو ہے و دیگر صلا سٹا ہر روز ثواب پہنچانا اور عیدین کو در شب ہر وقت و کبھی دو ست ہے الی آخر یہ سچا فاتحہ و طعام میں ایام میں ایصال ثواب ہی کے لئے تو ہوتا ہے و دیگر صلا سٹا میں لکھا کہ جو فقراء کے واسطے ہو بطور صدقہ تو نفس طعام مباح جو فقرا کو اگرچہ نصیب ہو م کی بدعت ہے انہ صلا سٹا اگرچہ طعام صدقہ ہے اور ثواب پہنچانے کا اس فعل نصیب کی وجہ سے مکروہ ہو گا الی آخر صلا سٹا میں اس عمل کے بدعت ہونے کے قائل ہیں نہ کہ ایسی صورت میں منکر و موصول ثواب کے۔ و نیکیے ایصال ثواب عینات مرد و بدہند میں بھی ہو جائے تنہم کہ اور نصیب کو بدعت کہا سو ہم بدعت حسنہ کہتے ہیں۔ و در داخل انوار ساطعہ میں مذکور میں و دیگر صلا سٹا ۱۳ سلاطین شغال کو متقدمین سے لیکر آتن تک بدعت ہے آتے ہیں اور نسبت کا رنگ بھی بدلتا رہتا ہے مگر اصل مطلق واحد ہے الی آخر۔ یہی جواب ہمارا فاتحہ و اطعام میں ملتا و شریف میں ہے کہ اصل مشق جامعہ بگورنگ اور طریق بدل گیا و دیگر صلا سٹا ۱۴ میں انہیں بدعت و ولادت کو بڑا کہیں اور نہ ذکر ولادت کو منع کریں بلکہ ایسا مستحسن ہیں الی آخر و دیگر صلا سٹا ۱۵ میں ہے کہ فرحت ولادت خیر عالم میں جس قدر کیا جائے وہ بوجہ مشروع وہ بخیر و بے الی آخر و دیگر صلا سٹا ۱۶ میں بدعت حسنہ شدت ہی ہوتی ہے اسکو باعتبار خیر اور شیوع کے کہا جائے الی آخر۔ پس ہم کہتے ہیں فاتحہ و اطعام اور مولد شریف

اور نول سنت ہیں کیونکہ ان کی مجلسیں قرونِ تلمذ سے ثابت ہیں گو ظہور اور شیریں ان امور کا ہیئت  
کہ انہی بعد میں ہوا پس اس ظہور خارجی اور شیوع کے سبب ان کو بدعت حسنہ کہنا چاہیے نہ بدعت  
مسئلات و یکر صلاۃ رکھانے اور شیرینی کی بحث تو چند دفعہ ہو چکی کہ اصل اُس کی مباح و تنہی میں  
اور تاکہ مروج سے کراہت پیدا ہوئی۔ یہ ذکر ہے کھانے اور شیرینی محل مولد شریف کا دیگر وقت سے  
قیام مباح تو تھا مطلقاً اور تعظیم شان ذکر فخر عالم علیہ السلام کے واسطے مستحب بھی تھا مگر جبلا کے  
تقدیم اور تنہی میں اور عوام کے سنت اور بدعت جو تھا صلاۃ سے اور مولد کبیر وغیرہ میں جو  
استحسن کہا ہے (یعنی قیام مولد شریف کو) تو اصل مطلق کے فرد کی وجہ سے کہا ہے بلکہ غالباً  
عروص میں قید اور تاکہ کا ہوا تھا بخلاف ہمارے زمانے کے انکو ویکر صلاۃ سے تاویل علی کی ہے  
کہ وہ ذکر مطلق کے فرد کی وجہ سے قیام کرتے تھے اور تنقید مطلق کا درجہ اس قیام میں نہیں تھا اور نہ  
عوام کا اندیشہ تھا لہذا جائز جانتے تھے اب وہ اس نہیں۔ مگر وہ ہو گیا دیکھئے قیام کو بھی مان لیا باقی ہے  
بات کہ اب کردہ ہو گیا سو یہ ان حضرات کے اجتہاد سے کردہ ہوا اسکو ہم تسلیم نہیں کرتے تو غیر مذکور  
یا رسول اللہ جو بعض اشعار تصانیف میں مذکور ہے اُس بات پر کہ ان میں سے کسی میں صلاۃ سے کھانا ہے اگر  
ذات فخر عالم کو ماضی نظر بالذات کوئی عقیدہ کہ تو مشرک ہوتا ہے اور اگر یہ عقیدہ نہیں بلکہ محض  
محبت میں کہتے ہیں یا جو اسکے رُکھن میں صلاۃ و سلام میں ہے تو ملائکہ آپ تک پہنچا دیں گے اور جو  
بدون اُس کے ہے وقت عرض اعمال کے پیش ہو تا وہ گناہ کا تو جائز ہے انکو دیکھئے یہ مطالب لکھے  
ہوئے انوارِ ساعدہ کے سب تسلیم کر لیتے ہیں اور وہ جو ہر یک بات میں تسلیم کے تھا کچھ کچھ شاخ الکلام  
کی بھی درج کی ہے سو حقیقت اسکی انوارِ طبع میں نہ ظن حق طلب ملاحظہ کریں کہ ہر محبت کی کیفیت  
اپنے اپنے مقام پر کھول دی گئی ہے علاوہ ہر اہل اعتقاد سخن فہم بخوبی سمجھتے ہیں کہ یہ شاخ لگانا ایسے  
ہے کہ جب نام تریدہ انوارِ ساعدہ کا لیا کچھ تو شاخ نکال دینی چاہیے ورنہ سب لوگ کہیں گے کہ یہ کیا رو  
لکھ ہے کہ ہر بات کو مان لیا ہے اور بڑا قائل مذکورین میں تو طبع سے یہ حاصل ہوا کہ بیشتر اکثر نادان  
آدمی ہم سے الجھا کرتے تھے کہ یہ ملا و سر و مکانات معیہ نفل التسلیمات و نیز نفل مقامات بدعت ہے  
اور بدعت حسنہ کوئی چیز نہیں جو بدعت سے نہ فضیلت سے نہ اور جو فضیلت سے نہ فی النار ہے ہر چند  
بہم ثبوت دیتے کہ بدعت و دشمن سے ایک مینہ مذکورہ دوسری حسنہ محمود و لیکن وہ ہرگز نہ مانتے



جب میں نے انوار ساطعہ میں تقسیم بدعت کا قاعدہ مکمل بدلائل شرعیہ ترقیم کیا تو نف براہین قاطعہ سے  
 صحت سے اس میں اسکو تسلیم کیا عبارت ملکی یہ ہے (جو امر بعد فخر عالم علیہ السلام کے حادثہ چھ سالہ قاعدہ  
 نمود ہو تو اذہ مذموم اسی اسکے جواز کی دلیل شرع میں موجود ہو یا نہ ہو سواسکی دو قسم کرتے ہیں قسم اول جو مذموم ہو  
 دلیل جواز کی شرع میں ہے اور دوسری مذموم کہ دلیل اسکی جواز کی نہیں پس قسم اول کو بدعت حسنام  
 رکھتے ہیں اور حق بالسنۃ جانتے ہیں اور دوسری قسم بدعت ضلالت ہے (یعنی وہ کچھ جو اگرچہ مؤلف براہین قاطعہ  
 یعنی مولوی غلیل احمد صاحب انشجوی لکھا اس قاعدہ کو تسلیم کرنا فی نفسہ و نظر الی راتہ : صفا یکسی بشر کے  
 نزدیک مخالفین یا موافقین میں قابل اعتماد و استناد نہ تھا لیکن چونکہ ان کا پسب سورہ حقیقت لکھے ہوئے  
 مولوی رشید احمد صاحب لنگوی کے افشاکس تنویر نادوات و افاضات سے منور ہے اور پھر پشترطاً ہر تقریب  
 بھی ناکی آخر کتاب میں یہ جلوہ تصدیق جمیع مسائل و دلائل جلوہ گر ہے بناظر علیہ اس کتاب کا ہر مضمون بقاعدہ  
 مشہورہ نہ تھا مگر مستفاد من نور الشمس مولوی رشید احمد صاحب ہی کا مضمون متیقن ہو کہ باریک و ضلال  
 نواح میں جمیع مانعین کے نزدیک مستند و معتبر ہے سمجھ شد کہ مانعین کو اپنے ایسے مسلم الثبوت کی زبانی  
 ہمارے قاعدہ کی تصدیق کامل ہوئی وہ ہم ناکی سے خوشی مانی یعنی سے نجات کلی حاصل ہوئی دوسرا  
 قاعدہ براہین قاطعہ سے : جو کہ بعض صحاب علم و نظر اگر تقسیم بدعت کے قائل بھی ہوتے تھے تو یوں  
 کہتے تھے کہ بدعت حسنام ہے تو بس قرون ثلثہ تک ایجاد درست لا کلام ہے اور بعد قرون کا ایجاد یا  
 ضلالت اور حرام ہے : جسے سکھانا تو انوار ساطعہ میں کامل کیا اور بدلائل شرعیہ ثبوت : یا کہ ایچہ : کہنا اس  
 امر کا جو کہ غیر اور بعد ہے جائز ہے گو قرون ثلثہ کے کتنا ہی بعد ہے چنانچہ اسکو بھی نیافت براہین قاطعہ  
 نے صلاۃ میں تسلیم کیا عبارت : ہے جسکی جواز کی دلیل قرون ثلثہ میں موجود وہ جز یہ ہو تو غازی ان  
 قرون میں ہوا یا نہ ہوا اور خواہ اسکے جنس کا وہم و خالاج میں جو ابوہ ہوا اور وہ سب مستند ہے ان بخیر : پھر  
 اسی صلاۃ میں گیارہ سطر کے بعد لکھتے ہیں : کیونکہ تاکید شخصی کی دلیل قرون ثلثہ میں موجود ہے نہ وجود ناہی  
 لکھا کبھی جو اس ہم کو بحث نہیں الی آخر پھر پانچ سطر کے بعد تھا لہذا بالیقین وجود وجہ بنیہ و تحید شخصی کا  
 بعد ذات قرون ثلثہ کے ہوا اگرچہ وجود شرعی اس کا قرون ثلثہ میں ثابت تھا الی آخر وہ کیسے مؤلف بروہی نے  
 اس مقام میں اقرار کر لیا کہ یہ ضرور نہیں جس امر کا وجود خارجی قرون ثلثہ میں ہوا : وہ منہ ہو جسے بلکہ  
 صحت دلیل جواز کا : جو قرون ثلثہ میں پایا بنا کافی ہے جس کی دلیل کا وجود ان قرون میں یہ ہو

امر ہو جو و خارجی خواہ بھی کسی زمانہ قریب یا بعید میں موجود ہو وہ سب سنت ہے اور حدیث میں بھی بدعت  
 سنت ہی ہوتی ہے اسکو بدعت باعتبار شیعہ اور ظہور کے کہا جاتا ہے چنانچہ اوپر بھی یہ عبارت نقل ہو چکی  
 پس وہ جو بیٹھے ناداقت منکرین جھگڑا کرتے تھے کہ محفل مولد شریف نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع  
 فرمائی کسی صحابی نے کسی تابعی نے نہ تابعین کے تابع نے بنا کر علیہ محفل بدعت سینہ ہے سو یہ وغیرہ  
 اور دلیل اور سب قائل وقیل ان کی تقریر براہین قاطعہ سے باطل رہے ہو گئی اسلئے کہ اس محفل کا موجود  
 ہو جو خارجی ہونا ان قرون میں کچھ ضرور نہیں دلیل جواز کا پایا جاتا ان قرون میں کافی ہے باقی رہی بات  
 کہ کوئی تھوڑی سمجھ کا آدمی دلیل کے معنی یہ سمجھے کہ اگر اس محفل خاص کے نام میراثہ اور انکی کل کیفیت  
 کا بیان بعید تشریحی قرون ثلثہ میں ہو کتاب و اہل بعد قرون جائز ہو گا نہ ناجائز ہو گا خوب یاد رکھو کہ یہ  
 ہرگز مراد نہیں اسکا تفسیر بھی مؤلف براہین قاطعہ نے کر دیا ہے اسلئے کہ انوار ساطعہ میں یہ مضمون لکھا گیا ہے کہ  
 فقیر مدد کیے بھی تم بدعت حسنہ یعنی یعنی ہائستہ اور سنت حکیمہ مانتے ہو چہرہ ایسی ہی محفل مولد شریف اور فائز  
 اسماء بھی ہے اگر یہ اموا سوکت میں ہیئت کذا ثابہ ثابت نہیں فقیر مدد کیے بھی ہیئت و صلت کذا ثابہ و جو حال  
 قرون ثلثہ سے ثابت نہیں اسکا خوب ماہرین قاطعہ حسنہ سنت ہی ہے یہ سنت فقیر مدد کیے بھی محفل کم نہیں ہے فقیر  
 کہ ہر صاحب صفہ طالب علم دین فقرار مہاجرین رہتے تھے مدرسہ ہی تو تھا کہ کافر ہے لہذا اہل سنت ہی  
 ہے ہاں تہذیب ہیئت مکان کی ہو گئی الی آخر وہ اب ہم برہان صاحب براہین قاطعہ کا حال کھولتے ہیں آئیں جو کہ  
 صفہ ایک سایہ دار مکان تھا مسجد نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں اور اصل آگئی یہ بھی کہ تحویل قبلہ سے پہلے مسجد شریف  
 کی جانب شمالی قبلہ تھا جب تحویل قبلہ کا حکم ہوا تو قبلہ اولی کی عمارت کم بھی تھ کہ یہاں فقیر مسکین یعنی بیگانہ  
 گھر بار کچھ نہیں رہا کہ یہ ذکر فی جناب القلوب عن الذہبی اور منتخب لغات میں ہے جسے از غریبان  
 اہل اسلام کہ غلط مذاہب و موضع از مسجد کہ ہالایش پوشیدہ ہو وندی مذاہب و مذہب بخاری میں ہے  
 جب صدقات آپس آئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم صاحب صفہ کو بھیج دیتے اور شگوفہ کے باب فضل  
 الفقراء میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے شہداء صاحب صفہ دیکھے کسی کے پاس چاہہ  
 اور چاہے کہ نہ تھا جس ایک ایک کپڑا تھا کسی کے پاس نظیر تھے باندھنے کو نہ تھا اور کسی کے پاس و پارہ دھنے کو نہ ملتی تھی  
 جسکو گلے میں باندھ لیتے تھے کسی کی آدمی پنڈلی تک لپیلاتے تھے ہتھ پتیا تھا اور کسی کے ٹخنوں تک وہ لوگ اپنے  
 کپڑوں کو سجدہ وغیرہ کی حالت میں سہینا کرتے تھے کہ مبادا مقام سترت کچھ نہ آئے اور دوسرے کو نظر آئے

انتہی اور کام آن کا یہ تھا جو قرآن شریف میں ہے میں عون دجھم بالخلافة والعشی یوید ونا دجھم یا  
 کریمہ دو جگہ ہے سورۃ انفام میں اور سورۃ کہف میں کہا شاہ مفسر نے یہ تیت اصحاب مذبذبن زلزل جوی اہ ایک  
 نماز پڑھ کے بیٹھے رہتے کہ اب دوسری نماز پڑھیں گے اس صورت میں میں عون دجھم کے معنی یہ ہیں کہ نماز پڑھتے  
 میں وہ یہ معنی حضرت ابن عباس اور مجاہد سے بھی روایت میں اور بعض مفسرین نے یہ کہا کہ میں عون دجھم سے  
 یہ مراد ہے کہ دعا کرتے ہیں خدا سے اللہ یا کو کہتے ہیں اسکو یا براہ اسم نعتی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ذاتی تعمیر  
 الکبیر العالم آتشاہ ولی اللہ صاحب بھی معنی اختیار کیے ہیں سورۃ انفام میں ترجمہ آیہ کریمہ مرقۃ العبد فرما  
 ہیں مناجات میں کہندے ہیں دعا کا رخصت یا دعا اور مسامی طلبند روسا اور انتہی اور شاہ عبدالقادر لکھتے  
 ہیں پکارتے ہیں اپنے رب کو صبح و شام چاہتے ہیں اسکا منہ انتہی اور صبح و شام سے مراد دوام ہے معنی  
 وہ لوگ سدا مناجات الہی میں رہتے ہیں اللہ کو پکارتے ہیں اب مدرسہ کا مسئلہ معلوم کرنا چاہیے کہ  
 سب علماء رافضی زنا شا تعمیر مدرسہ کو جائز فرماتے ہیں کسی نے اپنی اصلاح کے موافق سنت حکمیہ و بلحق ہائستہ  
 کہا اور کسی نے بدعت حسنہ قرار دیا صفہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسکی نظیر و دلیل تعمیر ہے اب  
 اصحاب انصاف و عدل خیال فرمادیں کہ اصحاب صفہ کی کیفیت وراثت الہیہ اور طلباء مدرسہ کی کیفیت  
 صدہ داخل میں کیا کیا کچھ تباہین ہے اور اسی طرح بنا صفہ تعمیر مدرسہ میں حقیقہ و منقہ و وضع کا عقد تھا  
 ہے کسی چیز میں اشتراک نہیں نام تعمیر مکان میں یہ کیفیت شغل اصحاب مکان میں بجز ایک بات کے کہ  
 صفہ بھی ایک مکان تھا جیسے سلطان طالبین رہتے تھے مدرسہ بھی ایک مکان ہے جیسے سلمان علی لب رہتے  
 ہیں یہ ایک علت جامعہ مشترک دونوں میں دیکھ کر تمام علما رافضی و مخالف مدرسہ کو جو نزہت کے ہیں چنانچہ صفہ  
 اور علت پر مؤلف برائین اور اسکے مرشدا و مقرر ظنے تعمیر مدرسہ کو جواز مسلم رکھا پس ثابت ہو گیا کہ ارفضیوں نے  
 کے جواز و تحسان کے لئے اتنی دلیل کافی ہے جیسا کہ کل کی سیت و کیفیت مدرسہ کو جواز ہے لہذا جو وصفہ دلیل کافی  
 سمجھی گئی تو تبدیل ہویت بہ رجب کمال ہے جبکہ قاعدہ اس تشریح کو توفیح سے خود صاحب باہین قاطعہ نے تسلیم کیا  
 ہے اب ہم تو انکی کتاب کے رد و جواب کی حاجت کیا ہے ہماری انوار ساطعہ میں مقصود اہل بمطالعہ ہم و لغز ہیں  
 محفل سید الکائنات علیہ فضل الصلوۃ و قاتلہ اموات سورہ دونوں مسئلے تقریر مؤلف برائین سے ثابت ہوئے ہیں ہم  
 کہتے ہیں فاتحہ اموات بطور و ہمہ چلم وغیرہ ایصال ثواب ہی تو ہے اور محفل مولد شریف روایت معجزات ہی تو ہے  
 گو ہیئت بدل گئی اور نام بدل گیا بسطرا مدرسہ یا قرار مؤلف برائین قاطعہ صفہ ہی تو ہے و ہیئت بدل گئی ہے



نام پر لکھا ہوا ان کو بیعت کذابہ ہی میں جمع خواہی مشغول کیا کرتے تھے تو اہل برائین نے تبدیل بیعت دہام  
 صفحہ در باب در تسلیم کر کے کہ ہم کو خروج ہذا کے جاوین سے بھگت بخشی کہ تبدیل بیعت سابقہ کو حق بیعت کذابہ  
 لاحقہ تبدیل نہ مانا تو اس بنا پر علیہ ہم کہتے ہیں کہ فی الحقیقت برائین قاطعہ بنظر غور کیجئے ہمارے مخالف نہیں بلکہ ہمیں  
 موافق مدعا ہے اور جو نے جن مہول دلائل نظر کو شبہ نہ رہی انوار ساطعہ میں جا ہی پایا کہ کیا ہے اہل نظر  
 جہاں ملاحظہ فرمائیے کہ ہر دلیل ہماری دلیل سلفی بدل منصفہ بین میں ہی معلوم ہے کہ جس مقام پر نام اس  
 برائین قاطعہ کا کتاب ہذا میں لکھا تمیز اور فصل کے لئے لفظ برائین قاطعہ لکھو ہی باعث چھوٹے اور شائع کرانے  
 جناب مولوی رشید احمد صاحب لکھنؤ کے لکھا جائیگا اس لئے لکھنؤ سال ۱۰۸۰ بجی سہی بہ برائین قاطعہ ہے جس کا باب  
 در اصل ساطعہ قاطعہ برائین قاطعہ ہے لمعدہ رابعہ میں ذکر سے عمل دو شاخ مسلم الثبوت مفتیان فتویٰ  
 انکاری کا جو تصحیح ہو کہ ان فتاویٰ کے جہد مفتی ہیں وہ معتقد میں ان دو قائلوں کے یعنی مولوی انجیل صاحب  
 دیوبند اور مولوی بخت صاحب دیوبند کے ہیں جنہوں کو ان صاحبوں کے خاندان میں واسطہ دستاویز شاکر دی  
 حاصل ہے اور بعضوں کو مریدی و طہمی اور بعضوں کو محض تقلید اور پیروی پس مولوی انجیل صاحب کا خاندان  
 طریقت یہ ہے کہ دیرید ہیں سید احمد صاحب اور وہ شاہ عبد العزیز صاحب اور وہ شاہ ولی اللہ صاحب اور  
 مولوی اسحق صاحب علم حدیث میں شاکر دیوبند شاہ عبد العزیز صاحب کے اور وہ شاہ ولی اللہ صاحب کے اور شاہ  
 ولی اللہ صاحب سلسلہ اوپر کو اس طرح چلتا ہے خاندان مجتہد میں کہ وہ مرید ہیں اپنے باپ شاہ عبد العزیز صاحب  
 کے اور وہ سید عبد اللہ سے اور وہ سید آدم بخیری سے اور وہ نام ربانی مجتہد دلف ثانی سے اور وہ دوسرے سلسلہ  
 اپنا شاہ ولی اللہ صاحب نے کتاب انتباہ میں یہ لکھا ہے کہ میں نے علم حدیث کیا اور فرقہ نقیض پنا اور  
 خلافت پائی شیخ ابو طاهر سے اور انہوں نے شیخ احمد قشاشی سے اور انہوں نے شیخ احمد شادوی سے اور انہوں نے  
 اپنے باپ علی بن عبد القدوس سے اور انہوں نے شیخ عبد الوہاب شرادی سے اور انہوں نے شیخ جلال الدین  
 سیوطی سے اور انہوں نے شیخ کمال الدین امام کالیہ سے اور انہوں نے شیخ الاسلام ابو النجیل بن الجری شیخ القراء  
 والمحدثین سے انی آخرہ التحمل یہ بزرگواران مندجہ سلاست کو مستند اور مشہور ہیں مفتیان فتویٰ انکاری کے  
 اور نقل کیا ہے ان اسکا کوئی مسلم الثبوت کتب مشائخ شمس انتباہ و قول جمیل وغیرہ سے اور یہ اسلئے کہ ہم جو  
 قول بدریل پیدا کر چکے تو وہ یہ خردان بزرگواروں کی تصانیف میں ہوئی ہاں بزرگواروں کی مسلم الثبوت کتابیں ہیں  
 لمعدہ خامسہ میں اثبات ہے بدعت حسنہ کا قانع ہو یہ مستند ایک صاحب عظیم ہے مہول ذین شہین سے

جسبہ ثابت ہو گیا تو جان کی کئی مسائل قضا و قدر پہلے ہو گئے بنا علیہ ہما اور اسی میں کشمکش کرنے میں  
 بحول باشد تو اتقوا اے طالبان حق جیسا رسول جو کہ سنو کہ بدعت حسنہ بن قضا و قدر میں قول اول  
 ہے کہ جو مرقون ٹکٹہ یعنی صحابہ یا تابعین یا تبع تابعین کے نہ نہ میں دیکھا اور ہمارا دوست چھوڑ دیا ہے  
 ہوا یہ بدعت چھوڑ دینا بدعت ضلالت ہے یہ مولوی جمیل صاحب کے عقیدے کا قول ہے جو ان  
 مسائل میں پیش کرتے ہیں اور قید نظر کی جو رسالہ ذکر الاخرون میں مولوی جمیل صاحب نے لکھی ہے وہ  
 کہتے ہیں کہ ای سالہ میں دو سو سے تمام پر لکھا ہے کہ نظیر کا سمجھنا کام مجتہد کا ہے پس جو کہ بدعت کے نظیر  
 مثل ایجاد ہو گا وہ بھی ناجی مجتہدین مطلق کے وقت میں اگر ایجاد ہو گا تو جائز ہو گا نہ ناجائز ہو گا چنانچہ  
 بنا پر مقتیان فتویٰ لکھا کہ مولود و خاتون کو بدعت خیر ایک عبارت میں لکھی مساوی میں مثل ہو چکیں کہ مستند و عقل  
 میلا و قیام قرون ٹکٹہ سے ثابت نہیں ہوا پس یہ بدعت ہے فتویٰ لکھی ثانی صلا و علی تھاہت اس  
 سوم و خاتون برطنام کہ قرون ٹکٹہ میں پانی نہیں لکھی فتویٰ ثانی انکار کی صلا اور مولوی صاحب کے کہ سنو  
 سال یا زود ہم میں ہے سمجھا مولود و خاتون کا سنو ذرا کہ اور قرون ٹکٹہ کہ مشہور دہر یا غیر مست میں ہر سال  
 بنو ہند قرون ٹکٹہ میں ہر سال ہوتا ہے وہ میں ہر سال ہوتا ہے وہ میں ہر سال ہوتا ہے وہ میں ہر سال ہوتا ہے  
 اس عبارت سے بھی ظاہر ہے کہ جو علماء مولد شریف کو سنو کرتے ہیں وہ بدعت ہے جو نے میں ہر سال ہوتا ہے  
 قرون میں سنو کرتے ہیں نہ بدعت نہ پانی جائزہ نظیر کے اور حقیقت میں سنو میں تقسیم المسائل قرطبیوں سے  
 نقل کیا ہے جو چیز بہان تینوں قرون کے ایجاد ہوئی وہ بدعت نہیں ہے سر اسر ظلت اور موجب ضلالت ہے  
 ضابطہ الفقہ میں ہے ہر بدعت حسنہ مجتہدان قرا لہ وہ نہ ہاں صحیح است مگر یہ زمانہ چیز بدعت  
 حسنہ قرار دینا خلاف ہے ذرا کہ وہ بعضی کو یہ کل بدعت ضلالت انتہی ہے مضمون انہیں کے چند مسائل میں  
 موجود ہے اس معاملہ لوگ ذکر قرون کا مطلب اسی طرف توجہ کرتے ہیں کہ مجتہدین بدعت کہہ چکے ہیں  
 ہو گیا کہ سب بدعت ضلالت ہے اور انفرادات کے نزدیک مسنی بدعت ذکر قرون حلال کے ہیں جو  
 مباحث مولد شریف کے لئے مبالغہ میں لکھے جائینگے لیکن اس تمام پاس میں کشمکش کیا ہے جو کشمکش  
 قرار دیا ہے فی زمانہ اور بعض صاحب اس فریق کی یہ بات بھی زبان پر لائے ہیں کہ بدعت حسنہ کو چیز نہیں ہے  
 بدعت ہوئی یا غیر حسن کہاں یہ بات رسالہ توجیہ و حیرہ میں مندرج ہے دو مسائل اول یہ ہے کہ جو چیز بہان  
 صحابہ و تابعین کے لکھی جاوے وہ بدعت ہے اور ان مشروح یہ آئے مسائل کے سال میل شتر میں لکھا ہے ہر کہ

مشغول نہایت از حضرت و صحابہ و تابعین غیر مشروع است الی آخرہ اور قاضی مسئلہ فراموش گاہی کہ بعض  
 از حضرت و صحابہ و تابعین و اہل بدعت و کلام است فعلی و ادائی آخرہ قول اول میں منع تابعین تک کی بات  
 سنت معلوم ہوتی تھی اس قول میں فقہاء تابعین تک قول مستند ہے تیسرا قول ہے کہ صحابہ کا نقل سنت  
 میں داخل ہے لیکن صحابہ کے بعد جو قول فعلی عادت ہو وہ بدعت ہے اور فضائل و چنانچہ جلد اول مکتوبات نجدتہ  
 کے مکتوبات کیسوی چھپائی میں ہے ہرچہ حدیث محدث و مستند گذشتہ کا ہر زمان خیر البشر و نطفہ را شاید میں مذکور ہو  
 علیہ و علیہم الصلوٰۃ والسلام علی التسلیمات اگرچہ کلام حیر و روشنی مثل خلق صبح بوداں ضعیف را یا جسے کہ با او  
 اگر قمار عمل میں محدث گردانہ او ایسی مکتوب کے اخیر میں لکھا ہے ضعیف کہ بلا اختصار علی متابعت منہ و سوا  
 صلوات اللہ علیہ و علی آلائہ و علی اقتداء اصحابہ الذکر اہراب و لکھو اس کلام سے غلط فہمی کیا جائیگا تو قول فعلی  
 تابعی کا بھی نام مستند اور واجباً یا جناب رہیگی قول چوتھا ہے کہ تابعین تو تابعین ہیں خواہ کچھ اعتبار  
 نہیں اُن کی باتوں کو بھی بدعت کہتے ہیں ان علماء کے نزدیک بدعت کے یہ معنی ہیں البدعت ما لم یکن فی ظن  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر حضرت کے بعد اگر صحابہ بھی ایسا کریں ان علماء کے نزدیک بدعت فضائل کا  
 غیر مطلق کا اسی پر عمل ہے کہ وہ خدا را شاید کہ فعل کو بھی بدعت اہل جاہل کہتے ہیں ادب ان سے کہا جاتا ہے  
 کہ حضرت کا حدیث ہے کہ آپسکا فرمان ہے لازم پکڑو سنت میری ماہ سنت عقلا را شاید تن کی تائید کا جناب یہ دیتے  
 ہیں مسکت ختام شرح بلوغ المرام میں ہے کہ نہیں ہوا سنت صحابہ را شاید میں سے مگر ایسا طریقہ ان کا کہ حق طریقہ  
 از حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوا وہ معلوم ہے تو بعد شریعت سے کہ کسی خلیفہ باشد کو نہیں پہنچے کہ کوئی طریقہ  
 سے اس طریقہ کے کہ اسیر حضرت حقے مشروع کرے نہ تنہی لکھنا او کتاب مناجیح الاسرار الی تراجم میں ہے کہ  
 مراد سنت صحابہ سے وہی سنت کی ہے جس میں موافق اور متبع سنت نبوی ہیں نہ وہ کہ جسے مذکور ہو چکا  
 الی آخرہ بیان ہر گھاروں کے نزدیک تو صحابہ کرام بھی کہ بعض مکتوبات انہوں نے نام کیے ہیں بدعتی ٹھہرتے ہیں  
 مشورہ باللہ منہا چنانچہ مصباح الترویج میں مولوی محمد قاسم صاحب لکھتے ہیں کہ منکرین گیدہ رکعت کو سنت  
 کہتے ہیں اور میں کو بدعت باب طاعتات میں غور سے نہیں یہ چاروں اقوال در بیان نئے گئے یہ سب کمال شاذ و  
 مختلف بعض جملہ کے میں چھتے قول تو تیسرا ذکر تا جاہ تیسرے کو دوسرا اور دوسرے کو اول اب قول اول  
 ہمارے معاصرین نہیں کیا کرتے میں اور ذرا اور تراجمی کو سنت ٹھہراتے ہیں انہیں جو غلط ہے یہ عاجز ہیں کہ اس کا  
 اور فتح بنو تہمد بن متاخرین میں کسی نے سنت کی تعریف نہیں کی کہ سنت وہ شے جو قرآن میں پایا ہو



ملے کہ جو کچھ قرون ثلثہ میں حادث ہو وہ سب سنت ہے اھذ کی حدیث سے یا قتل صحابہ یا یسیر حج تاہم  
 یہ بات مملوۃ ثلثہ کی ہم نے بار بار مذکور کیا کہ مملوۃ وہی کہ جوینہ وہ عینہ برس و برس میں کی کہ اس سے فرمایا اپنے  
 ماکہ و مکہ کی کلاش کہ ایسی حدیث معتبر ہم کو وہ جس میں غلطی نہ ہو کہ قرون ثلثہ کے بعد جو بات چھٹی صدی  
 ہوگی اور جو عین قرون ثلثہ میں یا بعد ہرگز نہ ہوگی اور اگر حدیث نہ ملی تو قے میں ہی الفاظ جماعت صحابہ  
 یا حج تاہم کی کتابی راہ و ذریعہ ہوتے ہم کو وہ کہ معتبر اسناد سے معتبر حدیث کی کتاب اس کے وجہ تمہا سے  
 نزدیک ہمارا مستند قرون ثلثہ ہی چھ صدیوں پہلے یا پانچ سو برس پہلے کی حدیث کی تصریح ہے عبارت یہ ہے  
 ہذا یہ خبر راہ واجب ہے کہ ہتھ قراہ جاز و عدم جواز کی محدود بنیں ہے بعد قرون ثلثہ کے جو کوئی قاعدہ تحریر  
 وہ ہر حال مردود ہوگا انتہی کلام ہاں اسے تو ہم اس قاعدہ کا بھی خاص قرون ثلثہ ہی سے ثبوت ملے جسے ہم کہیں  
 میں جہت مذکورہ سے یہ قاعدہ جاری کیا گیا جا کر بعد میں یہ قاعدہ جاریا ہوا یا اسی دور میں ہوا لیکن اس پر غور کیا  
 ہوئی تو یہ قاعدہ جو جب قراہ او تھا ہے بدعت سیئہ ہوا جاتا ہے کہ تم صدق من حسن ظنی امرنا صالحین  
 قرون کے ٹھہرتے ہو فرض بار بار مطالبہ دلیل کیا گیا لیکن کوئی نہ لاسکے ہاں تک کہ سلف بڑھین قاعدہ بھی  
 اس شہم پر جوش و خروش ظاہر ہو کہ اگرچہ در عین غرض ہو گئے لیکن یہی قیاس کتاب سے حسب شرط مملوۃ  
 نہ لاسکے اور ان کے کہان سے سبب نقطہ ایک حدیث یہ دیتے ہیں خود القرون قونی ثلثہ ان بن یلو غم تھا ان بن  
 یلو غم اصل میں تسلال کا ہے اقوال خود حضرت عمر بن حصین صحابی رضی اللہ عنہ اس حدیث کے ہادی شک  
 بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قرن کے بعد دو قرن بیان فرمائے ہیں یا قرن صحیح مسلم میں  
 قال عمر بن قلا احدى اقال رسول الله صلى الله عليه وسلم بعد قرونين او ثلثا اسی طرح بقاری میں  
 بھی ہے اور مسلم میں عبد اللہ بن مسعود بھی یہ حدیث روایت کی ہے میں بھی شک ہے قال ثم الذین یلو غم ثلث  
 یلو غم علا وری فی ان الله اولی الربعة قال ثم یلو غم بعد ہم احدث وہ ہر برس سے بھی یہ حدیث کو شک  
 بھی شک ہے قال یہ حدیث مذکورہ حدیث اور صحابہ بخاری اور مسلم کے غیر محدثین بھی شک  
 بیان کرتے ہیں حضرت مسلم بن احمد بن مسلم نے اپنے قرن کے بعد دو قرون بیان فرمائے یا قرن جب اپنے بعد تین  
 قرن بیان فرمائے کا شک ہے تو چار قرن کا احتمال بہت صحیح رعایتوں سے پیدا ہوگی چاہے چار قرن تک کی  
 بات اس فرق کے نزدیک سنت ہو پھر بعد قرون اربعہ جو پیدا ہوئے تو وہ بدعت مضارہ و ستیہ ہوں قرون  
 ثلثہ کا قاعدہ بروایات صحیح و مشکوک ٹھہرنا تھا یہ کہ اس حدیث میں لفظ قرن واقع ہوا جہاں بدعت معانی میں

مشترک ہے قرن سید القوم کو بھی کہتے ہیں کذا فی القاموس اور بعضوں نے کہا قرن زمانہ ہے مطلق اور بعضوں نے کہا سقیہ پیراں میں بھی اختلاف ہے وٹس برس یا چالیس یا شتر یا ستوا اکیسویں شریعہ مسلم میں ہے قال المحقق غیر القرون عشہ سنین وقنارۃ سبعین والتمنی اربعون وذلک لاریاقا مانعہ وصدقہ وعلیہ السلام بن عبدی مائدہ وقال ابن الاعرابی ہوا لوقت انتہی اور بعضوں نے کہا کہ زمانہ نہیں بلکہ ہر زمانہ مراد ہیں قرن ایک طبقہ کے آدمیوں کو کہتے ہیں القرون کل اعدۃ حاکمت فلہذا یقینا منہا بعد اس تقریر بعضوں نے کہا کہ حدیث میں قرنی سے مراد صحابہ ہیں الذین یلوئحہم سے انکی اولاد و دوسرے الذین یلوئحہم سے انکی اولاد اور کہا بعضوں نے کہ اول یہ جنہوں نے آپ کا جمال یا کمال دیکھا پھر جس نے ان کو دیکھا پھر جس نے ان کو دیکھا اور کہا بعضوں نے اس لفظ سے کہ اول صحابہ ہیں دوسرے تابعی ہیں تیسرے متبع تابعی ہیں یہ سب قول تابعی مسلم میں موجود ہیں پس لفظ قرن مشترک ٹھہرا معانی کی شرح میں ماہ لفظ مشترک نہیں فائدہ دیتا قطع اور یقین کو اور حکم اس کا تو ثبوت ہے کہ تفسیر فی علم الاصول ثالثا یہ کہ لفظ مشترک میں شامل ہونے کے جو معانی متعدد ہیں کسی ایک معنی کو بغیر اثنی عشر دلائل ترجیح دیکر واسطے عمل کے لپیلا کرتے ہیں سہا سکا بھی حال مختلف ہے کوئی کسی کو ترجیح دیتا ہے کوئی کسی کو مبراوی عبد المجاہد اور ابو علی صاحب اپنے رسائل میں معنی شروع بخاری سے نقل کرتے ہیں عند انما کان فی ذمن النبی صلی اللہ علیہ وسلم والخلفاء الراشدین علیہ السلام فی القرون الثلاثہ وہی متعین سنۃ واما بعد فقد تدریت الاحوال وکثرت البیوع الی آخرہ اس مسلم بھاکہ جب من ذہر جری پر نبوت پہنچی تو دن ٹلنے تمام ہو چکی اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب ازالہ الخلفاء مطبوعہ بریلی کے نسخے میں لکھتے ہیں واما ما یستدل بہ علی اختلافہم من حدیث القرون الثلاثہ فلما خرجہما عن ابیہم عن عبدی مائدہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیر الیاسر قرنی خذ الذین یلوئحہم ثم یاتی بعد ذلک ثم یستبق شہادۃ ہم ایما ہم وایما ہم شہادۃ ہم وبلکہ اس استدلال پر تو یہ صحیحی ست کہ اکثر احادیث شہادت سن ست قرن ماول از زمان ہجرت آنحضرت است صلی اللہ علیہ وسلم تانہا وفات وے صلی اللہ علیہ وسلم وقرن ثانی از ابتداء خلافت حضرت صدیق اکبر تا وفات حضرت فاروق رضی اللہ عنہما وقرن ثالث قرن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ و ہر قرنی قریب ہر دو از وہ سال بودہ است انتہی اور مجمع البحار ص ۱۰۰ جلد سوم میں وفات عثمان رضی اللہ عنہ کو لکھا ہے وفضل ثانی عشر من ذی الحجۃ لسنۃ خمس وثلثین پس موافق تقریر شاہ ولی اللہ صاحب

کے مسئلہ پر نہیں بھری ایک انقضا قرآن ثلث ہو گیا اور جنات ہو گیا احمد علی صاحب قزوین  
 سہارن پوری فرماتے تھے کہ یہ سنی خیر القرون کے سات سو دن اور چھ سال میں اسلام کی شریعت  
 جنسی ایک خوب رہی پھر خانہ جنگی شروع ہو گئی اور حضرت قرون ثلث کی جو تھی کم ہو گئی اور مکمل جمع الجہد  
 میں ۱۴۴۰ میں ہے وقد ظہر ان مدة ما بين البعثة الى اخر من حداث من الصحابة مائة وعشرون  
 سنة مائة واربعة واثني عشر واثني عشر واثني عشر واثني عشر واثني عشر واثني عشر واثني عشر  
 كان نحو سبعين واما من بعد هم فان اعتبر من ثلث مائة كان نحو خمسين فظہر ان من القرون  
 يختلف باعتبار اعمار اهل كل زمان واقف ان اخرا سابع التابعين من عاش الى عشرين  
 فماتين الى آخره اس روایت سے معلوم ہوا کہ قرون ثلث کی مدت مسئلہ دو سو بیس کے بعد تمام ہوئی  
 اب دیکھیے قول اول کے موافق تو یہ چاہیے کہ جن چیزوں کو مجتہدین بدعت حسنہ قرار دیکر قیاس و اجتہاد  
 جائزہ قرار دیے ہیں وہ بھی سب بدعت ضلالت اور سنیہ ٹھہریں گی کیونکہ مجتہدین اور ائمہ کا اقتدا و اجتہاد بعد  
 تو سے سال کے شائع ہوا ہے نہ پہلے اور قول ثانی کے موافق خود صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی باتیں بعد  
 عبد شمان رضی اللہ عنہ کے بدعت ٹھہرتی ہیں اور موافق قول ثلث کے کثر صاحب بدعتین کے شل  
 ردوافض وخراج جو فروع و فروع و معتزلہ سب بدعت میں داخل ہوئے جلتے ہیں کیونکہ یہ صاحب سال  
 دو سو بیس سے پہلے پہلے سب ایسا ہو چکے انھوں نے لوگوں کے نزدیک جو چیز قرون ثلث کے اندر ایجاد ہوئی  
 ہے تو یہ سب بدعتین مذکورہ کی جہتیں سنت ہوئیں اور یہ جو بعض آدمی ان اعتراضات سے بچنے کے لئے  
 قید لگاتے ہیں کہ جو چیز قرون ثلث میں بلا تکثیر رائج ہوئی وہ سنت ہے اور جیسے انکار ہو ہو وہ بدعت ہے  
 جواب اسکا یہ ہے کہ اس فقرہ کی سند بھی ہم قرون ثلث سے طلب کرتے ہیں حدیث صحیح یا جامعہ صحابہ  
 یا تابع یا مابین سے دلیل ظاہر کس نے یہ فقرہ روایت کیا ہے پس اولاً تمہارا یہ فقرہ ہی ایک فقرہ بالکل غیر  
 مستند و غیر مسلم ہے ثانیاً اگر تم اسکو مان لو گے تو تمہاری بہت چیزیں جن کو تمہارے پیشوا اور فقیہ اور علمائے  
 مدین محدثین استعمال کر رہے ہیں بدعت ضلالت سنیہ منظمہ ہو جائیں گی اب یہی وہ چار باتیں تھیں  
 ہوتی ہیں شرعاً بخاری میں ہے کہ جو چیزیں ماہور محدث ہیں ان میں سے ایک جمع کرنا احادیث کا  
 ہے کتاب میں پھر تفسیر کرنا قرآن کا پھر جمع کرنا مسائل فقہ کا پھر جمع کرنا آن چیزوں کا جو اعمال طلب ہے  
 متعلق ہیں پس انکار کیا اول بات پر عمر اور ابو موسیٰ اور ایک جماعت نے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور اکثر نے

اجازت دی اس کی اگر اس دوسری بات پر انکار کیا ایک جماعت تابعین شیعہ وغیرہ تھے اور اس سبب  
 تیسری بات پر انکار کیا امام احمد نے اور ایک جماعت تھے الیٰ آیت قرآن شریف کی کتابت میں اختلاف  
 دیکھے اخبار العلوم وغیرہ میں ہے حضرت حسن بصری اور ابن سیرین انکار کرتے تھے کہ قرآن شریف  
 میں خمس و عشرہ کلمے جاتیں اور شعبی اور ابن ابی نعیم کہتے تھے زید زبر کے کو ہند و غیرہ میں  
 ہے کہ چار کلمے اربعہ متحدہ میں سب مکر وہ جانتے تھے زید زبر کے کو اور شریح بکری میں کتب صحیح ثابت کیا  
 ہے کہ انکار فرماتے تھے حضرت عبداللہ ابن مسعود کہ قتل حمزہ زبر بثلث اور قتل حمزہ ثلث اثناس قرآن میں  
 نہ لکھی جاتیں اور یہ بھی روایت ہے کہ وہ جہاں لکھی دیکھتے تھے پھیل دیتے تھے ان دونوں اور تو  
 کو اور کتب فقہ حنفیہ میں ہے کہ جائز نہیں فرماتے تھے حضرت امام اعظم اور ابو یوسف رحمہما اللہ  
 علیہما السلام جمیع قرآن اور حدیث اور فقہ کی پر حالی کو اور اجرت ماست اور وعظا و ملائین کو اور غیر وقت حدیث  
 حسین ہوا انکار کیا اسپر علمائے کثیفہ اکتون میں ہے کہ جب علماء امام ابو النضر کو خبر پہنچی کہ بغداد میں دوسرے  
 قاعہ ہوئے بہت انگلیں ہوئے کہ اب تک ابراہیم طایب آخرت قاضی شافعی تھے پڑھاتے تھے بناؤ علیہ  
 ان میں بعض افراد کا مین محل آتے تھے اب اجرت قرار پائی تو اب یہ کیا ہو گیا اور یہاں غیرہ  
 میں ہے کہ ابن ابی شیبہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ فرمایا انھوں نے اختلاف اذول  
 یوم الجمعۃ بلا عہد یعنی حضرت علی علیہ السلام کے وقت میں وہی اذان تھی جو خطیب کے آگے کہی جاتی  
 ہے اب جو قبل اسکے بھی اذان ہوتی ہے اسکو ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بدعت فرمایا اور تفسیر عزیزی  
 پارہ اتم میں ہے کہ قرآن شریف کو ایسی کتاب قرار دیتے تھے کہ انکار کرتے تھے اسپر ابراہیم غنی رحمہ اللہ  
 دلی بونہی اشعری و حسن بصری و سعید بن جبیر و عبداللہ ابن عمر و امیر المومنین عمر ابن ابی حمزہ  
 یعنی اسے نہ ہم جمیع احوال کہاں تک شمار کروں صحابہ تابعین کے اختلافات و تکرار اگر قاعہ مکرر  
 ہوا یا روں کا صحیح ہووے تو تمام روئے زمین پر کوئی آدمی شقی نہ نکلے لیکھ ایک بدعت میں ضرر و گرفتار  
 ہو گا کیونکہ وہ باتیں بہت کم ہیں کہ جیسے کسی کا انکار ہوا ہو اور چند باتیں جو ہم نے اور پر لکھی ہیں ایک  
 شہد ہیں ان میں سے اور بہت باتیں ہیں لباس طعام و نکاح و بنائے مسجد و فروش و معاملات میں  
 کہ جن پر انکار ہوا ہے اور انکو اب منکرین بڑا انکار استعمال کرتے ہیں اور یہ قاعدہ یاد رکھو کہ منکرین  
 اس بات کو مان چکے ہیں کہ ایک آدمی کا انکار بھی مستبر ہے جلع کو توڑ دیتا ہے پھر منکرین پیدا رکھیں



اپنی عیادت و معالجات میں سوائے قرآن مجید کے کون کون بات انکی اجائی ہے کہ جس میں ایک  
 بھی لکھ کر ہو اور قرونِ ثلثہ میں نہیں واضح ہو کہ اس فقرہ اور اس قاعدہ کے ملنے میں تمام اہل اسلام  
 کے قاعدہ و اصول و ہم برہم ہوئے جلتے ہیں راجعاً اگر صحابہ رضی اللہ عنہم جمیع نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس  
 حدیث سے یہ قاعدہ سمجھ جاتے تو ہرگز تین قرون تک کسی کی اصلاح پر لکھ کر نہ فرماتے حالانکہ صحابہ اپنے زمانہ  
 میں بہت حدیثات پر لکھ کر فرمایا ہے اس حدیث خیر القرون کے راوی حضرت عبداللہ بن مسعود بھی ہیں  
 فی اربعین و تیسرے نے جہت سے ایک جماعت ذکر اللہ کرنے والوں کو دھمکایا اور ان کے فعل کو بدعت  
 قرار دیا۔ کتب فقہ و حدیث میں یہ روایت مذکور ہے حالانکہ وہ لوگ ان کے ہم عصر تھے یا صحابہ تھے  
 یا تابعین اگر فعل ان کا اس حدیث کے موافق سنت ہوتا تو اس حدیث کے راوی عبداللہ صحابی کیوں ان کو  
 منع فرماتے خاصاً صحابہ و تابعین اس حدیث کے یہ معنی کس طرح سمجھتے وہ کلام کا منہ سمجھنے والے تھے  
 کوئی قاعدہ استدلال کا اس حدیث شریف سے نہیں بن سکتا ایسے کہ مواد شائع سمجھنے کے لئے قاعدہ شہر  
 اس کہ عیاد عیادۃ النفس سے ثابت ہو گیا اشارت و دلالت یا اقتضائے اور عبارت النفس میں ضرور  
 ہے یہ بات کہ مدعا کے الفاظی ہر جوں اور کلام میں اس کے لئے راجع ہوا ہو منار میں ہے و اما الاستدلال  
 بعبارة النفس فہو العمل بظاہر ماسبق بالکلام لہ اور یہاں ظاہر ہے کہ دونوں باتیں ہمارے حدیث مسلم  
 میں ہے مثلاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ای الناس خیر قال فرقی الحدیث یعنی حضرت  
 نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا تھا کہ آدمیوں میں کون سے آدمی اچھے ہیں آپ نے فرمایا میرا قرن  
 الی آخرہ معلوم ہوا لوگوں نے یہ نہیں پوچھا تھا کہ کس کا ایجاد بدعت ہو گا اور کس کا سنت اور نہ حضرت  
 نے اپنی طرف سے اس قاعدہ کو یہاں بیان فرمایا کہم سے کم پڑھا آدمی بھی جان سکتا ہے کہ احکام و معانی  
 الفاظ سے پیدا ہوا کرتے ہیں پھر اس حدیث میں بدعت اور سنت اور احداث کے الفاظ کہاں ہیں  
 لہذا یہ استدلال عبارت النفس نہ ٹھہرا اور اقتضائے النفس بھی نہیں ایسے کہ اقتضائے تعریف یہ ہے کہ  
 لم یوجع مدحا طاعة الفاعل علی سنی خانجی توقف علیہ صدقہ او حجت الی آخرہ کذا فی التلویح پس قرون ثلثہ کی  
 خیریت کی صدق و صحت کے واسطے کب لازم ہے یہ بات کہ اگر ان کا ایجاد سنت ہو جائے تب تو انکی غیریت  
 ثابت ہو ورنہ اور نہیں تو نہیں پس اقتضائے النفس بھی نہو اب یہی دلالت و اشارت اگر لفظ خیر سے جو  
 خیر القرون میں ہے یہ بات ثابت کرنا چاہیں تو یہ قاعدہ شرعی پیش کریں کہ ایجاد آدمی جو کچا ایجاد و احداث





وفساد باہم قال دکھا ہے پھر کسی راوی نے لفظ بدعت و احداث اس حدیث میں روایت کیا اور  
 نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کہ ان کے لفظ اور معنی حکم شریعت تھے اور جاہل یا تحذیر بدعات  
 کے لئے لفظ کل بدعت و کل محدثہ و من احدث فی امرنا و من ابتدع بدعتہ ضلالہ و غیرہ الفاظ  
 ظاہرہ منصوصہ فرماتے تھے اس حدیث میں لفظ صریح منصوص نہ فرمایا اگر یہ ایسا زبردست قاعدہ  
 مایہ الامتیاز فاصل بین السنۃ والبدعة اور ماہیت سنت اور بدعت کا معرفت و شائع ہوتا تو بالضرورة  
 سب یا روایات اصحاب کوئی تو صراحت نام احداث و بدعت کی بیان فرمادیتا تعجب ہے کہ یہاں تو اسکا  
 بھی نہیں اور ان حضرات نے وہوم مجاہد یا ثانیاً اگر لفظ کذب سے استدلال کریں اگرچہ وہ ایک  
 روایت میں واقع ہوا ہے اور بہت کثرت سے روایتیں ایسی ہیں صحیحین وغیرہ کی کائن میں لفظ  
 کذب واقع نہیں ہوا جیسا کہ نقل روایات اور جو حکمیں تو جواب اس کا یہ ہے کہ ہر محاورہ حال جانتا  
 ہے کہ کذب کے معنی جھوٹ ہیں اور بدعت کے معنی نئی بات پھر کیا جھوٹ بولنا اور کجیاتی بات۔  
 التعجب مولوی عبدالحق صاحب فرماتے ہیں کہ بدعت کو یہ معنی موجب ثواب جانتے ہیں پس  
 یہ کذب ہوا کجی و کجیے کیسی بڑی جرات ہے کہ صحابہ رضوان اللہ علیہم سے لیکر شاہ عبدالعزیز  
 صاحب و مولوی آغی صاحب تک فقہار و محدثین و کاتب بدعت حسنہ کو مسلم کہتے تھے چنانچہ  
 ختیر نقل کیا جائیگا پھر یہ سب معاذ اللہ ان توں کے موافق کذب کے فاعل ہو کر ان کے  
 نزدیک کہ اب مٹھ سے جو بدعت کو حسن اور مستحسن انھوں نے قرار دیا کہ کسی نے فرمایا انھیں البدعة  
 اور کسی نے فرمایا بدعت حسنہ انہی نے فرمایا من البدعة ما یکون واجبا و منھا ما یکون مستحبا  
 و مستحسننا اور یامین قاطعہ گندہ کی عبارت اس تمام میں یہ سب صحت و بدعت بھی جھوٹ میں داخل  
 ہے کذب عام ہے اور بدعت خاص ایک فرد کذب کی ہے اس کو کہتا ہوں کہ اس قول پر بھی مدح و ترغیب ملتی  
 بحال رہا کہ صحابہ سے لیکر آج تک کے علما نے مجوزین بدعت حسنہ کذب میں داخل رہے اور ایک تیشہ و سطر  
 اپنے پاؤں میں بھجری سے مار لیا یعنی اپنے عام خاص کا لفظ جاکر چاہا کہ حدیث میں یفسدوا الکذب بالانظار  
 الکذب کے معنی یہ ہو جائیں کہ بظہر البدعة علانہ اس میں بالکل اپنے ہاتھ قلم کر چکے معنی جیسا کہ کذب کو  
 عام مان لیا تو وجود عام مستلزم جو وہ خاص کی خفیہ ہوتا یا کلیہ ہر عاقل کے نزدیک مسلم الثبوت ہے پس ظہور کذب  
 کو یہ لازم نہوا کہ نہ اس بدعت ہی میں ظاہر جو سے جائز نہ کسی افراد خیانت و دروغ طعن وغیرہ میں ظاہر

ہو جائے اور مولف براہین بھی اس قاعدہ کو جانتا ہے عبارت اسکی صفحہ ۵۵ سطر ۱۱ میں یہ ہے (وجود  
 عام کا بدوین وجود خاص کے ہو سکتا ہے مثلاً حیوان بدوین انسان کے اسکو ہر عاقل جانتا ہے الی آخر)  
 اب دیکھئے حضرت جی کی زبانی خود ثابت ہو گیا مینی آپ صفحہ ۳۴ میں فرماتے ہیں رکذب عام ہے  
 اور بدعت خاص (اور یہاں یعنی صفحہ ۵۵ میں فرماتے ہیں (وجود عام کا بدوین وجود خاص کے ہو سکتا ہے)  
 پس یہ مطلب نکل آیا کہ وجود کذب کا بدوین وجود بدعت کے ہو سکتا ہے مینی ممکن ہے کہ بعد قرون ثلثہ  
 کذب شائع ہوا بدعت نہو اینہی کی زبانی ان کا مدعا غلط ہو گیا یہ لوگ اسوقت اپنے مطلب میں کامیاب  
 ہو گئے تھے کہ کذب اور بدعت میں نسبت مساوات و ترازو ثابت کرتے تو ثبوت کذب تلزم بدعت  
 ہو جاتا اور لیس غلیس ثانیاً یہ محدثوں میں یہ ٹھہرا ہوا ہے کہ بعض حدیثیں شریعہ میں بعض حدیث  
 کی جس روایت میں لفظ کذب واقع ہوا ہے کہ پھر ظاہر ہو گیا جھوٹ تو اسکی وہی شرح ہے جو صحیحین وغیرہ  
 کی حدیث میں گندی کہ وہ لوگ خیانت کرینگے بدعتی کہیں گے قسم کھائے کو تیار ہونگے بغیر قسم کھلائے  
 اور گو اسی لئے کو تیار ہونگے بغیر گواہی دلائے اسیں یہ نہیں آیا کہ وہ نئی باتیں دین میں نکالا کریں گے  
 پس لازم ہوا کہ جھوٹ سے ہی باتیں ہمارے کھس بدعت و اٹھا کر یہ لوگ اپنے نفس و عوی پر کہ جو چیز بعد  
 قرون ثلثہ پیدا ہوگی وہ بدعت مسلمات ہوگی حدیث بدعت کہہ سکتا ہے جس تو اس صحت میں حسب عوی نہیں  
 اس حدیث میں لفظ نظر کے معنی ظہور و جودی کے ہونگے مینی پھر تین قرون کے بعد جھوٹ پیدا ہوگا تو ثلث  
 اسکا یہ ہے کہ پہلے اس سے ہوگا حالانکہ بدعتوں کا وجود میں انہیں قرون میں ہوئے یعنی مستزنی اور قد  
 اور مرہیہ جو بدعتی فرشتے ہیں قبل گذشتہ قرون ثلثہ کے پیدا ہو گئے تھے پھر اگر کذب بدعت مراد کہیں اور  
 یضہر اور فیضو سے یوحید تو بڑا اعتراض یہ پڑے گا کہ حدیث متواتر واقع کے نہیں ہو سکتی خاصاً یہ کہ بعض علما  
 نے لکھا ہے کہ بعد قرون ثلثہ کے علم فلسفہ یونانیوں کا اہل اسلام میں رائج ہوا اسکے پڑھنے سے اور اس میں فکر  
 کرنے سے مسلمانوں کے عقاید علی ظہر بدل گئے عقائد فلسفی لوگوں میں برخلاف اعتقاد سلف کے ٹھہر گئے  
 اور مستزنی وغیرہ جیسوں کو علم فلسفی سے طاقت پیدا ہوئی اور بہتہ میں اہل سنت میں عقایدی بہانے  
 پھیل گئے بھلا اگر کوئی لفظ حدیث سے کہہ دیکھو اگر کتاب ہے یہ مراد رکھے تو بھی صحیح ہو سکتا ہے کہ کذب مسائل  
 فلسفی جھوٹے ہیں لیکن کہاں فلسفی دلائل اور یونانیوں کی مجاہدات اور کجا بھٹل مولد شریف اور یونانی کی  
 خاتمہ درو کرنا محلا فلسفیوں کے مسائل کو ان اعمال سے کیا علاقہ اندوہ بدعت کا سحر اگر عقائد فلسفی



میں نہیں لیکن صدق حدیث کے لئے ان افراد میں وجود کذب پایا جاتا ہے کہ تاہم یہ کہاں سے لازم آیا کہ حدیث شریف کی تصدیق پوری تھی ہو کہ ہر فرد حادث بعد قرون کا بدعت اور منکرات جو ملتے سادہ سا جو مطلب یہ لوگ ثابت کرتے ہیں یہ مطلب اس وقت ثابت ہوتا کہ حدیث کے لفظ یہ ہوتے تھے لفظ یہ الا الکتاب یعنی بعد قرون ثلثہ نہیں ظاہر ہو گا سوائے جھوٹ کے یا یہ ہوتے کہ ہر کلمہ کی شہادت ہو گی کیونکہ کذب یا مثنیٰ پھر جو کچھ ظاہر ہو گا وہ سب جھوٹ ہی جھوٹ ہو گا لیکن یہ الفاظ تو حدیث میں نہیں نہ کوئی کلمہ مفید حصہ نہ مفید کیفیت ہے تو معنی حدیث کے یہ ہو گئے تھے لفظ الکتاب یعنی پھر ظہور کذب ہو گا پس ظہور کذب کے صدق کو بعض افراد محدثات میں کذب کا ہونا بھی کافی ہے یہ کیا قدر ہے کہ پھر جو چیز ظاہر ہو دے وہ سب کاذب ہی ہوتے ہیں اصل مطلب حدیث یہ ہوا کہ سب آدمیوں میں اچھے میرے قرن کے آدمی ہیں پھر ان کے بعد واسے پھر ان کے بعد واسے اور بعد ان کے فاش طور پر کذب ظاہر ہو گا یعنی جس طرح قرون ثلثہ میں خیریت غالب تھی اس طرح بعد کذب غالب ہو گا لیکن غلبہ خیر کے معنی کوئی نہ سمجھے کہ قرون اولیٰ میں جو کچھ ہو گا سب خیر ہو گا اس لئے کہ تمام عتس قدر وار عباد خروج و رخصت و غیر سب قرون ثلثہ ہی میں ہوئیں اور اوقات خیر القرون میں ہوتے کے سبب ان کو کوئی اہل سنت و جماعت خیر نہیں کہتا پھر اسی طرح مابعد قرون ثلثہ کے کذب کا حال اس کے مقابل میں سمجھنا چاہئے کہ ظہور کذب مابعد کے معنی یہ نہیں کہ جو کچھ ظاہر ہو گا سب کذب ہو گا جس طرح یہ نہ ہو کہ جو چیز خیر القرون میں ایجاد ہو وہ سب خیر ہو اس تقریر سے صاف ظاہر ہو گیا کہ بعض چیزیں بعد قرون ثلثہ کے ہنگام عباد و صالحین نکالینگے وہ درست اور احسن ہونگی اور بعض باتیں جو منکرات شرع ایجاد ہونگی وہ گمراہی کا سبب اور قبیح ہونگی جس طرح خود میں قرون ثلثہ کی بعضی بدعتیں نکلی ہوئیں سب خراب اور منکرات ہیں قول مجہور اور مذہب نہ ضروری ہے اور شیوع و ظہور کذب میں یہ بھی نذر نہیں کہ شیوع بدعت ہی ہے اُس کا تحقق ہو بلکہ اس طرح پر بھی ہو سکتا ہے کہ پہلے اگر خیانت کا ایک تھاب لاکھوں ہیں وہ مختلف قرون اولیٰ میں ناگوار ہونگے تو اب کڑوڑوں ہیں۔ اسی طرح ادگنا ہوں کو قیاس کر لو کہ ہر گناہ اب زیادتی ہے اہدیتی لوگ جو قرون ثلثہ میں حادث ہو گئے تھے اب وہ بہت زیادہ امتناعاً مضاعف ہو کر پھیل گئے عادت صحاح مذکورۃ الصدق کے صدق کو یہ نشو و ظہور کافی ہے یہ کیا عذر ہے کہ جب سب محدثات مل جائے مابعد کذب میں داخل کر دے تب معنوں حدیث

صحیح ہو چاؤ کلا انصاف شرط ہے واللہ بجلای من یشاء الی صراط مستقیم اور براہین قاطعہ نگاہی  
صفحہ ۳۳ و ۳۲ میں جو یہ بات لکھی ہے کہ یہ جاسطہ اقوال گذشتہ بیان بدعت میں سے قول سیم جو عنقریب آئے  
حالانکہ باپچوں قول ایک ہی الی آخر یہ ایک عجیب و غریب فساد ہے مرد و تا خیال کر کے دیکھتے تیسرے  
قول کو جو لوگوں نے حضرت مجدد کے قول سے استدلال کیا ہے کہ جو چیز خلقائے راشدین کے  
وقت میں تھی خدا ہم کو اُس بدعت میں گرفتار نہ کرے یہ کس طرح جمع ہو سکتا ہے نہ سرے اقوال  
کے ساتھ حالانکہ خود حضرت مجدد کی عبارت مکتوبات جلد ثانی مطبوعہ دہلی صفحہ ۳۲ مکتوب بست و سوم میں  
اقوال باقیہ کے خلاف ہے وہ یہ ہے کہ گذشتگان حدیث حسنہ دیدہ یا شنیدہ کہ بعض افراد از استحسن یا اختہ  
اند اما میں فقیر و امیں مسئلہ ایشان موافقت ندارد و هیچ فرد بدعت را حسنہ نمی داند و دیکھتے و دیکھتے اپنے منہ  
سے فرماتے ہیں کہ جو علامہ بدعت جانے کو مستحق کہتے ہیں میں موافق انکے ساتھ نہیں پھر باپچوں قول کس طرح  
باہم موافق ہو گئے پھر مکتوب مذکور میں بعد ازاں سطر کے لکھتے ہیں ایضا فتوے متقدمین و متاخرین متشی  
نباید ساخت چہ ہر وقت را احکام مستند است الی آخر و دیکھتے یہاں خود اپنی زبان سے تمام متقدمین  
متاخرین کا فتویٰ جواز بدعت حسنہ تسلیم فرما کر فرماتے ہیں کہ اب وہ فتویٰ نہیں چل سکتا ہر زمانہ کا حکم جدا  
ہوتا ہے بھلا اگر جمع فتویٰ ابن تیمیہ متقدمین و متاخرین کا قول حضرت مجدد کے موافق ہوتا تو یہ مذاہم اختلاف  
زمانہ کا کیوں پیش فرماتے نہیں نہیں بے انصافی کا کچھ علاج نہیں حق یہی ہے کہ باپچوں قول جدا میں ہر ایک  
عالم نے اپنے نزدیک کچھ مصلحت زمانی سمجھ کر ایک قول اختیار کیا لیکن فتویٰ عام طور پر نہ ہو گا سوائے  
قول جہود علامہ امت کے جو عنقریب آتا ہے اور بعض صاحبوں کا یہ فرمانا کہ بدعت حسنہ کچھ چیز  
نہیں یہ اول عقلیہ و نقلیہ کے بالکل مخالف ہے عقل کے مخالف اسلئے ہے کہ وہ مفہوم کلی یا دونوں مساوی  
ہونگے جیسے انسان اور ناطق یعنی جس کو ناطق کہینگے وہی انسان ہو گا جس کو انسان کہینگے وہی ناطق ہو گا  
یا وہ دونوں مفہوم متباہن ہونگے جیسے انسان اور حجر جو چیز حجر ہو گی اُس کو انسان کہینگے جو انسان ہو گا حجر  
کہینگے دونوں میں بالکل جدائی ہے یہ کچھ احمق ہے احمق کچھ اور یا وہ دونوں مفہوم خاص مطلق ہونگے  
جیسے حیوان انسان حیوان ہر جاندار کو کہہ سکیں گے خواہ وہ انسان ہو یا گھوڑا یا بکری یا اونٹ وغیرہ اور احسان  
سوائے آدمی کے کسی کو نہیں کہہ سکتے تو انسان خاص مطلق ہو اور حیوان عام مطلق یا وہ دونوں مفہوم عام  
خاص میں وجہ ہونگے جیسے کبوتر اور سفید رنگ میں جن مادے ہوتے ہیں وہ افریقہ کے ایک قبیلے کا افریقہ

اس طرح پر کہ ضلالت کلی میں سفید رنگ موجود ہے لیکن کبوتر نہیں اور سرخی کبوتر میں کبوتر موجود ہے لیکن  
 رنگ سفید ندارد اور سفید رنگ کے کبوتر میں دو دونوں موجود کبوتر بھی اور سفید رنگ بھی جب یہ معلوم  
 ہو تو حدیث رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پڑھنی چاہیے آپ نے ارشاد فرمایا ہے من ابدع بدعة  
 ضلالة لا یرضاه الله ورسوله کات علیہ من الاثر مثل اثار من عمل ہمالہ منقض فی ملک من  
 اوزارہم شیئا وفتح ہو کہ لفظ بدعة ضلالة میں ہم کو اپنے اساتذہ سے روایت حدیث بعیدہ اضافت  
 پہنچی ہے اسی طرح مولانا احمد علی صاحب محبت مرحوم سہارنپوری نے اپنے مطبع کی کتابوں میں شکوہ شریف مطبوعہ  
 شکوہ اور ترقی شریف مطبوعہ شکوہ میں ضبط کیا ہے اور اسی طرح صاحب مجمع البحار نے مکملہ صفحہ ۱۷ میں لکھا  
 ہے عبارت یہ ہے یروی بالاضافة ویجوز نصبھا علی النعت دیکھئے اگر بدعت کو بھی جائز رکھا لیکن اصل حدیث  
 کی روایت کو بالاضافت ہی لکھا جب ضافت ان دونوں مضمونوں میں بدعت اور ضلالت میں ثابت ہوگی تو بال  
 قاعدہ اضافت ملے کر نا چاہیے اگر یہ اضافت بدعت ضلالت میں بیانی ہے جس طرح فرق ثانی اکثر بیان کر رہے  
 ہیں تو ہمیں، عابا ما ثابت ہے اسلئے کہ اضافت بیانی میں عموم خصوص میں وجہ ہوتا ہے قال لونی الجاوی فی  
 بیان الضلالة واما معنی من الیسائیة فی حملہا مضان الصادق علیہ من غیرہ بشرط ان یکون لفظ  
 ایضا صادقا عامی غیر المضان الیہ فیکون بینہما عموم و خصوص من وجہ ادما و پر بیان ہو چکا کہ عموم  
 خصوص من وجہ میں دو مادے افتراق کے ہوتے ہیں ایک اجتماع کو پس مطلب ہو کہ کوئی شے ایسی ہوگی جو بدعت  
 ہی ہو اور ضلالت نہ ہو جیسے غمیدہ جہیزہ و قدیرہ وغیرہ مبتدعین کے اور کوئی چیز ایسی ہوگی کہ ضلالت ہوگی بدعت  
 نہ ہوگی جیسے کفر و ارتداد و ایما و پاشا و کوئی چیز ایسی ہوگی کہ بدعت نہ ہوگی اور ضلالت نہ ہوگی جیسے درسلہ و غنم میلان  
 شریف اور اضلاع اذکار شائع کرام جو ہر مصلحت کے ایجاب کیے گئے ایسی ہی چیزوں کا نام بدعت  
 حسنہ سے تقریر و دیگر بدعت اور ضلالت و بدعتوں کی ہیں اور ظاہر ہے کہ یہ دونوں باہم متباین نہیں کیونکہ  
 ضلالت معمول ہوتی ہے بدعت پر اور متبادی بھی نہیں کیونکہ شرک و کفر پر بھی اطلاق مطلق جائز  
 قرآن مجید میں موجود ہے من یشرک باللہ فقد ضل صلا لا بعیدا و من یکفر باللہ وہ لشیکنہ  
 وکعبہ و دیسہ والیومہ الآخر فقد ضل صلا لا بعیدا ایہا شرک و کفر پلفظ ضلال اطلاق فرمایا  
 جائز ہے بدعت نہیں کیونکہ حقیقت بدعت کی اصہ ہے اور کفر اور بدعت مقابل مقت ہے اور کفر  
 مقابل ایمان اور بدعت عام مطلق بھی نہیں ورنہ کلیہ کل بدعت ضلالة صحیح نہ ہو گیا جس طرح کل حیوان

انسان صحیح نہیں اور خاص مطلق بھی نہیں ایسے کہ خاص مطلق کی اضافت عام مطلق کی طرف متعلق ہے شرح  
جامی و مسالک بہرِ غرہ کتبِ نو میں یہ مسئلہ مضمون ہے معنی جا کر نہیں کہ کہا جائے نسبت ہیوم و نقد العلم  
بلکہ کہا جائیگا یوم السبت و علم الفقہ میں ابتداء بلاغۃ ضلالہ کی اضافت صحیح نہیں مگر کتاب الابی ہونگی  
نسبت عام و خاص میں وجہ اس میں دو مادے ہونگے افتراق کے ایک مادہ اجتماع کا جیسے کہ تقریر اول میں  
تجارت کرچے جس میں ایک بدعت و ٹیکگی کی جو ضلالت نہیں پھر ایسی بدعت اگر ضابطہ اہانت میں داخل ہوگی  
وہ مباح ہوگی اور اگر کھلیہ استیجاب میں شامل ہوگی مستحب ہوگی اور اگر قاعدہ ایجاب کے ماتحت مشیج ہوگی  
وہ واجب ہوگی انہی تین قسم کی بدعتوں کو بدعت حسنہ کہتے ہیں کیونکہ عابد و مستحب و مباح وہی چیزیں  
ہو سکتی ہیں جن میں تنگ حسن موجود ہے اسی حسن کے سبب ایسی بدعتوں کو صفت حسنہ نصیب ہوئی اور وہ  
جو صاحب جمع ارجحانے لکھا کہ يجوز نصبها علی الدعوت اس صورت میں معنی حدیث کے یہ ہونگے کہ جس نے  
نکالی ایسی بدعت ضلالت ہے الی آخر ہم کہتے ہیں اس میں بھی بدعت حسنہ کا ثبوت ہے ایسے کہ نہ کہ نہ کہ نہ  
کے ساتھ صفت کرنے میں اصل قاعدہ یہ ہے کہ وہ قاعدہ و تباہے تخصیص کا پس صفت ضلالت نے اپنے  
موصوت بدعت کو جو عام شامل ضلالت و بدعت کو متخاصم کر دیا اور تمیز ویدی بعض افراد کو یعنی بدعت  
ضلالت کو بعض سے یعنی بدعت ہندی و حسنہ جیسے رجل عالم میں صفت عالم نے تمیز دہی رجل کو غیر عالم  
سے اور صورت لغت و صفت میں یہ معنی کرنے دو وجہ سے ضروری ہوئے ایک تو یہ ہے کہ اصل تو صفت  
نکاح میں افادہ تخصیص ہونا نہ کہ قاعدہ مطر ہے دوسرے یہ کہ صفت کے ساتھ ثمرنا ہدایت ہو جائے  
ساتھ روایت اضافت کے جواہل حدیث میں شائع ہے پس جس طرح روایت  
اضافت میں لفظ بدعت عام میں وجہ رہا تھا اسی طرح صفت و نسبت میں بھی نام سن وجہ رہی  
یہ تقریر اثبات بدعت حسنہ میں اس عاجز کو اپنے بعض اساتذہ سے پہنچی ہے تغذہ ہم اللہ بغیر انب شروع  
کریں ہم دوسری تقریر یعنی بدعت حسنہ کو لاشی محض کرنا اور اس کے وجود کا انکار نہ کرنا منقذ نخل کے ہے  
دیوا سکی یہ کہ جب حضرت امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ کے عہد کرامت ہند میں کچھ حقوق کیفیت نماز تراویح  
کو بہ نسبت سابق زیادہ ہوا اس کو آپ نے پسند کیا اور فرمایا نعمت اللہ علیہ لفظ نعمت بیان عرب  
میں افعال بدع سے ہے اس سے تعریف کیا کرتے ہیں کسی شے کی پس اپنے اس کیفیت زاد علی قدامت  
کی تعریف فرمائی کہ اچھی ہے یہ نئی بات دیکھو حضرت امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ من کے امتداد کا حکم ہم

از روئے حدیث ہے انھوں نے بدعت کو اچھا فرمایا معلوم ہوتا ہے کہ بدعت محمودی ہوتی ہے اور ایسی  
 ہی ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صلوة مخفی حیض شرح انھوں نے لوگوں کو پڑھنے دیکھا اور لوگوں  
 نے اس کا مسئلہ پوچھا آپ نے یہ فرمایا انھا محدثہ و افعالنا حسن ما لحد ثوابہا من محدثہ اور بدعت  
 حسن کہنا نفس قول صحابی سے ثابت ہے اس وقت سے دینک باقتدائے صحابہ کرام جمیع مجتہدین علام و  
 ائمہ اسلام جمیع محدثات حسنہ کو جائز رکھتے اور بدعت حسنہ فرماتے چلے گئے چنانچہ نقول ما قول صحابہ و محدثین  
 عنقریب انیوان ہیں پس ثابت ہو گیا عقلاً و نقلاً ہر طرح کہ بدعت حسنہ کا وجود ثابت و اطلاق صحیح ہے  
 درست اللہ صبح ہے پانچواں قول مذہب جمہور واضح ہو گا کہ علماء اہل تحقیق کے نزدیک سنیہ  
 اور جسنہ ہونے کی بنیاد زمانہ پر نہیں مبنی بات نہیں کہ کچھ خود شرف زمانہ قرون ثلثہ میں ہو گیا وہ سب  
 سنت اولہ مقبول ہے اور بعد زمانہ قرون کے جو کچھ بنایا برآمد وہ سب برہسے اور مردود ہے لہذا  
 ایک ایک مثال پر التفکر کا ہوں قصہ اول حضرت امیر المؤمنین عمر اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہما  
 تیمم سے منع فرماتے تھے نہانے کی حاجت والے کو یہ حدیث صحیح مسلم مطبوعہ کے صفحہ ۶۱۱ میں ہے اب  
 دیکھیے حکم صحابی کا ہے اور صحابی بھی کیسے حافظے راستہ میں نکلن اس قول پر کسی نے ائمہ مذہب  
 میں عمل نہیں کیا و وسر اقصہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ صحابی تھے ان کا پیشا پزیر تھا ابھی تھا طبقہ  
 وسطی تابعین میں معنی جس طبقہ میں بنی بصری اور ابن سیرین ہیں یہ اسی طبقہ میں تھا کذا فی التقریب اس  
 تابعی نے جو خیر القرون میں تھا دیکھ کر کیا کام سعادۂ قندی کا کیا اگر خدا کسی کو نصیب ذکر سے کہ مطلب امام  
 حسین رضی اللہ عنہ کا اس کی گردن پر ہے یہ سر اقصہ یہ کہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ تابعی تھے  
 ان کا شاگرد واصل بن عطاء تابعین سے تھا وہ مذہب معتزلی کا موجد و امام ہوا اس نے یہ  
 مذہب نکالا کہ جو سلطان گناہ کیسہ کرتا ہے اس کو ٹوسن کہنا چاہیے نہ کافر بلکہ ایک درجہ جہنمی  
 دونوں کے یہ بالکل مخالفت اہل سنت و جماعت کے اس نے اعتقاد کیا اللہ تعالیٰ لا اپنے بندوں کو دو قسم  
 فرماتا ہے فمسک کافر و منکر مومن قسم تیسری نہیں فرمائی پس جب واصل ابن عطاء نے اپنا مذہب  
 بیان کیا تب ان کے استاد حضرت امام حسن بصری نے اشد فریاد اعلیٰ عنائے معنی یہ الگ ہو گیا  
 ہم سے پس اسی روز سے اس مذہب کا نام معتزلی ہوا وہ سنت بدعتی میں وارد وہ اپنا نام کہتے ہیں اصحاب  
 اہل بدعت و توحید کذا فی الشرح المتعاند و غیرہ یہ تین قسمے دونوں مذہب کے بیان کیے گئے اور ایسے بہت



تقصیر میں غرضکنہ ان اشغال سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ قول کوئی فعل ہو یا قول یا اعتقاد اس کا جتنے  
 اور سینہ ہونا موقوف زمانہ پر نہیں بلکہ اس کے مدار میں لغت اور عدم مخالفت شرع پر ہے ہی دعویٰ  
 پر دو دلیل یعنی دو حدیث صحیح کئے دیتا ہوں حدیث اول قال نبینا الامرانہ علی علیہ السلام  
 والسلام من احداث فی ما امرنا ہذا مالیس عندہ فہو رد یہ صحیحین کی حدیث ہے یعنی جس نے نکالی  
 ہمارے اس میں وہ بات جو دین کی قسم سے نہیں ملتی کتاب اور سنت کے مخالف ہے وہ بات اس کی  
 رو ہے شارحین حدیث نے لفظ مالیس عندہ کی شرح میں لکھا ہے فیما شانہ الی ما جہدنا علیہ لا یخرج  
 الکتاب السنۃ لیس جن مراد محدث و بطوری نے لکھا ہے لفظ مالیس عندہ کی شرح میں کہ مراد  
 چیز ہے کہ مخالف و مغیر دین بات نہ اور ثواب قطب الدین خاں صاحب نے ترجمہ مشکوٰۃ شریف میں  
 لکھا ہے کہ لفظ مالیس عندہ میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ نکالنا اس چیز کا کہ مخالف کتاب و سنت  
 کے نہ ہو بڑا نہیں انتہی یہ شروع عربی و فارسی و اردو کی ایک ایک تفسیر میں کرتی ہے اور ان شارحین میں  
 اس طرح معنی کرنے کی وجہ یہ پڑی ابو داؤد میں من معہ امر اعلیٰ غیر اظہر نا فہور یعنی جس نے کیا کوئی  
 کام اور حکام سے غیر طریقہ پر نہ اور وہ حضرت کا کام کتاب اور سنت ہے کتاب و سنت کے غیر ہی  
 طریقہ ہو گا جو مکمل اس کے مخالف اور اس کا مغیر یعنی بدل دینے والا ہو گا انجیل اس حدیث سے  
 دو باتیں ثابت ہوئیں ایک تو یہ کہ حضرت نے فقط من ارشاد فرمایا یہ فقط عربی میں عام ہے اس میں قید  
 کسی قرن کی نہیں یعنی آپ نے یوں نہیں فرمایا کہ کوئی نکالے نئی بات اول قرن میں دوسری میں  
 تیسری میں یا بالکل آخری زمانہ میں بلکہ عام فرمایا کہ جب کبھی کوئی نکالے وہ رو ہے دوسری بات  
 یہ کہ اس نئی بات نکالی ہوئی کام رو ہو نا موقوف ہے اس بات پر کہ مخالف ہو کتاب اور سنت  
 کے پس یہی ہم نے دعویٰ کیا تھا کہ حسنہ اور سینہ ہونا امور محدثہ کا موقوف مخالفت اور عدم  
 مخالفت کتاب و سنت پر ہے نہ زمانہ پر اور یہ مسئلہ اصول میں ٹھہر چکا ہے کہ جب کوئی حکم کسی امر  
 عقید پر ہوتا ہے تو وہ حکم قید کی طرف مابج ہوتا ہے اس حدیث میں فہو رد حکم ہے یہ اصل احداث  
 پر دلالت نہ ہو گا بلکہ اس کی قید جو مالیس عندہ ہے اس کی طرف مابج ہو گا یعنی جزئی بات مخالفت  
 تغیر دینے والی دین کی جو وہ رو ہے نہ یہ کہ جو کوئی بات صمدہ اور صاحب احمد نیک اصول دین کے  
 موافق نکالی جائے وہ بھی رو ہے و لیکر اب قواعد اصول کے موافق معنی کرنے سے اسی حدیث سے

ثابت ہو گیا کہ بدعت مستندی بھی بات کا راجحہ بنا نہیں اور نہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم  
احداث کو مقید لفظاً لیس منہ کے ساتھ نہ فرماتے بلکہ یوں فرماتے من احداث فی امرنا مکرر  
رو کیا حاجت تھی لفظاً لیس منہ بڑھانے کی اور شرعاً جو امر التوحید میں ہے وہ من الجہلۃ  
من یجعل کل امر لیس منہ فی ذلک من العیوبۃ بدعت منہ وہ وہ وان لم یقسم دلیل علی قبیہ قسماً  
بقولہ صلی اللہ علیہ وسلم ایاکم ومحدثات الامور ولا یعلمون الا ان ان یجعل فی  
الدین ما ہو لیس منہ انتہی اس تقریر سے جواب حاصل ہو گیا ان لوگوں کا جو حدیثیں نہیں سمجھتے بوجہ  
پڑھا کرتے ہیں کہ شرعاً الامور محدثاتاً اور پڑھا کرتے ہیں ایاکم ومحدثات الامور وکل محدث  
بدعت وکل بدعت ضلالۃ وجہ حصول جواب یہ ہے کہ حدیثیں سب در شارب رسول مقبول صلی اللہ علیہ  
وسلم ہیں وہ باہم مخالف نہیں ہو سکتیں جب مقام مذمت میں آپ احداث کو ما لیس منہ کے  
ساتھ مقید فرما چکے یعنی وہ محدث بات مردود ہے جو کسی غیر طریقہ اسلام پر ہو اور مخالف ہو پس  
جبکہ در حدیثیں منع اور بدعت میں ہونگی وہ احداث اور بدعت مخالف اسلام کی طرف راجع ہوں گی  
نہ احداث خیر اور بدعت مستندی طرف اور اس تقریر سے اس حدیث کے معنی بھی بآ تکلف صحیح ہو گئے  
ہم احداث قوم بدعت الا ذلک من اللہ ما من السنۃ اس لئے کہ جو بدعت مخالف سنت ایجاد ہوگی  
خطا بر ہے کہ وہ سنت کو مٹا دے گی چنانچہ مولوی قطب الدین ناں صاحب نے بھی مظاہر الحق میں  
اس حدیث کے ترجمہ میں لکھا ہے نہیں نکالی کسی قوم نے بدعت یعنی جو بدعت کہ مزاحم سنت کے جو  
دیکھئے اس حدیث میں بھی ان لوگوں کے علماء مستندین سے فاسق کی برائی ثابت ہوئی  
جو مخالف سنت ہو یا تو یہی حدیث تفریق امتی علی ثلاث و سبعین ملۃ کفرہم فی النار کا  
ولحدۃ قالوا من ہی یا رسول اللہ قال ما انا علیہ وبعیابی یعنی میری امت میں تشریف فرما  
ہو گئے سب آگ میں جاؤ گئے مگر ایک لوگوں نے پوچھا وہ کونسا فرقہ ہے فرمایا جس نکتہ پر میں ہوں  
اور میرے اصحاب سو راہ اس سے یہ نہیں کہ کوئی عمل جزئیہ خصوصاً اگر آپ نے یا اصحاب نے  
نہیں کیا تو اس کا کرنے والا فی النار ہو گا اسلئے کہ بالاتفاق ثابت ہے کہ درمہ نہ آپ نے کیا  
نہ اصحاب نے تو چاہئے درمہ بیعت کذا یہ کہنے والا استحقاقاً جو سادہ لفظ بلکہ مراد یہ ہے کہ جو آپ کے  
اور آپ کے اصحاب کے اصول میں اسلئے مخالفت جو مذکور فی النار ہو گا اور احداث بدعت حسنہ مخالفت

اصول نہیں بلکہ جناب رسالت مآب نے خود من سنک مسئلہ حسنۃ فرما کر تعزیر کیا و کمال حسن کی  
 دنی جیسا کہ آجے آدیکے انشاء اللہ تعالیٰ اسی طرح اصحاب رضی اللہ عنہم اچھین نے بہت امور خیر کیے  
 کہ زمان نبوت میں نہ تھے ایجاد فرمائے اور اطلاق احداث حسن اور نعمت اللہ و غیرہ کا کیا بوجھ لگے  
 مولد شریف یا فاتحہ بیست کذا یہ کہتے ہیں وہ اس احداث حسن میں خاصی طرح مصداق مانا انا علیہ  
 اصحابی کہ میں کہ آپ ابو آپ کے اصحاب نے احداث حسن کی اجازت دی اور ہم بھی انہی کے طریقہ پر  
 قدم بقدم احداثات حسن کو جائز رکھتے ہیں فیما فی غذا آتیکٹ کن من الشاکرین بعض ما غین کہتے  
 ہیں کہ مخالف احداث کرنے سے مراد یہ ہے کہ جس کام کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا وہی کام  
 مخالف سنت اور بدعت اور مکروہ ہے اسکو احداث نہ کرنا چاہیے اور صحابہ نے جن امور پر انکار کیا ہے وہ  
 سب امور خیر تھے ان میں کوئی بات سوائے اس کے نہ تھی کہ ہیئت انکی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے  
 نہیں پائی گئی مثلاً عبد اللہ ابن مسعود نے ایک جماعت ذکر کرنے والوں کو مسجد سے نکال دیا یہ ہیئت خاصہ  
 جدیدہ پرانہ نظر تھا وہ اصل ذکر اللہ خود امور یہ ہے اور حضرت علی نے قبل نماز عید نفل پڑھنے سے منع  
 فرمایا حالانکہ خود نماز نہیں پڑھتے تھے حضرت عبد اللہ ابن مسعود نے نماز چاشت کو جو ان کے مشد ونا کے موافق  
 انکو ثابت نہ ہوئی تھی بدعت فرمایا اور اسی طرح قنوت بہ ان کے زمانہ میں پڑھتے تھے اسکو بدعت فرمایا  
 انتہی تو ہم میں کہتا ہوں اگرچہ یہ تقریر موافق مشربہ فاکلین قول چہارم کے ہے لیکن بعض  
 آدمی اور بھی بیخبری سے یہ بات کہنے لگتے ہیں جواب اس کا یہ ہے کہ جو امر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے نہیں کیا اس کو مخالف سنت مکروہ و بدعت کہنا صحیح نہیں اس لیے کہ جس سے بعض مشایخ  
 سنا کرتے ہیں اس کو مخالف شرع نہیں کہتے یا قیظی نے ابی ثعلبہ سے روایت کی کہ فرمایا نبی صلی اللہ  
 علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ نے فرض فرمائیں بعض چیزیں ان کو حرام مت کر دیا اور حرام متھرا میں  
 بعض چیزیں ان کی حرمت مت تو لا دیا اور باندھ دی ہیں حدیثیں ان حدوں سے آگے مت بڑھو  
 اور سکوت فرمایا بعض چیزوں سے دانستہ ان میں بحث مت کرو یہ حدیث مشکوٰۃ کے باب الاعتصام میں  
 ہے اور حضرت ابن عباس نے انشاء فرمایا کہ جو اللہ تعالیٰ نے حلال کر دیا وہ حلال ہے اور جو حرام کر دیا  
 وہ حرام ہے اور جس سکوت فرمایا اور کچھ بیان نہیں کیا وہ صاف نہیں ہے یعنی افسوس اللہ تعالیٰ کی  
 طرف سے مواخذہ نہ ہو گا یہ مشکوٰۃ کے باب ما یحلی الکلم میں ہے ان حدیث سے منقول ہے ایک اصل عظیم

پیدا کی ہے کہ اصل اشیا میں اجابت ہے پس معلوم ہوا کہ جس چیز میں اللہ رسول کی طرف سے سکوت ہوا سکوت  
مباح جانا چاہیے نہ بدعت و مکروہ و حرام اور شاہ ولی اللہ صاحب کتاب صغی شرح موطا قطع قبل عید  
میں لکھتے ہیں مطبوعہ دست اگر احد دیگر ایں استصحاب بشرحیت اصل صلوة است و دنیا فتن و لیلع کہ دلالت  
کنند بر منع ویرانہ نکردن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں حالی دلالت بر کراہت نمی نماید ترک فعل خیر تر و یک  
محذور ماعنی آن لیس کراہت نمی تواند شد انتہی اس میں شاہ ولی اللہ صاحب کھول کر فرمادیا اگر باوجود وجود  
ہونے رائی کے بھی اگر کسی فعل خیر کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ کریں یہ بیل کراہت کی نہیں ہو سکتی انتہی  
اور وہ جو علماء خفیہ بعد للبرع بخیر و اقل میں کراہت ثابت کرتے ہیں اس میں علت اور ہے وہ یہ کہ آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم نماز پر بہت حریص تھے جعلت قرة عینی فی الصلوة اور اوقات میں یہ بات  
دیکھی کہ نماز بعض اوقات میں جائز اور بعض میں نہیں بناؤ یہ علماء نے باوجود اس حرص کے پھر ایسا  
نہیں نہ پڑھا نہ اقل کا اس وقت میں وجہ کراہت اس وقت کی ٹھہرائی اس مسئلہ میں بات علی العموم صحیح  
نہیں کہ جو فعل خیر آپ نے کیا وہ بدعت اور مخالف سنت ہو تا ہے حق الامریہ ہے کہ مخالف سنت  
بدعت نہ ہی امر از علیہ جاسر و نہی تابع کے خلاف ہو گا اس طرح کہا امر جو کوئی احداث کرے گناہ و فعل و شاہ  
من احدات فی امنا ما لیس منہ ہود و بدو گناہ و روئش مکروہ و بدعت و ضلالت کہلا سیکا  
نام حجة الاسلام خزانہ الکرآب سماع احیاء العلوم جلد دوم صفحہ ۲۰۲ میں فرماتے ہیں وقول القائل  
ان دلالت بامعة لوریک فی الصحابة نلیس کل ما یحکم یا باحتہ مستور عن الہیما بدعتی اللہ  
عنہم انما المخذول بامعة تلغیم سعة عامر و اھا عامر یقول الہی عن شی من هذا اذ فی ہیکہ  
اس مقام میں حجۃ الاسلام نے بیان فرمایا ہے کہ جب صوفی حالت تجدید مادی میں کھڑا ہو جائے تو اگر  
بے رجمہ عت اسکی وہ نقت میں کٹری ہو جائے اور اسکی طرح اگر یہ عادت جاری ہو جائے کہ صاحب جلد  
کا عمامہ اتر جائے تو سب ایسا عمامہ الگ کر دیں اس کا کپڑا بدل سے الگ ہو جائے تو لوگ بھی وہ کپڑا  
اپنے بدن سے ڈال دیں اسکی وہ نقت میں سوہ باتیں البتہ مخوف بہت اور شن معاشرت میں داخل  
ہیں و مار کوئی یہ کہے کہ یہ بدعت ہے صحابہ سے منقول نہیں ہم کیسے بہتیری مباح باتیں صحابہ سے  
منقول نہیں اندیشہ یہی بدعت کہہ ہے جو منہ و کسی سنت مامور بہ کہ وہ فعل نہیں کی گئی کہ چیز کے  
پے ان شبہ مذکورہ سے نہی واسطے مماثلت کے انتہی باب ۱۰ ہر مقدم سی چند احیاء العلوم صفحہ ۴۲ میں

ملاحظہ فرمائیے اے ابوجہر و السواد فلیس مکر وہ و لکنہ لیس محبوب اذا حب الشیاب الی اللہ تعالیٰ  
 البیض ومن قال انہ مکر وہ و بدعة اریا بدانہ لہ یکن معہودا فی العصر الاول و لکن اذا  
 لہ مرد فیہ فہی فذلک یبغی بان یستہی بداعہ و مکر وہا و لکن ترکہ احب فرمایا امام غزالی حجۃ  
 الاسلام نے کہ فقط سیاد لباس پہننا مکر وہ نہیں لیکن محبوب بھی نہیں اسلئے کہ محبوب اللہ تعالیٰ کے  
 نزدیک سفید لباس ہے اور جس نے یہ کہا کہ مکر وہ اور بدعت امر ادا کسی یہ ہے کہ عصر اول میں رکنا دستور  
 نہ تھا لیکن جبکہ اس میں بھی شایع سے وارد نہیں تو اسکو بدعت مکر وہ نہ کہنا چاہئے ہاں ترک احب ہے  
 یعنی اس واسطے کہ احباب اللہ تعالیٰ سفید لباس ہوتا ہے دونوں مقام کی تقریریں حضرت حجۃ الاسلام کی  
 صاف بیان کر رہی ہیں کہ صدر اول میں دستور نہ ہونا یا مشقول نہ ہونا سبب بدعت و کراہت کا نہیں ہو سکتا  
 جب تک مرتبہ بھی شایع ناظر نہیں ہو جس اہل اسلام کو ماننا چاہئے کہ حدیث سن احداث فی امترا کے  
 ذیل میں جو شارحین حدیث لکھ رہے ہیں کہ انکا اس چیز کا جو مخالف کتاب و سنت کے ہو برا نہیں  
 اُن کے بیانات بھی معنی میں کہ جس چیز کی بھی کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ میں موجود نہیں اُس کا  
 بیکار ماننا نہیں اور جس کی بھی موجود نہ ہو وہ زیادہ واحد حادث مردود ہے اور وہ نظیر میں صحابہ کی جن  
 صحابہ میں پیش کرتے ہیں اُن میں یہ ہی بات بھی کہ صحابہ نے اپنے نزدیک اُن کو مقابل نبی رسول  
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سمجھا تھا مثلاً حضرت عبداللہ بن مسعود کا انکار فرمانا اُس کی روایتیں وہ  
 طرح نہیں ایک اس طرح اخرج الطبرانی بسندہ عن قیس بن حازم قال ذکر لہ عن مسعود  
 قال یجلس باللیل ویقول للناض قولوا کذا الحدیث اس روایت میں فقط قاص ہے یعنی  
 ایک آدمی فقہ گویا کہ وقت فقہ کہنے بیٹھا تھا اور درمیان فقہ گوئی کے لوگوں کو کہتا ہوا تھا کہ  
 ایسا کہو ایسا کہو یہ خبر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو پہنچی آپ وہاں تشریف لے گئے وہاں کو دھکیا کہ  
 تم نے یہ بدعت نکالی ہے واضح ہو کہ یہ انکار نہ عرض میں نہ بدعت جدید کے سبب نہ تھا بلکہ وہ اُس کا صحیح کرنا  
 قیہ گوئی کے واسطے یہ خلاف شرع تھا گو ذکر اللہ بھی کبھی کبھی درمیان میں ہوتا ہوا صحابہ رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم فقہ گوئی کو جو بے اصل فقہ بیان کرتے تھے مسجد سے نکال دیا کرتے تھے چنانچہ شاہ  
 ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کتاب تذکرۃ قوال جمیل میں بیان فرماتے ہیں ولایین کو العقصص الخیاضۃ فان  
 الصحابة انکروا علی ذلک اشد انکارا واخرجوا اولئک من المساجد وضرر بهم اور نصاب



الا حساب میں ہے والقصاص عندہم بدعت وکانوا یخرجون القصاص من الجوامع اور حضرت  
 یونس بن عقیلہ و الطاہر بن یونس فرماتے ہیں کان ابن عمر و غیرہ من الصحابة رضی اللہ عنہم یخرجون القصاص من الجوامع من قرآن  
 سے صحیح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ وہ قاص ایسی قصہ گو تھا کہ اگر وہ مرد و عطف خانی ہوتا اور وعظ کرتے  
 کرتے لوگوں سے درمیان میں ذکر اللہ بھی کراتا یا تاودہ ہرگز منع نہ تھا قاضی خان میں ہے العالمہ اذا  
 قال فی المجلس صلوا علی النبی علی الصلوٰۃ والسلام فانہ ینتاب علی ذلک وکن الغازی  
 اذا قال کبر و ینتاب علیہ اور دوسری روایت اس طرح پر ہے کہ وہ لوگ ذکر اللہ چہر کرتے  
 تھے اسلئے اُن کو نکال دیا سو اکی وجہ بھی وہی ہے کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ذکر چہر کو مخالف شرع  
 سمجھتے تھے جیسا کہ کتب فقہ سے روایت آتی ہے اوصافین جہر قرآن کی آیت سند گزرتے ہیں ادعوا  
 لیکم تنصروا و خفیۃ اور حدیث کتاب الجہاد و بغازی کی جوا ابو موسیٰ اشعری سے روایت ہی پیش کرتے  
 ہیں کہ وہاں صحابہ یسناداً و از سے لا الہ الا اللہ اللہ اکبر کہتے تھے حضرت قسلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا  
 ادعوا علی انفسکم لا تخرجونہم ولا تعاتبوا بعضکم بعضاً یعنی نہ بیکرا نہ سناؤ نہ پرہم کسی غائب اور پرہم کو نہیں  
 پکارتے نہ تعاتبے شکری وہ سننے ہی پاس اس سے بعض صحابہ سمجھتے نہ ذکر جہر نہ ہے ہی بنا پر حضرت عبد اللہ بن مسعود نے فرمایا  
 یہاں جو بھی میرے انی نکالنا قاضی بنجہر بالذکر حرام و قد اجمع عن ابن مسعود انہ سمع قوا یتعجبوا فی صیول  
 یتلون ویصلون علی الصلوٰۃ والسلام چہر افرح الیہم وقل ما عندنا واذلک علی محمد علی  
 الصلوٰۃ والسلام و ما لیکم الا مبتدا عین فسادالین کو ذلک حق اخروجکم من المسجد اور دلائل  
 سے معلوم ہوا کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود نے اُن لوگوں کو فقط احداث بیعت جدید کے لئے نہیں بلکہ یکجا  
 نکالا تھا کہ یہ ذکر چہر کرنا ان کا تہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالف ہے اور یہی ہم کہتے ہیں کہ احداث  
 مخالف امر شرع کی ہو و منع ہے اور جو مخالف نہیں وہ منع نہیں چنانچہ یہی ذکر جہر جن لوگوں کے نزدیک  
 مخالف نہیں وہ سب جائز کہتے ہیں حمزۃ القہار و النجاشی جناب مولانا شیخ محمد صاحب تہا نوئی جن کے  
 مولوی زبید احمد صاحب گنگوہی نے بھی حدیث پر مبنی ہے اپنے رسالہ دلائل الاذکار علیہم دلی صغیرہ  
 میں فرماتے ہیں ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کلن یحرم مع الصحابة رضوان اللہ علیہم اجمعین  
 بالذکار و التہلیل و التسمیۃ بعد الصلوٰۃ انتہی اور حاشیہ شامی و مختار میں ہے اجمع العلماء و سلم  
 و خلفا علی استیجاب ذکر الخیر فی المساجد و غیرہا لان یثبوت جہر ہم علی ناشر و مصل

اوقاف ہی اس سے معلوم ہوا کیا استحباب ذکر جہر بدعت و اگر بنی اجماع علماء ہے یہ علم حدیث بخاری  
 کے ہنی کو فرماتے ہیں کہ یہ موقع جہاد تھا وہاں کفار سے اپنا حال انکشاف کرنا مستلزم تھا اس لئے جہر کو اپنے  
 منع فرمایا تھا اس لئے کہ جہر منع ہے اور اسی طرح آیت میں با ایک نکتہ بیان فرماتے ہیں و و سر الزکاء و سر  
 علی کریم اللہ جہر کہ ہے کیا ہے قبل نماز عید نماز پڑھنے سے ایک شخص کو منع فرمایا و منع ہو کہ یہ منع فرمایا  
 فقط اسی باعث سے نہ تھا کہ نماز اس وقت میں آپ سے منقول نہیں ہے اور جب منقول نہیں تو  
 بدعت ٹھہرے جیسا کہ فریق ثانی مخالف میں پڑا ہے بلکہ منع فرمانے حضرت علی کریم اللہ جہر کی ایک دلیل  
 ہے خیر علیہ خفیہ کا مکمل ہے یعنی صریح نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہے شرح مجمع میں ہے  
 روی انہ علیہ السلام قال لا یصلو فی العیدین قبل الا مائیں یہی ہمارا دعویٰ ہے کہ  
 احداث اس شے کا منع ہے بخاموشی شائع کے مخالف ہو جن لوگوں کو نبی شائع پہنچ گئی انھوں نے صلوة  
 عید سے قبل تفل کو منع کیا جن کو نہ پہنچی انھوں نے فقط عدم فعل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب علم  
 منع کا نہ دیا اور یہ کہا کہ ترک فعل ضرر نزدیک ظہور و دلی آں دلیل کو اہمیت سے قناتہ جیسا کہ مصنفی شرح  
 موطا سے اوپر منقول ہو چکا تفسیر الزکاء حضرت عبد اللہ بن عمر کا ہے نماز پاشت پر سویا نکا مائیں کو  
 منع نہیں اس لئے کہ وہ اسکو بدعت حسہ فرماتے تھے سو اب بدعت نہ اور شرح مواہب معوضہ قائم الحمد ثین  
 زرقانی میں روایت ہے شعی سے صحیح ابن عمر یقول ما ابتداء المسلمون افضل من صلوة الفضی  
 و روی ابن ابی شیبہ باسناد صحیح عن النعمان بن عبد اللہ بن اسحق بن الاعمش قال سالت ابن عمر  
 عن صلوة الفضی فقال بدعة و فہمت البدعة و روی عبد الوہاب یا سناد صحیح عن سالم عن  
 یہ قال لقد قتل عثمان و رواحد یسبحوا و ما احداث الناس شیئا احب الی منہما و روی سعید  
 ابن منصور عن مجاہد عن ابن عمر انھا محدثة و انھا من احسن ما احلوا و او یہ روایت اخیر  
 سعید بن منصور کی فتح الباری وغیرہ شریعت بخاری میں بھی وجود ہے پس بدعت ثابت کرنے والوں کی ثابت  
 اور رد کرنے والوں کا رد ہو گیا اور بعض علماء نے یہ خیال کیا ہے کہ اصل نماز پراگ کا انکار نہ تھا کیونکہ وہ تو اس کے  
 نزدیک بدعت حسہ افضل و احسن کام تھا اس پر انکار کس طرح فرماتے بلکہ انھوں نے مذکور کیا ہے تو اس بات  
 پر کیا ہے کہ لوگ اسکو نماز فرائض کی طرح جمع ہو کر احکام سے مسجدوں میں پڑھتے تھے اور یہ بات خلاف  
 اصل تھی کیونکہ صحیح حدیثوں سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے فعندیکم فی صلوة فی بیتکم

فان خير صلوة الموعودة في بيته الا المكتوبة اور یہ بھی صحیح حدیث ہے صلوا ایھا الناس فی بیوتکم اور  
 معلوم ہے کہ سوائے نماز فرض کے اور نوافل آدمی گھر میں پڑھا کرے اور کہا ترمذی نے کہ نفل نماز گھر  
 میں پڑھنے کی روحانیس حضرت عمر اور جابر اور ابو سعید اور ابو ہریرہ اور ابن عمر اور عائشہ اور عبد اللہ  
 ابن سعید اور زید بن خالد سے روایت کی گئی ہے پس ممکن ہے کہ حضرت ابن عمر کا اجتہاد مقتضی ہوا  
 ہو کہ نماز نوافل کے لیے جب حکم ہوا صلوا فی بیوتکم اور یہاں لوگوں نے یہ کیا کہ (ایک) طور پر ہمیشہ  
 مسجد ہی میں پڑھنے لگے تو یہ مخالف ٹھہرا قرآن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایہ بعضوں نے یہ بھی کہا ہے  
 کہ جب نماز شروع اسلام کا تھا اور اس وقت تک جمیع فرائض و نوافل بخوبی جدا طور پر معین ایک  
 دوسرے سے عام طور پر نہ ہوئے تھے بناؤ علیہ مجتمع ہو کر ساجد میں نماز پاشت پڑھنے سے لوگوں کو  
 اشتباہ ہوتا کہ وہ اسکو بھی فرض واجب اعتقاد کرتے چنانچہ حضرت غوث الثقلین قدس سرہ غنیہ  
 الطاہرین میں فرماتے ہیں وانما اذوا بذلک لئلا تشبه بصلوة الفرض فیعتقد الناس  
 وجوبھا الی آخرہ ان عبارتوں سے صاف ظاہر ہو گیا کہ نماز پاشت پرانکار ہوا ہے تو وہ ارشاد  
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت دیکھی کہ انزل اللہ فی الفرض و نوافل کے سبب تھا بناؤ علیہ  
 یہ سمجھنا سہل نہیں کہ یہ ایک نقطہ عدم ثبوت کے سبب تھا بالکل مخدوش و ساقط الا بظاہر ہو گیا  
 چوتھا ائمہ کرام حضرت عبداللہ ابن عمر کے قنوت پر جو ان کے زمانہ میں لوگ پڑھتے تھے آپ نے اسکو  
 بدعت فرمایا جواب اس کا یہ ہے کہ قنوت سبح کی نماز میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جہیز پڑھا  
 تھا پھر چھوڑ دیا وعن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قنوت متہمرا تھرتکہ اب ائمہ دین میں  
 اختلاف پڑا بعضوں نے کہا کہ چھوڑ دینا واسطے بیان جواز کے تھا نسخہ ہذا اس سے ثابت نہیں ہوتا اور اگر  
 کام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا اے مکو بدعت تھیں کہہ سکتے اور بعضوں نے کہا کہ جب آپ نے  
 چھوڑ دیا تو منسوخ ہو گیا والعلی بالمفسرین لا یجوز اللفاق اور دارقطنی نے روایت کیا سعید بن جبیر سے  
 وہ کہتے ہیں میں شہادت دیتا ہوں کہ میں نے سنا حضرت ابن عباس کو یہ فرماتے ہوئے ان القنوت فی  
 صلاۃ البحر بلعہ و کرہ الہرقانی اور نظامہ یعنی شریعت جاریہ صغیر ۲۱۰ میں کہے ہیں وکان احد من سادات  
 ایضا عن الرسول صلی اللہ علیہ وسلم عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما  
 و جل ستر ذلک حتی انزل علی رسولہ علیہ السلام لیس من التزم من الایۃ قصار و لیس من

ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو مکان میں کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ میں نے یہ دو مقامات متقدمہ سے ثابت ہو گئے کہ حضرت عبداللہ کے ہم عصر یا صحابہ تھے یا تابعین وہ قنوت پڑھتے تھے وہ بھی اپنی طرح پر استدلال قائم کرتے تھے اور مشوخ نہیں سمجھتے تھے اور حضرت عبداللہ بن عمر نے جو اس قنوت کو نسخ کیا تو انھوں نے مشوخ سمجھا اور مشوخ پر عمل بالاتفاق خلاف شرع اور ناجائز ہے کیونکہ جو عمل پہلے مامور بہ تھا وہ مشوخ ہونے سے منہی عنہ ٹھہر گیا بناؤ علیہ حضرت ابن عمر کے نزدیک اسکا پڑنا مقابل بھی مقصور ہو کر بدعت ٹھہرا ہمارا دعویٰ بھی یہی ہے کہ جو امر مخالف مروی شائع کے احداث ہو گا وہی بدعت و ضلالت ہو گا اور نہیں تو نہیں اور اگر یہ حضرات اسی بات پر جرم جاویں گے کہ جو کام حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس ہیئت سے نہیں کیا وہی مخالف سنت اور بدعت و ضلالت ہے تو ہر کام اگر ہوڑنے پر نہیں آئے از بغلہ عید گاہیں منبر بنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں۔

خطبانی مؤید لدی اس روایت کرتے ہیں ابن عمر سے خطب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہو موعید علیہ جلیہ عن ایشعز بانہ لم یکن فی المصلی فی زمانہ علیہ السلام منبر و وقف فی المذقۃ للامام مالک ان اقل من خطب الناس فی المصلی علی منبر عثمان بن عفان پس جبکہ حضرت نے عید کا خطبہ نہ پڑھا عید گاہ میں منبر پر پھر علیہ صاف دل دوم نے بھی نہ پڑھا حضرت عثمان کے دور میں منبر امینت اور سچی سے کشیدہ اس صلت نے تیار کیا اور حضرت عثمان نے خطبہ عید کا اُس پر پڑھا پس چاہیے کہ منبر بن منبر عید گاہ کو بھی آڑا دیں اور چاہیے تھا کہ نہ چاہیے انکار فرماتے کیونکہ اس حیثیت سے منبر عید گاہ آپ کے عہد ہدایت ہمد میں نہ تھا اور اسید طرح چاہیے کہ اذان اول جمعہ کو بھی نہیں بالکل موقوف کر دیں اسلئے کہ بدایت صحیح بخاری ثابت ہے کہ پہلے ایک اذان ہوا کرتی تھی یعنی حیثیت امام منبر پر بیٹھتا ہے یہ دستور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا اور یہی عہد خلیفہ اول دوم میں رہا بدلتاں جب آدمی زیادہ ہو گئے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک اذان سب اول زیادہ فرمائی اور حکم دیا کہ تمام زور بار برجہ خارج مسجد سے بازار میں ایک مقام اونچا تھا وہاں ایک اذان دیا جاتا کہ اور شہر موابہت نیہ نقضانی صفحہ ۴۵ میں ہے کہ پھر ہشام ابن عبدالملک نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اسی جس بعد حکم دیا کہ یہ اذان اول محدث عثمان رضی اللہ عنہ مسجد کے اندر بھی جائے پانچا بکت ہی مرقج ہے کہ اذان اول بھی مسجد میں کہی جاتی ہے اور اذان ثانی کہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں بھی

وہ خطیب کے سامنے کھڑی جاتی ہے اور بعد اتمام خطبہ تکبیر کی جاتی ہے پھر اگر یہ ہی قاعدہ صحیح ہے  
 کہ جو کام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے وہی سنت ہے اُسکے سوا سب بدعت و ضلالت ہے  
 تو چاہیے کہ یہ افغان بھی معاذ اللہ ضلالت ہو حالانکہ یہ شرعاً غریبا اہل اسلام میں رائج ہے اور سید طرح طوطا  
 رخصت میں اُسٹے پاؤں پھرتا تھا وہی اور متون شرع کتب حنفیہ میں یہ مسئلہ مندرج ہے کہ جب خارجی رخصت  
 کا طوائف کرے تو دو عا کرے اور دو سے ادا اُسٹے پاؤں چھپے پھرے حالانکہ یہ اُسٹے پاؤں پھرنے کا رسول  
 کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ذکر کیا اسکو فقہ شامی نے باب الحج میں اور علامہ زیلیعی نے اُسٹے  
 پاؤں ہٹنے کی دلیل یہ بیان کی ہے والعمادۃ جلد ۱۶ فی تعظیم الاکابر والاشکواللہ کا برہنہ یعنی  
 جب علامہ زیلیعی حنفی کو دلیل اس فعل کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ ملی تو یہ کہا کہ عادت جاری ہے  
 تنظیم میں کہ بڑے گول کے سامنے سے پشت دیکر نہیں پھرتے پس میت اللہ سے رخصت ہونے میں بھی پشت  
 دیکر نہ پھرتا چاہیے جو اسکا انکار کرے وہ بے وجہ لڑنیوالا آدمی ہے اور کہا علامہ طرابلسی نے قد فعلہ  
 الاصحاب یعنی اصحاب نہ ہیں ناپس اتباع فعل اصحاب نہ ہونے کا کہ فقہ حنفی حکم دیتے ہیں اور رسول صلی  
 اللہ علیہ وسلم تکس کے ساتھ نہیں پہنتی اور تعجب ہے کہ وہ بڑے عثمان اشد شایع صوفیہ عمل میں ہیں اور  
 تقلید شخصی کو واجب اور حق کہہ کر خیر بنام میں جانیں صاحب جامع امت کو درست جانیں اور پھر یہ بات زبان پر  
 لائیں کہ بعد قرون ثلثہ جو کچھ حادث ہو گا وہ بدعت ضلالت و فساد التارکین کا معاذ اللہ یہ نہیں جانتے کہ یہ  
 جو کچھ حضرات صوفیہ کر رہے ہیں ایجاد فرمایا ہے شل جس نفس امارت کا کی کیفیات مخصوصہ و مشربہ سے صرفی  
 و تیار صرفی اور مادی ضلع مخصوصہ قیام و تہ و تدبیر کی مادیات کی ماس کا دانا اور کھور شیخ کرنا علی ہذا انداز  
 دیگر اور کثیر جو کتب قوم میں مروج ہیں یہ زنجیر بعد قرون ثلثہ کے ہیں حضرت شاد ولی اللہ صاحب سالار اہل  
 میں لکھتے ہیں اگرچہ اوائل اُمت طوایف و اخراست و بعض امور اختلافات پر وہ است نہیں صوفیہ صافیہ ارتباط  
 ایشان قدز من اول بیعت و تعلیم و آداب و تہذیب نفس پر وہ است نہ بجز قد و بیعت و وہ نہ من  
 سید الطائفہ جنید بغدادی رسم خرقہ نہ ہر شد و بعد ازاں رسم بیعت پیدائش الی آخرہ اور مولوی اسماعیل صاحب  
 صراط مستقیم میں لکھتے ہیں تحقیقات یہ وقت از کا ہر طریق و تہجد بافعال کو ششہا کر وہ اند الی آخرہ اور  
 حضرت مرشدی و مستندی ادام اللہ شادہ ضیاء القلوب میں ارشاد فرماتے ہیں و ذکر رسم ذات و طائف  
 مستند از جو زنگ ربانی حضرت مجید و است تالی قدس سرہ است امتی نہیں گیا رہوں صدی تک ایجاد

توحیبات مذکورہ سے ثابت ہوئے اور تیرہویں صدی کی ہی سند آگے دیکھائی اور اسی طرح تقلید کا مسئلہ  
 کہ تقلید شخصی واجب ہے اور حق منحصر مذاہب الہجریں ہے یہ بھی بعد قرون ثلثہ حاوٹا ہوا حجۃ الاسلام باللہ  
 میں شاہ دلی اللہ تحریر فرماتے ہیں اهل المذاهب الاربعة لم يكونوا مجمعين على التقليل للمخالص على  
 مذہب واحد اور بعد تین سطر کے لکھا اذا وقعت لهم واقعة استفادوا فيها اي مفتح وجداوا  
 من غير تعيين مذہب معلوم ہوا کہ چوتھی صدی تک بھی لوگ تقلید مخالف مذہب واحد پر مجتمع نہ تھے  
 جب مسئلہ پیش آتا کسی مکتبی سے پوچھ لیتے بلا تعین مذہب و دولوی قلوب لہدین میں صاحب تفسیر الحق میں تفسیر  
 منبری سے نقل کرتے ہیں اهل السنة والجماعة قد افرق بعد الفروقة الثلاثة او الاربعة على اربعة  
 مذہب غلامد یکا فتراق مذہب رابع قرون ثلثہ کے بہت بعد ہوا اور چوتھی صدی تک بھی وجوب تقلید  
 شخصی پر جامع نہ ہوا تھا جس مذہب کے لئے سے جانتے تھے مسئلہ پوچھ کر عمل کر لیتے تھے اور ظاہر ہے کہ چار اماموں  
 میں حضرت امام احمد خلیل رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں ان کی وفات دو سو اسیس میں ہوئی اور وہ تھے تابعین میں نہیں  
 صاحب تقریبے ان کو طبقہ عاشروں میں لکھا ہے تو فی ہر ہے کہ ان کے اجتہاد پر فتویٰ دینے والے اور حق کو  
 منحصر چار کر ٹھوسے ان سے بھی بعد میں مرنے اور اسید بطرح مسلما جامع کا کہ کسی اصولی نے تصریح  
 نہ فرمائی کہ جامع بعد قرون ثلثہ کا کذب و بدعت ہوگا کتاب مہید میں حضرت امام ابو شکار سانی رحمۃ اللہ  
 علیہ لکھتے ہیں اجماع الامة معبرة بالاجمال لا بالتفصيل بن لیل قوله تعالیٰ وکنانک جعنا کرملة  
 ویستظاہنک وراہم لہذا اعلم انما ینبغی ان یرفعوا عن الاربعة بیوت الصلابة رضی اللہ عنہم  
 وغیرہم ولانہ امہام یتناول الکل من الاربعة فی الاخراج علی طارہ رتبہ کہ صحابہ سے لیکر فرماست تک  
 جس طبقہ کے اہل اسلام کسی بات پر جامع کر سیکے وہ سب ہو جائیگا سکودہ ت و منہدات نہ کہاں لنگا پس جو  
 لوگ قائل ہیں کہ قرون ثلثہ کے بعد جو کچھ ہو گا وہ کذب اور ضلالہ ہی ہو یہ نیز مسائل ان کے سہ نظریہ  
 سخت مشکل ہے کیونکہ جن مسائل کے خود قائل ہو رہے ہو حالانکہ وہ بھی بعد قرون ثلثہ کے محدث ہیں  
 ان کو مشتق کر کے ان میں سے کسی کو واجب کسی کو مستحب کہہ بیٹے ہوا دینا حقہ و بات امام ابو شکار سانی کو معاذ اللہ  
 ضلالت محض کہ جسے ہو یہ بڑی بے انصافی ہے اور ہر کچھ اشکال نہیں دیکھے کہ جہاں سب سرور کو بلا فرق  
 تسلیم کر لے جس کیونکہ یا سور مخالف کسی سرونبی شائع کے نہیں اور ہمارے مول کے فتویٰ بعض عیسویں  
 اور جب بھی ہوتی ہیں کہ نہ نادانی قرینا اشکال جہاں تک جسد زنا شرعاً مذکور ہو میں ان سب سے





نمود باشد منہا یکہ ہیں ارشاد فرمایا کہ جو کوئی جب بھی طریقہ نیک جاری کرے گا ثواب ہوگا چنانچہ علامہ شامی نے بھی من سن سنة حسنة کے معنی وہی گئی عام کیے ہیں مگر اُس نے لکھا ہے وکل من ابتاع شیعہ الی آخرہ اور یہی مولوی مفتی صاحب نے بھی مائتہ مسائل میں لکھا ہے سوال بدعت حسنہ محدود است بوقت من الاوقات یا غیر محدود است الی یوم القیامۃ۔ جواب غیر محدود است عند التعلیل بحسبہا الحدیث من سن فی الاسلام سنة حسنة الی آخرہ دیکھو مسائل نے سوال کیا تھا کہ بدعت حسنہ کی کوئی قید ہے وقت یا نہ کی کہ غلطے زمانہ تک تو یہ کیا بدعت حسنہ کا جائز ہے اور غلطی زمانہ میں نہیں جائز یا یہ بات کہ کچھ قید نہیں بلکہ ایسا جسکا جائز ہے قیامت تک کسی زمانہ میں ایجاد ہوا کوئی ایجاد کرے اسکا مولوی مفتی صاحب نے جواب دیا کہ غیر محدود ہے معنی زمانہ کی کچھ قید نہیں قیامت تک بدعت حسنہ جائز ہے باقی یہ بات کہ عند التعلیل بحسبہا کی قید کیوں لگائی ہے یہ بات کچھ موجب دقت نہیں تین وجہ سے ایک کہ جو بدعت کی تقسیم نہیں کرتے وہ بدعت حسنہ کو سخت میں داخل کرتے ہیں پس بدعت حسنہ کا لفظ ہی کیلئے جو قائل تقسیم بدعت ہو گا جو تقسیم کا قائل نہ ہو گا وہ بدعت حسنہ کو سخت کہیگا دوسری وجہ یہ کہ جب تک سند میں حدیث صحیح گھڑی تو وہ قائلین کے پایہ اعتبار میں نہ ہوگی۔ تیسری وجہ اس کی تیسری یہ کہ جب مولوی صاحب نے یہ فرمایا کہ جو قائل ہیں تقسیم بدعت کے ان کے نزدیک قیامت تک بدعت حسنہ جائز ہے اب ہم کہہ سکتے ہیں کہ بدعت حسنہ کو کس کس نے جائز کیا ہے پس جان لیجئے کیا ان سب فقہان و دین کے نزدیک قیامت بدعت حسنہ جائز ہے کچھ قرون غنہ پر منحصر نہیں اقوال فقہاء و محدثین اس باب میں کہ سب سے ابو فضلالت وہی بدعت ہے جو مخالفت قرآن و حدیث و اجماع کے ہے اور جو بدعت ایسی نہیں وہ درست ہے سیرت علی و غیر کتب مشہورہ معتبرہ میں ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ما احداث و خالف کتابا باہ سنة او اجماعا اذ انوارا و خالف اللہ و اللہ لا یضلالہ و ما احداث من الخیر و لا یخالف من ذلک فہو البیضاء الممحوۃ اس روایت کو شیخ نے بھی ساتھ اسناد اپنی کے امام شافعی سے روایت کی ہے کہ بدعت و بطریق ہے مذکورہ اور غیر مذکورہ مولوی مفتی صاحب نے فتویٰ الامین کے دو ستر صفحہ ستمی ہمزہ کی راخوان میں فرمایا ہے جو مجتہدوں نے اپنی اجتہاد سے نکال دیا سنت میں داخل ہے انتہی پر تو شافعی بالفرض مسلم ہوتا چاہیے کیونکہ یہ مجتہد ہیں اور مجتہد کا حکم نکال دیا سنت میں داخل ہے بتمل مولوی امین صاحب دوسرے یہ کہ بعض فقہروں میں ہیں تیسرے یہ کہ خاص عربی ہیں





وہ جس نے ان کے اجتماع الغریبہ اور یہی کافی میں ہے اور وہ شرح غزالی ہے واسطے لفظ ہا مستحب  
یہ وہ کتابیں ہیں جو علماء مذہب حنفی کے نزدیک نہایت درجہ کی سبتر ہیں اب شافعی مذہب کو سننا چاہیے  
علامہ قسطلانی مواہب لدنیہ میں شافعی مذہب بیان کرتے ہیں والذی استقر علیہما صحابنا المستحب  
الانطق بہا اور غنیۃ الطالبین حضرت غوث اعظم کی تالیف ہے وہ حنبلی تھے بیان و فتویٰ میں مکمل ہیں یہو  
بطہارۃ ریح الخرافات و علاجہا القلب فان ذکر ذلک بلسانہ مع اعتقادہ بقلیہ کان قاتلاً بالانطق  
بہا اصل یہ عمل یعنی نیت نہایت کرنی اس قسم کی بات ہے کہ تمام ہندوستان اور سندھ اور عرب وغیرہ میں جاری ہے  
علامہ شامی نے لکھا ہے قد استغنا عن ظہور العمل بہ فی کثیر من الاعصار فی عات الاصحاح اور میں  
قاعدہ گنگوہی میں بھی صفحہ ۳۴ پر لفظ بالنیت کو مستحسن مان لیا عبارت یہ ہے (اور نیت کا لفظ جدید ہے نہ ہر اتو  
انکی دلیل جاری کی موجود تھی کہ حج میں تلفظ شافعی کی حدیث میں جاری ہو اسے الی آخر وہ حامل اس بات لال کا  
سب صاحبوں کو محفوظ رکھنا چاہیے کہ کارآمد ہے اسلئے کہ حج میں جو تلفظ مامور بہ اور معمول بہ عند فقہار ہے  
وہ یہ ہے اللہم انی ایدان الحج فیستر فی وقبیلہ منی یعنی یا اللہ میں حج کا ارادہ کرتا ہوں سو اسان کچھ مجھ پر  
اُسکا قبول کچھ مجھ سے چنانچہ یہ یہ دو تیار ہو رہے ہیں اور یہ دو چیزیں ہیں پھر بعض علماء نے نماز میں بھی  
تجوید کیا لکھا جائے اللہم انی ایدان اصلی صلوة کن ایدتہا فی وقبیلہا منی لیکن در کیا اسکو  
جہد و طہار نے کہ حج میں سورن اندھوتیں پیش کرتے ہیں انہیں وہ تلفظ مستحب نماز میں کیا معصوب ہے جو دھا  
کیجاتے یا انشاء ارادہ کرتا ہوں نماز کا سہل کر دیکھو پھر تیار علیہ نیت نماز کا یہ تلفظ مخدوش رہا جیسا کہ فقہ شامی  
نے لکھا ہے بلکہ یہ ٹھہر کہ نوبت فجر الیوم و فطر الیوم وغیرہ کہا جائے اور کثرت سے جو مستغفر اور مشہور  
جہات اہل اسلام میں بان نہ ہو خاص عام ہے نہ ہے جو علامہ محمد بن احمد زاہد الملقب بالزین نے ترمذی  
اصولہ میں لکھا ہے نوبت ان اصلے فرض فجر الوقت رکعتین بلفظ تعالیٰ و تو جہت الی الکعبۃ و انکسبت  
بعد الامام و نیت سنتوں کی اس طرح نوبت ان اصلی و متعلقہ رکعتین بلفظ تعالیٰ متعلقہ للرسول  
و تو جہت الی الکعبۃ چنانچہ ہائے ضلالت میں بھی کسی قریب اصل جائز ہے فرض میں کہتے ہیں نیت کرتا ہوں  
نماز کی واسطے اللہ تعالیٰ کے دو رکعت نماز فرض فرض اللہ تعالیٰ کے وقت فجر کا منہ میرا طرف کعبہ شریف کے  
سنتوں میں بجائے لفظ فرض کے کہتے ہیں سنت طریقہ رسول اللہ کا باقی بدستور اب دیکھئے قرون فلنہ سے نہ  
یہ الفاظ مانگئے سو اورو کچھ الفاظ نماز میں ہرگز ثبات نہیں جوئے حالانکہ تسلیم کیا محققین اہل سنت و جماعت اور علماء





کیا ہے مطیع حسینی دہلی کے مطہرہ معنی ۵۰۰ میں دیکھا اور تفسیر عزیزی پیر و الم مطہرہ مطیع دہلی محمد بخشوی مطہرہ ۲۱۲  
 میں بتا قرآن شریف کو بدعت حسنہ فرمایا ہے اب تیرہویں صدی میں دو مولوی سہیل مسیح کہ جب تکلام مذکور  
 الاخوان میں تھا کہ جو کوئی دین کے عقیدے اور عبادات اور رسم میں وقت یا جگہ یا وضع یا ہیئت کتنی قید اپنی طرف سے  
 مقرر کرے سو وہ بدعت اہل باطل اور مردود ہے انتہی کا۔ شکر خدا کا کہ یہ قاعدہ ایجاد کر کے، خیر کار خدا  
 راہ سے مخالفت اختیار کی وجہ ثبوت یہ ہے کہ انہوں نے صراط مستقیم میں کھاسے اشتغال مناسب ہر وقت  
 دریا ضلالت ملائے ہر قرن جدا جدا باشند لہذا متحفظان ہر وقت از اکابر ہر طریق در تجدید اشتغال کو ششہا  
 کردہ اند بنار علیہ مصححت و بدعت چنان اقتضا کرد کہ ایک باب ازین کتاب برائے بیان اشتغال جدید و کتنا  
 میں تحت ست یقین کردہ شود اس عبارت میں قرون ثلاثہ کی کچھ قید نہیں لگائی بلکہ ہر قرن میں ایجاد اشتغال  
 اور تعینات مشائخ کو تسلیم کھا اور بیانات خود اپنی تیرہویں صدی کے واسطے اشتغال جدید و ایک باب میں  
 کھے اس باب میں کچھ ذکر اضافہ اور عبارت اتہی میں کیا کچھ وقت اور وضع اور ہیئات اور عدد کی قیدیں ہیں  
 اور صراط مستقیم کے آخر وقت میں بھی لکھا ہے تجدید اشتغال ایک اس کتاب مسمیٰ بیان است فرزند یعنی مرشد  
 صاحب نے اشتغال لکھا ہے اور ظاہر ہے کہ تجدید میں اضافہ سے پس معلوم ہوا کہ انجام کا مان کو بھی یہی  
 حق معلوم ہوا کہ ایجاد بدعت حسنہ الیوم القیامہ بانماست خیر اللہ تعالیٰ ان کے مقلدوں کو بھی ہدایت  
 نصیب کرے اب اہل سنت جماعت خیر جو تہا و فکر سے ملاحظہ فرمادیں کہ یہ جو متحفظان فتویٰ انکار میں نے  
 مولہ شریف اور فاتحہ اموات کو بخشنہ عیدین وغیرہ میں منع کھا تھا اس کی بنیاد اسی ایک دلیل پر بھی تھی  
 جو کام قرون ثلاثہ کے بعد ہوتا ہے وہ بدعت سیئہ ہوتا ہے اور سناچکے ہم ہم کو حال میں دلیل کا کہ یہ دلیل نہایت  
 ضعیف اور رک گیا ہے اور جب ثبوت گئی دلیل ان کی قول اس باب تحقیق و اصحاب دقیق سے تو شکست ناش  
 کما یأئن کا فتویٰ اور قائم رہ گئے وہ سب امور صالحہ اپنی اباحت اور اتحسان پلان گما کان پس نہ سمجھیں  
 اور مشرب اہل تنقیح یہی ہے جو علامہ علی نے جلد اول انسان العیون میں لکھا ہے فقل قال ابن الجوزی  
 البیہقی ان البدعت المحسنۃ متفق علیہا بھی کہا ملاحظہ ابن حجر فقیہ محدث نے کہ بدعت حسنہ کے  
 مندوب اور تحسن ہونے پر اتفاق کیا گیا ہے یعنی فقہاء و محدثین جو محققین ہیں وہ سب بالاتفاق اجماع  
 بدعت حسنہ کو جائز و درست فرماتے ہیں اسی کی طرف رجعت دلانے ہیں پس وہ سب امور مندوبہ  
 فتویٰ انکار یعنی مولہ شریف و فاتحہ اموات عیدین بخشنہ وغیرہ بالاتفاق و اجماع اہل تحقیق



کہو کہ عبادت بدنی جدا کرو اور عبادت مالی جدا لیکن دونوں کا جمع کرنا ثابت نہیں تو یہ وہی مثال پھر بھی  
 کہ جب کوئی منفی شریعت ٹمٹم کر برائی کھانا جائز ہے ایسے کہ اسیں گوشت ہے گوشت حلال چیز ہے اور  
 بیچ ہے وہ بھی حلال اور نہ سخت زعفران کی جو بعض برنج پر ہے وہ بھی حلال پس مجھ سے ان مباحات کا بیچ  
 ہے تو اسکے جواب میں کوئی بیہودہ سر پھوڑے کو تیار ہو جاوے کہ صاحب یہ سب جدا جدا تو بیشک ثابت  
 ہے لیکن ہم تو جب باتیں کہ اس مجموعہ کا ذکر قرآن یا حدیث میں دکھاؤ؟ حرفت کہاں لگے ہیں کہ برائی  
 کھانا درست ہے پس جس طرح اس بیہودہ کو سب بھلا سمجھنا مشکل ہے اور قابل مضحکہ جانتی گے اسی درجہ میں  
 ان صاحبوں کی یہ بات ہے علاوہ بریں حیل طبع اثبات جمع کو موقوف رکھتے ہو وجود صریح روایت پر  
 اسی طرح چاہیے منع کو بھی موقوف رکھو جدا روایت پر یعنی اگر عبادت مالی یا بدنی جمع کرنے میں کوئی حدیث  
 یا آیت مانعیت میں آئی ہو تو منع کو وہ نہ ہم کو سکوت چاہیے مالا لکہ ہم ڈھوئی کرتے ہیں کہ کوئی حدیث  
 یا آیت مانعیت جمع بین عبادتین میں نہیں آئی اگر آئی ہو تو شکر و ہاتھ تو ابڑھا انکار کہ آیت مانعیت  
 ہم تو بین عبادتین کے لئے قاطع تھا اور فقہاء شریعت سے جدا کر دیجئے ایک تو یہی کہ جب مانعیت  
 ثابت نہیں تو اصل الاحت ہے وہ دوسرے یہ کہ سادات عہد عبادت مجہود میں ہے ما خلقت الجن  
 والانس الا لیعبادون اور عبادت بعضی زبان سے ہے بعضی اور اعتقاد بدن سے بعضی مال سے جو  
 کوئی ہر قسم کی عبادت کرے گا لا بہ افضل ہو گا ایک عبادت دوسرے سے شبہ عروج میں رسول خدا صلی اللہ  
 علیہ وسلم نے جو تھوڑے جناب باری میں لٹایا یہ نقطہ تھے الخیات اللہ والصلوات والطہیات مفسرین اور  
 محدثین نے اسکے معنی یہ لکھے ہیں کہ اللہ کے واسطے ہیں سب ترغیبات جو بہن سے ادا ہوں اور عبادتیں  
 بدنی ہیں اور عبادتیں مالی ہیں پس جبکہ تینوں قسم کی عبادتیں اللہ کے واسطے خاص ہوئیں تو یہی قسمت اس  
 شخص کی کہ ان تینوں کو ادا کرے ناچھ مرسومہ میں بات حاصل ہے جبکہ اللہ رب العالمین ۔  
 الرحمن الرحیم ثالث یوم الدین یہ تحت اور ثناء و شکر زبانی ہوا اللہ تعالیٰ کا اور جبکہ اھلنا الصراط  
 المستقیم انی اعلم یہ دعا ہوئی اور نیز درود پڑھنا اور عاجز ذلیل بن کر اپنے اللہ تعالیٰ کے سامنے ہاتھ ڈالنا  
 اور سستی کے لئے وعلیٰ مغفرت کرتا یہی جو بدنی اور لسانی ہوئی اور جو کچھ شیرینی یا کھانا وغیرہ عبادت  
 مالی ہوگی بیش جو پانچوں وقت نمازی نماز میں کہتا ہے الخیات اللہ والصلوات والطہیات اسکا مجموعہ  
 مانگو میں موجود ہے زبہ قسمت میت کی جو اسکو یہ نظر مجروح پہنچے **میسرے** یہ کہ پند ہو جس باب نصایح حسنہ

میں کتاب التعمین المزیہ مولفہ امام ربان الدین مرغینانی نے صاحب جلیہ سے نقل کیا ہے وہی ان  
 علیہ السلام عنہ تصدق بخاند و هو فی الزکوة و قد حله الله تعالی بقوله یؤتون الزکوة و هم  
 را کہوں یہ روایت تفسیر معالم و مدارک و بیضاوی و مازنی وغیرہ میں بھی وارد ہے لکھتے ہیں کہ ظہر کے  
 وقت ایک آدمی نے سوال کیا مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں جب تک اسکو کچھ نہ ملا اُس نے ہاتھ آسمان  
 کی طرف اٹھا کر کہا اے اللہ تو گواہ ہے کہ میں نے مسجد النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں سوال کیا اور کچھ بھی  
 کسی نے نہ دیا حضرت علی کرم اللہ وجہہ حالت رکوع میں تھے اپنے اپنے پہنے ہوئے ہاتھ کی انگلی خنجر حسینؑ کی  
 تھی سائل کی طرف کر دی اُس نے آگے بڑھ کر انگلی جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اگشت علی کرم اللہ  
 وجہہ سے نکالی لی انتہی اب دیکھئے صدقہ ایک عبادت دلی ہے اور نماز عبادت بدنی اور صاحب جلیہ کی روایت  
 کتاب التعمین سے گزرنے لگی کہ اللہ تعالیٰ نے اس جمع میں عبادتیں کرنے پر سہوہ مائدہ میں تعریف فرمائی اور امام ابو البرکات  
 شافعی رحمۃ اللہ علیہ مصنف نزادۃ فی جملہ اعلام خفیہ کے قول ہے تفسیر مدارک میں اس مقام پر فرماتے ہیں کہ یہاں  
 شان نزول فعل ایک ہے پھر صیغہ جمع کیوں فرمایا جواب دیکھ اس میں غیبت و نا انصافی سب دعووں کو کہ یہ شاذ ہے  
 ایک کے لئے نہیں جو کوئی اس لئے کہ اگرچہ سب ایسا ہی جواب دینگے مگر یہ رت ہے و درہم یغفر الذنوب و الذل  
 طحاہ التوفیق بالناس فی عمل فضل لیلنا و اعلیٰ ثوابہ و یہی معنون علامہ قاضی بیضاوی شافعی نے لکھا اور  
 مدارک میں والایہ تلال علی حوازی الصدقۃ فی الصلوۃ یعنی آیت سے معلوم ہوا کہ صلوۃ دین نماز میں جائز ہے بنا علیہ  
 جمع کو نماز عبادت بدنی و مانی کا نفس کتاب سے جائز بلکہ قابل مرجح و ثنا معلوم ہوا اور نماز عبادت بدنی کو انہیں  
 حرکت چھٹی سے جو شائع صلوۃ نہ ہو پنا چاہیے جیسا کہ اس پر وجود حرکت تصدیق جمع میں عبادتیں جائز ہوا تو خارج نماز جو  
 حرمت صلوۃ بھی مرد مکتات کے وقت نہیں جبکہ اولی جائز ہوگا باقی رہا یہ اختلاف کہ بعض کہتے ہیں یہ آیت حضرت  
 علی کرم اللہ وجہہ کی شان میں ہے اور میں کہتے ہیں جو بیکر صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اور بعضوں کے اور بھی قول میں  
 یہ ہم کو مفسر نہیں جب نفس قرآن میں یؤتون الزکوة و هم را کہوں آگیا قال ابو البرکات الشافعی رحمۃ اللہ علیہ و لعلہ  
 ای یؤتو غنائی حال دیکو غنم پس مورد آیت کوئی ہو دے جمع میں عبادتیں آیت سے ثابت ہے لیکن یہ جمع اس طرح  
 ہے کہ اصل عبادت بدنی کرنا تھا انہیں مالی عبادت بھی عمل میں بلایا اب ہم انکی سند دیں کہ عبادت مالی کرنے میں  
 بدنی عبادت بھی کی گئی و اسکی محدث نے کتاب و سناسی میں روایت کی ہے جابر بن عبد اللہ سے کہ نبی کریم صلی اللہ  
 علیہ وسلم نے دو مینڈے قرمانی لئے جب انکو ذبح کئے تو قبیلہ لایا تب اپنے یوں پر معانی و جہت دہی

للہدی فطر السموات والارض حنیفا وما اقامن الا المشرکین ان صلاتی وحیای و عہدائی بقرۃ  
 رب العالمین لا مشرک لہ لحدیثنا مرثۃ وانا اول المسلمین اللهم ان هذا صلاتک وکلمتک من علی امتہ  
 قد سمی اللہ وکبر وکبر وکبر یسئل من حضرت نے یہ آیتیں پڑھیں پھر فرمایا یا اللہ یہ قرآن تیرے فضل و کرم سے ہے اور  
 تیری ہی رضا مندی کے لئے ہے محمد اور اسکی امت کی طرف سے پھر اپنے بسم اللہ سے اکبر فرما کر لکھو کج کیا وہ  
 مسلم کی حدیث میں دو ماگنا ایک دوسرے سے قرآنی میں اس طرح بھی آیا ہے اللهم تقبل من محمد وال محمد  
 من امۃ محمد اور لفظ اول المسلمین کی جگہ من المسلمین کی بھی روایت ہے اور لفظ حنیفا سے پہلے علی صلوٰۃ  
 ابراہیم بھی مروی ہے اور ج طرح احادیث میں ہے اسی طرح آیات کا پڑھنا فقہاء عظام نے باب منیہ میں لکھا ہے اور  
 محمد بن احمد نے یہ بھی لکھا ہے اللهم تقبل منی هذه الاخضیة فاجعلها قربا لوجهک للکریم خالصا وعظما  
 احیی علیہا اور کیا نہیں دیکھتے کہ شریعت اسلام میں مقید کے وقت یہ دعا پڑھتے ہیں اللهم هذه عقبة  
 ابی فلان وھابہ ملہ وھابہا بحدۃ عظمیٰ بطلہ وھابہا بجلدہ وھابہا بجلدہ وھابہا بجلدہ وھابہا بجلدہ  
 فذالابی من النار اور اس کے بعد ہی آیت انی وجعت اور ان صلاتی فالنظ من المسلمین پھر کہتے  
 ہیں اللهم منک وکلم بسم اللہ واسمہ کبر کبر سے دیکھیں یہ کس سے سی عبادت پر فی وانی کا ترجمہ ہے  
 اور کیونکر منع ہو جس میں العبادتین میں سے ایک ہے فاصیبوا الخیرات یعنی سبقت چاہو نیکیوں میں اور تفسیر  
 مع البیان میں ہے فالمراد جمیع الخیرات اور ایسا ہی تفسیر عزیزی میں ہے معلوم ہوا کہ ہر قسم کی  
 عبادات و خیرات پر فی وانی جس کسی سے جبکہ ہر یکس سبب مامور بہا میں شرعا اور شاہ عبدالقادر صاحب  
 اس کبریت کے فائدہ میں کہتے ہیں (بہتری اسی کو سبب نیکیوں میں زیادہ ہو) اور ظاہر ہے کہ دو قسم کی عبادت  
 کرنے والے ایک قسم کی عبادت والے سے افضل ہونگے پس جمع بین العبادتین کرنے میں تو اس قسم کے نتائج  
 اور اس کے فعل پر اتنے دلائل ہیں اور اگر کسی نے یہ کیا کہ ان سب کو ترک کیا اور بدعت کہہ کر چھوڑ دیا جس طرح اب  
 شکرین چھوڑے بیٹھے ہیں تو وہی مثل حوام کے کہنے میں نائیگی مر گئے مرد و وفا تھو نہ ورو و احد و  
 فاتحہ کی دلیل میں یہ بات پیش کرنا صاحب سیف اللہ کا معفوہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی  
 چیز ثابت نہیں کھانے میں سوائے بسم اللہ پڑھنے کے نہایت بے محل ہے اس لئے کہ بسم اللہ تو ابتداء کے  
 حاتم میں الہی فاتحہ بھی پڑھتے ہیں کلام اس میں ہے کہ کھانا رکھا ہو اس میں سے جو جو ہو اور انسان کچھ پڑے  
 یہ ثابت ہے یا نہیں سوچنا وغوی ہے کہ یہ ثابت ہے چند حدیثیں مشکوٰۃ کی باب المعجزات میں موجود ہیں

از ایچملہ حدیث ام سلیم بروایت مسلم و بخاری موجود ہے کہ حضرت کی ترشی کا حال معلوم کر کے اُس نے چند روٹیاں جوڑیں پکا کر دو پیش کئے پلہ میں پانچ بیس یہ تقدیر طویل ہے آخر یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن روٹیوں کو توڑا اور لمبیدہ کی طرح جو کچھ اُس کے برتن میں لگا ہوا تھا وہ انہیں ٹپکا دیا پھر حضرت نے الفاظ قسم و طعنے اُس پر پشیمے پھر دس دس آدمی کو بلا کر کھانا شروع کیا اسی آدمیوں کو میٹ بھر بھر کھلا دیا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ام سلیم کے گھر بھر کے آدمیوں نے کھایا اور پھر بھی بیچ رہا یہ دیکھتے اس میں کھا ہوا سامنے ہے اور اس پر دعایا جو کچھ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا اُس کا پڑھتا ہے از ایچملہ انس کی حدیث بروایت مسلم و بخاری کہ انس فرماتے ہیں میری والدہ نے ایک بار میں کھانا کھوڑا لگایا اور اقط کا مرکب بنا یا مچھا بھیجا اقط ایک شے ہوتی ہے وہی ترش یا چھاچھ ٹپکاتی ہوئی کو خشک کر لیتے ہیں عربی میں سبکو اقط کہتے ہیں جس طرح دودھ کو شیر یاہ سے جا کر چیر جاتے ہیں اور عربی میں اسکو جبن کہتے ہیں اجمال اس طرح کی وہی اور کھوڑا اور لگی کا کھانا جب آپ کے پاس آیا آپ نے اس پر کچھ چڑھا جو کچھ اللہ تعالیٰ کو منظور تھا پھر حضرت دس دس آدمی کو بلائے گئے اور کھلاتے گئے قرینہ میں آؤ سیر کر کہ کھلا دیا پھر کھجور فرمایا اٹھائے اسے اس پانچ آدمیوں نے جب اٹھایا حیرت میں رہ گیا کہ جب میلایا تھا اس وقت ہمیں کھانا زیادہ تھا یا اب زیادہ پہلے سے موجود ہے از ایچملہ حدیث غزوہ تبوک کی مشکوٰۃ میں بروایت مسلم مذکور ہے جب لوگ گرسٹ ہو گئے حضرت عمرؓ نے دعا کرانی چاہی رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے تب آنے دسترخوان بچھوایا اور فرمایا اے آدمی کچھ کسی کے پاس کھانا بچا ہوا ہو تب کسی نے منھی جو اگر کسی نے منھی کھجور کسی نے ٹکڑا اور لی کا جس کے پاس جو کچھ بچا ہوا تھا لا کر ڈالا تب ہی غلو اسادہ خیر و عین ہوا پھر آپ نے اسپر دعا فرمائی اے اللہ قرآن پھر لو اپنے برتن پھر جسدہ لشکر کھا سنبے اپنے تمام برتن چونکہ پاس تھے پھر لے اور خوب کھایا اور پھر بھی کھانا بچ رہا شارحین لکھتے ہیں کہ اُس وقت لشکر میں لاکھ آدمی موجود تھے پس حدیث صحیح سے معلوم ہوا کہ لاکھ آدمی اس بات پر شاہد تھے کہ کھانا سامنے رکھے ہوئے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا مانگی باقی رہی یہ بات کہ حضرت نے دعا مانگی جو آپ کو ضرورت تھی صاحب ثبات و دعا کرتا ہے جسکی اُسکو حاجت اُس وقت ہے پس دُعا ہونے میں دونوں برابر ہیں یعنی دعا کے معنی شروع میں ہیں سوال من اللہ الکیم یہ دونوں جگہ ایک ہیں اور ان مقامات میں یہ بات کسی راوی نے روایت نہیں کی کہ حضرت نے دعا کرنے میں بات نہ لیں اٹھائے کیا علی الاطلاق عادت حضور کی تھی کہ جب دعا کرے



ہاتھ اٹھا کر کرتے ہیں کہ جانتے ہیں کہ جلال الدین سیوطی نے نقل کیا ہے کہ ۱۵۰۰ء کا جب جلیل جلیل  
 الحی و جلیل یعنی آپ جب دعا کرتے تھے تو ہاتھ اٹھانے میں تھیل ہاتھ کی منہ کی طرف کرتے تھے ہاتھ شاد  
 جناب بھی یہی ہے کہ تم جب سوال کرو تو ہاتھ اٹھا کر تھیلی پھیلا کر سوال کرو پس احوال میں خلیفہ قویہ ہر طرح  
 سے نفع دین عند الدعا اور دعا کا نام لکنا بخیر و طہارت ثابت ہے اہل اہل انصاف کو چاہیے کہ سخن پروری کو  
 چھوڑ کر ان دلائل میں خوب تاں فراویں متاج حق کریں وہ ایسا تو کریں کہ فاتحہ پڑھنے والوں کو صلوات نہ  
 سنائیں بلکہ سزا بخیر تو امید نسبت بد موافق تبلیغہ ہوں اگر کوئی کہ ظہر حرام میں ایسا ہو کہ وہ طلب عبادت  
 مالی کریں گے کہ غیر فاتحہ پڑھے نہیں ہیں اس عقیدہ کو کہ کبھی پائے ادا سکون جو توبہ کرنا چاہے کیونکہ  
 حکم اطلاق خصوص فرماں مطہر کو طہانہ اقل التیہ و اسلام احقاقنا عقیدہ یا لیکن تاؤ علیہ کہ انہوں کا  
 دیکھ کر یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ عقیدہ ان کا نہیں اس لیے کہ جب میت کی طرف سے کچھ کپڑا یا روپیہ سودا بلدیہ  
 میں دیتے ہیں تو فاتحہ پڑھ کر نہیں دیتے اور میت کی نیم سے کچھ نایا کپڑا کوئی چیز جو کچھ میت کے لیے کرتے  
 ہیں سب چیز ہر شکل کرتے ہیں چنانچہ تھنہ الہند صفحہ مطہرہ فاروقی میں ہے جب اہل اسلام نے  
 ایسا کیا تو اس سے معلوم ہوا کہ مریدانہ کلام یہ ہے کہ تو ایسا بات مالی یا بدون کچھ پڑھنے کے پہنچ جاتا ہے  
 اسی طرح جب ختم قرآن شریف یا قتل ہوا شدہ غیر و غیر میت کو بخشتے ہیں یا قبرستان میں جا کر اسی فاتحہ  
 پڑھتے ہیں اس صورت میں یہ لازم نہیں پڑھنے کے اس وقت میں کچھ صدقہ بھی ضرور دیا جائے اس سے معلوم  
 ہوا کہ ان کے نزدیک ثواب عبادت یا قتل کا بدون عبادت مالی کچھ پہنچ جاتا ہے جب عقیدہ و شہر ان کے  
 حق میں کچھ معتز نہیں فاتحہ پڑھنا بعض امور مثل طعام طعام و تقسیم خیر و غیرہ میں ہی واسطے بن گاہ  
 دین کا اس طریقہ پر عمل ہوتا ہے معتز یہ ہم نقل کریں گے باقی رہی بات کہ بعض آدمی جو زیادہ مایوس کرتے  
 ہیں کہ روئے قبلہ بیٹھتے ہیں اور مکان یا گزرواد صاف میں بیٹھتے ہیں سو یہ بات کچھ فرض نہیں بلکہ قسم  
 آداب ہے شاہ عبدالعزیز صاحب علیہ رحمۃ اللہ علیہ تقریر کے پاس اور فاتحہ پڑھنے کے لیے سوالات  
 حشر و محرم میں مرقم فرماتے ہیں فاتحہ و درود و توفی غفرہ و ست ست لیکن دین مستمر ہائے توبہ سے بادی  
 ہے شہر و زیا کر نجاست سنوی دار و دواتحہ و درود جائے یا خواہ کہ محل پاک باشد از نجاست تا ہر  
 و باطنی امتیاز اس کلام سے صاف ثابت ہوا کہ فاتحہ پاکیزہ جگہ میں پڑھنی چاہیے اور مولیٰ کا نہیں صحت  
 مستقیم میں موافق تعلیم اپنے مرشد سید احمد صاحب کے کلمے ہیں اول طالب باید کہ با حضور و زانو بلند مناز

بنشیند و فاتحہ بنام اکابر اہل طریقت یعنی حضرت خواجہ حسین الدین بھری و حضرت خواجہ قطب الدین بھٹیاری کی  
 وغیرہما خواندہ انجا بجانب حضرت ایزد پاک توسط اہل بزرگان نمایاں آفرید مکان پاک میں روئے قبلہ ہو کر فاتحہ  
 پڑھنا اور ایک ساتھ ان ہندوؤں کے کلام سے ثابت ہو گیا اب اگر کوئی یہ کہے کہ فاتحہ یعنی الحمد کو مقامات  
 اعیان شہاب میں کیوں اختیار کیا ہے جواب اس کا یہ ہے کہ الحمد کو فضیلت بڑی ہے کل سورتوں پر  
 سیرت طیبی اور تغصیر عزیزی میں ہے اگر فاتحہ کو ایک پڑتار دو میں رکھیں اور تمام قرآن دوسرے پڑ میں  
 تو فاتحہ یعنی الحمد غالب آویں سات حصہ اور تغصیر صرح البیان میں ہے جسے پڑھنی الحمد دیکھا اسکو اللہ تعالیٰ  
 ثواب گویا کل قرآن پڑھا اور گویا اس نے صدہ کی کل مومنین اور مومنات پر انتہی ایسے اہل سلام میں  
 یہ رسم پڑھنی کعب کوئی اپنی میت کے لئے کچھ کھانا یا شیرینی دیتا ہے تو الحمد پڑھ دیتا ہے اسکے پڑھنے  
 سے یہ اجر ہوتا ہے گویا مومنین مومنات پر صدقہ دیا گیا خدا کی قدرت ہے اصحاب فاتحہ کو کس کس  
 درجات کو پہنچا ہے میں نامہ مشکین اس فعل سے منع کر کے کیا کیا خیرات جاریہ بندگا رہے ہیں اب رہا  
 مسئلہ فاتحہ اٹھانے کا سو جواب اسکا یہ ہے کہ فاتحہ میں غائبی کی جاتی ہے اور وقت و جگہ جو  
 خارج نماز سے کی جاتی ہے اس میں نہ تھا نہ مستحب حسن نہیں میں یہ ہے حجاب اللہ علیہ وسلم الیہ الدین  
 ت مسند فضیل یعنی دعل کے آداب میں ہے پھیلا نا دونوں ہاتھوں کا روایت کی یہ ترمذی اور  
 حاکم نے اور اٹھانا دونوں ہاتھوں کا روایت کی وچوں محدثوں ملاح تہ کے مستندوں نے اور مشکوٰۃ  
 میں حکم نبی صلی اللہ علیہ وسلم رقوم ہے اذ لم یسألہ اللہ فاسئلہ بطون الکعبہ خیب ثم سوال کرنا اللہ  
 تعالیٰ سے تو سوال کرو ہاتھوں کی پھیلیاں اٹھا کر اور نیز مشکوٰۃ میں حدیث رسول ہے صلی اللہ علیہ وسلم  
 ان مکہ خیب کر فیہ یسعی من عبدہ اذا غلبتہ الیسالیمات یودہ صغیرا یشاک اللہ تعالیٰ شرم و لحاظ  
 والا ہے کہ کم کرنا والا ہے شرم مکتا ہے اپنے بندہ سے کہ جب وہ اٹھائے ہاتھ کی طرف تو پھیرے اسکو خالی  
 پس چونکہ فاتحہ میت کی یاد دہ ہے ایسے فاتحہ اٹھا کر دھا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ بموجب مغبہ من حدیث شریف  
 کے ان ہاتھوں کی خالی نہ پکیرے بلکہ مراد سے بھروسہ اور مسائل راہ میں میں جو لوی اتھنی صاحب نے مسئلہ  
 سی آدھم کے جواب میں کہ حریت میت میں ہاتھ اٹھا کر فاتحہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں رقم فرمایا ہے تاکہ  
 برہاتین یرائے دعا وقت تحریت نماہرا جواز است زیرا کہ در حدیث شریف میں یدین و دعا مستطاف  
 ثابت شدہ پس دین وقت ہم مضائقہ نماز و نہیں تخصیص ان ہاتھ دعا وقت تحریت ثابہ نیست انتہی

دیکھئے یہ بات تسلیم کر کے کہ اس جہیت خاص سے معقول نہیں ہو علم دیا کہ فاتحہ اٹھانا کچھ مضائقہ نہیں بلکہ  
 مطلق دعائیں داتھ اٹھانا ثابت ہے اس پر ہر جم کہتے ہیں کہ خاص وقت فاتحہ میت کے اُردھ کوئی حاجت  
 و اثر نہیں لیکن جب حاشیوں میں مطلق دعا کے لینے اٹھ اٹھانا آیا ہے تو اس فاتحہ میں بھی ثابت ہو گیا کیونکہ  
 یہ بھی دعا ہے اب دیکھئے منہ بیان فتویٰ ہانکاری کوئی اس فاتحہ ذکرہ کو کہتا ہے کہ محرمات ناپسند شرعیہ  
 سے ہے اور کوئی رسم ہندو کہتا ہے افسوس افسوس میں چیز کے ہول احادیث صحیحہ سے نکلنے ہوں یا کو  
 حرام یا رسم ہندو یا ضلالت کہنا انتہی با افضات آدمیوں کا کام ہے پہلے صلحا و علما تو اسکو مسلم دیکھتے آئے  
 ہیں مولانا عبد اللہ گجراتی جو بڑے عالم صالح حتیٰ معاصر شیخ عبدالحق دہلوی کے تھے وصیت نامہ میں لکھتے ہیں  
 تخصیصات صا و ضاع و تراکیب و کولات و تہیات و مترقات و بقات و نیاز و سبب و گان از رسوم صالحات است  
 اور جامع الادرا و میں ہے اگر یہ طعام فاتحہ کردہ بغیر ادب و عبادت تو اب میرسد اولیٰ جامع الادرا و میں ہے  
 چوں قرآن ختم کند اولیٰ پرچ آید خزانہ دوست بلائے فاتحہ ہندو و خواب ہم بدعاب ہر کہ خواہد بختیاری نخواستہ صلیٰ اللہ  
 علیہ وسلم بخشد یہ وصیت نامہ صاحب جامع الادرا و کی ہدایتیں طعام قاعدی میں ہیں اور مذکورہ ہفتہ صلیٰ اللہ علیہ وسلم  
 محمدی جو ششنگی مطبوعہ اس میں دو کتابیں رزم کی یہ عبارت صفحہ ۱۵ پر موجود ہے ہمیں بہت  
 مسنون فاتحہ مرسوم میں خواب عفو و کھ و قتل و ہم خواب بذیل طعام ہندو و برص آں جناب خواہ رسید  
 اب اس فرقہ کے لوگوں کا احوال سنئے مجموعہ مذکورہ النصائح میں صفحہ ۱۳۲ پر استغنا شاہ ولی اللہ صاحب کا  
 مرقوم ہے سائل نے سوال کیا تھا کہ کسی کے نام کا مرقع یا کمرافنگ کیا ہوا ہے یا نہیں اور ولید و یا  
 شیر برنج و غیرہ تیار کیا کا دوست ہے یا نہیں شاہ ولی اللہ صاحب نے اس کے جواب میں فرمایا کہ حرام  
 فرمایا اور ولید و شیر برنج کی نسبت یہ الفاظ لکھے اگر ولید و شیر برنج تیار فاتحہ ہند کے بقصد ایصال ثواب  
 بروح الیتام ذرہ و غیرہ مضائقہ نیست و طعام ہند ماشا خدا غنیا را خوردن حلال نیست و اگر فاتحہ بنام بزرگ  
 وادہ شد پس اختیار ہم خوردن جائز است انتہی کلاسہ دیکھئے کھانے پر فاتحہ دینا خاص فتویٰ شاہ ولی اللہ  
 سے ثابت ہے اور شیر شاہ ولی اللہ صاحب اپنی کتاب فی سلاسل الاولیاء ماشہ میں فرماتے ہیں پس و امرتہ  
 در و خزانہ ختم تمام کنند و برقد سے شیرینی فاتحہ بنام خاجگان چشت جو مانجھ و مند و حاجت از خدا سے تعالیٰ  
 سوال فیائند لی آخرہ جائز و مصلحت ہوتا تو ادبیات ہے یہاں تو امر فرما رہے ہیں کہ اس طرح بڑھیں غرننگ  
 کلام مولانا عبد اللہ گجراتی اور شاہ ولی اللہ دہلوی سے معلوم ہو گیا کہ فاتحہ ہندو طعام و شیرینی رزم صالح

مقررہ صلحا و معمول بہ علمائے ہے چنانچہ شاہ عبدالعزیز صاحب بھی اس کی تصدیق فرماتے ہیں تفسیر عزیزی  
 پارہ اول میں ہے دسرفرائست کہ نزد عوام طریق ذبح جانور ہیر گوند کہ مقرر راست تھیں است بدلے رسانید  
 جان جانور پر اسے ہر کہ منظور باشد چنانچہ فاتحہ قتل درود خواندن طریق تھیں است برائے رسانیدن اکولات  
 و مشروبات بارواح و یکھے یہاں سے معلوم ہو گیا کہ شاہ صاحب کے وقت تک بھی فاتحہ قتل اعیال ثواب کے  
 موقع میں تھیں تھا کیونکہ آپ شمال دیتے ہیں کہ بطرح اجل سلام میں قتل اور فاتحہ پڑھ کر پیچا دینا ثواب اکولات  
 بشروبات کا معنی ہے اسی طرح عوام جانتے ہیں کہ جب نام خدا لیکر جانور ذبح کیا تو جان اسکی جب کو ہم چاہیں میراں  
 اور سید و وغیرہ کو پہنچ جاتی ہے حالانکہ یہ بات غلط ہے جان کسی کو نہیں پہنچ سکتی اکولات و مشروبات کا  
 ثواب پہنچ سکتا ہے اس مضمون کو میں طریچے اس عبارت سے اس طرح لکھا ہے کہ اس مسئلہ آنست کہ جان  
 صاحب کے غیر جان آفریں نیاز کو دل حدست محبت و مشروبات و دیگر احوال رانیز اگر یہ انشاء تعرب  
 ہنوز شہدادق حرام و حشرک مستحکم ثواب آفریز اساکہ مامکد بندہ میشادناں غیر سامتن جائست زیرا کہ  
 انسان بایر سید کہ ثواب عمل خود اینوز بخشہ چنانچہ میر سید کہ مال خود را بغیر خود بہد جان جانور ملوک آدمی  
 نیست تا اولیکے تواند بخشید ان اسل اکولات مشروبات و غیرہ میں شاد و صاب کے وقت تک بھی تھیں معمول ہوتا  
 اس رسم صاحب کا ثابت ہے اور اگر اس عبارت تفسیر میں کوئی شخص اپنے چہرے کے موافق ہیر پھر کرنے کے قیاسے ہو گیا  
 عبارتیں شاہ عبدالعزیز صاحب کی انکی فتویٰ اور مکتوب کی جو صراحت دلیل جواز میں سینے سوالات عشر و محرم  
 کے جواب سوال نیم میں ہے کہ کھانا فتنہ میز لال کا جو ذرو نیاز تفریہ کے سامنے لکھ کر فاتحہ پڑھنے میں کیا ہے  
 لکھتے ہیں خدا میکہ ثواب اک نیاز حضرت الامین نمایند و براں فاتحہ قتل درود خواندن ترک میشود خود دلایل  
 بسیار خوب است لیکن بسبب ہمدن علماء امیرش تفریہ خود بخاطر ان طعام ہیش تفریہ ہتمام شب شب بکفار  
 و بت پرستان میشود پس ان ذریں حجت کراہیت پیدا میکند و اشداعلم دیکھے کھانے کے اوپر فاتحہ کا پڑھنا شاہ  
 صاحب کے کلام میں صاف لکھا ہوا ہے اور مکتوب آپ کا جو علی محمد قاں صاحب رئیس مراد آباد کو لکھا تھا  
 اس میں خود یہ عبارت آپ کی موجود ہے پس بہما حضرت از طعام یا شیرینی نہ تھہ خذوہ تقسیم آن بکافریں مجلس  
 میشود اس خط کی عبارت یہاں بقدر حاجت لکھی گئی اور بہامت مولد شریف میں زیادہ تر بیان ہوگی انشاء  
 اللہ تعالیٰ الحاصل حضرت شاہ صاحب اور مامان کے والد بزرگوار شاہ ولی اللہ صاحب و دیگر علماء ربانی کی  
 عبارت سے شیرینی اور کھانے پینا تھہ پڑھنا بخوبی ثابت ہو گیا اور صبر کے زیادہ فاتحہ وغیرہ منع کر سنے میں

مولوی اسماعیل صاحب مشہور ہیں مال ان کا ہے کہ وہ تاریخ اور دن کی پابندی کو سخت کرتے ہیں اور ماہر بھی  
 کوئی آیت یا حدیث سے مماثلت ثابت نہیں کرتے مگر بعضی مسلمات بیان کرتے ہیں چنانچہ مقامات فقہین  
 تاریخ بنیم و حیلیم وغیرہ میں ہم ان کی عبارت لکھیں گے لیکن کھانے کے ساتھ فاتحہ پڑھنے کو وہ بھی منع  
 نہیں کرتے مگر رابطہ مستقیم میں لکھتے ہیں نہ پیدا نہ کہ نفع رسانیدن باسوات باطعام و فاتحہ خوانی  
 خوب نیست چه این معنی بہتر و افضل است الی آخرہ ان عبارات منقولہ بزرگان سے اثبات فاتحہ  
 مرسومہ کا اہل عقل و انصاف کے نزدیک صاف ثابت ہو گیا اب اگر بعض صاحب منکرین میں بدستی  
 الزام دیں فاتحہ کرنے والوں کو کہ ان لوگوں کا تو اعتقاد یہی ہے کہ قناب کھائے کا بے فاتحہ کے نہیں  
 پہنچتا اور فاتحہ اور پنج آیت وغیرہ پڑھنے سے کوئی لوگ یوں نہیں جانتے کہ یہ امر خیر ہے اور ثواب کی بات  
 ہے بلکہ اسکو فرض واجب جانتے ہیں جواب اس کا یہ ہے کہ منکرین لوگ ایسے ایسے ذہن پرستی اور امانت  
 کرتے ہیں شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ جو ہر سال اپنے باب کا عرض کرتے تھے پھر مولوی عبدالحکیم صاحب  
 پنجابی نے یہ اعتقاد منکھنہ کیا کہ تم نے عرس کو فرض سمجھ لکھا ہے سال بسال کرتے ہو اسکا جواب جو شاہ صاحب  
 موصوف نے لکھا ہے ذیل النصاب فی رد المحتار کے صفحہ ۳۴ میں ہے این معنی است بر جہل حوال  
 مطعون علیہ تیر کہ غیر از فراموشی شرعیہ مقرر جہلکس فرض نمیداند آری زیادت و تبرکات بقول صاحبین اور ایشاں  
 باہار ثواب و ثلوت قرآن و دعا کے غیر و تقسیم طعام و شیرینی امر مستحسن و خوب است باجماع اہل و فقہین و روایں  
 آن مست کی آپ رحمۃ اللہ علیہ اشتداد و اہل عبادہ اشباب عبد اس عبارت کے شاہ صاحب نے  
 عرس کی اصلیت احادیث سے ثابت فرمائی ہے وہ مشہور اور تفسیر کبیر و غیرہ سے منقول رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم انہ کان یا بنی قریظہ شہداء علی و اس کل حول فیقول سلام علیکم و ما صبرتم فتم حق بنی اللہ  
 و الخلفاء الاربعۃ ہکذا ایفعلون انتہی اس تقریر سے چند باتیں ثابت ہوئیں ایک یہ کہ شاہ عبدالعزیز صاحب  
 نے فقہین عرس کی اصلیت حدیث سے پنجابی یعنی ابن منذر و ابن مروان و ابن جریر کی روایتیں جو مذکور  
 تفسیر کبیر سے نقل فرمائی ہیں ان میں یہ بات ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سال بسال شہداء کی قبور پر  
 ہر برس کے سورہ پر تشریف لاتے تھے اور اسی طرح بعد آپ کے خلفاء و تابعین کرتے رہے غرض کہ اصلیت عرس  
 ثابت ہو گئی اور اس حدیث کو صحاح ستہ میں نہ ہونے کے سبب روکنے کا صحیح نہیں آئیے کہ صحاح احادیث مختصر  
 کتب میں نہیں اور ابن جریر و غیرہ پر حرج کر کے اس روایت کو رد کرنا بھی صحیح ہے خود شاہ عبدالعزیز صاحب

یہ روایت صحیح ہے اور اسکا جواب جو شاہ صاحب نے دیا ہے وہ صحیح ہے اور اسکا جواب جو شاہ صاحب نے دیا ہے وہ صحیح ہے

عرس کی اصلیت

جو واقعہ ان کے حالات سے بھی وہ خود ان کی روایات کو لے چکے ہیں لیکن یہ کہ ان روایات کی تقویت  
 شاہ صاحب کو پہنچ چکی اور محل ٹھہرانا اس حدیث کا بھی درست نہیں بلکہ یہ کہ محرم الحرام سے شروع  
 سال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں ہوتا تھا اور نہ بیع الاول سے بلکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے  
 وقت میں بمشورہ صحابہ کرام محرم الحرام سے شروع سال ٹھہرایا گیا بنا طہ یا قیام قبور استہدائے علی دین  
 محل حول میں مراد یہ حول تو نہیں ہو سکتے بلکہ متبادر از روئے لغت عرب اطلاق حول کا شروع وقت  
 سے پورا سال گزر جانے پر ہوتا ہے پس یہ محل نہیں بلکہ از روئے لغت یہ ہی ثابت ہو گیا کہ موت شہداء کے  
 دن سے سو سوین دن ہر سال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لیجاتے تھے یہی معنی عرس کے ہیں اور عرس  
 میں کچھ ٹھہرنا ایصال ثواب کرنا اور مباحات کا ترک کیا ہونا جائز ہے مگر محرمات سے احتراز ضروری ہے  
 اور سماج جو منہیات شریعت و طریقت سے خالی ہو وہ بھی مباح ہے حضرت قطب العالم شیخ عبدالقدوس  
 گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کتاب صدو ہشتاد و دو مکتوبات قدسی میں جواب مولانا جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ کے  
 کہتے ہیں اعراس پیران پر سنت پیران لہلہ و صفائی جاری و از نہ صفائی کے نقطے خالی ہونا منکرات  
 سے ظاہر ہے اور خاندان سنیہ میں بھی عرس ہر سال خالی منکرات سے جاری رہا ہے اب جو کوئی شہاد  
 صاحب موصوف کے خاندان میں ہو کر اپنے بزرگوں کا کلام رو کر سہا سکوا اختیار ہے دوسری بات  
 یہ کہ قبور صاحبین کی زیارت موجب برکت ہے قیسری یہ کہ قدیم سے حاسد لوگ زبردستی ٹٹے یاد کرتے  
 ہیں اور باغترابانہ حاکم تھے ہیں کہ ان لوگوں نے اس کام کو فرض واجب جان رکھا ہے چنانچہ شاہ عبدالعزیز  
 صاحب بھی شاکر ہیں اور فرماتے ہیں ایسا طعن جہنمی راست بر جہالت الی تاخرہ میں اسی طرح جو لوگ قاتل  
 کرنے والوں پر اور محفل مولد شریف کرنے والوں اور قیام کرنے والوں پر اعتراض کرتے ہیں کہ یہ لوگ  
 ان چیزوں کو فرض و واجب جانتے ہیں اس کا وہی جواب ہے جو شاہ صاحب نے فرمایا چوتھی یہ کہ فتویٰ  
 دہلوی میں مولوی امیر یازقان مبارکپوری التزام اسر سحاب کو حصہ شیطان کا ثابت کرتے ہیں تو کیا  
 شاہ عبدالعزیز صاحب سے اور ان کے معمول دائمی سے معلوم ہو گیا کہ مستحب کیا بناہ دائمی کرنا مستحب ہے  
 یا نیکو میں یہ کہ ایک وقت میں جمع بین العبادتین یعنی قرآن اور دعا اور تقسیم شیرینی طعام کرنا بڑا نہیں بلکہ  
 مستحسن اور خوب ہے اور خوب بھی کیسا کہ باجماع علماء اب کہتے ہیں ان حضرات کے مقابل اور ان تحقیقات کے  
 مقابل مفتیان فتویٰ انکار ہی کی تائید کرب قابل قبول ہو سکتی ہے تسمہ ضروری براہین قاطعہ گنگوہی ہیں



بھی فاتحہ کو حقیقت تسلیم کر لیا کوئی ہر انکار ہے صفحہ ۱۱ سطر آخر میں لکھا ہے (جمع بین العبادتین کا کوئی  
منکر نہیں بلکہ اس جمع میں انکار ہے کہ اس سے ہیئت منکرہ پیدا ہو جائے) سب صاحب خیال فرمادیں  
کہ جب جمع بین العبادتین مان لیا تو فاتحہ علی الطعام کو مان لیا اس ہیئت منکرہ کی شاخ جو لگاتے ہیں پھر  
چار دیبا میں ملائے ہیں اول یہ کہ صفحہ ۶۳ میں لکھتے ہیں (فاتحہ میں فساد طعام ہے کہ ٹھنڈا ہوتا ہے اور  
آکلین اور قاری دونوں کی شہوت متعلق طعام سے ہے تو گویا فساد و خلوص و درنیت آکلین کا بھی ہوا  
مسلم نہیں یہ کیسے بے صبروں کی رعایت کیے کہ فاتحہ کو غلو بار دیا جاتا ہے جسکر شہوت طعام اس درجہ ہے  
کہ گرم ہو جاتا ہو کھانا چھوٹے کھانے کے ٹھنڈے ہونے تک بھی نہیں ٹھہر سکتے حالانکہ گرم کھانا منع ہے  
حالیہ میں ہے در دیوکل طعام حاد اور احوال العلوم میں لکھا ہے کہ صبر کر کے کھانے والا جب ٹھنڈا قابل  
کھانے کے ہو جائے تب کھائے عبارت یہ ہے بل صبر الی ان یسہل اکل و منع ہو کہ فاتحہ کے تین  
طریق ہیں کہیں کسی طرح ہوتے ہیں اور کہیں کسی طرح اول یہ کہ شیرینی اور کھانے پر فاتحہ وغیرہ دیا کہ طعام  
نے ٹھہر کر کھانوں کو دیدیا اور خود قادر ہو تو دوسرے سے پڑھو کہ یہ یا اے تقسیم کر دیا۔ دوسرا یہ کہ کھانا جماعت  
کو کھلا دیا پھر جماعت میں جو خاندانی میں انھوں نے کچھ سوچیں کہ اگر عیشت بعد از ان دعائے ایصال  
قرب طعام و قرآن و درود وغیرہ میت کے واسطے حاضرین نے کی اور مغفرت کی دعا مانگی یہ دو طریق بہت روئے  
ہیں تیسرا یہ کہ کھانا حاضرین کے سامنے رکھ کر دعائے میت کے کیا کہ یا کہ کچھ کلام پڑھ کر میت کی روح کو بخشہ دو  
تب وہ الحمد و قیل پڑھ کر فاتحہ اٹھاتے ہیں اور دعا میت کے لئے کرتے ہیں پھر کھانا کھا لیتے ہیں چوتھا طریق  
نہ ہم نے سنا نہ دیکھا پس مولف براہین کی یہ دلیل منع فاتحہ صورت اول و ثانی میں قیل ہی نہیں سکتی صورت اول  
میں تو کھانا آکلین کے سامنے آیا بھی نہیں جو کھانے کے لئے بیاباں ہوا جس صورت ثانیہ میں جو آیا تھا جس کے کھا چکے  
البتہ صورت ثالثہ پر کچھ تحریر بایں کا دھوکا لگتا ہے اور فی الواقع اس پر بھی یہ دلیل نہیں چلتی اسلئے کہ حقیقت  
کھانے کا مالک وہ ہے کہ جس نے کھانا تیار کیا ہے جب وہ کسی کی ملکیت کرے تب وہ مالک ہوگا اور جب وہ  
اذن اباست طعام لے تب وہ کھانا سباج ہوگا مالک کی خود مرضی مخصوص ہے کہ اول کچھ پڑھ کے ٹھنڈا بنا کر علیہ  
قبل اس قیل کے ابھی تک وہ مالک کی طرف سے کھانے کے مجاز نہیں پھر ناحق انکی شہوت بے ہنگام کیوں مانگو  
بچھین کر رہی ہے اور فساد طعام جو کھا ہے ہم نہیں جانتے کہ الحمد و قیل پڑھنے تک کیا فساد کھانے میں لازم آئے گا  
ہم نے وہ مجلس طعام و غیرہ کی دیکھی ہیں جس میں الحمد و قیل پڑھا جاتا ہے نہ ایصال تو کیا جاتا ہے

اور مولوی صاحبان بائین خاکہ بھی ان میں موجود ہوئے ہیں لیکن نہ کسی پر وہاں اعتبار کرنے دیکھا اور نہ یہ  
 دیکھا کہ حضرت خود لایا کرتے ہوں کہ جب آدمی روتی آگے رکھ گیا تو اسکو روک کر دیکھا گئے جب ان لایا اسکو اور یہ  
 پی گئے جب وال لایا اسکو بغیر روتی یا ش گئے بلکہ یہ ہوتا ہے کہ جب تمام مجلس میں اس سرے سے اس سرے  
 تک کھانا پہنچ جاتا ہے اور پھر ایک دن دیتا ہے کہ شروع کیجئے تب کھاتے ہیں اس میں بعض مکانات ٹھنڈے ہو جاتے  
 ہیں مگر کسی عالم نے انکی تحریک و کراہت میں نہ فتویٰ کھانا سال چھاپا ایک لکھ و قیل کے پیچھے پڑ گئے خیر جو ہوا سو ہوا  
 اپنے بندہ باقعدائے اعلیٰ میں بخودیکو مناسب یوں بانٹا ہے کہ جس مقام میں ایسے کھانے والے شہوت  
 طعام سے سچیں ہوں اس موقع میں دل کھلا داکریں تاکہ ان کا غلوں میں نہ جھوٹ جائے اور نا خود بخود بعد کو  
 بٹھ و بکائے لیکن معلوم ہے کہ اول تو تین طریق ناخوش سے ایک طریق ناخوشی یہ بات پیش آتی ہے اس میں بھی  
 جب اسی اہم کی شہوت طعام والے چن کر جمع کیے جائیں وہ بھی موسم قحط بھالی میں تو ظاہر ہے کہ یہ صورت  
 نہایت ناگوار و قریح ہے بلکہ شاید صورت فرضی ہو سکائی ہوئے اور عالم وقوع میں بھی نہ آئے نہ ایسی مشورہ کو  
 پیش نظر کرنے کی علی الاصول ناخوش گشت کرنا نشان غفہ فی الدین سے عید ہے دوسری دلیل بہا میں قاطعہ  
 سفر ۲۹ میں ہے کہ (کا محمد یا کچھ قرآن پڑھ کر ثواب بیت کہ پہنچا دے تروں سے نیت ایصال ثواب کی کرے)  
 اور صفحہ ۲۵ میں کھانا ناخوش کی دوا خواہ لکھو کا ترک مناسب ہے واللہ اعلم بالصواب من اللہ و مع رضون اللہ علیہ  
 ان کی تحریر کیا ہے کہ ثواب دل کی نیت سے پہنچ جاتا ہے منہ سے دماغ گنا لکھو ہے انکو اس صحت نماز کو  
 نیت قلبی کافی ہے با اینہبہ مستحب کیا فکر لسانی کو فقہاء کرام نے باوجود عدم ثبوت قرون ثلثہ کے یہاں صیغہ  
 گو ثواب مرد کو فقط نیت سے پہنچ جائے لیکن احتیاطاً نیت اور موافقت دل و زبان کے واسطے دعا زبانی کرنا جائز  
 ہونے سے خالی نہیں ثابت کیا کہ فقہاء صراحۃً جماعیاً ایصال ثواب اس کرتے ہیں فقہ شامی نے شرح بابا سے نقل کیا  
 ہے کہ پڑھئے آدمی مرد کے واسطے کا محمد صائم مفلحون تکبیر و طایۃ الکری او لا من الرسول و غیرہ مخم قول  
 اللہم اوصل ثواب ما قرأنا علی فلان منی بجد و عاکرے کو یا شہر پہنچائے ثواب میری قرات کا غلام کو  
 دیکھئے نیت نیت سے جب کلام پڑھا تھا تو ایصال ثواب کے لیے نہیں تھا با اینہبہ دماغ کے کی ہدایت کی اور  
 کیوں کلمۃ دعا کی لذت کہ دعا کرنے والے طرب جانتے ہیں الدعاء من العبادۃ مشہور ہے یعنی دعا و عبادت  
 کا مغز ہے اور فقہ شامی نے متاخرین شافعیہ سے بھی دعا کا نقل کیا ہے وصول القراءۃ للہیت اذا  
 کانت بحضورہ و دعی لہ عنہا و لو خفا فلان محل القراءۃ و کفیل الرحمة و الذبکۃ و الدعاء عقبہا

دارحی القبول یعنی ثابت ہے سنجھا قرأت کا میت کو جب میت کے ساتھ قرأت ہو یا اگر سامنے ہو اور میت  
 نائب جو تشریف کرنا کر دیکھائے اس واسطے کہ وقت قرأت رحمت اور برکت نازل ہوتی ہے بنا علیہ بعد قرأت  
 دعا کرنے میں بہت امید قبولیت کی ہے انتہی کلام اس مقام پر بات میں بات یہ نقل فرمائی کہ مجوزین فاتحہ نے  
 اسی قبولیت کی نظر سے قرأت الحمد و سبح آیت وغیرہ جہاں رحمت کا میت کے لئے ثابت ہے مقرر کیا ہو گا انشا  
 اوپر نقل ہو چکا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اُتے کو ایصالِ ثواب انجیہ یعنی قربانی میں جو عبادت  
 الہی ہے شریک فرمایا یا جو دیکھ حضور کی غیث بسکتی تھی پھر بھی آپ نے تصریح فرمائی زبان سے اللہم ان  
 هذا منک والک عن محمد وامته اور مسلم کی روایت میں ہے انہم نقل من محمد وال محمد عن  
 ائمة محمد انہ عقیقہ میں سب مسلمان پڑھتے ہیں اللہم تقبلاھا منی و صلاھا فداء لای من النار  
 یہ فرض صریح ہیں کہ وہ شے صدقہ کی اپنے سامنے رکھی ہوئی ہے اور اسکی قبولیت کی دعا کی جاتی ہے اور  
 جسکو اسکے ثواب میں شریک کرنا ہے اسکا نام دیا جاتا ہے زبان سے اور قربانی کے لئے آچکا ہے والہ اعلم  
 لیعلم من اللہ تعالیٰ جہاں قبلان یقع بالادھر یعنی زمین پر گرنے سے پہلے خون قربانی قبول ہو جاتا ہے  
 اسپر بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ثابت فرمائی کہ اللہم تقبل من محمد وال محمد پھر  
 طعام فاتحہ کی طرہ اشارہ کر کے اُڑکھا جائے کہ اللہ تعالیٰ اس طعام کو قبول فرما اور اس کا ثواب نکال نکال  
 کو پہنچا پس طرح بدعت بخیرے اور نبی کریم کی دعا پیش ہوئی اور فقہار کی جائز رکھی ہوئی دعا کو ہمارا منہ نہیں  
 جو کہدیں کہ لغو ہے اور داخل کر دیں اسکر والذین ہم عن اللغو مخرجون میں مؤلف براہین کو اختیار ہے  
 جو چاہے کچھ اور جس دلیل سے مؤلف براہین نے نیت نماز کا تلفظ جائز رکھا ہے قیاساً علی الحج جیسا کہ تحقیق  
 بدعت میں گنہہ چکا دیکھا چاہیے کہ یہ ہمارا شہرت کس قدر ماطی ہے اس سے انصاف شرط ہے عیسوی دلیل  
 براہین قاطعہ صفحہ ۶۹ دعاء الخفیۃ الفعل فی نفسه قال مشاح المینۃ لیس فیہا یفعل لان فی الرداعلا  
 اور براہین ایصالِ ثواب میں دعا خفیہ ہے کہ دل میں غرض ایصالِ ثواب کی ہے الی آخر وہ دلیل پکے اس پر  
 گواہی کہ فاتحہ انھا کہ جو فاتحہ میں دعا مانگتے ہیں یہ موجب کراہت ہے اسلئے کہ یہ دعا خفیہ ہے اور دعا خفیہ میں  
 فاتحہ اٹھانا نہیں آیا جواب اسکا یہ موجب کوئی کسی کی طرہ سے کھلا ہے یا شہری فاتحہ کی باتا ہے انکی شہرت  
 سب میں ہوتی ہے کہ یہ فاتحہ نکال دلی اللہ کی ہے انھما نکالائے میت کا ہے یہ کوئی فعل مخفی نہیں ہوا کہ دل  
 ہی میں رہے کوئی نہ جائے اور اعلان نہ ہو اور دعائے خفیہ کا موقع یہ ہو تا ہے جو خود مؤلف براہین کی

عبادت منقولہ میں موجود ہے ترجمہ کر کے دیکھنا چاہیے یعنی دعائے ختم و دعائیہ جو توحید و توحیدی خیالات سے  
 نہیں بلکہ دل ہی دل میں کرتا ہے تو ایسی دعائیں ہاتھ اٹھاتا نہیں ایسے کہ جی ہی جی میں دعا مانگا اخفا  
 اور پوشیدگی کو مقصد ہی ہے اور ہاتھ کے اٹھانے میں اعلان ہو گا یعنی سب جان لیں گے کہ شخص خدا مانگتا  
 ہے اب اگر باب انصاف خیال فرماویں کہ طعام فاحشات میں تو صاحب طعام و شیرینی کو اس قدر  
 اخفا منظور نہیں ہوتا کہ کوئی معلوم نہ کرے کہ اس نے کس کی روح کو خواب پہنچایا ہے جب یہ بات  
 نہیں تو دغا رخنہ نہ رہی بلکہ دغا رخنہ صحت کیونکہ وہ دغا کرتا ہے کہ پادشاہ قبول کر ہم سے یہ تورات  
 اور طعام اور پینچاؤں کے خواب اس کا مدح میث کو اور دعائے رغبت میں ہاتھ اٹھانا مستند ہے  
 یعنی شرح ہایہ میں محمد بن الحنفیہ سے روایت کی ہے فی دعاء الرغبة يجعل بطون کفیه غوا السعاد  
 یعنی دعائے رغبت میں دو دلوں تھیلیاں آسمان کی طرف اٹھائے اور اس مقام سے گیارہ طریقے ایک  
 سوال کیا کہ تا وجہ دفع البدن عند کل دغا یعنی کیا وجہ ہے کہ ہر دعائیں ہاتھ اٹھائے جاتے ہیں پھر  
 جواب علامہ سید سمرقندی کی روایت سے: یا کہ یوقہ با، حتی یوی ساحل ابطیہ قال النبی علیہ السلام  
 ان دیکر جی کرید فیستجبی من عبدہ اخلاص یلہ ان مرد صغرا انی آخرہ اور ما و پلنگی یہ حدیث  
 شکوہ سے اور نیز گزیدہ چکی حدیث اذا سالتم اللہ فامثلوه ببطون انکم انہ یمنون فی یدین کا دما میں کتبہ  
 ختمہ المستولی و غیرہ میں بھی تشریح موجود ہے پس بجز ان ثابت ہو گیا کہ دغا رخنہ و دغا رغبت ہے دغا رخنہ رغبت  
 میں ہاتھ اٹھانا مستند ہے نہ صرف اور وقت طاعت جو حضرت نے دعائیں ہاتھ نہ اٹھایا الیٰ تو وہ موقع  
 چلتے پھرنے اور دوڑنے و غیرہ کا ہوتا ہے اور نہ اٹھنا تمام سکون و قرار ہے ایک دو سہرے پر قیاس  
 نہیں ہو سکتا دوسرے یک موقع طاعت میں خاصہ ہاتھ اٹھانا فعل یہود ہے نقل عن جابر انہ فعل یہود  
 اور دعائے فاحشہ میں ہاتھ اٹھانے کو نہ کسی نے فعل یہود کہا اور نہ یہود کی سنگاپ میں رفع یدین کا دستور  
 اس واسطے کہ وہ لوگ ہاتھ میں چکر پانی پھرتے رہتے ہیں چنانچہ عنقریب آتا ہے بناؤ علیہ ایسے دلائل دہا ہیہ سے  
 دعائے فاحشہ میں رفع یدین کو غیر مشروع قرار دینا فہم و روایت کے خلاف ہے چونکہ وسیلہ ہوا میں قاطع  
 صفحہ ۶۹ اور شہدہ ہندو کہ بھی اس میں مقرر ہے کیونکہ تمام ہندو میں رسم ہے اور ان کا یہ شمار ہے کہ طعام پر  
 بید پر صحت میں جب کا دل جا ہے ہندو سے تحقیق کر لیوے مولوی عبید اللہ اپنے تحفۃ الہند میں لکھتے ہیں  
 کہ ہر سال تین دفعہ میں کوئی مراثی بھی تین دفعہ خواب پہنچاتے ہیں اور اس کو ضرور جانتے ہیں ورنہ نہ

اس کھانے پر بد پرشتا ہے انتہی جواب اکثر باغین فاسخ کو تشبہ ہندو کا، متبہ لگنے میں اس  
فی الحقیقت، اہل اسلام اس سے پاک ہیں کچھ ذکر اسکا اور بھی گذرنا باقی اب تفصیل بیان کیا جاتا ہے  
و واضح ہو کہ مذہب ہندو کا دید ہے جسکو وہ کسب آسانی اہ کلام الہی سمجھتے ہیں وید میں ہرگز یہ بات نہیں  
کہ میت کسی کی حیات بد فی یامانی سے کامیاب ہوتا ہے بلکہ انسان اسی عمل کا نفع پاتا ہے جو نبات خود

کر جاتا ہے  
मस्मान्मथरारमं यजुर्वेदः अध्याय ४ मंत्र २५  
یعنی پھر وید اذہبیائے ۴۰ - منتر ۱ میں ہے کہ جسم کا پھولکے پتا آخری کام ہے۔

شارمین نے یہ مطلب اس کا شرح کیا ہے کہ جو کام انسان کے ساتھ کرنے تھے وہ سب چکے  
ہیں آخری یہ ایک کام ہے کہ جلا دیا جائے اگر بعد جلا دینے کے کوئی اور کام بھی باقی ہو تا تو وہ بیان  
ہو تا اور جلائے کرنا آخری کام نہ قرار دیا جاتا۔ اور منٹو سمرتی اذہبیائے ۴ - اسلوک ۲۳۹ - اسکی تشریح  
زیادہ تر ہے عبارت ہے :-  
नामूनाह सहायथं म्मनामाताचतिष्ठतः

नपुत्रदारणा नापीधमं स्तुष्टालकवलः मनुस्मृति

یعنی اس کے یہ ہونے کہ پر لوگ میں لین اس عالم میں جو کہ بعد موت پیش آتا ہے نہ باپ مدد کر سکتا  
ہے نہ ماں نہ بیٹا نہ جو رو نہ قری مجاہی البتہ تنہا دھرم مددگار ہوتا ہے انتہی - منو سمرتی۔

اس سے صاف روشن ہے کہ آدمی کا دھرم کام آتا ہے بعد موت کسی کی مدد سے کام نہیں چلتا اس  
معلوم ہوا کہ یہ لوگ جو کچھ ایسا لڑا اب موت کے اسٹک چلنے میں آئے ان کا اصل مذہب نہیں پورا سکو  
شعار ہندو قرود تیا بڑی فحشیت ہے ہم جہاں ان فلاح میں دیکھتے ہیں تو ہندو کے تین منہ پاتے  
ہیں ایک آریہ سماج و دوسرا سراوکی تیسرا برہمنوں کا بتناؤ سوار یا سماج جو دھڑکی کرتے ہیں کہ ہم  
اصل وید پر چلتے ہیں وہ تو اس بات کو پہنچا اعمال مالی بدنی کا کچھ بھی تسلیم نہیں کرتے اور اسی طرح سراوکی  
قوم اب باقی رہے وہ جو برہمنوں کے متہ پر چلتے ہیں سو ان کے حالات کتاب تحفۃ الہند سے جسکی  
مؤلف براہمن قاعد نے سند پکڑی ہے لکھتا ہوں تحفۃ الہند بطورہ فاروقی ص ۷۷ - ۷۸ ہندوؤں کے  
دین میں کتاب پہنچانے کا یہ طریق ہے کہ شلا کھانا یا کپڑا وغیرہ جس چیز کا ثواب پہنچانا ہو تو اسکا سنگلیپ  
یعنی نیت یوں کریں کہ ثواب پہنچانے والا وہ اپنے ہاتھ میں پانی لیکر شاستری زبان میں یہ کہے کہ اب  
جو فلا نامہیتا فلا فی تاریخ فلا نادن ہے تو میں فلا نامہ شخص فلا فی میری قوم فلا فی چیز فلا نے شخص

کے لیے صدقہ کرتا ہوں پھر اس پانی کو زمین پر ڈال دے تمام ہوا کلام تحفۃ الہند کا۔ واضح ہو کہ  
اس ناجز راقم الحروف نے ہنود سے بھی تحقیق کیا اور کتاب سنکلیپ کی اس عاجز کے پاس بھی  
موجود ہے سبہ تحقیقات سے یہی معلوم ہوا کہ عنون مذکورہ بالا زبان شاستری میں پڑھتے ہیں علاوہ براہ  
دیوتا وغیرہ کا نام بھی لیتے ہیں جن کا بیان طویل ہے لیکن دید جبکہ وہ لوگ کلام انکی اعتقاد کرتے ہیں  
نہیں پڑھتے کسی بڑی سنکلیپ شادی وغینہ میں البتہ ایک ستر پڑھ دیتے ہیں جبکہ معنوں پر ہوتا ہے کہ  
آؤ میرے مکتوم وہ اپنے نزدیک مارا دے کہ جلاتے ہیں۔ لافاظ سنسکرت کے پڑھ کر تجلہ اہل اسلام کی  
حقائق کو اس سے کیا مناسبت راقم نے ایک پنڈت سے پوچھا کیوں جی تمہارے دید میں تو کچھ بھی حکم ایصال  
میتے کا نہیں تم نے یہ کہاں سے نکالا جواب دیا کہ اگرچہ بید میں نہیں لیکن اس سے نفع ہوتا ہے بالفرض اگر میت  
کو نہ پہنچا تو اس کے دہشت خیرات کرنے والے کو ثواب پہنچے گا جس بہانہ سے خیرات نکلے بہتر ہے اس وقت مجھ کو  
خوب امتین ہو گیا کہ یہ آریں ان کی بتائی ہوئی ہیں اور تصدیق ہو گیا کہنا مولوی عبید اللہ صاحب کا تحفۃ  
الہند تصنیف ۸۰۰ (۲۰۰) برہمنوں کے بڑوں نے اپنی اولاد کی گدازان کی خوب تہنیر کر دی ہے کہ سنکلیپ کیا ہوا مال سوائے  
برہمنوں کے کوئی نہ دے اس کی انتہی نامہ اسباب۔ بات مسلم ہو گئی۔ یہ ایسے ایسے احکام ان کے مذہبی نہیں تمام  
ہو گیا کہ یہ آؤ تمہارا ہنپ سے انھوں نے بے گمان غالب یہ ہے کہ جب مسلمانوں کو ہنود نے ایصال ثواب ملی  
وہ بڑی میت کے لیے کرتے دیکھا اور یہ بھی دیکھا کہ وہ کہتے ہیں اللھم اوصل خواب ماقوات دما افقت ملی  
فلان یعنی یا اللہ پہنچا دے ثواب ہمارے پڑھنے کا اللہ ہمارے خرچ کرنے کا جو کھانا وغیرہ دیکھ بے طرت ظلال  
میت ہمارے کے اور مسلمانوں کو ہزار برس سے زیادہ اس ملک میں پہلے ہوئے ہو گئے تو غائب ہنود نے اہل اسلام  
کی یہ باتیں دیکھ کر کچھ کچھ اس کے قریب قریب اپنے مذہب میں سنکلیپ غیر جاری کر دیا کچھ اٹھا کیا ہوا اور  
کھا ہوا اللہ کچھ ان کا ایجاد سب مل ملا کر شکل میں پیدا ہوئی ادا ان کے پیشہ ایاں شکم بندہ نے شاستریں  
بھی ان باتوں کو درج کر دیا ہم منوس کرتے ہیں انہیں بے تحقیق کے حالی پر جو ہندوؤں کو قواعد ایصال  
ثواب میں اصل مہول قرار دیکر مسلمانوں کو ان کی عزت و ارادت متنبہ قرار دیتے ہیں نہیں نہیں ہم کو ان سے کچھ  
مناسبت نہیں دو لوگ وقت سنکلیپ پانی چکے میں لیے رہتے ہیں سنکلیپ کیا ہوا مال سوائے برہمن کے کسی کو  
نہیں دیتے اگرچہ برہمن مالہ اردو ہند اور دوسرا دی ہنایت درجہ محتاج تنگدست ہوا اور میت کا گھوڑا  
پوشاک برتن زیور وغیرہ کچھ دیتے ہیں جاہل برہمن کو دیتے ہیں جاہل برہمن دو ہوتا ہے جو میت کا صدقہ

لیتا ہے یہ معنائیں تختہ الہند صفحہ ۸۵ و ۸۶ میں موجود ہیں اور یہ کتاب مولف برائین قاطعہ کے نزدیک  
 نہایت مستند ہے اب کتاب برائین قاطعہ سے یہ بات نقل کرتا ہوں کہ تشبہ کو نہایت مشابہ ہے صفحہ ۱۲۴ اسطر ۱۲  
 میں ہے جس شے شمار میں تشبہ ہواس میں من کل الوجود تشبہ ہو تو مشابہ جیسا کہ تمام دینی تصانیف  
 میں سے ایک کلام پیش تو کلام من کل الوجود مشابہ ہوا اگر اس کیلئے وہ میں نہیں وجہ تشابہ کی جوگی تو حرام ہو ورنہ کی  
 انتہائی کلام اکھٹہ کہ ہم کو جواب دینے کی حاجت نہیں خود ان کی زبانی تصدیق ہو اسب صاحب طریق  
 مرسومہ اہل اسلام اور طریقہ مردہ ہندو کو ملا کر دیکھیں کہ من کل الوجود تشبہ کہاں ہے اول تو ان کے  
 دین میں ایصال ثواب میت کے لئے آیا ہی نہیں اور بہت آدمی قوم ہندو کے اسکو جائز نہیں سمجھتے خبر  
 اگر بعض ہندو نے اوروں کی دیکھی ہوگی یا مصالحت پرورش قومی وغیرہ کے سبب یہ کام کیا تو مشکل ہے  
 ان کے یہاں حدیث لینے والا قوم خاص اور پڑھنے والا قوم خاص اور منکذب یعنی ایصال ثواب میں  
 خود کسی چیز کا ایصال ہو دفع بدین نہیں بلکہ پتو پانی باجہ میں لینے رہتے ہیں اور یہاں اہل اسلام میں  
 کوئی امر امر مذکورہ سے نہیں بناؤ علیہ دعوی تشبہ بالکل باطل ٹھیک بلکہ یہ سمجھنا چاہیے کہ اہل اسلام  
 جو کچھ فاتحین کرتے ہیں اپنے اصول دین کے موافق کرتے ہیں تخصیص یہ ہے کہ ایصال ثواب  
 مالی و بدنی ہر دو شرط ثابت اور جن بین العبادین ثابت اس میں نفوس شرعیہ نقل ہو چکیں اور اس  
 حالت میں کہ کھانا سامنے ہے اور اسپر کچھ چڑھا اور دعا مانگی اس میں حدیث نقل ہو چکیں اور دفع  
 یہ دین دعا میں ایحادیث قولی و عملی سے نقل ہو چکا اور ضمیمہ جو ایک نسخہ ملی ہے اور سامنے موجود ہے  
 اس پر یہ دعا زبانی کہ یا اللہ قبول کماں کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اور آل و امت سے جس جس کو  
 شریک ثواب میں کرنا تھا ان کا نام زبان مبارک سے لیا اس کی نقل بھی نفوس ایحادیث سے لکھی  
 اور حال دعا عقیدہ کا بھی لکھا چکا پس اہل اسلام یہ امر حسب قواعد شرعیہ کرتے ہیں اور اگر احیاناً کسی  
 شخص کو بڑی انیظ میں کوئی امر مشابہ و مستحکم معلوم ہو جائے تو چاہیے کہ وہ اسکو تشبہ قرار نہ دیں  
 سم تو ان فتنیں سے بچے جیسا کہ اہل اسلام خدا تعالیٰ کو مانتے ہیں ہندو بھی وجود باری تعالیٰ کو قرار  
 کرتے ہیں مطلقاً شرع میں اسکا نام تشبہ نہیں اسکو توافق تمسین کہتے ہیں اور یہ ممنوع نہیں  
 الحاصل برائین قاطعہ گناہ ہے جو فاتحہ مردہ میں جمع بین العبادین مانکر عبادہ خارجہ سے کہتا ہے  
 عارضی قائم کی محنت و حرارت عارضی کی طرح تیرا اور تشبہ سے تعدیل پانچے و اکھٹہ شے سے و انک



لطیفہ مؤلف بزمین قاطع صفحہ ۱۳۳ سطر ۷ میں لکھا ہے (تشبیہ کے لفظ میں اخذ تکلف ہے سو  
 قصد اور نسل تکلف کا ہے ہونا چاہیے پس اسکی یہ صورت ہے اگر کسی نے کوئی کام نادانستہ کیا اور پھر  
 اسکو خبر ہوئی تو انال کرے نہ اب بعد علم کے تشبیہ ہوگی پہلے تشبیہ نہ تھا اور اپنے فعل میں عاصی بھی نہیں  
 تھا اتنی بلنظم اس عبارت سے معلوم ہو کہ جن امور میں تشبیہ کفار کے ساتھ لازم آتا ہے اگر آدمی نہ جانتا  
 ہو کہ ان میں تشبیہ ہے اور اس حالت نادانستگی میں فعل کرتا ہے تو حجب تک اسکو علم تشبیہ حاصل نہ ہوا  
 وقت تک وہ معافی میں ہے نہ وہ تشبیہ ہے کہ جو حکم من تشبیہ بقوم میں داخل ہوا وہ عاصی ہے پس  
 اس تقریر کے موافق سب فاعلین خاتمہ وسیلہ شریف پری ہو چکے وہ ہرگز ان امور کو تشبیہ بانہو و  
 نہیں جانتے جب انکو ثبوت تشبیہ نہیں ہوا تو بقرار مؤلف براہین تشبیہ اور عاصی نہ ہوسے بلکہ تشبیہ میں  
 جمعرات کی فاتحہ شیخ عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ نے اشعۃ اللمعات میں لکھا ہے ودر بعض روایات  
 آمد حاسن کہ روح ہیست سے آید فاذ خود را شب جمہ پس نظری کنند کہ تصدیق کی کند از دوسے یا نہ اھ  
 خزائنہ الروایات میں ہے عن بعض العالمہ المحققین ان الادویج تخلص لیلۃ الجمعة وتنتشر فی قاف  
 الی مقابیرہم شرحا ذالی یوقم اور سعد بن رشید تبریزی نے دستور القضاۃ میں لکھا ہے کہ فی بعض  
 النسخۃ ان الدعاء المؤمنین یا قوف فی کل لیلۃ الجمعة ویرہم الجمعة فیتومون بقضاء یوقم ثم  
 یتادی کل واحد منهم بصوت حزين و اھل ویا اللہ دی دیا اقربائی اے خدا اعلیٰنا بالصدق قلہ و  
 اذکرونا ولا تنسونا وارحونا فی ہر یقنا قلہ کان هذا المال الذی فی یدہ کہ فی الید یا فیرجون  
 منهم یا کیا کریشا قرینا دی کل واحد منهم بصوت حزين اللہم قطعہم من الرحمة کما قطعوا من  
 الذنائب والصلۃ اور علو بن احمد حوزی نے کنز العیاء میں بھی اس روایت کو نقل کیا ہے ان صاحب  
 کا قاعدہ ہے جس کتاب میں ان کے خلاف عقائد بیان ہوتے ہیں اُس کو کہہ دیا کرتے ہیں یہ معتبر  
 نہیں اس کی شہادت دیتے ہیں اسلئے میں خبردار کرتا ہوں کہ شیخ عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ سے  
 مولوی ہجن صاحب نے ماہ مسائل میں چند مقام پر سند پکڑی ہے اور کتاب خزائنہ الروایات سے بھی  
 انھوں نے سند پکڑی ہے ماہ مسائل کے مسئلہ ہشتاد و سویم میں اور مسائل اربعین کے مسئلہ سی و پنجم  
 میں و مسئلہ بیت سویم میں اور دستور القضاۃ کی بھی سند پکڑی ہے سب مسئلہ سیز و ہم ماہ مسائل میں پکڑی  
 کتابیں انکے بزرگواروں کی مسلم ثبوت قابل سند میں غرض کہ ان معتبر کتب میں کے موافق معلوم ہو کہ جو لوگ

جو کتب میں مذکور ہے وہ معتبر ہیں  
 و در بعض روایات  
 آمد حاسن کہ روح ہیست  
 سے آید فاذ خود را شب  
 جمہ پس نظری کنند کہ  
 تصدیق کی کند از دوسے  
 یا نہ اھ  
 خزائنہ الروایات میں ہے  
 عن بعض العالمہ المحققین  
 ان الادویج تخلص لیلۃ  
 الجمعة وتنتشر فی قاف  
 الی مقابیرہم شرحا ذالی  
 یوقم اور سعد بن رشید  
 تبریزی نے دستور القضاۃ  
 میں لکھا ہے کہ فی بعض  
 النسخۃ ان الدعاء المؤمنین  
 یا قوف فی کل لیلۃ  
 الجمعة ویرہم الجمعة  
 فیتومون بقضاء یوقم ثم  
 یتادی کل واحد منهم  
 بصوت حزين و اھل ویا  
 اللہ دی دیا اقربائی اے  
 خدا اعلیٰنا بالصدق قلہ  
 و اذکرونا ولا تنسونا  
 وارحونا فی ہر یقنا قلہ  
 کان هذا المال الذی فی  
 یدہ کہ فی الید یا فیرجون  
 منهم یا کیا کریشا  
 قرینا دی کل واحد  
 منهم بصوت حزين  
 اللہم قطعہم من  
 الرحمة کما قطعوا  
 من الذنائب والصلۃ  
 اور علو بن احمد  
 حوزی نے کنز العیاء  
 میں بھی اس روایت  
 کو نقل کیا ہے ان  
 صاحب کا قاعدہ  
 ہے جس کتاب میں  
 ان کے خلاف  
 عقائد بیان ہوتے  
 ہیں اُس کو کہہ  
 دیا کرتے ہیں  
 یہ معتبر نہیں  
 اس کی شہادت  
 دیتے ہیں اسلئے  
 میں خبردار کرتا  
 ہوں کہ شیخ عبد  
 الحی رحمۃ اللہ  
 علیہ سے مولوی  
 ہجن صاحب نے  
 ماہ مسائل میں  
 چند مقام پر  
 سند پکڑی ہے  
 اور کتاب  
 خزائنہ الروایات  
 سے بھی انھوں  
 نے سند پکڑی  
 ہے ماہ مسائل  
 کے مسئلہ  
 ہشتاد و سویم  
 میں اور مسائل  
 اربعین کے  
 مسئلہ سی و  
 پنجم میں و  
 مسئلہ بیت  
 سویم میں اور  
 دستور  
 القضاۃ کی  
 بھی سند  
 پکڑی ہے  
 سب  
 مسئلہ  
 سیز و ہم  
 ماہ مسائل  
 میں پکڑی  
 کتابیں  
 انکے  
 بزرگواروں  
 کی مسلم  
 ثبوت قابل  
 سند میں  
 غرض کہ  
 ان معتبر  
 کتب میں  
 کے موافق  
 معلوم  
 ہو کہ جو  
 لوگ

کچھ خیر خیرات اور دعا صدقہ وغیرہ نہیں کرتے کتنے گھر سے رو میں موتی کی غلین نا اسید ہو کر ان کو کوسستی  
بدعا دی نکلتی ہیں بنا علیہ صلف میں دستور تھا کہ جبرأت کو صدقہ دیتے تھے لیکن آخری صدی کے بعض  
علمائے چھوڑ دیا مولوی انجیل صاحب کے پاس کہتے ہیں اگر وہ میت بشتی ہے تو روح اس کی  
بشت کو چھوڑ لے گی آتی ہوگی اور اگر کافر دوزخی ہے تو دوزخ سے نہیں چھوڑتی ہم کہتے ہیں  
ہو خیالی اعتراضات سب بے اصل ہیں یہ لوگ اپنے پیشوا مولوی انجیل صاحب کے دادا پیر جناب  
شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر کسب نہیں دیکھتے کہ سورۃ جن میں تحت آیۃ فاما القاصطون  
جو چار تیس جنات کی لکھی ہیں ہمیں فرقہ چارم کو لگھا کہ وہ جن بعض درجہ خبیثہ کو اپنے ساتھ لیکر جتا ہر گز  
کر لیتے ہیں وہ روحیں بھی لوگوں کو ستاتی پھرتی ہیں عبارت یہ ہے جسے اچھا دم فرقہ دیکر اند کہ بطریق  
مذہب بعضی ارجح آدمیان را کہ با خبیثان و اخلاق بی مثل غوث و تکبر و کینہ داری و مصلح بہ نجات  
شماستے ہم میر سائید کشیدہ می برند و برنگ خود رنگین بے کنند و اکاں ارواح را طریق در آمدن در  
مسام ابان و بر ہم کہ دن مزاج با و تغیر کہ دن صورتها تقسیم می نمایند تا بایں وسیلہ آوی در بخت با آدمیان  
رسانند و فرقہ آدمیان را در سہ نہادند و روح و نفس تحت آید و واقعہ و اقرب و کتب میں خلقت  
آوی از خاک است و حکم کل شیء علی الاملا و با اصل خودش راجع باید ساخت بخلاف آتش کہ مادہ  
خلقت شایعین و جنیان دست پس جوں بدن آدمی را بعد از موت بآں سوزندار جاح لطیفہ او با در  
آتش آئینزش نموده مشابہت ہمہ باشیا طین و جنیان پیدا کنند و ازین اصل کہ اکثر ارواح و گناہیکہ سوختہ  
می شود بعد از موت حکم شیا طین کے گیرند و آدمیان کے پسند و ایذا کے و پسند پس در دفن کہ دن  
ار جاع شے بہ حقیقت خود است و در سوختن طلب حقیقت انتہی دیکھئے یہ لوگ در جاح کی حرکت کو محال  
سمتے تھے ان کی مسلم الثبوت کتاب شاہ صاحب کے کلام سے حرکت و سیر ارواح خبیثہ تک کہ ثابت  
ہو گئی ان کے اعتراض توڑنے کو تو یہی حجت بس ہے باقی اور جماعت اسلام طالبان دین حق کے لئے  
یہ لکھا جا تا ہے کہ حرکت ارواح کی حدیث معراج سے ثابت ہے کہ جمیع انبیاء علیہم السلام کی روحیں بیت  
امقدس میں جمع ہوئیں اور اوپر نقل کر کے ہم شرح مشکوٰۃ و خزائنہ الایات و دقتہا العفصات وغیرہ  
یہ روایتیں کہ رو میں جبرأت کو اپنے گھر پر آتی ہیں اور وسیطہ لحدہ ناشہ میں تافزلی المملکتہ والروح  
کابین اور یہ روایت آئے گی کہ شب برات رحیمہ کو رو میں آتی ہیں اور مباحث مولد شریف میں بھی بیان

سیرادھار کا ایک اتنا سادھ تھا کہ آفتاب و ایک دھاتیں اور بھی نکل کھاتی ہیں حضرت شیخ اشیراف  
 شہاب الدین بہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب عوارض کے باب چہارم میں یہ حدیث نقل کی ہے کہ  
 سعید بن مسیب عن سلمان قال ادواح المؤمنین تنهب فی مریخ من الارض جنت شہادت  
 بن السجاد فی الارض حتی یزدخالی حبس تھا اور قاضی شافعی نے ذکر الطریق والقبور میں لکھا ہے  
 ان ابی الدنیلہ کہہ روات کہ وہ روح مومنین ہر جا کہ خواہند ہی مدفن الی آخر اور اس سے پہلے اس  
 نقل میں شہادت کے حق میں لکھا ہے کہ حق فی روح شہداری فرمایا ملنا جہاد علیہم اقول شاید باشد  
 مراد ان کہ حق تعالیٰ ارواح شاہدات اجساد میدہ و ہر حالہ خواہند میر کنند و اس حکم مخصوص شہادت  
 انبیاء و صدیقان ہر شہادت افضل عند اللہ و ادلیا ہے و حکم شہادت کجیاد بائیں کرد و انہ کجیاد اکبر است یعنی  
 در جہان من اللہ لا معر لہ علیہا اولاد کمر از ان کتایت مست و لہذا اولیاء اللہ لستاد ارواحنا  
 احسادہ تا احساد ارواحا یعنی ارواح ہمارا اجساد ہی کنند و گاہے اجساد انکسایت لافات بر کمر لاف  
 می جری و دیگر تہذیب کہ رسول خدا یا نبی نور علی سہیلہ از حق تعالیٰ جوڑ زمین آسمانی ہر جا کہ خواہند  
 میروند و در آستان مقتدر و آفرینہ آگاہان بفرمان و شہادت ہر جا کہ می نمایند ہی ملن ایہ  
 سے ہر ادھار کی میر کرنی دینی میں کجیادت ہر جی ان ہی مذہب الہی صلیت و جماعت کیا امام عبد اللہ شافعی  
 ہی کہ در ہر جہا کہ حق تعالیٰ بر آسین و کجیاد شہادت و استون مہد الایہ کے آخو میں گتے ہیں سنا شہادت  
 اہل اللہ شہادت ہر جہا کہ حق تعالیٰ بعض الاولاد کتایت علیہن و انکسایت ہی احساد و ہم فی  
 قورہم عبد اللہ شہادت و حق تعالیٰ کتایت آفرینہ دیوہا و یجلیکون و جہا شہادت ہی زوہی شہادت  
 الہی شہادت کا ہے۔ ارادہ حق تعالیٰ ہی میں بعض اولیات علیہن یا ہمیں نے آپ اب ان میں جو تہذیب ہر جہا  
 اللہ شہادت یا شہادت خاص شہادت ہر جہا کہ حق تعالیٰ ہی شہادت ہر جہا کہ حق تعالیٰ ہی شہادت ہر جہا کہ  
 کے احکام کجیاد میں لکھا ہے و فیہ جہا کہ ارواح و نور اللہ شہادت کتایت الہی شہادت ہر جہا کہ حق تعالیٰ  
 زوہی شہادت ہر جہا کہ حق تعالیٰ ہی شہادت ہر جہا کہ حق تعالیٰ ہی شہادت ہر جہا کہ حق تعالیٰ ہی شہادت  
 ان معتبر کتب سے ثابت ہوا باقی قورہم اپنے گھر وں میں آتا وہ خزانہ الرفایات سے ہمارا پر نقل کر چکے  
 چہ اولاد الہی مدبرہم شہادت و حق تعالیٰ ہی شہادت ہر جہا کہ حق تعالیٰ ہی شہادت ہر جہا کہ حق تعالیٰ ہی شہادت  
 صدی دوم ہجری میں ایک عجیب نسب گذرا ہے وہی طبرستانیاں لکھا جاتا ہے امام ابو محمد عبد اللہ شہادت



کہیں بلکہ ہزاروں لاکھوں مقبولین ہوں گے تسبیح بھی ان کی ہوس نہ بھی اور سید احمد صاحب  
 ان کو خواہش پیدا ہوئی کہ سید احمد صاحب کو اپنی نسبت سرمدی میں لیجئے اور اسی آرزو میں  
 ملیں یا بہشت سے ہندوستان میں وہ روحیں توجہ دیے کو آرائیں ہم اس کو رو نہیں کرتے  
 لیکن ان دانشمند حضرات کے مال پر ہوس کرتے ہیں کہ یہ مولوی اسماعیل صاحب کی تحریر باوجود  
 اور غلطی عقل اس میں چند باتیں خلاف عادی معلوم ہوتی ہیں لیکن اس کو مسلم رکھتی ہیں اور ہم دونوں کا انا  
 اپنے گھروں پر باوجود معتقدانے عقل ہوئے کے کہ البتہ اپنا گھر ہر کسی کو مالوف ہوتا ہے جب اطلاع دینا  
 کی سیر کی تو اپنے گھر کی سیر کیوں نہ کر گئی اور وہاں کو بعد مکانی مانع نہیں کیونکہ وہ مجربات سے ہے اگر ثابت کرتے  
 ہیں وہاں سپر حدیث بھی پیش کرتے ہیں اور روایات فقہاء و جہم اللہ کی سند گذارتے ہیں اس پر انکار کرتے ہیں اور اس  
 اعتقاد کے باعث ہم لوگوں کو اور ہمارے ساتھ ان مفتیان میں کو جو روایات اپنے فتاویٰ میں جمع کر گئے ہیں غلطی  
 کہنے لگتے ہیں یہی مثل ہے بطریق فرقہ معتزلہ خود اپنے کو اصحاب العدل و التوحید نام کرتے ہیں اور ہر سنت و  
 جماعت کو بجمعی اور از باب الہوا کہتے ہیں اور یہ کہنا اہل انکار کا تسبیح احمد صاحب میں کر یہ ان کو مکاشفہ ہو گیا تھا  
 اس کی تحقیق فیما بین مولانا شریف احمد صاحب و سید شمس الدین سیرادوس میں گئی اور مولانا کو فہم براہین قاطعہ گنگوہی کا  
 یہ اعتراض درج بیت کی بدو مادی پر صدمہ میں اگر ذمہ نے مردہ کو ثواب پہنچایا تو کونسی ظلم اس حدیث پر شرفا  
 نہیں کیا ان حسان بھی نہیں کیا ہیں احسان کرتے پر بدو ظلم ہے میت باوجودیکہ خلقت و نفس و شیطان سے  
 چھوڑنا حقیقتہ الامر خیر و شر اس کو بپندار میں واضح ہو گئی وہ اب بھی زعم مولانا بعد اتیان کشف و تبیین آخرت  
 کی شرف نفس میں مبتلا ہے یہ روایت مطلقاً مستہم و حوکہ استیاضا چہند و جوہ متحد و شمس اول یہ کہ حدیث  
 کی توثیق و ضعف و صحت و عدم پر جاننے کے لیے معیاران شرعی دستاویز ہے اگر مولانا براہین کو دستاویز نہ سمجھتی تو  
 متقیان شریعتین کی نقل پر جو چند فتاویٰ حنفیہ میں مرقوم ہے اعتماد کیا ہوتا وہ روایت جمعرات کو رد میں آئیگی اور  
 در صورت عدم تصدیق بعد علیہ کے فتاویٰ حنفیہ میں موج و جب کو امام نجم الدین عمرین رحمہ اللہ نے جو مشہور ہے  
 علامہ صمدی رحمہ اللہ نے تالیف کیا ہے ان میں سب مسائل جمع کیے ہیں جو انکی حالت حیات میں ان سے استفادہ کیے گئے  
 تھے سند میں انکی وفات ہے معتدین علماء و سلف تھے اسی واسطے علماء خلف نے انکی روایت پر اعتماد کیا اور لپٹا پٹے  
 فتاویٰ میں دست کیا اور کیوں نہ کرتے صاحب در خواہ گتے ہیں کہ ہمارے ذمہ واجب ہے یہ بات کہ جو معتدین فتویٰ  
 نے گئے ہیں ہم انکا اتباع کریں اہل عبارت یہ یہ فعلینا اتباع مار حواء و ما صحیحہ اور شامی شایخ و در مختار اس تمام

پر مکتے میں فادہ لایسے عاصم بن العتیم یعنی بیشک اس پر ہے کہ ہرگز گنجائش نہیں کہ اس کے قراہانوں کی مخالفت کریں وجہ ثانی نزاع برائین نے اس روایت کو رد کیا تو کس طرح کیا؟ اور جو خیالات سے رجحان الغیب اور یہ جائز نہیں جن صاحبوں نے روایات دین کو خیالی باتوں سے رد کیا ہے انکو فقہاء و دین اہل سنت نے الفاظ شنیعہ سے یاد کیا ہے مثلاً یہ حدیث جو صحیحین میں ہے کہ جب ملک الموت نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ میری قبر میں مدح کو آیا ہوں عام آبی قبول کیجئے تب حضرت موسیٰ نے ایسا تھپڑ مارا کہ کھل کر کہہ دیا کہ پھوٹ گئی پھر منہا باری میں جا کر عرض کی کہ فدا و فدا مجھ کو ایسے شخص کے پاس بھیجا جو مرنا نہیں چاہتا اہل آخرہ اس حدیث پر ایسے عقلی خیالات والوں نے طعن کیا کہ موسیٰ علیہ السلام کیوں بے قصور تھپڑ مارتے اور وہ بھی ایسا آٹھ پھوٹ گئی بناؤ علیہ یہ حدیث صحیح نہیں لیکن جو محدثین تھے انہوں نے اس حدیث کو تسلیم کیا اور معترض آدمیوں کو لحد کھا عبارت یہ برداشت کرو بعض الملاحدۃ ہذا الحدیث قالوا کیف یجوز علی موسیٰ نقاعون طاعتا اور یہ تکرار کیا حدیث کو عقلی باتوں سے رد کرنا چاہیے بلکہ تاویل کرنی چاہیے اس حدیث میں تاویل ہو سکتی ہے کہ حضرت موسیٰ کے پاس بلکہ ملک الموت بشکل انسان آئے انہوں نے جاننا کہ یہ کوئی دشمن قتل کو آیا ہے اسے دھوکہ دے کہ یہ میرا مانتا ہے تو کھنڈل پھیلانی آخر اس بظہر سے ہلکے بناج کرنا ہے کہ روایات انیسہ کو ایسے خیالی شاخسانوں سے رد کرے محدثین ایسے کو لحد کہتے ہیں وجہ ثالث یہ کہ ترک و اتہام حدیث کے ہے عقلی تھاپلایا تو کیا کہ وہ میں کیوں بد دعا دیتیں یہ بھیجے کہ روح کو کچھ تو تعلق آپ جل بدن انسانی سے نہ فرشتے جو بالکل ممکن ہے بلکہ سے بخردیں دو بجی قتل ہو سکے گو بدعا دیتے ہیں تو روح کا بدعا دینا کیا بعید ہے صحیحین کی حدیث بدایت جو ہر یہ دنیا اسوۃ ہے ہے کہ ہر روح کو دو فرشتے آسمان سے اترتے ہیں اول و عازلے ہیں کہ اللہ عز و جل فرشتے ملائے آدمی کو بدعا دینا کہ وہ بٹھا اور جو خیر ذکرے اسکا جمع کیا ہو امان تعلق کر لیا کہ فرما انتہی ظاہر ہے کہ جب روح دنیا میں مع اہل مٹی اسوقت انکی نسبت احکام الہی اور حقے اور حیب بدن سے متعلق ہو کر اسن عالم میں شامل ہو جاتی ہیں اسلئے احکام و آئینا اس عالم کے حیرت بھرے پھر کیا عجیب ہے کہ جس طرح فرشتے خیر ذکر نے آدمی کو باذن الہی بدعا دیتے ہیں اسی طرح بد میں بھی ناس عالم میں جا کر ایسے آدمی کو جہاں دبا کر پیچھا دیا اور اپنے مورت کو ناحق و صدقہ سے یاد دہش کرنا باذن الہی بدعا دیتی ہوں یکساں امر محال ہے جسکے خیال سے روایت متقیان دین کو کہا جائے کہ قطعاً متردک دستہم ہے وجہ رابع یہ کہ اس دُعا کو علم شہرانا بالکل بے اصل ہو کچھ تو

مخدوش و مردود ہونا اسکا وراثت سے بھی سمجھا گیا علاوہ پرانے کا یہ ہے کہ اگر وہ دعا اور تقدیر کرتے تو  
 انہو کے مسئلہ شرعیہ تو ارباب کو بھی ملتا اور تبت کو بھی جب کہ نہ کیا تو وہ تو محروم رہے پھر اگر ایک مرقا قاضی ذہبا  
 ارواح سے صادر ہوا کہ انہی جیسے ہم نا امید پھرے یہ بھی نا امید ہو رحمت سے یسوی ثواب ہے تو یہ کس طرح ظلم  
 ٹھہرتا ہے اور اگر کوئی یہ کہے کہ اس مرقا کی دعا کیا کیجائے یہ تو تحصیل حاصل ہے جواب اس کا یہ ہے کہ فقہ شامی  
 رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلہ کو خوب تحقیق کر دیا ہے کہ تحصیل حاصل کی دعا جائز ہے عبارت انقطاع یہ ہے لو کان  
 الدعاء بقتضیٰ الخاصل منہا لما ساء الدعا علی ما صلی اللہ علیہ وسلم لا یوسیلۃ ولا یبلغن الشیاطین  
 یعنی اگر تحصیل حاصل کی دعا منع ہوتی تو نہ کیجاتی دعا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے وسیلہ کی جو بعد اذان  
 دعا کرتے ہیں کہ یا اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ دیکھو اور مقام محمود میں پہنچاؤ کیونکہ یہ وعدہ خدا تعالیٰ  
 خود فرما چکا اور اسی طرح نہ جائز ہوتی نعمت شیاطین پر کہ نہ وہ خود نعمت میں ہیں بے دعا کیے نہ تھی اور اگر وہ  
 اور دلچ بکے یہ معنی ہوں کہ اسے وارث جس طرح تم نے ہمارے ساتھ ترک احسان کیا اور ہم محروم پھرے خدا کرے  
 کہ غیب تم ترو تھا میرے ساتھ تمہارے ورثہ ترک احسان کریں اور تم بھی نا امید رحمت و ثواب کے پھر دو اس  
 مفہوم میں کوئی تلافی تو نہ من و واجب کی دعا نہیں جو ظلم اور باجائے ترک احسان پر ترک احسان کی دعا  
 ہے اور میں مواقع میں کہ سیت کی وصیت پر وارثوں نے بیعت حرمین مع ضعی عمل نہ کیا ہو گا ان مواقع میں تو  
 یہ دعا ارواح کی کسی طرح عمل کلام ہی نہیں پھر معتبر نہیں ہے یہی خیال کیا ہوتا کہ قدم املاحت کی سبب شیعوں  
 میں تو نہ کرنا دعا کا نہیں ایک میں بھی تو یہ وہی موقع خاص ہوگی جہاں ملکات وصیت صدقات ہی باقی اور  
 مواقع میں فتویٰ بات کہ رو میں امید و اکمل و ناکام مٹی گئیں غرض کہ ان صاحبوں پر لازم تھا کہ اس روایت  
 میں یہ تاویل یا مثال اس کے اور کچھ جو جو عمل صحیح ٹھہرے یا کرتے لیکن روایات متقدمین مستیان میں نہیں کو رو  
 ٹکرتے وجہ خاص جب کوئی توبہ یا ان صاحبوں کو نہ سوچتی اور یہ ہی انکو معلوم ہوا کہ یہ بدعا قبیح ہے تو  
 یہ کیا دلیل تمام کی کہ عالم برزخ میں جب خیر و شر و منہ ہو گیا تو پھر کس طرح عید کشت و بین برائے یعنی بد دعا  
 کرنا اور دل سے صادر ہوتا کلام کہتے ہیں اگرچہ برزخ میں بخشان خیر و شر ہے لیکن ہذا قیامت سے زیادہ  
 اکملان حقائق ہو گا پھر اس روز خدا کے عالم الغیب الشہادۃ کے سامنے لوگ اپنے جرائم کو مگر جانینگے جو  
 بولینگے تب انکو ناشائعال اعمال دکھائے جائینگے کہیں گے کہ فرشتوں نے زبردستی ہمارے نام لکھ دیے تب ان  
 ہمارے بلاتے جائینگے وہ گواہی دینگے انکو بھی جھٹلائینگے تب رب العزۃ جل جلالہ انکے منہ پر ٹھہرے گا کہ پوچھو



مسبب اعتقاد اول انھیں کہ پیشک اس نے یہ گناہ کئے کذا فی التفسیر اور امام ہاشمی نے تحت آیت ان  
 یشهد علیہ کہ صحیحہ و لا یبصر کہ لا یحسد کہ لا ینکح عیاس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ناکارہ کی  
 پیشاب گناہ اس روز گواہی دیگی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہو کر آپ فرمایا آدمی کے حصائیوں  
 پر ان اور متبیلی گواہی دیگی یعنی اسلئے کہ اول مساس ہاتھ سے واقع ہوتا ہے پھر دقت مباشرت مان نک نوبت  
 پہنچ جاتی ہے غلامہ یہ کہ جب بحر میں کی گواہی دینگے تو بعد ازاں وہ بحر پر اپنے اعضا کو دھکائیے کہ تمہے کیوں گواہی  
 دی اور اپنے اعضا کو بدو عادیئے بعد المکر و محققانے غلامہ کو دیکھو اپنی رحمت سے اللہ پاک کو جو یوسفین بدو  
 کا صحیح مسلم کی حدیث میں ہے اور درود البیان میں ہے کہ جو مسلمان گنہگار ہو گئے انکے اعضا بھی گناہ پر شہادت دینگے  
 لیکن جن حصائیوں نے نیکانہ کیا ہے جب وہ شہادت اچھی دینے لگیں وہ بخشدیہ جائیں گے احوال روایت  
 مذکورہ سے یہ ثابت ہو گیا کہ قیامت کے روز جو نہایت درجہ انکشاف خالق خیر و شر کا وہ ہو گا اس ن بھی آدمی ایسے  
 ایسے بڑے کام کرینگے کہ خاص اللہ تعالیٰ کے سامنے ٹکر جائیں گے جھوٹ بولینگے فرشتوں کو اور داستان زمین کے گنہگار  
 اور ہمایوں کو سب کو جھٹلائینگے اور پھر جب اعضا گواہی دینگے مالا مال انھوں نے باذن انہی گواہی دی ہے اور سچی  
 گواہی دی ہے لہذا بھی بعد انکو جائیے درویشیہ کہ یہ اسلئے کہ جب ایسے ایسے کا ذکر وہ بالا ایسے مقام  
 کشف و عیان میں نہونگے تو بھلا عالم ہر ذرہ میرا بدو عادیہ احوال کا کس طرح اس درجہ محال و مستبعد ٹھہرایا جس  
 سے روایات فتاویٰ کو جھٹلایا وہ سب اس حدیث صحیحہ کے بیٹھ کل عبد علی مامات علیہ یعنی آدمی انکی  
 انصاف پر انھیں ایسا ٹھکانا کہ جیسے مراد ہے اور دو سری حدیث میں آیا ہے بعد التماس علی نیا قلم یعنی آدمی اپنے  
 دینوں پر انھیں کے جائینگے اس سے معلوم ہوا کہ جو منافع خود راہد و مراد انسان کے جو ہر روح میں راسخ ہو جاتی  
 ہیں وہ بعد موت بھی قائم رہتے ہیں حتیٰ کہ انہی صفات کے ساتھ مشرک ہو گا جب یہ معلوم ہوا تو جانتا چاہیے  
 کہ آدمی وہ قسم پر مبنی بالکل خاک بر خستہ نام کو نیز مفروضہ و خیال و ذہن کا جہل کام ہے اور یعنی وہ جواہر ہے  
 سنانی طبیعت پر آرزو ہو کر خفلی ظاہر کرتے ہیں بہت دنوں آدمی بعد موت بھی پہلی اسی جبلت پر ننگے اندھا  
 ہو کر آدمی قسم اولیٰ قلیل الوجود ہیں اور ثانی زیادہ بلکہ زیادہ سے زیادہ تر دلائل اکثر حکم کل کلیہ مسلمہ ہے پس جسطرح وہ  
 ترک دنیا میں جب دیکھتے تھے کہ انکے ایک ٹک پر وہ دو یار فراق نے جیسے ٹک بھر دیا تھا شہادت حاجت کثرت جو بے مشا  
 دیدیا اور حقوق احسان و عزت کو بالکل فراموش کیا تو بے اختیار بعد احوال جاتی تھی کہ جیسا تو نے میرے ساتھ  
 کیا تیری شکل کی گھڑی میں بھی خدا ایسا ہی کچھو جب وہ مر گئی اور عالم ہر ذرہ میں گئی تو وہی جبلت انکے تھا گئی

بنائے علیہ السلام مادہ فطری ان کا دہاں بخا ہر جہاں کا جب منے اقرانے احسان فراموش اسکا مال مار کر بیخبر ہینگے  
اور وہاں صدقہ میں ذرہ بھر انکو یاد نہ کرینگے وہ بیساختہ و نکو بد عادت کے جس طرح کفار و فساق جو کچھ صفات  
مکذیب و غیرہ کی دنیا سے ساتھ لینگے تھے وہی بخشش علی الاموال کا نام لیا کر کئی طرح روایات و باطنی مفسرین کی تحریر  
و ترجمہ سے اس الزامی اس روایت کو قطع بدعہ و اصرار کی وجہ سے دھرتے ہیں اور مولوی سنجیس حسنی کی تحریر  
مرقومہ درق آخر صراط مستقیم کو روئیں مگر تے جو کہتے ہیں روح مقدس جناب حضرت غوث الثقلین و جناب  
حضرت خواجہ بہار الدین نقشبند متوجہ حال حضرت ایشیاں گراید و تو قریب کیا وہ فی الجملہ تازہ سے مدد مابین  
روحین در حق حضرت ایشیاں ماند و نیراک ہر جامہ اندیز ہر دو نام تقاضا کے جذب حضرت ایشیاں تمامہ بیوئے  
خود میفرمود و دیکھئے یہاں اپنے پیر و مرشد کی بابت جو اماموں کی روح مقدس میں لازمی نہایت کرتے ہیں غلط  
بتایہ کہتے ہیں متعجب اللفظ میں ہے تنافض و دشمنی و خصومت کران اور صراح میں لکھا ہے انھما ہم پیکار کران  
باہم و لا سم الخصومت سولہ ماہین کو لازم تھا کہ اول اس تحریر صراط مستقیم کو روئیں مگر تے جو کہتے ہیں روایت مذکورہ  
میں تقدم و صرتے لیکن اسکو بڑی عبارت طویل سے صحت میں قوت دینے ہیں جسکا خلاصہ یہ ہے کہ نبیاء علیہم السلام  
کو بھی کثرت امت کی خواہش ہوئی ہے جناب نوح علیہ السلام نے سرس و سرور و عورتوں کے نکاح کی تاکید فرمائی  
ہے اسی واسطے ان دونوں اماموں نے جب سید احمد صاحب رحمہ اللہ اور جاناکر نے بہت مرید ہو دیں گے  
و دونوں نے اپنی اپنی طرف کیمنیت کیا و انتہی مختصا و جواب نہایت رکیک ہے سید صاحبکے باوجود کثیر المرید  
ہونے کے و لو و حورت یعنی کثیر الاولاد و حوریت کے لکھنے سے جو تشبیل دی و خیال کیا کہ ایسے شخص کے مرید کرنے  
کی تمنا درست ہے لیکن تنازع حرام و بطرح و لو و حوریت کی طرف رجوع سمیع ہے لیکن نہیں لازمی و حتمی صحت  
حرام ہے تو نفس قطعی کا سار فہم ہے تو بہمانہ فرماتا ہے کہ تنازع و اشارہ و اشارہ کا کر جب کرتے ہیں بائید گیر نزاع  
کشید او شاہ عبدالقادر لکھتے ہیں آپس میں جھگڑو میں جبکہ اس مکاشفہ تحریر میں کو باعث حرمت تنازع  
روئیں تو چاہیے کہ روایات متضامین دین کو بھی و ذکر میں باوجود یکا اس قسم کی دعا کی حرمت پر کوئی نفس شرعی  
مؤلف ہر مابین نے رعایت نہیں کی جس طرح ہم آید کا مسئلہ خواہ نفس قطعی پیش کرتے ہیں اس دعویٰ انکا باطل شرعی  
نام صراح ہے اور یہ خیال انکا جو وہ سید مذکورہ صحت ہے و سراسر اعتراف و اصرار کے آنے پر  
صحت ہر مابین میں یہ ہے کہ یہ روایتیں مختص صاحبکے ہیں کیونکہ شکرۃ میں سنائی اور احمد سے منقول ہے کہ جب  
سیت کی روح برنخ میں جاتی ہے تو اس میں جمع ہو کر اپنے اتار ب کا حال پوچھتی ہیں تو وہ جو پہلے مرلا تھا انکو



اُن کا نصرت محمد اور عقب اور کنیت ختمہ ابواللیث سمرقندی مشہور ہے وہ اپنی کتاب تفسیر میں باب فضل  
 حمد میں فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ سے سنا اور وہ فرماتے تھے کہ سپینا نجد کو قصہ صالح مزی کو کر وہ جمعہ کی  
 رات کو جامع مسجد میں آئے کہ نماز فجر وہاں پڑھیں راستہ میں ایک مقبرہ ملا دل میں آیا کہ صبح صادق ہو یا رگیا  
 اُس وقت مسجد کو چلی گئے مقبرہ میں ٹھہر گئے اور کعت نماز پڑھی اور ایک قبر سے کچھ سہارا لگایا نیندا لگھوں میں  
 بھرتائی دیکھتے کیا میں سب اصحاب قبور قبروں سے ٹھکر ملے ملے بیٹھے تھے ایسے کرتے گئے ایک جوان کو دیکھا اُسکے  
 کپڑے میلے اُداس منوم بیٹھا ہے متے میں بہت خزانہ دیکھے ہوئے خزانہ پوشوں سے آئے انیس ہر آدمی  
 اپنا اپنا خزانہ لیتا گیا اور چلتا گیا آخر وہی بیچارہ جوان روٹا اس کے پاس کچھ نہ آیا وہ اُداس غم کا مارا ٹھکر کھڑا  
 ہوا جب قبر میں داخل ہوئے لگا صالح مزی کہتے ہیں کہ میں نے اسے کہا اے اللہ کے بندے تو کیوں داس  
 ہے اُس نے کہا تم نے دیکھا انیس کس قدر خزانہ ہے تم نے کہا کہ ہاں وہ دولا یہ تختہ تھا لٹا تھے جو ان کے واسطے  
 خیر خواہوں نے بھیجے تھے جو وہ صدقہ و عذرہ کرتے میں انکے پتیا ہے تہہ کی آفت کو اور میں پہنے والا خاک بندہ  
 کانہوں اپنی ماں کو لیکر واسطے حج کرنے کے آیا تھا جب بعد میں پہنچا میں مر گیا میری ماں نے میرے بعد نکاح  
 کر لیا اور دنیا میں شغل ہو مجھ کو بھول گئی نہ منہ سے بھی نام پڑتا نہ زبان سے دعا اب میں غمگین ہوں کیا کروں  
 میرا کوئی نہیں جو یاد کرنے تب صالح مزی کہتے ہیں میں نے اُس پر حیا تیری ماں کہاں ہے اُس نے پتا دیا پھر منہ  
 ہو گئی نماز پڑھی اور اُس کا غم و مصرتنا بد گیا اُس نے اندر سے واژدی دیکھ کر کہ میں نے کہا صالح مزی اُس کے  
 بلایا میں گیا میں نے کہا بہتر یہ ہے کہ میری اور تیری بات کوئی نہ کہے تب میں اُس سے نزدیک ہو گیا اتفاقاً ایک  
 پر دیوی میں بد گیا میں نے کہا اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم کرے کوئی تیرا بیٹا ہے بول کر کوئی نہیں میں نے کہا کبھی جو محتاج وہ  
 سانس بھرے گی اور بولے ایک بیٹا جو ان تھا مر گیا تب میں نے وہ قصہ مقبرہ کا بیان کیا اُسکے سنو سنو گئے اور کہنے  
 لگی اے صالح مزی وہ میل بیٹا میرا کیسا تھا پھر اُس حور نے تجھ کو ہزار دم دیا اور کہا کہ میرے فرزندم کی  
 طرہ سے خیرات کر دے کچھ اور اب میں اُسکو دعا اور خیرات سے نہ بھر پائی جب کہ دم میرا دم ہے صالح مزی  
 فرماتے ہیں پھر میں نے وہ ہزار دم خیرات کر دیے اگلے عید کہ رات میں مقبرہ میں گیا اور کعت پڑھی ایک قبر  
 کے سہارے سے بیٹھ گیا سر ٹھکا کر پھر میں نے اُن لوگوں کو قبروں سے نکلے دیکھا اور اُس جوان کو دیکھا سفید کپڑے  
 نہایت خوش وہ میرے پاس آکر کہنے لگا اے صالح مزی اللہ تعالیٰ تجھ کو کسے مجھ کو یاد رکھتا ہے میں گیا میں نے کہا  
 تم مجھ کو پہچانتے ہو کہا جانا نہ کہہ دیتے ہیں یہ کہا کرتے ہیں سترہ لیوہ مداح یعنی ہوم اسعدہ انتہی اے بھائی

اگر ایسے اہم البندی کا نقل کیا موقوفہ روزہ میرٹھا سے دل کو خوف الہی سے نہ ہلائے تو کمال حسرت کی بات ہے پھر بھی اللہ کے فضل سے فہم ہو جاتے ہیں ان من الحجۃ لعلہ لا یخلف عنہ الا ہاد قديم الايام سے دستبردار ہونا ہے کہ قد اپنے اپنے امور سے اپنے کھانا جمہ کی رات کو دیا کرتے تھے حفاظہ دنیا اور قرار مقام و غیرہ کو چھوڑتے تھے حضرت سعدی رحمۃ اللہ علیہ کو چھ سو برس سے زیادہ گزرتے آئے کلام میں بھی اسکا پتہ موجود ہے کہیات میں جو قصیدہ وہاب تنہید حال موت لکھا ہے انہیں وہ لکھتے ہیں کہ جب آدمی ستر ہے چند دن سا سکھارتے ہیں جمہرات کو ملو بھی بھیجتے ہیں جب کئی برس گزر گئے پھر سب بھول جاتے ہیں اور آدمی بے نام و نشان ہو جاتا ہے اشارہ آئے بطور اتفاق لکھتا ہوں ۵

یکہفت یا دو ہفتہ کم و بیش صبح و شام	ایک روز بہت بدم و بد احوال شود
ملو اسد چار مہینہ شب و صبح چند بار	بہر یا بختا ہر گور خواں شود
و اگر کہ چند سال ہر سال حال گزرد	آں نام نیز گزرد و بے نشان شود

محلے آدمی جمہرات کا استدر خیال لکھتے تھے کہ وہ اند کا مزدور کہ جسکے پاس کچھ بھی دینے کو نہ ہوتا تھا وہ بھی جو سیر بھرا نا بال بچہ کے واسطے لانا اور شام کو کچھ نہ کھیں نہ تھکا یا رب العالمین یہ جو بال بچوں کا نفعہ ہے کچھ نہ ترے حکم سے واجب ہے اور اس کے واجب بات انہی میں دی ستن ثواب ہوتا ہے جو یہ سیر بھری روٹیاں اپنے بال بچوں کو دیتا ہوں اس نفعہ وہ جہیز میری یہ نیت ہو کہ میں جو بھلا کھو ثواب ہوتا ہے سیر کھانے غرض نیت کو پہنچے غرض کہ نادر شکست آدمی انہی روز مرہ کے نفعہ واجبہ عیال میں نیت ایسا مال ثواب کرتے تھے انا خاتمہ روزہ پڑھ کے بعد ان اپنے بال بچوں کو وہ کھانا کھلاتے تھے انہی اموات کو محمد زکین تھے اور تو گزردی تو بہت کچھ دیا کرتے تھے اب جیسی بیتیں لوگوں کی لپٹ ہو گئیں اور ان میں نیکی کے ساتھ یہ بھی بیان آگیا کہ اسکو تو مولوی لوگ بہت کہتے ہیں پس بالکل آدمی چھوڑ بیٹھے اور انھیں کو ٹھیلے کا بیانا شل مشہور ہے اب ہم تم کو روایات کتب معتبرہ کی مشادیں دیاں گے کہ ایسی ششی ذکر وادھد قات و خیرات اور روزہ فاقہ سے اپنے عزیزوں کو یاد رکھو ایک مسئلہ سنایا ہوں کہ جب قدر کم اموات کے نام ڈو گے یا پھر بھلا کھو گے اموات کو سب پہنچا دے انہی قدر کم کو بھی مانگیے کچھ تھارا ثواب نیت نہ جاو گیا تم اور موتی دونوں کا سیاب ثواب ہو گے خزانہ انہی میں کچھ کمی نہیں وہ فرس کو دیتا ہے اس سے اس صاع المنفۃ ثواب تھاری نیت کا گناہ ہے لمحہ ثلثہ عیدین اور شب برات اور عشرہ محرم میں تحہ فی خزانہ روایات عرب ابن عباس رضی اللہ عنہما لایقول اذ ان



سنا چاہیے کہ باپ کو اولاد ملنے کی علامتیں کونسی ہیں؟  
 ہم لوگوں کو اشارہ ہو کہ تم جسکی اولاد ہو ان کے حق میں دعا کرو تا کہ وہ دوزخ و جہنم سے محفوظ رہے  
 علیہ السلام علی القبرین اللعنہم یلعنہم عرقہم و نسلہم و ھو ابواح و صلیق و ملا و لھق و کھن و احب  
 لیہ من اللہ و صلیقہا اس حدیث میں اشارہ ہو گیا اہل باپ کو کہ وہ اپنی اولاد کو دوزخ و جہنم سے یا دوزخ و جہنم سے بچائی  
 بھائی کو اور دوست دوست کو، سوا سٹے کہ اس حدیث میں ارشاد ہو گیا کہ مردہ اہل سب کی طرف امید رکھتے رہتا  
 ہے عرفین دونوں حدیثوں کے معنی یہ بات ثابت ہو گئی کہ سب دوستوں اور اقربا کو چاہیے کہ اپنے دوست اور  
 اقربا کو یاد رکھیں اور دوزخ و جہنم سے بچائیں کہ دنیا کے جنجال میں پھنس کر اپنے عزیزوں کو جو کہ مر گئے یا اہل جہنم سے  
 ہیں دوزخ و جہنم کی یاد تو کہاں بھلا کر تیرے بھروسے کو مینی حید بقرعہ شہرت محرم میں بھی یاد کر میں تو غنیمت ہو کہ یہ نیکو تیرا دل  
 میں رکھا ہے کی کثرت ہوتی ہے طے طے کہ چیزیں بھتی ہیں وہ ست آشنائوں میں تختہ چھو بھجا جاتا ہر مائے انوس  
 از فہ آد میوں کو تختہ چھو بھجیں حالانکہ وہ آدمی خود بھی بیکو اگر رکھا سکتا ہے اور میت کو جو کہ یا اہل جہنم سے  
 بیکو ایک غارتگی ایک میں چھپے ہیں یا حوا و اہل ان کے منقطع ہو چکے اب کچھ نہیں کر سکتے انکو ذرا بھی یاد کر کے کشتہ  
 غفلت کی بات ہے اور جو کوئی نام نہاد ہو کہ اس کام سے روئے کس قدر رحمہ موتی کا اپنی گمان پر لیتا  
 ہے یا اللہ ایک پہلے دوزخ کے عالم ناسل رہے کہ خیرات و حسنات کی رغبت دوتے تھے مستغفر اللہ عنہما  
 لکھتا ہے کہ میں شروع لکھتے فتویٰ اور کتب فقہ اور مسائل میں کوشش کرتا رہا اور جب استغفار پیش ہوتے تھے  
 جب تک جواب ان کی کتابوں سے نہیں نکالتا تھا میں نہیں دیتا تھا اور میری کسی وقت خالی نہا فتنہ اور مصلحت کسب  
 نہیں رہتا تھا اور کتبیں حل کیا کرتا تھا تمام عمر فتویٰ دینے میں گذری اور جتنے فتوے دیا وہ سب مسائل اس  
 کتاب میں لکھتے انہیں کھانا دیکھو شیخ ہندوستان کا نامی سیکرل برس کا عالم غیبی گدرا ہوا ہندوستان میں  
 فتویٰ جاری کر غیر الہ اپنا فتویٰ اس کتاب میں لکھتا ہے اور روایت کرتا ہے کہ تیرے باروں میں روایت کرتی ہیں چنانچہ  
 روایت کی بیان کی گئی معلوم ہوا کہ یہ قدیم الایام سے عیدین و عید تیرے باروں میں دستور تھا کہ پالا آٹا  
 ایسے ہی بزرگوں کا حکم دیا ہوا اور جائز رکھا ہوا احادیث سے استنباط کیا ہوا ہے جانوں کا ایجا کرنا ہوا نہیں  
 باہل کسی تہ عہد دینی اور ستر کی کا سو بد نہیں ہو سکتا اور نہ کوئی جاہل کا تہ بد کرنے یہ سب رسوم صالحہ اہل  
 سلام میں علماء و صنیعہ کی حقین فتویٰ دینی میں از بخلاف بات کہ ہمارے دیکھتے ہیں کہ عیدین و عیدہ میں جو فاتحہ  
 پڑھتے ہیں تو حضرت صنیعہ سیم کے نام کو جگہ نکالتے ہیں یہ مسئلہ بھی امام ربانی مجدد دینا کے کلام میں ہے





اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے سب اصحاب متفق ہیں اس بات پر کہ حدیث ضعیف مقدم ہے قیاس اور اجتہاد پر نہ تھی پس حدیث ضعیف کی یہ شان نہیں کہ ہر طرح اسکو رد کیا کریں اور کسی موقع میں قبول نہ کریں اور سال اعتبار میں شاہ ولی اللہ صاحب لکھتے ہیں رد و رد فی فضائل وجوب الاحادیث یا سانیلا ضعیفۃ لا باس بالہل جہا فان وجدنا فی غنۃ قوۃ فلیعمل بجہاد و ردی تطبیق الدین من خاں صاحب کے مظاہر الحق میں چھ رکعت صلوٰۃ الاولاد میں کو گھما ہے اگرچہ ترمذی وغیرہ نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے لیکن فضائل اعمال میں عمل کو باعث ضعیف پر جائز ہے انتہی مؤلف کہتا ہے کہ صلوٰۃ اور امین کی حدیث ایسی ضعیف ہے جسکی بات مشکوٰۃ میں ہے کلامہ الامن حدیث عمر بن ابی نعیم و صحیح محمد بن یحییٰ یقولون ہر منکر الحدیث وضعفہ حتی انہما یقولون تطبیق الدین ناں صاحب نے اس وجہ کی حدیث پر بھی عمل کو نہ ثابت کیا ہے شرع قوی تاری سے اور شالیوں اسکی بنی مقبول کہنا حدیث ضعیف کا اعمال میں بہت مسائل فقہیہ میں ثابت ہے یہ بحث طول فقہانی ہے ہدایات مشمولہ بالا پر اتفاق کہ اب قاعدہ کلیہ بخلاف حدیث اور موصول فقہ میں در باب حدیث ضعیف لکھتے ہیں نقل کیا ہوں کہ حدیث ضعیف کو صفات بارہ مقامی اور تحریم و تحلیل اور اعتقادات میں نہیں لیتے البتہ مجزات اور احوال قیامت اور برہنات میں نال میں مقبول لکھتے ہیں و فضائل میں ان کے معنی ملا رہی شریعہ در مختار نے یہ لکھے ہیں کہ کسی عمل کی فضیلت حاصل کرنے کے لئے حدیث ضعیف کو لے لینا جائز ہے انتہی کلامہ اور ضعیف پر عمل کرنا شرعی ہے کہ وہ عمل ایسا ہو کہ ایک قاعدا عام شرعی میں داخل ہو اور اس شرط کا گناہ میں لگتے یہ ہے کہ حدیث ضعیف کے یہ معنی تو نہیں ہیں کہ وہ جمہوری ہے اصل ہے بلکہ ممکن ہو مصادیق ہو یا اسکا ہر گز حدیث ضعیف فقہی الامر میں عند اللہ صریح تھی تو اس پر عمل ہونا بہت اجتہاد اور اگر نفس الامر میں ثابت نہ تھی تو اس پر عمل کرنے سے کچھ نقصان لازم آیا کیونکہ وہ قاعدہ کا چھ عام شرعی میں داخل ہے مثلاً یہی دو مائیں منکر کے اعضاء و مخرجوں میں جو ضعیف حدیثوں سے ثابت ہوئی ہیں اگر یہ نفس الامر میں منکر اللہ صریح میں توحق ان احادیث کا ادا ہر گز لازم نہ ہو و رد کیا اور اگر وہ حدیثیں عند اللہ صریح تھیں تو ہر عضو پر جہاد واجب و خارج ہونے سے گناہ بھی نہیں ہوا کیونکہ اس نے نہ گناہ نہیں ہے کچھ اگر گناہ تو نہیں کیا اور مطلق و ناگناہا شرع میں ثابت ہے اور ایک حدیث ضعیف میں بھی حضرت سے روایت کیا گیا ہے کہ آپ نے فرمایا جس شخص کو میری طرف سے کوئی حدیث پہنچی اس نے اس پر عمل کیا تو اسکو تو اسباب نیک اگرچہ فی الواقع وہ حدیث میری نہیں تھی یہ مضمون شامی شائع در مختار نے علامہ ابن حجر سے نقل کیا ہے یعنی بالحدیث الضعیف فی فضائل الاحوال لانہ لو کان صحیحاً فی نفس الامر لعد اعطی ختم من

۱۰۰  
۱۰۱  
۱۰۲  
۱۰۳  
۱۰۴  
۱۰۵  
۱۰۶  
۱۰۷  
۱۰۸  
۱۰۹  
۱۱۰  
۱۱۱  
۱۱۲  
۱۱۳  
۱۱۴  
۱۱۵  
۱۱۶  
۱۱۷  
۱۱۸  
۱۱۹  
۱۲۰  
۱۲۱  
۱۲۲  
۱۲۳  
۱۲۴  
۱۲۵  
۱۲۶  
۱۲۷  
۱۲۸  
۱۲۹  
۱۳۰  
۱۳۱  
۱۳۲  
۱۳۳  
۱۳۴  
۱۳۵  
۱۳۶  
۱۳۷  
۱۳۸  
۱۳۹  
۱۴۰  
۱۴۱  
۱۴۲  
۱۴۳  
۱۴۴  
۱۴۵  
۱۴۶  
۱۴۷  
۱۴۸  
۱۴۹  
۱۵۰  
۱۵۱  
۱۵۲  
۱۵۳  
۱۵۴  
۱۵۵  
۱۵۶  
۱۵۷  
۱۵۸  
۱۵۹  
۱۶۰  
۱۶۱  
۱۶۲  
۱۶۳  
۱۶۴  
۱۶۵  
۱۶۶  
۱۶۷  
۱۶۸  
۱۶۹  
۱۷۰  
۱۷۱  
۱۷۲  
۱۷۳  
۱۷۴  
۱۷۵  
۱۷۶  
۱۷۷  
۱۷۸  
۱۷۹  
۱۸۰  
۱۸۱  
۱۸۲  
۱۸۳  
۱۸۴  
۱۸۵  
۱۸۶  
۱۸۷  
۱۸۸  
۱۸۹  
۱۹۰  
۱۹۱  
۱۹۲  
۱۹۳  
۱۹۴  
۱۹۵  
۱۹۶  
۱۹۷  
۱۹۸  
۱۹۹  
۲۰۰  
۲۰۱  
۲۰۲  
۲۰۳  
۲۰۴  
۲۰۵  
۲۰۶  
۲۰۷  
۲۰۸  
۲۰۹  
۲۱۰  
۲۱۱  
۲۱۲  
۲۱۳  
۲۱۴  
۲۱۵  
۲۱۶  
۲۱۷  
۲۱۸  
۲۱۹  
۲۲۰  
۲۲۱  
۲۲۲  
۲۲۳  
۲۲۴  
۲۲۵  
۲۲۶  
۲۲۷  
۲۲۸  
۲۲۹  
۲۳۰  
۲۳۱  
۲۳۲  
۲۳۳  
۲۳۴  
۲۳۵  
۲۳۶  
۲۳۷  
۲۳۸  
۲۳۹  
۲۴۰  
۲۴۱  
۲۴۲  
۲۴۳  
۲۴۴  
۲۴۵  
۲۴۶  
۲۴۷  
۲۴۸  
۲۴۹  
۲۵۰  
۲۵۱  
۲۵۲  
۲۵۳  
۲۵۴  
۲۵۵  
۲۵۶  
۲۵۷  
۲۵۸  
۲۵۹  
۲۶۰  
۲۶۱  
۲۶۲  
۲۶۳  
۲۶۴  
۲۶۵  
۲۶۶  
۲۶۷  
۲۶۸  
۲۶۹  
۲۷۰  
۲۷۱  
۲۷۲  
۲۷۳  
۲۷۴  
۲۷۵  
۲۷۶  
۲۷۷  
۲۷۸  
۲۷۹  
۲۸۰  
۲۸۱  
۲۸۲  
۲۸۳  
۲۸۴  
۲۸۵  
۲۸۶  
۲۸۷  
۲۸۸  
۲۸۹  
۲۹۰  
۲۹۱  
۲۹۲  
۲۹۳  
۲۹۴  
۲۹۵  
۲۹۶  
۲۹۷  
۲۹۸  
۲۹۹  
۳۰۰  
۳۰۱  
۳۰۲  
۳۰۳  
۳۰۴  
۳۰۵  
۳۰۶  
۳۰۷  
۳۰۸  
۳۰۹  
۳۱۰  
۳۱۱  
۳۱۲  
۳۱۳  
۳۱۴  
۳۱۵  
۳۱۶  
۳۱۷  
۳۱۸  
۳۱۹  
۳۲۰  
۳۲۱  
۳۲۲  
۳۲۳  
۳۲۴  
۳۲۵  
۳۲۶  
۳۲۷  
۳۲۸  
۳۲۹  
۳۳۰  
۳۳۱  
۳۳۲  
۳۳۳  
۳۳۴  
۳۳۵  
۳۳۶  
۳۳۷  
۳۳۸  
۳۳۹  
۳۴۰  
۳۴۱  
۳۴۲  
۳۴۳  
۳۴۴  
۳۴۵  
۳۴۶  
۳۴۷  
۳۴۸  
۳۴۹  
۳۵۰  
۳۵۱  
۳۵۲  
۳۵۳  
۳۵۴  
۳۵۵  
۳۵۶  
۳۵۷  
۳۵۸  
۳۵۹  
۳۶۰  
۳۶۱  
۳۶۲  
۳۶۳  
۳۶۴  
۳۶۵  
۳۶۶  
۳۶۷  
۳۶۸  
۳۶۹  
۳۷۰  
۳۷۱  
۳۷۲  
۳۷۳  
۳۷۴  
۳۷۵  
۳۷۶  
۳۷۷  
۳۷۸  
۳۷۹  
۳۸۰  
۳۸۱  
۳۸۲  
۳۸۳  
۳۸۴  
۳۸۵  
۳۸۶  
۳۸۷  
۳۸۸  
۳۸۹  
۳۹۰  
۳۹۱  
۳۹۲  
۳۹۳  
۳۹۴  
۳۹۵  
۳۹۶  
۳۹۷  
۳۹۸  
۳۹۹  
۴۰۰  
۴۰۱  
۴۰۲  
۴۰۳  
۴۰۴  
۴۰۵  
۴۰۶  
۴۰۷  
۴۰۸  
۴۰۹  
۴۱۰  
۴۱۱  
۴۱۲  
۴۱۳  
۴۱۴  
۴۱۵  
۴۱۶  
۴۱۷  
۴۱۸  
۴۱۹  
۴۲۰  
۴۲۱  
۴۲۲  
۴۲۳  
۴۲۴  
۴۲۵  
۴۲۶  
۴۲۷  
۴۲۸  
۴۲۹  
۴۳۰  
۴۳۱  
۴۳۲  
۴۳۳  
۴۳۴  
۴۳۵  
۴۳۶  
۴۳۷  
۴۳۸  
۴۳۹  
۴۴۰  
۴۴۱  
۴۴۲  
۴۴۳  
۴۴۴  
۴۴۵  
۴۴۶  
۴۴۷  
۴۴۸  
۴۴۹  
۴۵۰  
۴۵۱  
۴۵۲  
۴۵۳  
۴۵۴  
۴۵۵  
۴۵۶  
۴۵۷  
۴۵۸  
۴۵۹  
۴۶۰  
۴۶۱  
۴۶۲  
۴۶۳  
۴۶۴  
۴۶۵  
۴۶۶  
۴۶۷  
۴۶۸  
۴۶۹  
۴۷۰  
۴۷۱  
۴۷۲  
۴۷۳  
۴۷۴  
۴۷۵  
۴۷۶  
۴۷۷  
۴۷۸  
۴۷۹  
۴۸۰  
۴۸۱  
۴۸۲  
۴۸۳  
۴۸۴  
۴۸۵  
۴۸۶  
۴۸۷  
۴۸۸  
۴۸۹  
۴۹۰  
۴۹۱  
۴۹۲  
۴۹۳  
۴۹۴  
۴۹۵  
۴۹۶  
۴۹۷  
۴۹۸  
۴۹۹  
۵۰۰  
۵۰۱  
۵۰۲  
۵۰۳  
۵۰۴  
۵۰۵  
۵۰۶  
۵۰۷  
۵۰۸  
۵۰۹  
۵۱۰  
۵۱۱  
۵۱۲  
۵۱۳  
۵۱۴  
۵۱۵  
۵۱۶  
۵۱۷  
۵۱۸  
۵۱۹  
۵۲۰  
۵۲۱  
۵۲۲  
۵۲۳  
۵۲۴  
۵۲۵  
۵۲۶  
۵۲۷  
۵۲۸  
۵۲۹  
۵۳۰  
۵۳۱  
۵۳۲  
۵۳۳  
۵۳۴  
۵۳۵  
۵۳۶  
۵۳۷  
۵۳۸  
۵۳۹  
۵۴۰  
۵۴۱  
۵۴۲  
۵۴۳  
۵۴۴  
۵۴۵  
۵۴۶  
۵۴۷  
۵۴۸  
۵۴۹  
۵۵۰  
۵۵۱  
۵۵۲  
۵۵۳  
۵۵۴  
۵۵۵  
۵۵۶  
۵۵۷  
۵۵۸  
۵۵۹  
۵۶۰  
۵۶۱  
۵۶۲  
۵۶۳  
۵۶۴  
۵۶۵  
۵۶۶  
۵۶۷  
۵۶۸  
۵۶۹  
۵۷۰  
۵۷۱  
۵۷۲  
۵۷۳  
۵۷۴  
۵۷۵  
۵۷۶  
۵۷۷  
۵۷۸  
۵۷۹  
۵۸۰  
۵۸۱  
۵۸۲  
۵۸۳  
۵۸۴  
۵۸۵  
۵۸۶  
۵۸۷  
۵۸۸  
۵۸۹  
۵۹۰  
۵۹۱  
۵۹۲  
۵۹۳  
۵۹۴  
۵۹۵  
۵۹۶  
۵۹۷  
۵۹۸  
۵۹۹  
۶۰۰  
۶۰۱  
۶۰۲  
۶۰۳  
۶۰۴  
۶۰۵  
۶۰۶  
۶۰۷  
۶۰۸  
۶۰۹  
۶۱۰  
۶۱۱  
۶۱۲  
۶۱۳  
۶۱۴  
۶۱۵  
۶۱۶  
۶۱۷  
۶۱۸  
۶۱۹  
۶۲۰  
۶۲۱  
۶۲۲  
۶۲۳  
۶۲۴  
۶۲۵  
۶۲۶  
۶۲۷  
۶۲۸  
۶۲۹  
۶۳۰  
۶۳۱  
۶۳۲  
۶۳۳  
۶۳۴  
۶۳۵  
۶۳۶  
۶۳۷  
۶۳۸  
۶۳۹  
۶۴۰  
۶۴۱  
۶۴۲  
۶۴۳  
۶۴۴  
۶۴۵  
۶۴۶  
۶۴۷  
۶۴۸  
۶۴۹  
۶۵۰  
۶۵۱  
۶۵۲  
۶۵۳  
۶۵۴  
۶۵۵  
۶۵۶  
۶۵۷  
۶۵۸  
۶۵۹  
۶۶۰  
۶۶۱  
۶۶۲  
۶۶۳  
۶۶۴  
۶۶۵  
۶۶۶  
۶۶۷  
۶۶۸  
۶۶۹  
۶۷۰  
۶۷۱  
۶۷۲  
۶۷۳  
۶۷۴  
۶۷۵  
۶۷۶  
۶۷۷  
۶۷۸  
۶۷۹  
۶۸۰  
۶۸۱  
۶۸۲  
۶۸۳  
۶۸۴  
۶۸۵  
۶۸۶  
۶۸۷  
۶۸۸  
۶۸۹  
۶۹۰  
۶۹۱  
۶۹۲  
۶۹۳  
۶۹۴  
۶۹۵  
۶۹۶  
۶۹۷  
۶۹۸  
۶۹۹  
۷۰۰  
۷۰۱  
۷۰۲  
۷۰۳  
۷۰۴  
۷۰۵  
۷۰۶  
۷۰۷  
۷۰۸  
۷۰۹  
۷۱۰  
۷۱۱  
۷۱۲  
۷۱۳  
۷۱۴  
۷۱۵  
۷۱۶  
۷۱۷  
۷۱۸  
۷۱۹  
۷۲۰  
۷۲۱  
۷۲۲  
۷۲۳  
۷۲۴  
۷۲۵  
۷۲۶  
۷۲۷  
۷۲۸  
۷۲۹  
۷۳۰  
۷۳۱  
۷۳۲  
۷۳۳  
۷۳۴  
۷۳۵  
۷۳۶  
۷۳۷  
۷۳۸  
۷۳۹  
۷۴۰  
۷۴۱  
۷۴۲  
۷۴۳  
۷۴۴  
۷۴۵  
۷۴۶  
۷۴۷  
۷۴۸  
۷۴۹  
۷۵۰  
۷۵۱  
۷۵۲  
۷۵۳  
۷۵۴  
۷۵۵  
۷۵۶  
۷۵۷  
۷۵۸  
۷۵۹  
۷۶۰  
۷۶۱  
۷۶۲  
۷۶۳  
۷۶۴  
۷۶۵  
۷۶۶  
۷۶۷  
۷۶۸  
۷۶۹  
۷۷۰  
۷۷۱  
۷۷۲  
۷۷۳  
۷۷۴  
۷۷۵  
۷۷۶  
۷۷۷  
۷۷۸  
۷۷۹  
۷۸۰  
۷۸۱  
۷۸۲  
۷۸۳  
۷۸۴  
۷۸۵  
۷۸۶  
۷۸۷  
۷۸۸  
۷۸۹  
۷۹۰  
۷۹۱  
۷۹۲  
۷۹۳  
۷۹۴  
۷۹۵  
۷۹۶  
۷۹۷  
۷۹۸  
۷۹۹  
۸۰۰  
۸۰۱  
۸۰۲  
۸۰۳  
۸۰۴  
۸۰۵  
۸۰۶  
۸۰۷  
۸۰۸  
۸۰۹  
۸۱۰  
۸۱۱  
۸۱۲  
۸۱۳  
۸۱۴  
۸۱۵  
۸۱۶  
۸۱۷  
۸۱۸  
۸۱۹  
۸۲۰  
۸۲۱  
۸۲۲  
۸۲۳  
۸۲۴  
۸۲۵  
۸۲۶  
۸۲۷  
۸۲۸  
۸۲۹  
۸۳۰  
۸۳۱  
۸۳۲  
۸۳۳  
۸۳۴  
۸۳۵  
۸۳۶  
۸۳۷  
۸۳۸  
۸۳۹  
۸۴۰  
۸۴۱  
۸۴۲  
۸۴۳  
۸۴۴  
۸۴۵  
۸۴۶  
۸۴۷  
۸۴۸  
۸۴۹  
۸۵۰  
۸۵۱  
۸۵۲  
۸۵۳  
۸۵۴  
۸۵۵  
۸۵۶  
۸۵۷  
۸۵۸  
۸۵۹  
۸۶۰  
۸۶۱  
۸۶۲  
۸۶۳  
۸۶۴  
۸۶۵  
۸۶۶  
۸۶۷  
۸۶۸  
۸۶۹  
۸۷۰  
۸۷۱  
۸۷۲  
۸۷۳  
۸۷۴  
۸۷۵  
۸۷۶  
۸۷۷  
۸۷۸  
۸۷۹  
۸۸۰  
۸۸۱  
۸۸۲  
۸۸۳  
۸۸۴  
۸۸۵  
۸۸۶  
۸۸۷  
۸۸۸  
۸۸۹  
۸۹۰  
۸۹۱  
۸۹۲  
۸۹۳  
۸۹۴  
۸۹۵  
۸۹۶  
۸۹۷  
۸۹۸  
۸۹۹  
۹۰۰  
۹۰۱  
۹۰۲  
۹۰۳  
۹۰۴  
۹۰۵  
۹۰۶  
۹۰۷  
۹۰۸  
۹۰۹  
۹۱۰  
۹۱۱  
۹۱۲  
۹۱۳  
۹۱۴  
۹۱۵  
۹۱۶  
۹۱۷  
۹۱۸  
۹۱۹  
۹۲۰  
۹۲۱  
۹۲۲  
۹۲۳  
۹۲۴  
۹۲۵  
۹۲۶  
۹۲۷  
۹۲۸  
۹۲۹  
۹۳۰  
۹۳۱  
۹۳۲  
۹۳۳  
۹۳۴  
۹۳۵  
۹۳۶  
۹۳۷  
۹۳۸  
۹۳۹  
۹۴۰  
۹۴۱  
۹۴۲  
۹۴۳  
۹۴۴  
۹۴۵  
۹۴۶  
۹۴۷  
۹۴۸  
۹۴۹  
۹۵۰  
۹۵۱  
۹۵۲  
۹۵۳  
۹۵۴  
۹۵۵  
۹۵۶  
۹۵۷  
۹۵۸  
۹۵۹  
۹۶۰  
۹۶۱  
۹۶۲  
۹۶۳  
۹۶۴  
۹۶۵  
۹۶۶  
۹۶۷  
۹۶۸  
۹۶۹  
۹۷۰  
۹۷۱  
۹۷۲  
۹۷۳  
۹۷۴  
۹۷۵  
۹۷۶  
۹۷۷  
۹۷۸  
۹۷۹  
۹۸۰  
۹۸۱  
۹۸۲  
۹۸۳  
۹۸۴  
۹۸۵  
۹۸۶  
۹۸۷  
۹۸۸  
۹۸۹  
۹۹۰  
۹۹۱  
۹۹۲  
۹۹۳  
۹۹۴  
۹۹۵  
۹۹۶  
۹۹۷  
۹۹۸  
۹۹۹  
۱۰۰۰



سے ثابت ہے عند اہل السنۃ کا بجا حدیث تیار و عالیہ تیاروں میں صدقہ اور فاقہ دہندہ کو ملے کو نہ فقط ہمارے  
بلکہ امر مستحب کہنا چاہیے چنانچہ ہم وہی چند نظریات کلام فقہار سے صلوٰۃ الا و امین یا ہر صبح رقبہ اور صوم واجب  
کی بات کہ چلے ہیں اور ملاوہ اسکے بہت نظریات کی کتب فقہ میں موجود ہیں جسکی نظریات شروع و فتاویٰ پر ہے  
یہ بات اس مخفی نہیں اللہ تعالیٰ دونوں میں انصاف ہے آمین یا رب العالمین آمین بعد رابعہ بیان طریقیہ  
سو حکم کا اس میں ہاں چیزیں ہیں کلمہ طیبہ پڑھنا شہاد کے لئے و انہائے خود کا مستحق کرنا جہنم و جہنم کرنا  
باری اور دوست آشنا و کج واسطے قرآن اور کلمہ پڑھنے کے جمع ہونا۔ اس کام کے لئے تیسرا دن شہرنا۔  
بیان امر اول اختیار کرنا کلمہ طیبہ کا اسلئے ہر کہ حدیث میں وارد ہوا ہے لا الہ الا اللہ مفتاح الجنۃ  
اور امام ابو اللیث سمرقندی نے روایت کی ہے اس سے عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان ذیل لہ یارسلو  
اللہ حل الجنۃ من قابل نعم لا الہ الا اللہ جب معلوم ہوا کہ کلمہ طیبہ کبھی جنت کی اور قیامت ہے جنت کی تو  
ثواب ساقی ایسی چیز کی نہایت درجہ اولیٰ و انتہی ہے اور ملوہ اسکے یہ بھی ایک حدیث میں آیا ہے کہ جو کوئی میت  
کی نیت سے ایک لاکھ بار لا الہ الا اللہ پڑھے اور ثواب کما میت کہے اگر وہ قابل عذاب ہو گا اسکو عذاب  
نہ ملے گا اگر وہ قابل عذاب نہیں تو بارگاہ جنت کو دینے باو گئے اور ایک روایت میں شتر ہزار بار پڑھنا  
لا الہ الا اللہ کا آداب چنانچہ ہر مکان و دین اسپر بھی پایا گیا ہے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی جلد ثانی  
کتابات میں حکم فرماتے ہیں بیادان و دوستان فراتند کہ ہفتاد ہزار بار کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ بروحانیت  
مروحی حجاب محمد صادق و بروحانیت مروحہ حبشیہ او اتم کثرت بخوانند و ثواب ہفتاد ہزار بار بار بار  
کے پختہ و ہفتاد ہزار بار دیگر بار بروحانیت دیگرے از دوستان دعا و فاقہ مسئلہ است آہی اور حضرت  
سید الطائف جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اس باب میں ایک قصہ منقول ہے جسکو مولوی محمد قاسم صاحب  
نانوتوی نے اپنی کتاب تحذیر الناس ملبوسہ بریلی کے صفحہ ۴۰ میں لکھا ہے کہ حضرت جنید کے کسی بڑے کارنگ  
یک ایک متغیر ہو گیا اپنے سبب پر تیار ہوئے مکا شفا اس نے کہہا کہ اپنی ماں کو دوزخ میں دیکھتا ہوں حضرت  
جنید نے ایک لاکھ یا پچتر ہزار بار بھی طہ پڑھا تھا یوں کچھ کر کہ عیض و دایتوں میں اسقدر کرایے ثواب پر مدد  
منفرت ہے اپنے جی جی جی میں اس مرید کی ماں کو بخشہ یا اہل اسکو اطلاع نہ کی مگر بخشہ ہی کیا دیکھتے ہیں  
کہ دوزخ میں شاش ایشاش ہے اپنے پھر سبب پوچھا اس نے عرض کیا کہ اب اپنی والدہ کو جنت میں دیکھتا  
ہوں تو اپنے اسپر فرمایا کہ اس چاروں کے مکا شفا کی صحت تو تجھکو حدیث معلوم سے معلوم ہوئی رہے

عمر اولیٰ

عمر اولیٰ

عمر اولیٰ

عمر اولیٰ

عمر اولیٰ

عمر اولیٰ

عمر اولیٰ

عمر اولیٰ

عمر اولیٰ



تنبیہ فقہاء جمہ اللہ جائز ہوا بلکہ واسطائے خود کے شمار کو واقعہ فقہ حدیث سے زیادہ تر مشرکت ہے  
 پر نسبت جمیع کے کیونکہ جمیع میں قیود و زائدہ ہست ہیں کما ذکنا تفسیر الامر پڑھنا قرآن کا ہے جو  
 لوگ قرآن خوانی کو منع کرتے ہیں وہ ایک عدا کی عبادتیں پیش کرتے ہیں اسکو نہایت مستحکم جان کر اپنی  
 کتابوں میں درج کرتے ہیں **سند اول** یہ ہے کہ سفر السعادت کی عبارت سیف اللہ کے منقول ہیں  
 نقل کیا ہے اس طرح کہ عادت نبوی بنو کر برائے صیت جمع شود و قرآن خواند و ختمات خواندہ بر سر گواہ  
 غیر ان دوسرے مجموعہ رحمت است انتہی میں کہتا ہوں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کے جنازوں  
 کی تلاوت خود پڑھتے تھے یہ نماز تجات کے واسطے کافی ہوتی تھی فتح القدیر میں ابن حبان اصحا کم سے  
 روایت کی گئی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی تم میں مر جائے اس کے گھوکو غور و خبر کیا کر و فلان  
 صلائی علیہ رحمۃ بیشک میرا نماز پڑھنا آپ رحمت ہے اور قرآن شریف سے بھی یہ بات ثابت ہوتی  
 ہے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وصل علیہم ان صلواتک ممکن لهم تفسیر سکی ما بن عباس نے یہ کی ہو کہ ما  
 ان لوگوں پر بیشک تیرا دعا ان کے لیے رحمت ہے اصحاب مادی نے اپنی تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ یوسف  
 محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت قوی زبان و دہش تھے جب آپ دعا پڑھنے لگتے تھے آپ کی  
 قوت روحانی سے انکی روحوں پر فیضان ہوتا تھا اور جبک باقی تھیں اس پر قوت نانی سے انکی  
 روحیں اور عظمت بیشک کرنا نیت باقی تھی انتہی کلام سادہ دھار ہے کہ نماز جنازہ میں دعا ہوتی ہے  
 واسطے صیت کے پس حال حضرت کی دعا کا قرآن اور قول صحابی اور تعنیامام سے اور نیز حدیث سے  
 معلوم کر چکے کہ کیا کچھ اس میں مقبولیت اور فیضان ایسی جو ہم اپنے صلی پر حقیقتہً چاہیں ختم قرآن کریں اور  
 کلمہ فاتحہ فدود پڑھیں لیکن جس ایکے عاکی بلبر کا جو لیلے سر پاد رحمت حضرت مجرب خدا صلی اللہ علیہ  
 وآلہ وسلم سے کمال مقبولیت اور محبوبیت کے ساتھ بھگتی تھی نہیں ہوتی نہیں ہوتی اور حضرت صلی اللہ  
 علیہ وآلہ وسلم ملادہ نماز کے اور طرح بھی مشکل کشائی فرماتے تھے حضرت جابر فرماتے ہیں کہ جب صحابہ نماز پڑھنا  
 نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سبحان اللہ سبحان اللہ پڑھا ہم بھی آپ کے ساتھ دینا تک ہی  
 پڑھتے رہے پھر آپ نے اللہ اکبر پڑھا ہم بھی پڑھتے رہے پھر حضرت سے پوچھا کیا کیا سب سے  
 آپ نے فرمایا اسکو قبر سے دیا لیا تھا اس شیعہ و کبیر کی برکت سے؟ سپر قبر ہر طرف سے فراخ ہوتی روایت  
 کیا اسکو امام احمد نے کذا فی الشکرۃ بھلا جہاں اس طرح مشکل کشائی اور شگیری ہوتی ہوئے ختم قرآن

کہ کیا تو کیا عرض ہے مگر قرآن نہ پڑھا تو مکرر لاشعۃ حضرت نے بھی واسطے میت کے قبر پر کیا پس جو ان کے  
 واسطے ایک اشارہ عند الفقہاء کافی ہے اور بالفرض اگر عبد نبوی میں نہ پاسے جانے کے سبب ختم قرآن  
 کو بدعت کہیں مثل قول سفر السعاده کے اسکا ضائقہ نہیں لیکن وہ حسبے تاجن نزد اور مکروہ کو کہنا ہرگز  
 صحیح نہیں اسلئے کہ بہتر سے نیک کام حضرت کے بعد کیے گئے اور بلا اتفاق بازو گئے گئے اس کے نام طلاق  
 دینے نے بدعت نہ لکھا ہے چنانچہ ہما ذلی تحقیق کر چکے ہیں اس سلسلے میں بھی جزئی خاص پیش کرتے ہیں  
 تذاوی فیہ میں ہے وضع الید علی القبر بدعت والقرادۃ علیہ بدعت حسنۃ او امام حنفی الاسلام  
 غزالی نے اصحابہ معلوم میں فرمایا ہے کہ باس بقراءۃ القرآن علی القبر اور اس جگہ امام شافعی رحمۃ  
 اللہ علیہ لکھا ہے علی بن موسی کہتے ہیں کہ میں امام احمد بن حنبل کے ساتھ تھا ایک جنازہ پر بعد من کے ایک  
 اذہا قرآن پڑھنے لگا امام احمد نے فرمایا ادا وہی یہ کام بدعت ہے جب ہم قبر سے نکلے محمد بن آدم  
 نے امام احمد سے پوچھا کہ تم بشر بن خلیل علی کو کیا جانتے ہو فرمایا وہ ثقہ یعنی مستحب ہے اُس نے پوچھا  
 کہ ان سے کہہ دیا کہ امام نے فرمایا ہاں جب معلوم ہو اقراد ان کے سے کہہ اُستادین امام  
 احمد کے تبارہ محمد بن قدامہ بولا کہ خراسانی پوچھا کہ بشر بن خلیل نے اُن کو فرمایا عبد الرحمن سے کہ جب  
 اُن کے باپ ملازمین حاج کا اختال ہما وصیت فرمائی کہ جب میں دفن کیا جاؤں میرے سر دے  
 قبر کے پنج آیت اور اَمِّنَ الرَّسُولُ پڑھا دیا کہ میں نے ابن عمر کو مشاہدہ بدعت کہتے تھے اسات  
 کی اسوقت امام احمد نے فرمایا کہ مقبروں میں جاؤ اور اس ناخسے کو کہہ دو کہ قرآن پڑھا رہے اور قدامہ لکھتے  
 میں ہے قولہ القرآن خذنا القبر عند محمد بن دحیمہ اللہ لا تکرہ و مشکاۃ اتحاد جمع اللہ اخذوا  
 بقولہ هل یستغفر و اختارۃ ینفع کذا فی المصنفات اور فتح القدیر میں ہے واختلف فی احلام القبان  
 یقرئ عند القبر و اختار عدم الکراہۃ اور مولوی آصف صاحب نے ایسے مسائل کے سوال شہادہ و سوم  
 میں لکھا ہے ما تھاں ایرائے قراءت قرآن نشاندن نزد قبر و در مسئلہ علما انشاء است مختار ہیں  
 کہ جائز است الی آخر و میر گز صاحب سفر السعادت نے قرآن خوانی کو بدعت کہہ دیا لیکن کلام امام محمد  
 اور امام احمد بن حنبل انکے متبیناوی اور مولوی آصف صاحب نے خوب ثابت ہو گیا کہ قبر پر قرآن پڑھنا  
 مکروہ نہیں نہ جمع ہو کہ ایک ایک اور میت کو اس سے نفع ہوتا ہے اور نہ حضرت علی علیہ السلام  
 کے ختم قرآن نہ کرنے سے منع اور کہ بہت لازم نہیں آتی اسلئے کہ آپ بہت اذکار جب وغیرہ اور اصلاح

قرآن پڑھنا بدعت نہیں  
 بلکہ بدعت حسنہ ہے  
 چنانچہ امام احمد بن حنبل  
 فرماتے ہیں کہ قرآن پڑھنا  
 قبر پر بدعت حسنہ ہے  
 اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ  
 فرماتے ہیں کہ قرآن پڑھنا  
 قبر پر بدعت حسنہ ہے  
 اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ  
 فرماتے ہیں کہ قرآن پڑھنا  
 قبر پر بدعت حسنہ ہے  
 اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ  
 فرماتے ہیں کہ قرآن پڑھنا  
 قبر پر بدعت حسنہ ہے



اور تعظیم و احترام میں مسلمانوں میں مصروف رہتے تھے اس قدر فرصت کہاں پاتے تھے اور یہ بھی ہرگز انکی ایک دعا اور صرف نماز جب نہ پڑھ دینا اہلکے ختمات قرآن اور اجتماعات افلاک سے نہایت افضل ہو اور اگر کل جوتا تھا اور بعد آپ کے انصاف نے اجوات پر قرآن پڑھنا شروع کر دیا اور انکے پیچھے تمام امت میں رائج ہو گیا چنانچہ مغرب بیان آتا ہے پس پیدا تیس تو ہم نے قبر پر قرآن پڑھنے کی بیان کیں اب سوائے قبر کے اور کیا گرج ہو کر پڑھیں؟ اسکا کیا حکم ہے اسکو ہم ماضین کی دوسری سند میں بیان کریں گے

**سند دوسری ماضین اپنے مسائل میں نصاب الاحساب کی عبارت نقل کرتے ہیں ۵۱**

حکم القرآن جمل بالجماعة ویغنی بالفارسیة سیارہ وخلفان مکروہ انتہی جواب اس کا یہ ہے کہ نازک اند قرأت امام کا سننا اور اسوقت جب ہو جانا تو بالاتفاق فرض ہے لیکن اگر خارج نازک کسی مقام پر قرآن پڑھا جاتا ہو اس کی ستاح میں اور سامعین کے خاموش ہوجانے میں اختلان ہے یعنی اس میں بھی فرض کہتے ہیں اور معنی مستحب جو علی مستحب کہتے ہیں مانگے نزدیک کچھ سفائد نہیں ہو لوگ معی ہو کر قرآن پڑھیں بلنفاؤانبئے اور جو فرض کہتے ہیں مانگے نزدیک نہیں جائز بنیاد ہی ثنیہ میرا بیکورہ للعلوم ان یقرآن لا یستقیم لایستقیم ولا یقرأ الا بالقراءۃ المستویۃ ان نصائح اللہ پورا رکھا کافی فتاویٰ فی فضل الکراماتی وقیل لا باح بہ کناری عن عین الاعتقاد لکریاسو جن نجما الائمة التحلیکی

یہ دونوں روایتیں چار اور عدم حجاز کی مجلسی نے شرح منیہ میں اور دوسرے فقہائے بھی روایت کی ہیں ان روایتوں سے دو فائدے پہلے ہوئے ایک تو یہ کہ بزرگ علماء سلف میں منع کرتے ہیں کہ خود بخود یہ دلیل قائم نہیں فرمائی جو اس زمانہ کے ماضین قائم کرتے ہیں کہ حضرت کے وقت میں جمع ہو کر قرآن نہیں پڑھا گیا سو اسبطلے منع ہے بلکہ یہ دلیل بیان کی ہے کہ جب سب یکساں کر پڑھینگے تو فرق شریف کا ٹھنڈا جو فرض ہے وہ ترک ہو گا دوسرا فائدہ یہ کہ جن عاملوں نے منع کیا انھوں نے جبر سے پڑھے گو منع کیا ہے چنانچہ نصاب الاحساب کی عبارت میں جسکو ماضین منقلبتے ہیں نقد جبر صریح موجود ہے پھر یہ صاحب علی مجموعہ نظم قرآن کو کیوں منع کرتے ہیں یہ بھی فرمادیں کہ یکساں کر پڑھیں بلکہ بالاتفاق جائز ہو اور اگر یکساں کر پڑھیں بعضوں کے نزدیک جائز ہو گا اور بعضوں کے نزدیک نہیں چنانچہ صاحب خزائن الروایات سے کتاب سفید الاستفید سے یہ فیصلہ نقل کیا ہے یہی عبارت در سپارہ خمادذ انقلاب است الرخاند چٹاں خواند کہ پدید آئندہ اور مولوی اسحق صاحب سوال ہشتاد سوم کے جواب میں خاص ماہ مسائل میں لکھتے



کہ کہنے ساتھ مکر علیہ انجام کر فرما دیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے تعادوا علی البر والیقوتی یعنی جس میں  
 مدد کرو نیک کام اور تقویٰ پر اور یہ بھی ہے کہ جب ارشاد میں ہے یہ جلسہ کرنا منع کیا تو جس قدر مومنین  
 طالب حسنات ہیں سب کو اس میں شریک ہونا موافق حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے  
 موجب خیر و سعادت ہو گا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اذا امر ان تصوموا فلیکن من الجنۃ  
 فادقوا یعنی جب گزرو تم جنت کے باغ و سبزہ زار میں تو وہاں چرو چرنے سے مراد یہ کہ خوب ثواب  
 پیٹ بھر کے حاصل کرو لوگوں نے پوچھا کہ بہشت کے باغات اور سبزہ زار کیا ہیں آپ نے فرمایا علقن الذکر  
 یعنی جہاں جاع تیرے کر کر نیوالوں کی ملکہ مارے بیٹھی ہیں رعایت کیا اسکو تہذیبی نے کذا فی مشکوٰۃ رب  
 ہم یو چھتے ہیں کہ اس جلسہ میں جو قرآن اور کلمہ پڑھا جاتا ہے یہ ذکر اللہ ہے یا نہیں اگر کہتے ہو کہ نہیں تو  
 کیا محل نیکوئی اور فساد عجائب ذکر اللہ ہو گا اگر کہو کہ ہاں یہ مجلس مجلس ذکر ہے تو ہم کہیں گے کہ  
 موافق ارشاد منجر صاوق یہ مجلس باغ اور سبزہ زار جنت ہے پھر اس میں چرنے سے کیوں  
 منع کرتے ہو۔ اور اگر گزر چکے کہ اہل اسلام کا اجماع ہے اور کسی نے انکار نہیں کیا اسپر کہ مسلمان جمع  
 ہو کر میت کے لیے پڑھیں پس یہ بات ثابت حاصل ہے کہ منع اجتماع الی اہل البیت میں داخل  
 کرنا جو حدیث جریر بن عبد اللہ سے سنا جاتا ہے قتل و قہم بہت دور ہے انبوس ایک دو لوگ تھے  
 کہ کسی امر مکروہ کو دیکھتے تھے اور اس میں کچھ خیر و بہتری ہوتی تھی تو اس شرکے باعث مکروہ سے چشم پوشی  
 کرتے تھے عید گاہ میں بعد نماز عید نفس پڑھنا ممنوع ہے حضرت سیدنا علیؑ کو اللہ وجہ سے ایک  
 شخص کو کوہا غل بڑھتے دیکھا اسکو آپ نے منع نہ فرمایا لوگوں نے عرض کی یا امیر المومنین آپ اس  
 آدمی کو منع نہیں فرماتے آپ نے جواب دیا کہ جب کو خوش آتا ہے مبادا ان لوگوں میں شریک ہو جاؤں  
 جبکہ اللہ تعالیٰ نے جہنم کا یہ اراکب الذی یتخی عبدا اذا ملے یعنی تو نے دیکھا اسکو جو منع کرتا ہے بندہ  
 کو جب دو نماز پڑھتا ہے یہ تھکے حضرت علیؑ کا در مختار میں اور دوسری کتب فقہ میں موجود ہے اور  
 در مختار میں اس مقام پر یہ مسئلہ بھی لکھا ہے کہ عید گاہ کے رستہ میں تکبیر نہ کہے اور نفل بھی نہ پڑھے  
 قبل نماز پھر یہ لکھا انما العزائم مبعون من تکبیر ولا تنفل اصلا لفظہ رعیتہم فی الخیرات انما  
 شامی نے اسکی شرح یوں لکھی کاستراۃ جہنم فی التکبیر ولا قبل الصلوۃ بمجلد او بیت اول و جامع  
 فی التذلل و درنوں عبارتوں کیانہ صریح ہے کہ عام آدمیوں کو منع نہ کیا جائے تکبیر سے اور عید گاہ کے

کہے یا ہستہ اور نفوس سے بھی سزا کریں خواہ قبل نماز عید پڑھیں یا بعد مسجد میں پڑھیں یا اپنے گھر میں  
 ایسے کہ عام آدمی پہلے ہی خیرات و حسنات کی طرف رغبت نہیں رکھتے وہ لوگ جس طرح خدا کا نام لے  
 لیں غنیمت ہے اب دیکھئے ایک وہ دور و صحابہ کا تھا کہ حضرت علی سے یہ خیال فرمایا کہ گویا حبشیت کراہت  
 کی اس نماز میں عارض ہے کہ بعد نماز عید عین عید گاہ میں غلات طریقہ سنت نماز پڑھنا ہے لیکن پھر بھی  
 یہ فعل خیر تو ہے اللہ تعالیٰ کی یاد کو رہا ہے اللہ کی حضور میں ہے منع نہ فرمایا اور منع کرنے میں خوف  
 الہی کیا اور کیوں نہ کہتے وہی لوگ ڈر کرتے ہیں اللہ سے جتنے دلوں میں خوف الہی ہوتا ہے ایک دور  
 آخری ہے کہ روز معیت میں اجتماع اخوان کو اپنے خیال میں ٹکروہ بنا کر کلہ اور قرآن سے منع کر کے  
 بھی خدا سے نہیں ڈرتے یا پانچواں امر معیت کرنا ہے تیسرا واضح ہو کہ معیت کر لینا کسی روز کا واسطہ  
 کسی مصلحت کے شرح شریف میں وارد ہے شفیق رحمۃ اللہ علیہ جو کیا زمانہ میں مقبول ہے جس اور شاگرد  
 عبد اللہ ابن مسعود صحابی کی روایت کرتے ہیں کہ عبد اللہ بن مسعود وعظ فرماتے تھے ہر جمعرات کے دن جب  
 لوگوں نے کہا روز وعظ فرمایا کیجئے جواب دیا تمہکو پسند نہیں آتا کہ تم کو تنگ کروں روز کہہ کہ بہت غرض  
 میں وعظ کہتا ہوں اسی وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہم کو منع فرماتے تھے یہ روایت مسلم بخاری  
 مشکوٰۃ میں موجود ہے اس روایت سے معلوم ہوا کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دن جمعرات  
 کا مقرر کر دیا تھا وعظ کے واسطے اور یہ ان کے بیان سے سمجھا جاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 بھی دن مقرر کر رکھا تھا حالانکہ کلام اللہ سے وعظ کے لئے کوئی قید کسی دن کی معلوم نہیں ہوتی کیونکہ قرآن  
 شریف میں وارد ہے و ذکر فان الذکری تبع المؤمنین اس میں قید دن کی نہیں پس نہ ہر روز کہ  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ نے جو دن معین کیا تو کچھ مصلحت اس وقت کی سمجھ کر دن  
 جمعرات کا مقرر کیا تھا ہمارے اس وقت میں اکثر علما نے جمعہ کا دن معین کر رکھا ہے کیونکہ اس زمانہ  
 میں یہ مصلحت ہے کہ جمعہ کی بنا کہ مرطوب سے آدمی اطراف و مواضع سے خزانہ خزانہ لے کر آتا ہے ہر روز  
 ہیں ایسے مجمع میں وعظ بہت زیادہ عام ہوتا ہے جمعرات میں یہ نفع مشہور نہیں شفیق رحمۃ اللہ علیہ  
 غلط ہے کہ باب تفقہ فی الدین کے لئے اگر کوئی دن کسی امر خیر کے لئے یا عادت بعض مصلحت معین کیا  
 جائے تو ہائز ہے امام بخاری نے اس حدیث سے تعین یوم پر سند پکڑی ہے اور ترجمہ یہ قرار دیا باب  
 من جعل لاهل العلم یا ماہ معلوم اب یہ یاد دلاتے ہیں اس مقدم پر قول ابن عباس صلی اللہ علیہ وسلم

روایت ابن عباس  
 صلی اللہ علیہ وسلم  
 من جعل لاهل العلم  
 یا ماہ معلوم

جو تہذیب کی راہ میں ہے کہ جو اس قدر تہذیب میں بلا نظیر جاری نہ ہو اور نہ ہی  
 مثل و نظیر پائی گئی وہ بدعت ہے انتہی مختصراً اس سے ثابت ہوا کہ اگر کوئی چیز بعینہ اُس زمانہ میں نہ ہوئی  
 لیکن ایسی نظیر سوقت میں پائی گئی وہ بدعت نہ ہوگی اور بدین قاطعہ گنگوہی و ۱۹۰۲ میں ہے جسکے جواز کی  
 دلیل قرین ششہ میں ہر خواہ وہ جزئیہ ہو جو خارجی ان فردوں میں ہو یا نہ ہو اور خواہ اُسکے جس کا وجود  
 خارج میں ہو یا نہ ہو وہ سب مستند ہے انتہی و دوسرا قائل بہ این قاطعہ صفحہ ۷۵ قرآن حدیث و قول  
 صحابی سے اگرچہ جزئیہ ہی ہو تو بہا کلیہ نکال لیتے ہیں اور پھر اُس کلیہ سے مدد حاصل جزئیہ جملہ بدعت  
 کے ثابت کرتے ہیں انتہی اب ہم ان اقوال مسلمہ منکرین کو مسئلہ متنازعہ فیہا میں روانہ کرتے ہیں واضح ہو کہ  
 جو طرح موعظت اور امر بالمعروف اور تعلم علم ایک امر خیر ہے اور کسی موقع میں فرض کسی موقع میں مستند  
 مستحب اسی طرح محتاجوں کو کچھ دینا یا کھانا امر خیر ہے اور ملات اُسکے تنوعات بعض مقام پر سنت مستحب  
 بعض موقع پر فرض ہے جیسا کہ عالمگیری میں ہے و تفرض علی الناس اطعام المحتاج فی الوقت الذی  
 یخرج عن الخروج والطلب یعنی ممکن کو ایسے وقت میں کھانا آدھوں کے ذمہ فرض ہو جاتا ہو کہ وہ عاجز  
 نکل کر کمانے سے پس موسم و ہجرت میں ہیں نزد قضا میں یہ ہے کہ جس کی جہر گیری فرض ہے اور  
 کی سنت یا مستحب ہے اس دانت میت اطعام کے بعض افراد میں شامل فرض اور بعض میں ہودی سنت و مستحب  
 ہو جو جس طرح و اخذ کر جس موقع میں امر بالمعروف مستحب تھا وہاں شامل مستحب ہوئے جہاں فرض تھا حال  
 فرض ہوئے پس حضرت ابن مسعود کا وہ معین کرنا تعلیم علم و امر بالمعروف کے لئے نظیر و واسطے دن میں کئے  
 صدقات ناتمہ کے یعنی اتفاق فی جمیع شروقات کلام الشریعۃ الدوام جائز اور ثابت الاصل ہے جس طرح  
 و حفظ کرنا علی الدوام ثابت ہو لیکن تیسرا دن اور اسی طرح ہجرت و غیرہ مخصوص کیے گئے واسطے مصلحت کے  
 تبدلات کو حفظ کے لئے مخصوص کیا ابن مسعود رضی اللہ عنہ جس کا اس تین یوم ناتمہ کی نظیر و تین دن  
 زمانہ میں پائی گئی تو یہ تین بدعت نہ ہو اور تین ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا اگرچہ ایک فقہی جزئیہ ہے  
 لیکن از دہے تعلق فی الدین اس سے ایک کلیہ پیدا ہوا وہ ہے جو اوپر کہ چکے کہ معین کر لینا دن  
 کا کسی امر خیر کے واسطے بعض مصالح کے سبب جائز ہے یہ ایک مفہوم کلی ہے جسکے نیچے بہت افراد و متعارف  
 بالتشخص و تمعہ بالتحقیق میں داخل ہیں اور ٹھہر چکا ہے اپنے محل میں کہ نوح کا شفقنی طبعی نہیں بلکہ اس کے  
 ایک فرض تین کا حکم صدر اول میں بحدیث صحیح معلوم ہو چکا تو افراد باقیہ تین میں بھی وہی حکم جواز

جاری دساری ہوگا اور یہ بھی جانتا چاہیے جب یہ ثابت ہو چکا کہ نزع یقین یوم کا ایک فرد اس وقت  
 موجود تھا تو فی الحقیقت وہ سب افراد یقین اس وقت موجود نہ تھے و درجہ شرمی موجود نہ تھے گو وجود خارجی  
 ان کا کسی آئندہ وقت میں ہو جائے یا یوم القیامہ اور زبان سے نیت نماز کا مسئلہ یاد رکھنا چاہیے کہ تقدیر  
 میں تامل نہ ثابت ہو تھا پھر وضو اور نماز و روزہ میں خواہ وہ فرض ہوں یا واجب یا سنت سب  
 پس جاری ہو گیا کما ہو مصرح فی الفقہ وجہ اس کی یہ ہے کہ جب حکم ایک فرد عبارت میں ثابت ہوا تو  
 سب غیر ثابت ہوا اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول لا یجعل احدکم للشیطان شیطان  
 حلیۃ یوم ان حقا علیہ ان لا یصرح الا عن یشہ بعد نماز و ہنی طرف سے واجب بان کر پھرنے کی  
 نہی کو شامل تھا لا غیر لیکن طبعی رحمتہ اللہ علیہ نے ایسے ایک کلیہ پیدا کر لیا کہ من اصر علی مندوب الی  
 آخر یعنی جو کوئی کسی امر پر وجہ عمل کر گیا اُسے شیطان کا حصہ ہو چکا نہ اس آیت ہے ان صاحبوں کے  
 حالات پر کہ اپنے مطلب میں یہ شد و بد سے تحریک قول معافی سے اگرچہ جزئیہ ہو تھا کلیہ نکال لیتے ہیں اور  
 پھر اس کلیہ سے متعلق مسائل جزئیہ جدا جواب فقہ کے ثابت کرتے ہیں۔ جیسا کہ قریب گذرا پھر کیا وجہ ہے  
 کہ یقین یوم میں فعل رسول صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہوا ان اس عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول  
 اللہ حدیث صحیح متفق علیہ ہے اسکا ثبوت ہے اس سے کیوں کلیہ پیدا کر کے بہت سے مسائل یقین یوم  
 کو طے نہیں کر لیتے اب ہم شروع کریں اس بیان کو کہ یوم میں وہ مصلحت کرے جسکے لئے یقین یوم مانع  
 ہوئی کیا ہے یقین مضید ہے اور ثابہ میت کو اور نیز حج قرآن اکملہ پڑھنے والوں کو۔ ہاں ان کے لئے  
 اس طرح مضید ہے کہ یقین اللہ تعالیٰ کی قید میں خوب خیال چھارہتا ہے دل پر کہ یہ کام کرنا ضروری ہے  
 پس نہیں فوت ہوتا ان سے یہ کام اور جو لوگ یقین نہیں کرتے ان کا کام بھی کا کبھی ہوتا ہے بلکہ بہتر ہے  
 آدمیوں سے فوت ہو جاتا ہے جو لوگ جمعرات کی یقین میں رہتی قاتلہ اموات کی نیت سے کھلا دیتے  
 ہیں وہ تو کھلا دیتے ہیں اور جنہوں نے تفصیل کو بحث کیا انکو ہفتہ کے ہفتہ بلکہ جیسے گذر جاتے  
 ہیں وہی گھر سے نہیں نکالنے اور مانع ہونا اس کو یقین مانع ۵۰ سرے آدمیوں کو اس وجہ سے ہے  
 کہ اگر دن غیر مقرر رہتا تو کوئی کسی دن پڑھنے آتا اور کوئی کسی دن کام اس کے ساتھ اور جلد ہوتا دن  
 مقرر ہونے سے عین ایک میدان پر سہا خیم ہو جاتے ہیں اور خوش انجامی سے کام تمام ہو جاتا ہے  
 اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ اگر تم کو جلدی ایصال خواب اور امداد میت منسوب تہ ذیہ اگلے دن

تیوں نہیں ختم کرا لیتے جواب اسکا یہ ہے کہ اگر ہم دوسرا دن مقرر کرتے اسپر بھی تم اعتراض کرتے کہ دوسرا  
 دن کیوں مقرر کیا تمہیں بدعت ہے علاوہ ازیں مصلحت اس میں یہ دیکھی گئی کہ روزِ دن برادری کے  
 آدمی اور دوست آشنا دینے تک تجویز تکفین میں رہتے ہیں ہم دیکھتے ہیں کسی میت کی قبر کنی اور غسل و  
 تکفین وغیرہ میں ایک ایک پہرا اور بعض جگہ دو دو پہر کم و بیش لگاتے ہیں اگر دوسرے دن بھی پھر  
 ہٹری یا پہر بھر کی محنت واسطے ختم قرآن اور کلمہ طیبہ کے دیجاتی تو متواتر پہرے پہرے آنا کسی قدر دشوار  
 ہوتا اسلئے ایک دن سچ میں آسائش دیکر تیسرا دن بعینہ کیا گیا دوسری مصلحت یہ ہے کہ وارثان مسجد  
 کی تعزیت کے واسطے شرع شریف میں تین روز مقرر کیے گئے ہیں چنانچہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے و  
 لا باس لاهل المصيبة ان يحلوا في البيت اذ في مسجد ثلاثة ايام فانا ناس یا اور ختم دینے و ختم  
 دینی کچھ مضائقہ نہیں مصیبت زدوں کو بٹھانا گھر میں یا مسجد میں تین روز تک اس میں آدمی آری گئے گئے پاس  
 اور تعزیت یعنی تسلی اور تشفی دینگے اہل ماتم کو انتہی میں تیسرے دن کے معین کرنے میں یہ بھی مصلحت سمجھی  
 گئی کہ ان ایام میں آمد و رفت اہل تعزیت کی رہتی ہو لوگوں کے بلائے اور جمع کرنے میں چنداں مشقت نہ رہی  
 اجتماع مومنین سہولیت سے ممکن ہوتا اور یہ بھی ہے کہ جو غریب غور کے موات و تقیبات میں ان کے اقربا و دوست  
 آشنا اپنے ملے میں بعد وصول خبر وقات وہ بھی اکثر شریک امداد فاتحہ و ختم قرآن و کلمہ طیبہ کے ہو جادینگے  
 پس تین تیسرے دن کی مبنی اس مصلحت پر ہے اور جو کچھ اس میں پڑھا جاتا ہے کلام قرآن اس کا  
 بیان بہت وضاحت سے اوپر ہو چکا اور یہ تین کچھ ہماری مقرر کی ہوئی نہیں بلکہ قدیم الایام سے علماء  
 دین اور مفتیان شرع تین کی قرار دی ہوئی ہے ایک مختصر دلیل اسپر یہ ہے کہ ملا علی قاری  
 اور سیوطی اور علماء حنفی وغیرہم کے کلام سے ہر ثابت کر چکے ہیں کہ بیع مذاہب نے علماء و صلحا کل شہروں  
 میں کل نمازوں میں جمع ہو کر ختم قرآن کرتے رہے ہیں اسپر اجماع اتکا ہے پس اس بنا پر ہم کہتے ہیں  
 کہ کل شہروں اور ملکوں میں ہندوستان توڑا ملک ہے اس میں ہر شہر میں ہر فرد رہے کہ یہاں کے  
 علماء صلحا نے بھی جمع ہو کر پڑھنے کا طریقہ اپنے ملک ہندوستان میں بلاشبہ جاری کیا ہو گا ہم جو  
 خوب تلاش کرتے ہیں اور نذر کرتے ہیں تو ہندوستان کے دور دور شہروں میں یہی طریقہ قدیم الایام سے  
 جاری دیکھتے ہیں اور ہم اپنے آبا و اجداد سے اور ہمارے آبا و اجداد اپنے آبا و اجداد سے اسی  
 طرح سنتے اور دیکھتے آئے ہیں سیکڑوں برس کی کتابوں میں ان کا ذکر ہے پس یہ لا بد قرار داد



علماء رسالتین اور صحابہ اقدسہ کی سے البتہ جس وقت جو اس مجمع سیوم میں بعض باتیں غلط نہ ہو کر گئے  
 لئے اس وقت ایک وجہ خاص کے سبب علماء اسکو منع کرنے لگے چنانچہ شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کا کلام  
 شرح سفر السعادت میں صاف اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے اما میں اجتماع مخصوص روز سیوم و  
 اور تکلیف تکالیف دیگر و صرف ممالک بے وصیت از حق تباری بدعت است و حرام انہی کلام اہل  
 و فضائل و یکس کہ اس کلام شیخ سے جو صاحب سیف اللہ وغیرہ قرآن اور کلام پر جسے انکار و سیوم  
 میں نکالتے ہیں کسی بے منفی ہے اس سے تو اجماع القراءۃ کی قیادت نہیں نکلتی بلکہ اجماع مخصوص  
 ان ایام کا جو خاص نہ مانہ شیخ میں بعض منہیات کے ساتھ ہوتا تھا جس کی طرف اشارہ لفظ میں اجتماع  
 مخصوص واقع ہے اور نیز اپنے ترجمہ فارسی مشکوٰۃ باب البکار علی المیت میں کہتے ہیں انکے  
 نہ سبقت تاسد و در قانہ یا در مسجد و انچہ مردم دریں زمان الا تکلیفات کنند مسجد و مسجد و  
 چار مشرعی است غرض کہ ان کے کلام ہے اس اجتماع مخصوص کی برائی اور تیسرے کی منافی کرنے اور  
 تکالیف کرنے کی نہایت پالی گئی اور اس عبارت پہلے جو سفر السعادت کی عبارت بدعت ہوئے ختم قرآن  
 میں ملتی ہو سکتا جواب ہم بیان کرتے ہیں کہ وہ البتہ تکلیف کرنے والی میں ممنوع ہیں چنانچہ بعض  
 ائمہ میں نے بعض شہروں میں نئے نئے تکالیف ایجاد کیے تھے جنکا ذکر مذہب الاعتساب میں ہے  
 یقطعون ابدان الخ شجار و یخذون من شیء علی صورة الاشجار و یزینون بها حول القبر و یلبسون القبر  
 ثيابا لخری و اذا کان المیت من اهلای کانت یلبس لک و یحضرون الخ ما من المصیبة بجمائل ذوات  
 الارواح کا ایازمی و بخرد و انه مکروه و یلبسون القبر و یزینون بها و ما اشاع فیہذا المیت بما لا یصلح  
 و انه کذب و یحضرون المصاحف فی المقابر و یضعونھا فی الجبال لا یقرئون و ینظر ینظر حضور  
 الصلوات فان فہما المصطفی و اخذ الناس فی القراءة ثم حذف بالصل و یغضب علیہم و فعل من الامر  
 الشرعی و انما یسئلونہ عنہ و یقلع صنادق حاشیہ خزائن الروایات ان من یحییون  
 الریحان و الورد فی الاطباق و ما الورد فی العماقم بین وختوں کے پتوں کو اس طرح تراشتے ہیں  
 کہ صورت یمن و ختوں کی انہیں پیدا ہو جاتی ہو اور گرد و قبر کے ان پتوں کو سجاتے ہیں و در قبر پر دشمن غلاف ڈالتے  
 ہیں اگر وہ میت نہ ہوتا تھا اپنی زندگی میں انہیں ڈالتے ہوں گے انہیں بیان میں باز و حیرہ جانوروں کی تصویریں جو  
 اوپر بچھاتے ہیں فرش میں بکھی اور ڈوم بھٹ کھڑا ہو کر اس مردہ کی جھوٹی نثر نہیں کرتا ہے اور بچھاتے ہیں گور

پہلے قرآن کو اور رکھ دیتے ہیں پڑھتے نہیں جب تک نہیں مجلس نہ پڑھنے اور اگر اس سے پہلے قرآن پڑھتے  
 لیں تو وہ خفا ہوتا ہے یہ نفس امارہ کی شامت ہے یہ نہ صاب الامتساب کے پٹنے ہوئے فقرے ہیں اور غررۃ القرآن  
 کے حاشیہ میں ہے کہ تیار کرتے ہیں آدمی پھل پھلادی اور گلاب کے پھل طلباء میں اور عرق گلاب بھرتے  
 ہیں آفتوں میں اتنی اب خیال کرنے کا مقام ہے کہ وہ سبب تو مصیبت زدہ ہوتے ہیں انکو شکر و کسان  
 ایام مصیبت میں کرتا اور بعض امور محرمہ اور مکروہہ سے ذہنت وینا کون مائل گوارا کرے چنانچہ فقہاء  
 نے اسکو منع کیا اور مقام عالم نے اسکو مان لیا اب دیکھئے یہ باتیں کرتی نہیں کرتا البتہ ایک یوم عین میں جمع ہو  
 کلام پڑھ دیتے ہیں اب جو بیٹے علم تشدد کرتے ہیں بعض تعین یوم کے سبب قرآن اور کلمہ کو دیکھتے  
 ہیں یہ صحیح نہیں اور دلیل کی وہ ہیں ایک یہ کہ نماز میں عین کر لینا سہت کا مکروہ ہے تو ایسا سال ثواب  
 کے واسطے بھی قیسرا دن خاص کرنا مکروہ ہے جواب اس کا یہ ہے کہ اگر ہم کسی امر کو قیاس کہتے ہیں تو  
 ہم کہا کرتے ہو قیاس کرنا جو تہد کا کام ہے اور خود اپنے مطلب کے لئے قیاس کرتے ہو تو جائز ہے  
 یہ بے منتفی نہیں تو اور کیسا ہے اس سے قطع نظر تین یوم فاتحہ وغیرہ کو قیاس نماز پر کرنا خود صحیح  
 نہیں اس لئے امام شافعی کے نزدیک نہیں سورت کریمہ نہیں اور ضعیفہ کے نزدیک جو مکروہ  
 ہے تو امام طحاوی اور اسماعیلی وغیرہ معتین کے کلام سے اسکی کلاہت دو سبب ہے یا تو یہ کہ  
 پڑھنے والا اس کو یہ اعتقاد کہے کہ اسی ایک سورت کا پڑھنا واجب ہے دوسری سورت پڑھنا تو  
 اس میں غماز نہ ہوگی یا ہوگی تو مکروہ ہوگی دوسرا سبب یہ کہ جاہل لوگ اسی ایک سورت کو جب پڑھتے  
 دیکھتے مباہلہ لوگ یہ اعتقاد کریں کہ نماز میں بھی ایک سورت واجب ہے دوسری نہیں یہ منہائین  
 فتح القدیر اور شامی اور برہان وغیرہ میں ہیں اور غائب وجہ کراہت کی وہی سبب اول ہے حق واجب  
 جائز تعین سورت کا چنانچہ حدیث صحیح ہے اسکی تصدیق پائی جاتی ہے صحیحین میں ہے کہ ایک آدمی امام  
 تھا وہ ہر رکعت میں قل ہوا شد ضررہ پڑھا کرتا بخاری کی روایت میں ہے کہ مقتدی لوگ اس سے اچھے  
 اس نے جواب دیا کہ میں تو اس سورت کو نہیں چھوڑتا بخاری چاہے مستند ہویرے یہ سبب سنا  
 انجام کر یہ مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تم کیا گیا اپنے اس سے پوچھا کہ تو کیوں نہیں ماننا ان کی  
 بات اور کیوں التزام کر رکھا ہے تو نے اس سورت کا ہر رکعت میں اس نے کہا کہ بھلا کیوں لگتی ہے  
 یہ سورت اپنے ارشاد فرمایا اجزوا ان الله یحبہ یعنی خبرو اسکو کہ اللہ تعالیٰ اسکو دوست رکھتا ہے اور ایک

روایت میں آیا ہے کہ فرمایا حبیب! اباہا و اخلاط، یعنی تو جو اس سورت کو دوست رکھتا ہے اس کے دوست رکھنے نے تجھ کو جنت میں داخل کر دیا اس قسم سے معلوم ہوا کہ تین سورت کو واجباً عقلاً و کلاماً ہی موجب کراہت تھا جب اس شخص نے اپنا وعدہ عقلاً و کلاماً بیان کیا بلکہ یہ کہا کہ تجھ کو اس سورت سے محبت ہے تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس تین اور التزام و دوام کو منح نہ فرمایا اور یہ بھی حضرت نے ارشاد نہ فرمایا کہ رفع اشتباہ عقیدہ حرام کے لئے اس تین کو بھی ترک کر دیا گراہت ہے کہ جب وہ بادشاہ ہنس کر چکا کر میں محبت کے سبب پرمختا ہوں یعنی واجب نہیں بات تو حسب طرح ترک ایسا ناسے رفع اشتباہ نہ ضرور تھا وہ تصریح زبانی سے ہو گیا یہ بات بھی قابل استحضار ہے اب ہم کہتے ہیں کہ تین سوم میں بھی دو علت کراہت منقوہ ہے سب جانتے ہیں کما سوات کے لئے ایصال ثواب ایک امر مستحب فرض واجب کوئی نہیں اعتقاد کرتا جب اصل ایصال واجب نہ تو تین سوم کو ندادن فرض واجب کہہ دیا علاوہ بڑا ہی تنفیض من میسرے دن کی جبر جبری ہے وہ بتی بعض مسالحتوں پر ہے جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے سو نیت سے انجام کار ہو جاتا ہے اور خود فقہ میں بھی تین سورت کے باب میں امام طحاوی نے تصریح کی ہے اما اذا اذھا لہ جواز الحیرۃ لیکون حبسہ تکافی برہان اور قبستانی میں ہے فلو قرأ للسنۃ اذ اللیسر فلا بأس بہ پس اس وقت اس قبیل کے تین سوم کردہ نہ ٹھہرا باقی رہا وہ دوسرا سبب کہ مبادا دوسرے آدمی قابل اسکو دیکھ کر یہ اعتقاد نہ کر لیں کہ ایصال ثواب تیسرے دن ہی ہوتا ہے نہ پہلے اس سے نہ چھپے اس سے سو یہ علت بھی یہاں منقوہ ہے ایسے کہ جو لوگ فرض دو واجب و سنت و مباح کی حقیقت اور کدہ کو نہیں سمجھتے ان کو تو کچھ علاج ہی نہیں وہ تو نماز روزہ میں بھی امور مستحب کو فرض فرض کو افضل و ادنیٰ کردہ کو مستند اور حرام مباح کو واجب جو چاہتے ہیں کہتے ہیں ان کو برکات تمیز نہیں اگر ان کے لئے تیسرا روز شرمیہ میں کیا جائیگا عجب نہیں کہ کل شریعت اس پر کچھ ہو جائے سو ایسے امثال العوام سے تعذر نظر کر کے یہ کیا پناہیت کہ جو لوگ حرام اس درجہ کے ہیں کہ ان کو فرضیت، اور اباحت میں فرق معلوم ہے، و حضرت سیاست یہ مسئلہ خاص اس درجہ کا ہے کہ اس درجہ کے حرام سبب نہ تھے ہیں کہ یہ مثل حج و زکوٰۃ کے فرض تو ہیں سے بگاڑ واجب بھی نہیں ایصال ثواب فی نفسہ مستحب ہے اور تین ایک سلامت کے لئے بے بزرگان دین کا قرار دیا ہوا ایک امر متواتر چلا آتا ہے، اور یہ شبہ تو کسی کم سے کم عقل و ادلے کہ یوں نہیں پڑ سکتا کہ یوں جانے ثواب آج ہو بچہ بچہ ہو بچہ بچہ، ایسے کہ

جب وہ دیکھتے ہیں کہ وارثین میت سوائے روز سوم کے اور دونوں میں بھی فاتحہ دور و در کر سکتے ہیں تو کس طرح اعتقاد کریں گے کہ روز سوم ہی کو فقط ثواب پہنچا کر تا ہے باقی سب تعین سورت میں جو صاحب ہایہ نے لکھا ہے وہ بھی جاتا رہا پس سبب کراہت کے سبب منقود ہوئے تو تعین سیوم مکروہ کہنے کی کوئی وجہ باقی نہ رہی خلاصہ یہ کہ تعین سیوم میں نہ یہ تعین ہے کہ قرأت قرآن وغیرہ کی سبب آج ہی پہنچتا ہے اس لیے کہ غیر ایام میں بھی پڑھ کر بخشدیتے ہیں اور نہ یہ تعین ہے کہ کمانا کھانا میت کی طرف سے یا تقسیم نقد و شیار یا کوکب و حیرہ آج ہی ہوتا ہے اس واسطے کہ یہ امور غیر ایام میں بھی کرتے رہتے ہیں کھانا میت کی طرف سے محتج کو دنیا و زعموت سے جو شروع ہوتا ہے تو چالیس روز تک اور کہیں اس سے کم و بیش برابر جاری رہتا ہے تخصیص روز سوم کی نہیں ہے معلوم ہو کہ یہ تعین سوم نہ ایصال ثواب مالی کے لیے ہے نہ بدنی کے لیے بلکہ تعین مصلحت اجتماع مسلمین کے لیے ہے کہ حسب تعین سب فراہم ہو جائیں یہ تعین اجتماع نہیں ہو سکتا اور تعین سورت نماز میں یہ حکمت و مصلحت منقود ہے بنا علیہ یہ قیاس مع الفارق نامکوح ہے دوسری دلیل ان تعین کی یہ ہے کہ سیوم میں مشابہت ہے غارت و بیکار اور نہ یہ میر ہے مشابہت بقوم و مقام ہو جواب اسکا کہ تشبہ مصدر ہے اخذ اسکا لفظ تشبہ بالکسر ہے شب کے معنی مانند نہیں تشبہ کے معنی مانند کسی کے ہونا جب معنی تشبہ کے معلوم ہوئے اب ان معنوں کی زبان ضروری کبھی چاہیے کہ سیوم کو نہ لے کس بات میں مانند ہندوؤں کے جو جانتے ہیں ہم قرآن پڑھتے ہیں قرآن نہیں پڑھتے ہیں اور ہم کلمہ پڑھتے ہیں جو کفر شکن ہے وہ کلمہ نہیں پڑھتے سبحان اللہ کیا حق سلیم ہے کہ کلام طاع کفر کا پھر حاشا پر ہمیں کفر قرار دیتے ہیں ہمارے احباب اور برادر اہل حق ہو کر کلمہ کلام پڑھتے ہیں یا کی برادری مع ہو کر کچھ نہیں پڑھتی غلط وارث میت سے اکان اسکی کھلوا دیتے ہیں اور قلم سیاہی کتاب وغیرہ کو ہاتھ لگا کر سوگ و غم کراتے ہیں کچھ ان کے یہاں اگر بیعتا ہے تو فقط ایک طرح کوئی بدھن پنڈت پڑھتا ہے وارثان میت اور بھائی برادری احمد دوست آشنا کچھ نہیں پڑھتے وہ اجتماع اور قسم کا ہے اور ہانا اجتماع وہ ہے جو اجتماع اہل صلاح و دیانت امتیاز محمد صلی اللہ علیہ وسلم جائز ہے جیسا کہ علامہ یعنی شافع ہادی کی عبارت گذر چکی اور ہندوؤں کے اس مذہب یہ ہے جو کتاب سنسکرت و دیوی مطبوعہ بنارس کے صفحہ ۱۵۰ میں ہے معنوں اسکا زبان اردو میں یہ ہے مرنے کے بعد اگر سب لوگ چلے آئیں اور نہاد ہو کر بدن کو صاف اور پاک باہر سے کر لیں

بسم الله الرحمن الرحيم

جیسے گھر میں موت ہوئی ہے اسے لنبہ کے لوگوں کو تسلی دیکر اپنے اپنے گھر چلے جائیں چہ بختے دن  
 مرد کی راکھ اور ہڈیاں زمین میں گناڑ دیویں یا باغیچہ کی گیت میں ڈال دیں اور جب تک بیج دور نہ ہو  
 تب تک اچھے خالوں فاضلوں کی صحبت سے بیج کو دور کریں ان کو خور و نوش سے خوش کریں ہرادیہ کہ  
 اہل مصیبت اگر کھانا یا عیش و تنج کے دکھاتے ہوں تو عطا وغیرہ انکو کھلا پلا کر خوش کریں یہی پنڈوان  
 اور شرادہ ماننا اور سرنے والا آدمی جو کچھ دھن دھرم کے لئے چھوڑ گیا ہو اسکو عطا و سدا کی ترقی میں لگا کر  
 الی آخرہ غرض کہ ان کی اہل دین میں مرنے والے کے لئے اسکے بعد اور کچھ نہیں لکھا اور اب حسب طرح  
 بعض فرقہ بندیوں میں لاتے ہیں وہ یہ ہے جو کچھ اوپر ہم لکھ آئے ہیں اور نیز تیسرے دن میت کی  
 ہڈیاں جلی ہوئی جن کر لاتے ہیں پھر گنا وغیرہ میں بہاتے ہیں اور اہل اسلام کوئی عمل ان میں  
 سے نہیں کرتے پھر کس بات میں مانند ہندو کے ہو گئے اور کیا تشبیہ پیدا ہو گیا انصاف شرط ہے  
 ادا کر کوئی مشابہت اس کا نام رکھے کہ ان کے یہاں تیسرے دن رسوم کفر ہوتے ہیں بھائی یہاں  
 رسماً اسلام یعنی کل قرآن جو تاجہ تو انصاف کرنا چاہیے کہ مشابہت کیا ہوئی یہ تو مخالفت ہوئی یعنی  
 ہم وہ کام کرتے ہیں جو حق ہے اور ان کے کرتے ہیں جو حق نہ ہے اسلام میں وہ اپنے کام کیسے ہیں  
 ہم اپنے مثلاً مغرب کے وقت اور عشاء اور صبح صادق کے وقت ہم لوگوں نے اذان کہی اور نماز پڑھی انھوں  
 نے ان تین وقتوں میں باتوں یعنی سنگہ بیا یا پوجا کیا اب کوئی یہود وہ اسکو مشابہت قرار دینے لگے کہ ان وقتوں  
 میں تم نے اپنے پورے عبادت کی انھوں نے اپنے طور کی پس اتحاد اوقات سے تشبیہ پیدا ہو گیا تو سب  
 عقلا اسکی ہرزہ ورائی اور کم عقلی پر متنبہ رہیں گے اور اسی طرح جب حاجی لوگ بیت اللہ واد ہا شدہ شہرِ ثا  
 سے واپس ہوتے وقت آب زمزم لادیں تو کوئی یا وہ کو کہنے لگے کہ تشبیہ ہندو ہو گیا وہ بھی اپنی  
 اپنی عبادت گاہ سے واپس ہوتے ہوئے گنگا کا پانی لاتے ہیں تم پانی زمزم شریف کا لاتے تو سمجھنا  
 چاہیے کہ یہ خرافات یہود و نصاریں کا اپنی حقیت حقیقی کی دلیل ہے اور مؤلف بایزن قاضی نے جو مقدمہ ۱۱  
 سطر اول میں زمزم کا پانی لائے کو ازبانی یاد کیا اس غرض سے کہ جو چیز ہندوئیہ سے نہیں بلکہ سوطحیہ  
 سے ہے انہیں تشبیہ نہ نہیں سوزنا ظہر کو قابل دید اور سامعین کو لائق شنیدہ ہے اسلیے کہ کسی نے کو  
 متنبہ مائے طبع قرار دینا اس وقت صحیح ہے کہ انسان کی طبیعت اپنی حیات یا ملذذات و انتفاع مسمانی میں  
 اسکی محتاج ہو سوا پانی کا پینا عطش وغیرہ کے لیے البتہ متغافل ہے صعب ہے تعظیماً حسد دل برکت کے لیے

مینا تو متعصنا کے طبع دعاوت نہیں بلکہ متعصنا کے دین ہے اور یہ سب جانتے ہیں کہ اس مروی کے  
 اشتراک کو مینی پانی تبرک کا ماننے کو جسے علماء ہند نے سلفاً و خلفاً بالائیکہ بارز رکھا پس مانع ہو کہ من و دہ  
 تشبہ نظر کی ہر کسی سر میں پیدا ہو جانی ہرگز شرعاً ممنوع نہیں اور تماشا یہ ہے لفظ تیسرے ہون کی مشارکت  
 میں بھی مشابہت تو ہندو کی نہیں تفصیل اس کی یہ ہے کہ ہندوؤں میں جن تو میں شل سوگی باطل میوم  
 یعنی تیجے کے قائل نہیں سوائے کے ساتھ تو کچھ بھی مشابہت ہوئی اُن کے یہاں تیجا عبادت نقص اس امر سے ہے  
 کہ تیسرے دن کا بار کرنے لگیں سوگ میت کا دفن کریں سو قریب کے واسطے اور رفع سوگ کے لئے شروع  
 میں بھی تین دن عین ہیں اور بعض تو میں ہندو کی شل شنی اگر اہل جو میوم کو مانتے ہیں اور اسوات کے  
 لئے ثواب رسائی کے کام کرتے ہیں اگر اہل اسلام کو مشابہت لازم آتی تو اُن کے ساتھ لازم آتی  
 سو عذر سے دیکھے تو اُن کے ساتھ بھی مشابہت نہیں کیونکہ اُن لوگوں کے تو ان میں متعلق گردش کو ایک ہے  
 ہیں تیسرے دن تیجا وہ لوگ جب کرتے ہیں کہ کو سامنے ہوا وہ اگر چپک کی گرہ جو پانچ پختہ میں سامنے  
 آجاتے ہیں تو جو وقت تک وہ گرہ ٹل نہیں جاتی تیجا نہیں ہوتا پھر کبھی چار دن میں کبھی پانچ دن میں کیا  
 جاتا ہے اور مسلمان تیسرے دن سے آگے نہیں مانتے اُن کو کوا سب سے کچھ بحث نہیں انھوں نے  
 شرع سے یہ اصل پیدا کر کے کہ کسی امر غیر کے لئے بنا بر صلاحت دن عین کر لیتا جائز ہے دن عین  
 کیا نہیں اہل اسلام شے دیگر ہے اور تین ہندو شے دیگر ہیں حکم تشبہ باعث مشارکت ہو ہی ہو  
 گیا یہ مسئلہ شرعی ہے کہ جب ہمارے اور کھد کے درمیان کسی امر میں تفاوت اور امتیاز پیدا ہو جاتا ہے  
 تو حکم تشبہ باطل ہو جاتا ہے حدیث و فقہ پر مبنی دالوں کو یہ بات یاں ہوگی کہ یہود و صومنا شوا کہتے  
 تھے حضرت علیؑ علیہ السلام نے مسلمانوں کو بھی حکم دیا کہ تم بھی رکھو اور مشابہت یہود سے جواز ملتی تھی  
 انکی مخالفت میں اس قدر کافی ہو گیا کہ اپنے ایک روزہ اول اور آخر رکنے کا حکم دیا صومنا و صومنا  
 و خالفوا ذہبنا اور صومنا قبلہ و صومنا بعدہ یعنی روزہ رکھو ہم محرم کو اور مخالفت کرو یہود کی  
 اس طرح کہ رکھو ایک دن یا ایک آخر روایت کیا اسکو امام احمد نے سند میں اور بیہقی نے سنن میں یہ  
 امام سیوطی کی جامع صغیر میں ہے اور بیہقی نے یہ بھی روایت کی ہے کہ اگر میں اگلے برس ذہد رکھوں  
 روزہ ایک روزہ پہلے اور ایک پہچے کا اور ائمہ کیا رخصت سے امام ابو جعفر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ شرح  
 معانی الآثار میں بابت روایت کہتے ہیں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ وہ فرماتے تھے خالفوا الذہب و صومنا

یومہ لتاسع والعاشر اور یہ بھی روایت کرتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے  
یہ کلام نقل فرماتے ہیں صومہ دس روزہ یا دس دن یا دس ماہ یا دس سال یا دس ہزار سال یا دس  
عاشوراء کہنے میں یہودی کی شاہت مت کرو بلکہ مخالفت کرو اول یا آخر روزہ رکھ کر اور نقیہ شامی شرح  
قول در مختار میں لکھتے ہیں کہ روزہ عاشوراء بغیر روزہ نویں یا گیارہویں ملائے کے مکروہ ہے اور محیط سے  
اسکی دلیل یہ لکھی کہ لائے تشبہ بغیر یسوی یعنی اکیلا دسویں محرم کا روزہ رکھنا تشبہ بغیر یسوی ہے ایسے مکروہ  
ہے اور ادل آخر روزہ ملائے سے وہ اگر بہت تشبہ جاتی رہتی ہے اور اسی طرح روزہ شنبہ اکیلا روزہ  
مکروہ لکھا کہ فعل یہود ہے لیکن جب کیشنہ کا روزہ اٹھیں ملا یا جمعہ کا تب کوہ نہیں کیونکہ تشبہ بالیہود  
باقی نہ رہا اور کفر العباد میں ہے کچھ مضائقہ نہیں کہ اہل مصیبت گھر کے اندر یا مسجد میں بیٹھ جائے  
تہرگ بھی تعزیت کر آئیں لیکن درعازہ پر نہ بیٹھے فان ذلک عمل اہل الجاہلیۃ دیکھئے نہ تفسیر میں حکم  
جہل گیا اجمال ان نظیروں سے ثابت ہو گیا کہ جب مشربہ در مشربہ میں تہیز آجائے حکم تشبہ باقی  
نہ رہے اس مقام پر مؤلف برائین قاطعہ صفحہ ۱۱۰ سطر آخر میں عجیب بات لکھتے ہیں وہ یہ ہے (تمہا  
روزہ عاشوراء کا کسی کے نزدیک مکروہ نہیں) میں بہت دنوں تک کتب دینیہ سے سخت بخبری ہے  
دیکھو مکروہ ہونا اور سنہی عنہ ہونا اسکا ہم حدیث و فقہ سے ثابت کر چکے اور یہ بھی کہ تشبہ ملانے کے لئے  
اول و آخر روزہ ملا نا کافی ہوا اب دیکھئے وہ اصل روزہ عاشوراء دیکھو یہود رکھتے تھے اس فعل  
میں مسلمان شریک ہے لیکن ایک روزہ ادل اور ایک آخر ملائے سے جو تہیز پیدا ہوا حکم تشبہ باطل  
ہو گیا اسی طرح ہم کہتے ہیں کہ جب اہل اسلام کا سیدم داہم تیسرے دن برقرار رہا اور ہنود کا تیجا  
تبدیل و تغیر یعنی کسی روزہ یسوم کبھی چہارم کبھی پنجم ہوتا رہا پھر انہیں بھی ہمارے افعال اور کچھ اُن کے  
اور کچھ اور ہمارے امور تشبہ مندرجہ سیدم متنبط قواعد شرعیہ سے اس جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا پھر تشبہ  
کس بات میں ہو گیا فائدہ مؤلف برائین قاطعہ سے اس مقام پر ہمارا مدعا بالکل نہ سمجھا ایسے کہ صفحہ ۱۰۸  
میں یہ لکھا مؤلف انوار ساطعہ حدیث من تشبہ بقوم فہو منہم میں تشبہ پنج اجزاء من کل الوجوہ سمجھا ہے  
کہ سب اجزاء وہیئت مشابہ ہو جائے تو اس وقت تشبہ محکوم رہے ورنہ درست ہے اسی وجہ سے لکھتا  
ہے کہ کس بات میں تشبہ ہنود کی ہوئی انتہی بلکہ ان کے بعد مؤلف برائین نے تین ورق سیاہ کیے وہ  
سب فضول و زائد ہیں ایسے کہ چاری یہ مراد نہیں بلکہ ہمارا دعویٰ یہ ہے کہ پانچ چیزوں میں غایتی سیدم میں



یہ اہل اسلام ان پانچوں میں کسی تیسرے کے اندر مشابہ اہل ہنود نہیں مسموم نہیں ان صاحبوں کی کیا  
 فقہ اور کیسا فہم و ذکا ہے کہ ہرگز ذر ذر نگاہی اور گوشہ کی غلطی میں نہیں فرماتے مفتی و صاحب ہنود  
 یعنی صاحب سیف السنہ اور ان کے آباء اولین و اولاد ان معاصرین سب اس مسئلہ میں بے شک ہو جاتے  
 حکم تشبیہی ہے جس اور حدیث نبوی میں تشبیہ مسموم ہنود نہیں کو نہایت درجہ بے محل و بے جا ہے جس  
 خدا لہذا لا تقولوا لکم ولا یکادون یفقرعون حدیثاً یہ لوگ تشبیہ کے مفتی مفتی جانی صاحب اصطلاحی اس لیے کہ  
 مفتی مفتی تشبیہ کے جس مانند ہو جاتا ہے تم دیکھ چکے اور میں چکے کہ ہنود کا یہ جانتا تھا کہ ان امور پر ہے اور اہل  
 اسلام کا شامل کن امور پر پھر مانند ہونا وہ نون فریق کا مسموم کید گیر میں کہاں ہے اب مفتی شرعی نے صاحب  
 بحر الرئیث شرح جامع صغیر تصنیف سے نقل کرتا ہے کہ کفار کے ساتھ تشبیہ ہر بات میں مکروہ نہیں قائم  
 تا کل و نشر بکما یفعلون یعنی اس لیے کہ ہم بھی اسی طرح کھاتے پیتے ہیں جس طرح وہ کھاتے پیتے ہیں اور فریق  
 میں قید لگائی ہے کہ اگر ارادہ کرے آدمی ان کے ساتھ مشابہت کا اور جس چیز میں مشابہت لکھ دے وہ شرعی میں  
 مذموم بھی ہو اس وقت تشبیہ مکروہ ہے عبارت اس کی یہ ہے ان قصداً فان التشبیہ ہم لا یکرہ فی کل شیء بل فی  
 الذموم و دنیا یقصد بہ التشبیہ و رسمہا اس حکم کو شکی نے اور مفتی سمیع صاحب کی تحریر سے  
 بھی رسالہ اثبات دفع یدین میں مسموم ہونے کے کہ انھوں نے مشابہت کے مکروہ ہونے میں قصد کو مستتر  
 رکھا ہے مفتی جب اپنے اعتراض کیا گیا کہ ان کھوں میں دفع یدین کرنے میں تشبیہ و انفرک کے ساتھ لازم آتا ہے  
 اس کے جواب میں کہتے ہیں لا یفتی تشبیہ الفرق المصلیة بل ما تفتت الموافقة یعنی ہم دفع یدین میں ارادہ  
 تشبیہ فرقوں گمراہ کا نہیں کرتے بلکہ آمانتاً موافقت لازم آتی ہے انتہی اب دیکھیے کہ سیوم میں مسلمانوں  
 کی غرض قصد مشابہت و ارادہ موافقت ہنود ہے کیونکہ اگر ہوتا تو انہی کی طرح یہ بھی سیوم کو کبھی مذموم  
 اور کبھی چہرہ کبھی خیم کو تے بیساک و پر گدراؤنہ تیسرے دن پڑھنا قرآن و کلمہ کا حدیث اور قرآن سے مذموم و  
 مسموم پھر مشابہت کا حکم دینا کیسا اور علی تواری رحمہ اللہ شرح فقہ اکبر میں کہتے ہیں ما تفتت موافقت ہنود من التشبیہ بالکفر  
 و اهل البیعة المکررة فی شعارہم لا متبعین عن کل بدعة و لو کانت صالحة سواء کانت من افغان اهل  
 السنۃ او من افعال الکفرۃ و احسن ابدع یعنی ہم کو مشابہت کافروں و بدعتوں کے ساتھ اسی بات میں منع ہے  
 جو ان کے دین کا خاص تمیز و علامت ان کے فرق کی بدعتوں میں منع ہر مصلح بدعتوں میں اگر کہ بدعتیں خاص اہل  
 سنت و جماعت سے ہوں یا کافروں سے یا اہل بدعت سے انتہی اب خیال کر لیا مقام ہر تشبیہ جو حدیث میں

۱۰  
 ۱۱  
 ۱۲  
 ۱۳  
 ۱۴  
 ۱۵  
 ۱۶  
 ۱۷  
 ۱۸  
 ۱۹  
 ۲۰  
 ۲۱  
 ۲۲  
 ۲۳  
 ۲۴  
 ۲۵  
 ۲۶  
 ۲۷  
 ۲۸  
 ۲۹  
 ۳۰  
 ۳۱  
 ۳۲  
 ۳۳  
 ۳۴  
 ۳۵  
 ۳۶  
 ۳۷  
 ۳۸  
 ۳۹  
 ۴۰  
 ۴۱  
 ۴۲  
 ۴۳  
 ۴۴  
 ۴۵  
 ۴۶  
 ۴۷  
 ۴۸  
 ۴۹  
 ۵۰  
 ۵۱  
 ۵۲  
 ۵۳  
 ۵۴  
 ۵۵  
 ۵۶  
 ۵۷  
 ۵۸  
 ۵۹  
 ۶۰  
 ۶۱  
 ۶۲  
 ۶۳  
 ۶۴  
 ۶۵  
 ۶۶  
 ۶۷  
 ۶۸  
 ۶۹  
 ۷۰  
 ۷۱  
 ۷۲  
 ۷۳  
 ۷۴  
 ۷۵  
 ۷۶  
 ۷۷  
 ۷۸  
 ۷۹  
 ۸۰  
 ۸۱  
 ۸۲  
 ۸۳  
 ۸۴  
 ۸۵  
 ۸۶  
 ۸۷  
 ۸۸  
 ۸۹  
 ۹۰  
 ۹۱  
 ۹۲  
 ۹۳  
 ۹۴  
 ۹۵  
 ۹۶  
 ۹۷  
 ۹۸  
 ۹۹  
 ۱۰۰

کھانا پینے کی اہل

چالیس روز تک کھانا پینا

سچ ہے کہ کسی پرستی میں شرعاً پھر ہم کو قوم ہندو سے کسی بات میں مشابہت نہیں۔ قرآن پڑھنے میں سچوں پر پڑھنے میں میانگ کر تیسرے دن کے میں میں بھی شرکت نہیں کیونکہ انکے عین بدتے رہتے ہیں باعث میں اتنے گزہ مذکور کے پس تشبہ لغوی و شرعی کسی طرح کا ہم کو انکے ساتھ نہیں الھم بند علی ذلک لمعدہ خامسہ فاتحہ چہلم و بیستم و دوہم و صلیو فرستادن و رسا جہ پنے دستور تھا کہ مٹی کا گھڑا جسکو فارسی میں سبواور عربی میں جرہ کہتے ہیں میت کی طرف سے مساجد میں بھیجا کرتے تھے نہ فقط ایک گھڑا بلکہ چند گھڑے علاوہ ان گھڑوں کے جن سے غسل میت ہوتا ہے بھیجتے تھے و جو اسکی یہ ہے کہ جب سعد بن خجادہ کی والدہ مر گئیں انھوں نے پوچھا یا رسول اللہ کہ نہامدقہ بہتر ہے آپ نے فرمایا پانی تباس نے ایک کنواں یعنی ایک چاہ تیار کر لیا اور کھا ہذا لام مصلیٰ یعنی چاہ سعد کی والدہ کا ہے اسکو شہاب پہنچے پر شکوہ میں حدیث ہے بغیر ہر کوئی دو کنواں میں چاہ کھانے اور پینے کا متعدد نہیں پکتا ایسے مسلمانوں میں یہ تادمہ ٹھہری تھا کہ کوئی بے گھر سے مسجد میں بھیجا کرتے تھے کہ حضرت نے پانی کو اچھا صدقہ فرمایا ہے اگر کنواں بنا یا پھر گھڑا بھرا ہوا مسجد میں رکھ دیا کوئی اس سے پیا یا پانی پے گا کوئی دینہ غسل و غیرہ کے خرچ میں لا دینگا ثواب ہو گا یہ اصل بہت عزائی ہے کہ دیکھو اس گھر کا سبب یہ بنی اعانت اہل اسلام پر ہے اور جس شخص کو یہ دیکھ نہو بلکہ اسیں رسوم باہلیت اور کھوسے کلاوہ باند سے رنگ سے نقاشی کرے وہ بدست نہیں اور پالیس روز تک کھانا مساجد کے ملاؤں اور مساکین کو بڑھیتے ہیں اسکی وجہ یہ ہے کہ تمہارے لکھا ہے یتصدق عن المیت الی ثلثۃ ایام یعنی ستھب سے کہ صدقہ دیا جاوے میت کی طرف سے تین دن اور بعضوں نے لکھا ہے الی سبعة ایام یعنی سات دن تک اور بعضوں نے اربعین یعنی چالیس دن لکھے ہیں یہ ساریں خراجہ اللہ لایات اور مشورہ برفیعہ وغیرہ میں ہیں یعنی ان پر واجب علی تصدقۃ المیت الی سبعة ایام و قبل المیۃ اربعین فان المیت یشوق الی حیۃ یعنی چاہئے کہ سات دن تک بیہوشہ صدقہ دیا جائے میت کی طرف سے اور بعضوں نے کہا کہ چالیس دن تک کیونکہ میت اور زندہ اور نہ کل ہوتا ہے اپنے گھر کی طرف اذنی اور شاء عبد العزیز صاحب نے بھی لکھا ہے تفسیر عزیزی میں کہ موت کے بعد اپنے اہل رخصت کی طرف لگاؤ باقی رہتا ہے نہ دل کی مدد مردوں کو خوب ملحق ہے اور دامیدوار رہتے ہیں صدقات اقربا و غیرہ کے غرض کہ اس قسم کی روایات کے سبب آدمی چالیس دن تک برابر روٹی خنان کو میت کی طرف سے دیتے ہیں باقی رہا چہلم وغیرہ تو

سورت اُس کی یہ ہے کہ جو صاحب اسکو منکر کرتے ہیں اُن کی چند و ملیں ہیں اول اُن کا مال مٹو  
کرنا چاہیے بعد ازاں وجہ حجاز سننی چاہیے دلیل اول عبارت شرح منہاج نووی شافعی کی ہے  
جو سیف السنۃ کے صفحہ ۱۴ و ۱۵ میں ہے الاجتماع علی المقبرة فی الیوم الثالث وتقسیم الیوم الرابع  
واظہار الطعام فی الایام الخمس کالثالث والخامس السام والعاشر والعشرون والاربعین  
واشہہا السادس من السنۃ مدۃ معرۃ جواب اسکا یہ ہے کہ شرح منہاج میں مذکور ہے کہ ایک تو  
جمع ہونا تیسرے دن مزدہ کی قبر پر اور دوسرا جاکر کھانے بھل اور خود یعنی اُن کی قیاس وغیرہ حاضرین مجلس پر  
تقسیم کرنا سوا اسکا ذکر تو بیان سویم میں گذر چکا نصاب الاحساب سے کہ لوگوں نے نہایت تکلفات بیہودہ  
ایجاد کئے تھے اور وہ تکلفات بھی کرتے تھے کہ ریت پر بس مٹو ہونا اُس کا صحیح ہے چنانچہ ہم خود  
اسکی ممانعت پر تصریح کر چکا ورنہ بعض آدمیوں نے ایسی بیسیں ایجاد کی تھیں بعد منہاج کے  
چھوڑ دیں اب یہ رسم نہیں دوسری بات شرح منہاج سے یہ نکل کہ کھانا تیسرے دن اور پانچویں اور  
نویں و سولہویں چالیسویں دن چھٹے چھٹے برسوں دن بدعت منہاج ہے سو ظاہر ہے کہ کھانا  
ان ایام میں قبر مزدہ پر جاکر کھاتے تھے فتاویٰ بزاز یہ میں تصریح ہے قبر پر کھانا بیجانے کی دیکھو فلی  
الطعام فی القبر فی الیوم الخامس مدۃ منہاج ہے کہ سہم کی اور دوسم نہت میں کہتے ہیں ایک چیز کے وقت  
کھانا اور جمع ہونے کی جگہ کو گذرانی انتخاب وغیرہ میں سنی یہ ہوئے کہ مکروہ ہے کھانا بیجانا قبر مزدہ پر  
ایام مقررہ میں اُس سے حدات ملو کہ تیسرے نویں سولہویں دن اور چھٹا ہی اور برسی اور ایام حد  
و شہرات وغیرہ میں جو کہ یہ ایام راستے فائزہ موت کے سعیتیں ہیں اہل اسلام میں بعض آدمیوں نے  
بعض شہروں میں کھانا قبر پر بیجانا اور اسی جگہ جاکر کھانا رسم کر لیا تھا اسکو اہل فتویٰ نے منع کیا اور نصاب  
الاحساب سے بھی اسکی تصدیق پہنچتی ہے کہ کھانا دیشہ جون الشہادۃ عند القبور فی الحدیث الاکل  
فی المقابر یقوی القرب بینہ یتین شہرت قبروں کے پاس حالانکہ حدیث میں آیا ہے کہ کھانا قبرستان  
میں سخت مکروہ ہے دل کو نہیں ملتا دین نے وجہ ممنوع اور مکروہ ہونے کی مخالفت حدیث شریف  
کی بیان کی ہے کہ حدیث سے قبروں پر کھانا بیجانا منع ہے یہ نہیں لکھا کہ یہ کھانا بیجانہ نہ منکر کہ لینے  
دن کے مکروہ ہے اور ظاہر ہے کہ ان ملکوں میں جو فائزہ سولہویں چالیسویں وغیرہ کی کرتے ہیں  
معاہر پر نہیں کرتے تو وہ جائز ہوتی دوسری دلیل فتاویٰ بزاز یہ کی عبارت ہے کہ سنی شہادت

[illegible]

میں متقول ہے دیگر یہ تھا خدا الطعام فی اليوم الاول والثالث وبعد الاصلح وقل الطعام الى المقابر  
 فی المواسم واتخاذ الذرة لقراءة القرآن جمع المسحاة والغراء للتم أو قربة صورة الانعام الى الاصلح  
 اس عبارت سے تین مسئلے پیدا ہوئے ایک یہ کہ کروہ ہے کھانا تیار کرنا میت کا پہلے دن اور دوسرے  
 دن اور میت کے بعد یعنی آٹھویں دن جواب اس کا یہ ہے کہ اس میں بیویں یا بیویں کا نام بھی  
 نہیں پھر یہ عبارت کس طرح حلیم و حیرہ کی مانعت پر دلیل ہو سکتی ہے اور اگر اجتہاد کر کے قیاس قائم کر دو کہ  
 جب طرز بننازیہ میں ان ایام میں کھانا کیا ہے ہم ان ایام کو منع کرتے ہیں تو اسکو بھی ہم روکتے ہیں دو  
 وجہ سے ایک اس وجہ سے کہ خوشامعنی نے عبارت بننازیہ نقل کر کے اسکو روک دیا ہے اور اس کھانے  
 کا مکروہ ہونا مسلم نہیں لکھا اور یہ لکھا ہے ولا یخلو عن نظر لانه لا دلیل علی الکراہۃ منی مکروہ کہنا اس  
 کھانے کو خالی بحث سے نہیں اس واسطے کہ کوئی دلیل کراہت پر نہیں الی آخر وہیں جبکہ خوشامعنی نے میت المعصی  
 نے کراہت کو مسلم نہ لکھا ہم بھی مسلم نہیں رکھتے معلوم نہیں جن حضرات نے یہ عبارت بننازیہ کی بشرح  
 مستقیم نقل فرمائی تو ایک سطح کے حد شیعہ میں اس پر اعتراض کھانا کیوں نقل فرمایا دوسری  
 روایت استدلال تاسین کے ہے یہ ہے کہ اگر معام ایام منہم سے کی کراہت موافق کلام بننازیہ کے  
 مسلم بھی رکھیں تو وہ کراہت خاص اس کھانے کے لئے ہو سکتی ہے جبکہ اور شان میت بعض  
 بلکوں میں فخریہ طور پر کرتے ہیں اور جس طرح شادی عروسی وغیرہ میں شان اور فخر کے ساتھ کھانا کھلا  
 کار بستور ہے اسی طرح میت کا کھانا تکلف اور زینت سے اغنیاء اور امیروں اور عزیز قریبوں کے لئے والوں  
 کو کھلاتے ہیں جس طرح محدث دہلوی اور فقیہ شامی کے کلام سے حقیر یہ دلیل میسر میں نقل کیا جاوے لگا  
 لیکن اسکی مانعت بھی ایسی ہو کہ اس عبارت سے سمجھو جو بھڑقاوی عالمگیری کی جلد فاس بابا لہایا  
 والاضیافات میں لکھا ہے لا یباح اتخاذ الضیافۃ ثلثۃ ایام فی ایام المصیبة واذا اتحدن لایاس بالاکلاض  
 تغیر ثلثا اس میں تشدد زیادہ کرتے ہیں بعض کم اور قضاوی قاضی خان جلد اول فی السجد میں یہ مسئلہ لکھا  
 اور کراہت کو قیہ کیا کہ مکروہ جب کہ میت کے ترکہ سے کھانا پکے یا مائے اور وارث صغیر سن یا بالغ ہوا  
 بڑا ہوا اور نمائے ہر عبارت یہ ہے دیگر اتخاذ الضیافۃ فی المصیبة من المذکرۃ ان کان الارث صغیر  
 او کبیر اغشا اور صاحب بننازیہ نے جو منع کیا ہے تو اس طرح کے کھانے کو منع کیا ہے جو شادی کی طرح جو دلیل  
 اسکی تو کلام صاحب بننازیہ ہے جو شرح فیتہ المعصی میں اسی مقام پر مرقوم ہے فان اتخذوا طعاما والفقراء

مکروہ بننازیہ کی روایت سے ثابت ہے کہ میت کے بعد چاروں طرف سے کھانا پکھڑا کر دینا جائز ہے اور اگر میت کے بعد چاروں طرف سے کھانا پکھڑا کر دینا جائز ہے تو میت کے بعد چاروں طرف سے کھانا پکھڑا کر دینا جائز ہے

کائنات حشر یعنی اگر غریب آدمیوں کے لیے کھانا تیار کریں اچھی بات ہے اگر صاحب بزاز کے نزدیک  
 کراہت طعام مذکورہ بیاہشت تعین ایام ہوتی تو یوں کھانا دان اتحاد واللطف اہل فی غیلا یا مالمخصوصہ  
 کائنات حسنا پس صاف معلوم ہو گیا کہ صاحب بزاز کے نزدیک کراہت بیاہشت تخصیص ایام نہیں بلکہ اس لیے  
 کہ وہ لوگ غریبوں کو نہیں کھلاتے تھے اپنے دوست آشنا افغان کو کھلاتے تھے۔ اس واسطے کہ ان کا صاحب  
 بزاز کے لیے کھا کر کھانا تیار کریں واسطے غریبوں کے کراہی بات ہے اور جناب سلطان شیخ محمد محدث تھانوی  
 مرحوم جو مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کے استاد ہیں انھوں نے اپنی کتاب نوار محمدی میں چند فتاویٰ مرقوم  
 خاص مولوی انیسٹیل صاحب بلوی کے جمع کیے ہیں از انجملہ یہ فتویٰ بھی مسطورہ مطبوعہ منیائی پشاور  
 سوال ہشتم انکہ خوردن طعام روز سوم و دہم و چہلم وغیرہ از اہل بیت جواب محتاج راجع نیست  
 انتہی دیکھئے مولوی انیسٹیل صاحب نے فتاویٰ بزاز کے تصدیق کر دی یعنی جو کھانا فقرہ کے لیے ہو وہ سن  
 ہے اور اہل علم کو یہ بات مؤلف برامین قاطعہ مسطورہ کی قابل دید ہے آپ فرماتے ہیں پہلی مدت بزاز کے  
 کی کتاب انجائز کی ہے اور دوسری کتاب الاستحسان کی پھر کس طرح استثناء دست ہو انتہی کیوں حساب  
 اگر ایک ہی مسئلہ دو باب میں ہو تو استثناء ایک کا دوسرے سے کیوں صحیح نہ ہو تاکتب فقہ و احادیث  
 اس سے بھری ہوئی ہیں لیکن ہم آپ کی فرشتہ دہی کے لیے ایک ہی جگہ دو مسئلہ دکھائے دیتے ہیں  
 یہیہ فتاویٰ قاضی عثمان کی کتاب انظر (۱) اقامۃ ما احتجیہ دیکرہ انھا خالصیۃ فی ایاہم الا صیغۃ  
 لا تھا ایاہم تاسف فلا یلیق بد ما یكون للشر فیان احتیاطا ما لک قراء کان حسنا دیکھئے یہاں  
 دونوں مسئلہ موجود ہیں یعنی ایام مصیبت میں صلیات برادرانہ تکلفی مثل شادی کرے کیونکہ ہر روز  
 ہوتی ہے پس مصیبت میں نہ پاسبیہ پھر استثناء کیا یعنی دوسرا مسئلہ بیان کیا کہ اگر فقرہ کے لیے  
 کھانا لپکا و لٹکا تو حسن ہے اب مرد منصف کو چاہیے کہ عدلے ذکر ان دلائل پر نظر کرے اللہ زبان ارحم  
 اور سخن پروری سے نائب ہو دماغینا الالبلاغ و دوسرا مسئلہ منجد تین مسئلوں کے عبارت بزاز  
 نے یہ معلوم ہوا کہ کھانا میت کی قبر پر بیجا نہ کر دے ہے بیات ہمیر حجت نہیں ان ملکوں میں یہ رسم ہی نہیں  
 تیسرا مسئلہ یہ لٹکا کر قاریوں اور جانفوں کو ختم قرآن کے واسطے جمع کرنا کہ وہ ہے سوختیت اسکی  
 یہ ہے کہ آدھل اسلام جمع ہو کر قرآن پڑھیں برائے خدا اور میت کو بخشیں یا اسکا حکم انکہ مجتہدین اور علما  
 متعین اور اجماع اہل دیانت و صلاح سے اور مولوی سخی صاحب کے کلام سے ہم ثابت کر چکے کہ وہ ہرگز

سوال ہشتم انکہ خوردن طعام روز سوم و دہم و چہلم وغیرہ از اہل بیت جواب محتاج راجع نیست انتہی دیکھئے مولوی انیسٹیل صاحب نے فتاویٰ بزاز کے تصدیق کر دی یعنی جو کھانا فقرہ کے لیے ہو وہ سن ہے اور اہل علم کو یہ بات مؤلف برامین قاطعہ مسطورہ کی قابل دید ہے آپ فرماتے ہیں پہلی مدت بزاز کے کی کتاب انجائز کی ہے اور دوسری کتاب الاستحسان کی پھر کس طرح استثناء دست ہو انتہی کیوں حساب اگر ایک ہی مسئلہ دو باب میں ہو تو استثناء ایک کا دوسرے سے کیوں صحیح نہ ہو تاکتب فقہ و احادیث اس سے بھری ہوئی ہیں لیکن ہم آپ کی فرشتہ دہی کے لیے ایک ہی جگہ دو مسئلہ دکھائے دیتے ہیں یہیہ فتاویٰ قاضی عثمان کی کتاب انظر (۱) اقامۃ ما احتجیہ دیکرہ انھا خالصیۃ فی ایاہم الا صیغۃ لا تھا ایاہم تاسف فلا یلیق بد ما یكون للشر فیان احتیاطا ما لک قراء کان حسنا دیکھئے یہاں دونوں مسئلہ موجود ہیں یعنی ایام مصیبت میں صلیات برادرانہ تکلفی مثل شادی کرے کیونکہ ہر روز ہوتی ہے پس مصیبت میں نہ پاسبیہ پھر استثناء کیا یعنی دوسرا مسئلہ بیان کیا کہ اگر فقرہ کے لیے کھانا لپکا و لٹکا تو حسن ہے اب مرد منصف کو چاہیے کہ عدلے ذکر ان دلائل پر نظر کرے اللہ زبان ارحم اور سخن پروری سے نائب ہو دماغینا الالبلاغ و دوسرا مسئلہ منجد تین مسئلوں کے عبارت بزاز نے یہ معلوم ہوا کہ کھانا میت کی قبر پر بیجا نہ کر دے ہے بیات ہمیر حجت نہیں ان ملکوں میں یہ رسم ہی نہیں تیسرا مسئلہ یہ لٹکا کر قاریوں اور جانفوں کو ختم قرآن کے واسطے جمع کرنا کہ وہ ہے سوختیت اسکی یہ ہے کہ آدھل اسلام جمع ہو کر قرآن پڑھیں برائے خدا اور میت کو بخشیں یا اسکا حکم انکہ مجتہدین اور علما متعین اور اجماع اہل دیانت و صلاح سے اور مولوی سخی صاحب کے کلام سے ہم ثابت کر چکے کہ وہ ہرگز



اجل بحم شاة احداث معبر اذن اهلها فارسلت امرأه تقول يا رسول الله اني ارسلت الى النقيب  
 وهو مريض ببلد فيه اعظم ليشترى في شاة فلم توجد فارسلت الى جاري قل اشترى شاة ان يرسل  
 بها الى قناتها فلم يجد فارسلت الى امرأته فارسلت اني بما فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم  
 هذا الطعام لا يسركم رواه ابو داود والبيهقي في دلائل النبوة لكان في المشكوة في باب العجرات کہا  
 اس صحابی انصاری نے رضی ہو اسے تعالیٰ اس سے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے ایک خزانہ  
 پر میں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر پر فرماتے تھے گور کن کہ پاؤں کی طرف سے قبر کو فرخ کو اور  
 سر کی طرف سے فرخ کر پھر جب بعد دفن آپ واپس ہوئے اس میت کی بی بی نے آدمی بھیجا کہ کھانا تیار ہے نوش  
 جان فرمائیے اپنے قبول فرمایا اور ہم جماعت آپ کے ساتھ تھے وہاں گئے کھانا سامنے آیا اپنے دست مبارک  
 اپنا کھانے کی طرف بڑھایا پھر سب جماعت قوم نے بڑھایا اور کھانا پھر ہم نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 کو کہ آپ نے چاہیہ تھے وہاں مبارک میں مار گئے نہیں پھر اپنے ارشاد فرمایا کہ میں جانتا ہوں یہ گوشت ایسی  
 بکری کا ہے کہ جو مالک کی بے اجازت لگتی ہے عورت نے مالک کے ہاتھ یہ بکری بھیجا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 نتیج میں بھیجا جہاں بکریاں بکری ہیں لکڑی کا ہول آدمی نے لیکن ذہنی تب میں نے اپنے ہمسایہ کے پاس آدمی  
 بھیجا کہ جو اس نے بکری خریدی ہے وہ بکری بیعت بھیجے اتفاق سے وہ ہمسایہ بھی گھر نہ تھا پھر میں اس کی  
 بی بی کے پاس بھیجا اُس نے بے اذن خاوند کے بکری میرے پاس بھیج دی تب فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے کہ کھلائے یہ کھانا تیرا اس کو شیخ عبدالحق وغیرہ محدثین لکھتے ہیں کہ وہ قیدی لوگ کھاتے کہ وہ ان تکلف  
 شرعی سے خارج تھے اور وہ خائفہ نہ تھے نہ اسکا اذن لیا جاتا اور مسلمان کھا لیتے روایت کیا اس  
 حدیث کو ابو داؤد نے ادم بیہقی نے دلائل نبوت میں یہ مشکوۃ کے باب العجرات میں ہے اور کھانا علامہ ابوبکر  
 حبیبی نے شرح کبیر فیہ میں کہ روایت کیا اس حدیث کو امام احمد نے ساتھ اسناد صحیح کے الحاصل اس  
 حدیث صحیح سے ثابت ہو اگر اہل میت کی دعوت قبول کر فی جائز ہے اور چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
 بھی سب جماعت کے ساتھ کھانا کھانے کے لیے بیٹھے تو یہ ثابت ہوگا کہ کوئی غنی بھی جو معرفت صدقہ  
 نہیں ایسی دعوت میں شریک ہو جائے درست ہے پس جہن جواز کا اس بات پر واجب اہل  
 میت کھانا تیار کرے نہ واسطے ریا و سمعہ کے بلکہ بقدر ثواب و قربت وہ جائز ہے مولینا شاہ عبد الغنی  
 محدث رحمۃ اللہ علیہ نے جن سے مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نے حدیث پڑھی تھی کتاب التعلیحات



شرح ابن ماجہ میں لکھتے ہیں واما مسنعة الطعام من اهل الميعة اذا كانت للمفراغ فلا بأس به لان  
 النبي صلى الله عليه وسلم قبل دعوة المرأة التي مات زوجها كما في مسند ابی داؤد یعنی کھانا تیار  
 کرنا اہل میعت کا جب سبکتر خراب قرار کے لئے ہوئے کچھ مضائقہ نہیں اسلئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 قبول کی دعوت اس وقت کی کہ جبکہ فاؤد مر گیا تھا جیسا کہ سنن ابی داؤد میں ہے یعنی وہ حدیث  
 عاصم بن کلیب کی جس کا حال اوپر لکھا گیا اور لکھا تھا علی قاری نے مرقات شرح مشکوٰۃ میں ہذا الحدیث  
 بظاہر کہ یہ حدیث علی مارقہ احباب مذہبنا من انہ یکو اتخاذ الطعام في اليوم الاول والثالث  
 والربيع السابع یعنی یہ حدیث عاصم بن کلیب کی ظاہر کھلے طور پر رد کر رہی ہے اس مسئلہ کو جو  
 ہمارے مذہب والوں نے قرار دیا ہے کہ کھانا تیار کرنا پہلے روز اور تیسرے دن اور ہفتہ بعد مکرر  
 ہے اس کے بعد علی قاری نے اپنے مذہب والوں کی وجہ بیان کی کہ وہ خلاف حدیث کیوں حکم  
 دیتے ہیں ان کا حکم محمول ہے ایسے مقامات پر کہ جس کے وارثوں میں کوئی چھوٹا لڑکا نہ بالغ ہو یا یہ کہ بالغ  
 ہو لیکن غائب ہو وہاں موجود نہ ہو لیکن اس کی بعد اسندی تہیں معلوم ہوتی اور کیا جاسا  
 یکنہا تا غرض مال ترک کرے دیکھا ہوئے کسی ایک میت وراثت سے پہلے مال سے عبارت مرقات علی قاری  
 کی یہ ہے کہ بعض النوبة صغیرا او غایبا او غیرہ من رمضان او غیرہ من الطعام من  
 عند اهل المعین من مالی نفسه اور عبارت میں لکھا و نحو ذلک یعنی جیسے یہ مقرر ہے بیان کیے  
 ایسے ہی احمد و شریک و یار و سمعہ و غیرہ کے جب پیش آئیں گے ان کے سبب کھانا میعت کا منع کیا جائے گا  
 جہلہ سے و غایب مذہب کی غرض یہ ہے نہ یہ کہ اہل میعت کا دعوت کرنا اگر محض ثواب کے لئے اور وراثت  
 مذکورہ سے خالی ہو تب بھی مکرر ہے ماشا و کلامی کہیم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین  
 جس فعل کے فاعل ہوئے ہوں وہ ہرگز مکرر نہیں الحاصل باتر مہدثین یہ حدیث عاصم بن کلیب اور  
 باب تجاوز طعام اموات یکم اصل خلیفہ ہے اور قسین دہم اور ستم و غیرہ کے لئے ایک اصل عظیم صاحب گذشتہ  
 کہ بطرح و حفظ کے لئے باعث بعض مصالح دن نہیں کیا گیا اسی طرح مدقہ اموات کے لئے بھی  
 باعث بعض مصالح تین یوم واقع ہوا بنا علیہ یہ قاحات مرتبہ ہندوستان موافق اول شرعیہ  
 اہل سنت و جماعت نہایت صحیح ہیں اور جو لوگ مکرر دہم کرتے ہیں باعث اثر جبریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ  
 کے کہ جب کو امام احمد اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے قال کتنا نفل الاجتماع الی اهل الميعة و صندہم

الطعام من البياحة یہ دلیل کئی وجہ سے نقد میں ہے اولاً یہ کہ مقدمہ شرح مسلم میں ہے کہ جب  
صحابی یوں کہے کہ ہم ایسا کیا کرتے تھے یا ایسا کہا کرتے تھے تو اسکی دو تفصیل ہیں اگر وہ یہ کہے کہ زمانہ  
رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ہم ایسا کرتے تھے تو وہ حدیث مرفوع ہے ورنہ موقوف ہے اس قول کو  
جمہور محدثین و اصحاب فقہ و اصول کا قول لکھا ہے پھر لکھا ہے کہ ہا ہوا الذہب الصحیح النظار ہر شہاد علیہ قول  
جریر بن عبد اللہ جو مختلف طرف زمان رسول اصہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نہیں موقوف ہوا اور حدیث  
موقوف تحت نہیں جیسا کہ میر سید شریف رسالہ اصول حدیث میں فرماتے ہیں الموقوف دھرم مطبقاً  
ما دروی عن الصحابی من قولی او فعلی متصلان کان اذ منقطعاً دھولیں بچتے ملتے لاصح اور آتا  
محمدا ہر نسخہ جمع و ہمارے کے خاتمہ طبع ثالث میں لکھا دالموقوف ما دروی عن الصحابی من قولی او فعلی  
متصلان و منقطعاً دھولیں بچتے ہیں یہ حدیث موقوف جریر بن عبد اللہ کی حجت نہیں حالانکہ ساری  
سے اسکو حدیث صحیح مرفوع رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ثانیاً معنی حدیث جریر کے یہ ہوئے کہ ہم نیاحت میں  
شمار کیا کرتے تھے ایسا کہ لوگ جمع ہو دیں اہل میت کے پاس یا اور دھانکے بیٹے کھانا تیار کریں و بخل  
الکھا جو شرح ابن ماجہ میں اسکی تفسیر لکھی ہے ذہن ذرا کو ذرا ملحوظ یعنی ایسا کہ گناہ ہم ایسا شمار  
کیا کرتے تھے جیسا نوہ میں گناہ ہوتا ہے اور نہ کا مسلک ہے کہ شریعہ کبیرہ میں ہے و غیرہ الذبح یعنی  
حرام ہے نوہ کرنا اور ابو داؤد میں ہے عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما غنمہ و المسقعة یعنی  
لعنت کی رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے نوہ کرنا دے پر اور غنم سے نوہ مٹنے والے پر تو معلوم ہو کہ ان میں غنم  
اور طعام میں آدمی مرتکب حرام اور حق لعنت ہوتا ہے لیکن اگر یہ بات صحیح ہوتی تو کس طرح ارباب مذہب  
بزاز یہ دو قضیہ خان غیر ہما فتویٰ دیتے کہ اگر غریبوں کے واسطے اہل میت کھانا تیار کریں تو اچھی بات ہے  
اور کس طرح تشریف پہنچاتے بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مع اصحاب اس عورت کے بلانے سے جبکہ غنم مر گیا تھا کیونکہ  
ان دونوں صورتوں میں اجتماع الی ماہل الیت اور تیار کرنا کھانا کیا جکیونکہ شرکین حرام اور حق لعنت کہتے ہیں دونوں  
باتیں موجود ہیں اور بڑی شوقی کی اس مقام پر مؤلف ہر این قاطعہ نے کہ صفحہ و سطرہ میں تحت حدیث جریر  
ابن عبد اللہ لکھا اس حدیث میں اجتماع کو مطلق فرمایا ہے کوئی قید نہیں کہ کس واسطے جمع ہونا تھا خواہ مفسر  
تقریرت مکررہ کے واسطے خواہ قرآن پڑھنے کو اور مطلق کو مستفید کرنا بالرای حرام ہے اور طعام بھی مطلق  
ہے) لیکن جب اجتماع مطلق رہا جمیع اجتماعات کو شامل اور طعام بھی مطلق رہا سب افراد طعام کو

شامل خود دیکھئے یہ کج نہیں مولف ہمارے ہر ایک کی کہان کہیں پہنچنے کی صورتیں مذکورہ بالا ملاحظہ کرنی چاہئیں  
 تھانہ انتہا رجم اللہ نے اس اجتماع اور طعام کو موت کے ذلت کردہ لکھا ہے جیسا کہ علامہ علی نے شرح  
 کبیر میں حدیث جریر کو لکھا ہے وا قبال علی کواھة ذلک عند الموت فقط اور حدیث عاصم  
 بن کلیب میں حضرت کا دعوت قبول کرنا بعد وفات میت کے تھا تا اس موت میں مشہد تھا من اولہ کا  
 بھی دفع ہو گیا اور ہمارے ارباب مذہب نے جو بعد وفات بھی چند روز تک اطعام طعام کو منع کیا ہے  
 اسکا بیان تداوی قاضیخان سے اور حضرت رب مرقاۃ علی قاری سے گذر چکا کہ اس منع کی شکلیں اور  
 محض قربت و ثواب کی نیت سے منع نہیں بلکہ تداوی میں ہے کہ سات روز تک یوم موت سے  
 اچالیس روز تک میت کی طرف سے برابر صدقہ کیا جائے جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا اور فقرائے لئے  
 طعام کا حسن ہونا بھی گذر چکا را البعا علی قاری نے مرقاۃ میں اس اجتماع اور صدقہ طعام کی شرح  
 اس طرح پر لکھی ہے فیلینقی ان نفیلا کلامہم بنوع خاص من اجتماع یوجب استیفاء اهل الموت  
 فیطعموہم کما یشئ ہم کو چاہئے کہ نہ مطلق رکھیں اس اجتماع کی منع کو بلکہ متعید کر دیں کلام ارباب  
 تداوی مستندہ حدیث جریر کو اس طرح کہ اجتماع صوم کے ساتھ نہ ہو اور نہ ہی جمع ہو جائے اور  
 حادثان میت انکو شرمائشی سے مکمل نہیں جیسا کہ مذکور ہے اجتماع البتہ درجہ حرمت میں اور مستحق  
 صحت ہو گا جو گناہ خود کے برابر گنا گیا ہے اس موت میں البتہ کلام الاجتماع کا حدیث جریر میں جہد  
 کے لئے ہے نہ مؤلف پر نہیں آئے جو سیوم کے اجتماع اور تقسیم خود کو اصاصی طمع و ہم و ہمت و چہلم  
 وغیرہ کے اجتماعات و اطعامات کو حدیث جریر بن عبد اللہ میں داخل کیا اور ان کے سبب ہم مشرب  
 اگلے پچھلے داخل کرتے ہیں اور اس کو بڑی قوی دلیل ٹوہے کی لاث سمجھ رہے ہیں معلوم ہو چکا  
 تحقیقات مذکورہ بالا سے کہ بالکل بے اصل ہے ایسے کہ سیوم میں اجتماع للقرآن ہے وہ باجماع  
 جائز جیسا کہ صبی وغیرہ سے گذر چکا اور تقسیم خود و شیرینی وغیرہ سیوم میں اور اطعام طعام دیگر  
 فائحات میں نہ استیفاء شرمائشی سے ہے جو ملا علی قاری نے اثر جریر بن عبد اللہ سے ثابت کیا کہ  
 لوگ خود ہی بخور ہی و انشان میت کے گڑھ لئے اور حلقہ مار کر بیٹھ رہے بلکہ خود در نہ میت سے  
 ملائوں اور مصلیوں کو دعوت کر کے بنظر قربت و ثواب بلایا ہے جو لوگ اس جلسہ میں غریباں لئے  
 دینے میں ثواب صدقہ اور جو کوئی غنی ہیں ان میں ثواب فعل معروف موجود ہے جس طرح نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم جماعت صحابہ میں اس عورت کے گھر تک گیا تھا وہ مر گیا تھا موجود تھے خامس  
 اثر جریر میں اجتماع اور منع طعام و دنوں فعل ہیں اور فعل جب ہوگا لایہ کسی زمانہ میں ہوگا بعد از  
 اس اثر میں محدود نہیں بلکہ وقت وفات میت سے لیکر جب تک وراثت میں زندہ رہیں میت  
 تک کو شامل ہے پس جرح عظیم لازم آئیگا اسلئے کہ جب اجتماع مولف براہین نے مطلق لیا کہ خواہ  
 کسی واسطے آدمی جنت ہوں اور تعقید بالرائے حرام ہے اب ہم کہتے ہیں کہ زمانہ بھی مطلق ہو تو کبھی  
 آدمی جنت ہو جائے تو لازم آئیگی دو قبا حین ایک یہ موت میت کے بعد سے ابد اہل بیت کے گھر  
 اجتماع اور طعام طعام خواہ کسی وجہ سے ہو ممنوع اور حرام ہو گیا اسلئے بڑی حرج کی بات ہوئی سبب  
 غلطی سے نہ کہ کو خصوص کر دیا وقت موت کے ساتھ کہ وہ وقت تا وقت مشغول بخفی و غسل وغیرہ  
 کا ہے اور بعد فن کا حکم اس کے خارج رہا عبارت اعلیٰ شرح حدیث جریر میں یہ ہو گا غاید اعلیٰ کراہت  
 ذلک عند الموت فقط یعنی یہ حدیث جریر فقط موت ہی کے وقت منع طعام و اجتماع کی کلاہت تحریر پر  
 و الٹ کرتے ہے لا غیر و دوسری قباحت یہ کہ جب زمانہ مطلق رہا تو جمیع افراد یعنی ایام معینہ غیر  
 معینہ کو شامل ہوگا المطلق پوری ہی اطلاق کلیہ مسلم الثبوت ہے ترجمہ طبع ایام معینہ کے قباحت  
 میں اجتماع و منع طعام ہوگا اسی طرح ایام غیر معینہ کے طعام مساکین میں بھی یہی دو دنیا میں موجود ہوگی  
 الاجتماع الی اہل المیت و صنعہم الطعام میں جن لیل سے ایام معینہ کے کھانے کو منع کرتے ہو  
 اسی دلیل سے ایام غیر معینہ میں طعام مساکین مکروہ و حرام مثل فوجہ کھیر گیا یا نہیں اچھا ہو تراش کا  
 جھوڑا لائے کہ پتی مشت خاک بھی اڑائیے المحال مسأ شرح کبیر منیہ کی نظر بہت صحیح ہوا اس نظر پر جو فقہ  
 شافعی نے نظر فرمائی ہو اسکا بعض مضمون مثلاً یہ عبارت فانہ زافعة حال لا علم لہا مع احتمال سبب  
 خاص بخلات مافی حدیث جریر علی انہ بحث فی المنقول فی من ہبنا و مذهب غیرنا کالاشافعیہ  
 ان لعل قولہ ادا علمائے تشیع میں مثل مافی جاری و جزو کی ہو کیا ضرور ہے کہ فعل رسول صلی اللہ علیہ وسلم صحیح اسناد  
 پہنچا ہو اگر جسکی بابت ارشاد ہو یا تا کہہ الرسولی لعلہ و لا سائن مرفوع صحیح واقعہ عالی ٹھہر کر جو کہ روایا جائے  
 اور اسکے مقابل میں ایک صحابی کا اثر جو موقوف انہی پر ہے قانون کی تجویز کیا جائے اور طرہ ماجلہ ہو کہ دونوں میں  
 تناقض ہی نہیں جو مدیث عام بن کایب میں ثابت ہوا وہ نظر ترجمہ و ثوابت سے اسکو ہمارے صحابہ جائز  
 رکھتے ہیں اور جو حکم اثر جریر ابن خبید اللہ میں ہے وہ استیفاء و معہ جدیداً مرفوع ذکر وہ بالاکے سبب اسکو ہمارے



غالباً من المنكرات الشائقة كإيقاد الشعير والقناديل التي لا وجب في الأضواء وكذا في الطهورات  
 الغناء بالأصوات الحسان اجتماع النساء والمردان أخذ الأجرة على الدابة وقراءة القرآن إلى آخره ويحییٰ  
 اس سے معلوم ہوتا ہے کہ موتی کے کھانوں میں قندیل اور شمعیں روشن کی جاتی ہیں اس طرح کہ محافل شادی  
 میں بھی نہول اور طبل بجتے ہیں اور گانا خوش آوازی سے ہوتا ہے عورتیں اور بے ریشہ لڑکے کتے ہیں  
 جو کچھ قرآن پڑھتے ہیں اُسکی مزدوری لیتے ہیں یہ عبارت شامی نے بابہ النماز میں لکھی ہے معلوم ہوا کہ  
 بعض جگہ ایسے اسرافات بھی جاری ہو گئے تھے اور اسی طرح جو خاص اپنے احباب اور بھائیوں میں انعام  
 محض بطور تفریح و تہنیت تقسیم کرتے ہیں غریبوں کو نہیں کھلاتے وہ بھی فی الجملہ اسراف اور خدشہ میں داخل  
 ہے چنانچہ شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت جو مولوی ابن حق صاحب نے مسائل بادعین کے سوال ہی دہشم  
 میں جامع البرکات سے نقل کی ہے وہ کہ بعد از سالی و شتا ہی یا جیل روز و راس دیا پرند و دویان پرند  
 جستش کنند از انبجائی گویند چیزے داخل اعتبار نیست بہتر کن است کہ خوردند استی واضح ہو کہ  
 شرح مشاہیر میں جو گذار کر شش ماہی و سالیانہ وغیرہ کا کھانا کر وہ ہے اُنہیں ایک یہ بھی سبب  
 کہ جو مستحق اُس کھانے کے ہیں ان کو نہیں کھاتے اور کھانا اس طرح کا لکھنی پکاتے اور اس میں طرح طرح کی  
 ریشیں کرتے ہیں بطور شادی عروسی کے کھانے میں دستور ہے اور احباب کی ضیافت خوش خوشی  
 کرتے ہیں ایسے کھانے کو فقہاء منع کرتے ہیں فتح القدیر شرح ہدایہ میں ہے ویکرہ اتخاذ الضیافۃ من  
 اہل المیت لانہ شیخ فی السیرۃ ولا فی الشر و یعنی المکون وہی بداعت مستتہجۃ الی آخرہ اور عائشہ  
 خزانہ الروایات میں ہے ولا ضیافۃ فی بیوت الخوفی و ہم فی اللحد یعنی احباب کی ضیافت تکلف و  
 نہایت کے ساتھ اہل میت سے لینا اور کھانا کر وہ ہے کیونکہ یہ بات سرور میں جائز ہے موت میں  
 کہاں یہاں تو شر و یعنی غم میں اور موتی کے گھروں میں ضیافت کیسی حال یہ کہ وہ قبروں میں چپے  
 ہیں واضح ہو کہ جس فقیہ کے کلام میں مخالفت ہے وہ ایسے قسم کے کھانے کی مخالفت ہے دلیل اُسکی یہ ہے  
 کہ ہر طرح بزازیر وغیرہ میں موجود ہے ان اتخاذاً ما للفقراء کان حشاً اور جو لوگ تعینات کے تحت  
 ان فاقحات کو جائز رکھتے ہیں وہ سب شرط کرتے ہیں کہ محض انعام کو کھلا دینا ثواب صدقات میں معتبر  
 نہیں چنانچہ تحفۃ السامع میں ہے سبائی طعام مرد و چوں روز سیوم ہفتم چہل روز با یہ دہی  
 در ویش را ورنہ نباشد معتبر باقی رہی یہ بات کہ جب طعام بنظر ثواب اسوات کیا گیا اور فقرہ کی

وہ کہ موتی کے کھانوں میں قندیل اور شمعیں روشن کی جاتی ہیں اس طرح کہ محافل شادی میں بھی نہول اور طبل بجتے ہیں اور گانا خوش آوازی سے ہوتا ہے عورتیں اور بے ریشہ لڑکے کتے ہیں جو کچھ قرآن پڑھتے ہیں اُسکی مزدوری لیتے ہیں یہ عبارت شامی نے بابہ النماز میں لکھی ہے معلوم ہوا کہ بعض جگہ ایسے اسرافات بھی جاری ہو گئے تھے اور اسی طرح جو خاص اپنے احباب اور بھائیوں میں انعام محض بطور تفریح و تہنیت تقسیم کرتے ہیں غریبوں کو نہیں کھلاتے وہ بھی فی الجملہ اسراف اور خدشہ میں داخل ہے چنانچہ شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت جو مولوی ابن حق صاحب نے مسائل بادعین کے سوال ہی دہشم میں جامع البرکات سے نقل کی ہے وہ کہ بعد از سالی و شتا ہی یا جیل روز و راس دیا پرند و دویان پرند جستش کنند از انبجائی گویند چیزے داخل اعتبار نیست بہتر کن است کہ خوردند استی واضح ہو کہ شرح مشاہیر میں جو گذار کر شش ماہی و سالیانہ وغیرہ کا کھانا کر وہ ہے اُنہیں ایک یہ بھی سبب کہ جو مستحق اُس کھانے کے ہیں ان کو نہیں کھاتے اور کھانا اس طرح کا لکھنی پکاتے اور اس میں طرح طرح کی ریشیں کرتے ہیں بطور شادی عروسی کے کھانے میں دستور ہے اور احباب کی ضیافت خوش خوشی کرتے ہیں ایسے کھانے کو فقہاء منع کرتے ہیں فتح القدیر شرح ہدایہ میں ہے ویکرہ اتخاذ الضیافۃ من اہل المیت لانہ شیخ فی السیرۃ ولا فی الشر و یعنی المکون وہی بداعت مستتہجۃ الی آخرہ اور عائشہ خزانہ الروایات میں ہے ولا ضیافۃ فی بیوت الخوفی و ہم فی اللحد یعنی احباب کی ضیافت تکلف و نہایت کے ساتھ اہل میت سے لینا اور کھانا کر وہ ہے کیونکہ یہ بات سرور میں جائز ہے موت میں کہاں یہاں تو شر و یعنی غم میں اور موتی کے گھروں میں ضیافت کیسی حال یہ کہ وہ قبروں میں چپے ہیں واضح ہو کہ جس فقیہ کے کلام میں مخالفت ہے وہ ایسے قسم کے کھانے کی مخالفت ہے دلیل اُسکی یہ ہے کہ ہر طرح بزازیر وغیرہ میں موجود ہے ان اتخاذاً ما للفقراء کان حشاً اور جو لوگ تعینات کے تحت ان فاقحات کو جائز رکھتے ہیں وہ سب شرط کرتے ہیں کہ محض انعام کو کھلا دینا ثواب صدقات میں معتبر نہیں چنانچہ تحفۃ السامع میں ہے سبائی طعام مرد و چوں روز سیوم ہفتم چہل روز با یہ دہی در ویش را ورنہ نباشد معتبر باقی رہی یہ بات کہ جب طعام بنظر ثواب اسوات کیا گیا اور فقرہ کی

کھلایا لیکن کوئی غنی شخص بھی اس میں شریک کئے گئے تو اس کے بھی ثواب میت کو پہنچتا ہے یا نہیں یہ مسئلہ  
 ایک بار مولانا احمد علی محدث مہارنجپوری مرحوم کے سامنے پیش کیا گیا کہ مولانا اسحق مرحوم کے ماتے  
 مسائل سوال پتجاہ و عیم میں ہے (طعام میکہ میت مقصد قریر فقر ارازا اموات پزنتہ ثواب آں باتشاں  
 رسد جز فقیر ثابوہ چ مقصد قریر فقر ارازا اموات پزنتہ ثواب آں باتشاں  
 میرے کوٹھی شیخ اتھی بخش خاں بہادر مرحوم میں کھانا گیا رہیں کا شامل فرما رہے تھے موقع وقت بھی  
 یہی تھا کہ جناب مولانا بفضل حق بچا بہت خوشحال و متمول و صاحب تجارت تھے اور وہ کھانا  
 و بیال ثواب روح پر فتوح حضرت غوث اقلین جیسے سرہ کے لئے تھا ارشاد فرمایا کہ اسکے معنی یہ ہیں  
 کہ انہی کے کھانے میں اس قدر کھا کہ ثواب میں چہنچا جیٹ فقر کے کھانے کا پہنچتا ہے اور یہ کہ انہی کے  
 کھانے کا بالکل ثواب پہنچے اسلئے کہ طعام الطعام اگرچہ انہی کو جو دے سکرات سے نہیں بلکہ معروف  
 شرعیہ سے ہے اور حدیث بشریف میں وارد ہے کہ کل معروف صدقۃ یعنی ہر معروف ہی اکرنے میں  
 شرعاً صدقہ کا ثواب ملتا ہے اتنی کلام مولانا الحمد مبدازاں بندہ کو تلاش نموی کہ یہ تو اذکار حدیث جو  
 ہوا اب جزئیہ فقہا بھی دیکھنا چاہئے تو یہ کتب میں بندہ سے سن سہ کو مفسر پر یا چنانچہ لکھا ہوا ہے یا  
 مسائل سوال پتجاہ میں بحر الرائق سے نقل کیا ہے فقید مالک کوفۃ لا للفقیر ولا للفقیر کما لھا شیء یعنی فقیر  
 زکوٰۃ کی اسلئے کہ نقل صدقہ جائز ہے غنی کو بطرح جائزہ مرداشی نسب کو اور جستانی کی فصل صرف الزکوٰۃ میں  
 صدقہ الزکوٰۃ مشاہیر جواز منہ صدقۃ لا للفقیر ولا للفقیر کما لھا شیء ہی نکلا اصحاب کے فصل صدقہ میں قد  
 بقصد بالصلۃ علی الفقیر الثواب یعنی انہی کا کھانا بطرح انکی مضبوطی اور اپنی کار براری وغیرہ وجوہ ذیوی کے  
 لئے ہوتا جو اسی طرح کبھی بارادہ حصول ثواب بھی ہوتا جو اور جمع البیار ملدہ و م میں ہے بالصلۃ ما انصدقت  
 بل علی الفقراء ای غالباً نواہا کذا لا ما علی الفقیر جاذبۃ عندنا ثاب بہ بلا حلا یعنی صدقہ وہ جو  
 فقر کو دیا جائے اور مراد اس سے ہے کہ اگر صدقہ ایسے ہی ہوتے ہیں وہ صدقہ بیشک غنی کو بھی دینا جائز ہے  
 اس پر ثواب ملتا ہے بل خلاف انتہی اگر کوئی کہے انہی کا دینا مہرہ اور یہ ہوتا ہے تو جواب یہ ہے کہ ہر  
 اور یہ مسلمانوں کو کرنا بھی معروفات شرعیہ و وجبات ثواب میں ہے پس ثواب ضرور علیک گو یہ نسبت فقر کے  
 کم ہو چوکتی و لیل من جہم وغیرہ پر قاضی ثار الشافعی پانی تہی رحمۃ اللہ علیک کا یہ قول جو وصیت نامہ میں  
 فرماتے ہیں: بعد مرن من دوم اندوی مثل دہم و ہسم و جہلم و شامی و برسینی بیچ کنند کہ رسول



صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ آدھ روز ماتم کر دن جائزہ آستانہ الی آخرہ واضح ہو کہ کھانا کھانا اور دین سے ہے اور قاضی صاحب نے رسوم و نیوی کو منع فرمایا ہے وہ یہ کہ عورتیں جب ہو کر ان ایام میں رویا پیش کرتی ہیں اور یہ ہم اپنی طرف سے نہیں کہتے خود قاضی صاحب کی دلیل اپنے منہ بول رہی ہے یعنی منع چہلم وغیرہ کی دلیل یہ فرماتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دن سے زیادہ ماتم کر نہوا نہیں فرمایا پس اس سے ثابت ہوا کہ چھ ماہی برسی چہلم وغیرہ میں ماتم نہ کریں مولوی اسماعیل صاحب نے بھی تذکیر الاخوان میں لکھا ہے جو عورت ماتم پر ہی کو آتی ہے وہ بھی ان کے پیشینے چلانے میں شریک ہونی چاہیے کہ یہاں تین دن کسی کے سات دن کسی کے دس کسی کے پالیس دن کسی کے چھ مہینے تک کسی کے برس و زمک کسی کے دو برس تک یہی بات جاری رہتی ہے جتنے دنوں جب قدر یہ نوہ زیادہ ہوا کسی قدر اسپین ٹیگوں کی تقریر ہو اور اگر نہ تو طعن کرتے ہیں کہ غلائی کے اداں میت کی کچھ قدر ہوئی اور مرد جو جاتے ہیں تو صرف دستہ و اداں کے موافق ان لوگوں کے دکھلانے کو کچھ نا تھ وغیرہ پڑھتے ہیں اور اس نا تھ سے مراد کے واسطے ثواب منظور نہیں ہوتا یہ عبارت مختص تذکیر الاخوان کی ہے پس قاضی صاحب کی اشارہ ان امر کو نہیں ہے قدر وہ خود وہی وصیت نامہ میں فرماتے ہیں اگر مرد و عورت قرآن یا مستغفار یا مال طلال صدقہ فقیر یا خفا یا اذہ فرمایند انتہی اس سے ظاہر ہو گیا کہ غرض کل قرآن وغیرہ سب قاضی صاحب نے نیک سنت ہے اور صدقہ کو جو پوشیدہ فرمایا وہ اس لیے کہ اپنے ورثہ میں کچھ طریق منور اور نمائش وغیرہ کا دیکھا ہو گیا کہ ہم اور ہر گھ گھگے ہیں اس واسطے اخفا کا حکم دیا اور نہ صدقہ ظاہر کرنا شرع میں درست ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان تبدلوا الصدقات فنعما ہی شاید عبد اللہ اور صاحب اس آیت کا ترجمہ اس طرح کیا ہے اگر کئی دو خیرات تو کیا بھی بات ہے اور شاہ ولی اللہ صاحب نے اسکا فارسی ترجمہ کیا ہے اگر اشک را کنید خیرات را پس شیکو خیرات اور ظاہر کر کے دینے میں ایک نفع اور بھی ہے تاکہ اور آدمیوں کو ہدایت ہو وہ بھی صدقہ کریں پانچویں دلیل شہ چہلم وغیرہ کے لینے یہ لکھتے ہیں کہ حضرت عائشہ فرمایا ہے طعام اللبیت ہیبت القلب طعام المویض یروح القلب و در نواز ہشام آذہ کہ مکروہ ہیبت اجابت کردن طعن سے کہ بجہت روح مردہ کردہ باشند یعنی میت کا کھانا اول کو مردہ کر دینا ہے اور مریض کا کھانا اول کو بجا کر دینا ہے اور نوازہ شام میں آیا ہے کہ مکروہ ہے قبول کرنا اس کھانے کا جبکہ روح میت کے واسطے کیا ہو وہ انہی کلامہ ہم کہتے ہیں کہ اگر اس حدیث کو صحیح و کھو گے تو دوسری حدیثیں جو ترغیب خیرات میں میت کی طرف

سے آئی ہیں اور باجماعت امت وہ مقبل ہیں ان کا کیا جواب دو گے اب اس حدیث کی اسناد بھی معلوم نہیں نہ صحابی کا نام کہ کس صحابی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا اور نہ مابعد صحابی کے اور نہ اوویوں کا حال معلوم کہ پھر صحابی سے کن کن راویوں نے اسکو روایت کیا اور نہ کتاب حدیث کا نام مرقوم کہ صحاح ششہ میں یا کسی اور کتاب حدیث میں یہ حدیث موجود ہے اور قطع نظر ان امور کے پیش کرنا اس حدیث کا واسطے منافعت ناکات مخصوصہ حدیثہ سیوم دوم و تبسم و چہلم کے فقط صحیح نہیں ہیں مطلق طعام میت کی تنہی موجود ہے و صدقہ علی التین بھی غامض ہو جسکو تم جائز کہتے ہو اور جب اس دعوت کا قبول کرنا مکروہ ہوا مطلقاً بلا قید ضمی و غیر تو وہ جو حکم صدقہ کا میت کی طرف سے فقہ حدیث میں ہے اس دعوت کو قبول جنات کرے یا جنگل کے وحوش و طیور منکرین الہی سند کتاب بدیع سے لائے جس سے اپنے پانویں خود تمشید مار گئے چھٹی و لیل منع کی یہ کہ سائل اور بین میں لکھا ہے نہ ذرا لغت اور دور و انگہ اجابت کردن طعامیگا از میر مردہ ساخته باشند مکروہ مست سہ روزہ ہفتہ و نامیانہ و سالیانہ و اکاں طعام علماء و فضلاء مکروہ است انتہی اس عبارت سے یہ معلوم ہوا کہ برمی اور تیمم اور چہلم وغیرہ کا کھانا مکروہ طعام و صدقہ کے واسطے ہے اور ان کو مکروہ نہیں اگر سب کو مکروہ ہوتا تو عالموں کا نام لینا کیا ضرور تھا خیر اگر یہ لوگ اسی قدر نگہ میں کچھ منافعت نہیں اس واسطے کہ علماء فقہاء تو خود اس کھانے میں کم جاتے ہیں اکثر اور آدمی کھاتے ہیں اگر وہ دل کو جائز ہو یا یہ بھی غنیمت اور وسیع فی ہر اس سلسلہ میں بڑی شہرت مولوی انیسل صاحب کی ہے کہ وہ نہیں المانعین ہیں ان قیسات کو مکروہ و حرام کہتے ہیں صورت اسکی ہے کہ ان کے نزدیک محض باعث منافعت کا یہ ہے کہ ان کو اپنے معصروں میں یہ معلوم ہوا تھا کہ یہ لوگ غالباً شہد نہیں کرتے بلکہ لوگوں کے دکھائے کو کرتے ہیں اور جبراً کرتے ہیں چنانچہ صراط مستقیم مطبوعہ میرٹھ کے صفحہ ۲۷ میں لکھتے ہیں و تبسم طعام مہیوم و چہلم بسبب خوف مطعون شدن صحت کشتار کی کنند انتہی اور صفحہ ۳۷ میں ہے اور نہ نیاز بند کہ نفع رسانیدن یا موات باطعام و ناکہ خانی خوب نیست چہ این معنی بہتر و افضل غرض ان است کہ تنہی برسم نباشد بے تین تا پنج روز و تین و قسم طعام ہر وقت و ہر قدر کہ موجب اجر جزئی ہو قبل آرد و ہر گاہ و ایصال نفع بہیت منظور طار و موقوف باطعام نگذارد اگر میسر باشد بہتر است دلا صحت ثواب ناکہ فائزہ من بہترین ثوابا است و تین تا پنج روز و قسم و وضع طعام ضیق بیش می آید انسان را خواہ نخواد انچه کردن و شوامی بود منہ تمام آن ضروری افتد لی آخرہ اس عبارت سے

صاف کی ہر ہو گیا کہ یہ سیدم اور چہلم وغیرہ کا کھانا تین یا م کے سبب سے نہیں جیسا کہ بعض علماء نے  
 زمانہ خیل کرتے ہیں بلکہ اس قباحت مولوی اسماعیل اور سید احمد صاحب کے نزدیک یہ ہے کہ انسان کے  
 پس کی چیز ہے یا نہ ہو۔ پانچویں تو تاریخ ایام سے خواہ اس کو کن پڑتا ہو یا نہیں مگر وہ عیسیت پیش آتی  
 ہے پھر اگر کسی بات کی گواہی آئے اس کے حق میں ہم بھی شک کر گئے اسے بھائی قنات مقدومہ کی مرانی کر کے جملہ  
 سے زیادہ تمام آدمی کے طور پر جبکہ سفیان تھکو شکل ہو اس طرح مستکر فالصائشہ جب قدر تیرے  
 پاس نہ ہو تو ہے اسی قدر کر کے اور جو کچھ بھی نہیں تو قناتی فائزہ پڑے دے سوال تین ایام کی حاشیہ  
 کیا ہے جواب یہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دلوں میں خود شوق تھا کب خیرات حیات کا وہ اپنے  
 دلوں کی مشق دلی سے امور صالحہ کرتے تھے ان کو کسی کی ملکیت کی حاجت تھی نہ تین کی نہ زیادہ ملانے کی جب  
 دودھ دیکھ کر لوگوں کے دلوں میں بے رغبتی امور صالحہ کی پیدا ہو گئی اس کے لئے علمائے دین نے نظر اصلاح  
 دین فتویٰ اور احکام کیلئے مثلاً قرآن شریف کی تعلیم پر اجرت لینا اصل حدیث سے منع تھا اس وقت  
 میں لوگوں کے دل راضی تھے اللہ کے واسطے تعلیم کئے تھے جب دوز قرون صالحہ کا تمام ہو گیا  
 لوگوں کے دل ویسے نہ رہے قرآن شریف کا ثبوت پڑا نہ بد بولنے لکنا تب علمائے دین نے جہلم اللہ  
 حکم دیا جواز کا یہی تعلیم قرآن پر دینا اجرت کا جائز ہے اور لیتا بھی جائز چنانچہ فقہائے ہند میں لوگوں کو بیعت  
 لہم بآب الاجر لہما ہب القرآن اور ہایہ میں لا شغلہا التواقی فی الامور الدینیۃ فی الامتناع  
 قضیم حفظ القرآن وعلیہ الفتویٰ اور اذان کے بعد شریب یعنی الصلوۃ الصلوۃ وغیرہ لکھا کہ کہہ سکتا ہے  
 تازی اگر طلبہ حاجت میں شریک ہوں مشاخرین علماء کے مستحق قرار دیا چنانچہ کتاب ہایہ میں و متاخرین  
 استخفروہ فی الصلوۃ کما ظہر لا التواقی فی الامور الدینیۃ یہ مسئلہ شریک فتاویٰ مالگیری میں بھی  
 ہے اس قسم کی بہت نظیریں کتب فقہ میں موجود ہیں جو محدث دیگا پا دیگا اور یہی سنی ہیں اس کے جو مع ایسا دشمنی  
 اور فتاویٰ مالگیری وغیرہ چند کتب معتبرہ مقبولہ میں یہ بات مذکور ہے کہ کلمہ من احکام مختلف یا اختلاف  
 الزمان مبنی بہتر سے حکم بدیجات ہیں زمانہ کے بدیجات سے ایک وہ وقت تھا کہ قرآن کا مذہب زبرد  
 جائز مطلق وقت لازم وغیرہ لکھا طار جائز نہیں رکھتے تھے کہہ دیتے تھے چنانچہ متقدمین کی کتابوں میں  
 مذکور ہے اور ایک وقت وہ آیا کہ لوگوں کا دھنگ بگڑ گیا جو بات جاری ہوئی تب علماء نے حکم دیا کہ  
 قرآن شریف میں زبرد وغیرہ لکھا واجب ہے چنانچہ فقہ الطوائف وغیرہ میں تصریح ہو گیا کہ وہ مجاہد واجب ہیں



حال دیکھا تو وہ ہے جو حدیث میں وارد ہوا ہے کہ مصلح کوئی ڈوبتا ہوا دی سہارا لکھتا ہے کوئی سیر فرماتا  
 کیا ہے میرے ہاتھ میں کوئی رسی کوئی لکڑی کوئی چیز تاکہ تھکے کہ اُسکو لکڑی کھینچ جاؤں اسی طرح میت  
 اُسکو کرتا ہے اپنے زندہ اترنا کا اوطاق پر لگا یہ حال ہو گیا تاکہ حق فراموش کرنے لگے تب کھڑے ہو گئے  
 برزخ میں دین فیض ایام پرانہ معین کیا اُسکو متفرق وقتوں پر شکار سواں میوان غیرہ معین کرنا تاکہ وہ شوق  
 کو بھی بھٹکتا نہ ختم ہوا نہ موتی کو یہ فائدہ ہو کہ حد کا سلسلہ منتقل نہ کہ لے لے فائدہ پہنچا کہ پھر اُس کے  
 بعد کہ پھر اُس کے بعد وہ یہ بڑا فائدہ ہے کہ تعین کے سبب پاؤں رہتا ہے آدمیوں کو اور خیال دل پر چڑھتا رہتا  
 ہے چنانچہ جو لوگ مصلحت تعین کے پابند ہیں ان کے گھر سے کچھ نہ کچھ خیر ہو جاتی ہے اور طرث ثانی جو بیٹے وقت  
 ان لوگوں کی نسبت کہتے ہیں کہ اس میں کے ساتھ کام کرنے سے بکرا اچھا ہیں جو خود بدھوتی ہے سو کہتا ہوں  
 مسیح نہیں ایسے کہ ہر کوئی تو خود ہی کے واسطے نہیں کرتا اور اگر کوئی خود کے واسطے کرتا ہو گا تو اسکو بھی ہم منع  
 نہ کریں گے اگر اس کے حق میں نمود ہے تو کسی فریب کیلئے وقت پیش ہو گیا تو کام اچھا ہے ہماری غرض یہ نہیں کہ  
 لوگ دنیا اور نمود ہی کے واسطے کیا کریں ماحشا کلام مل وہ ہی بہتر رہتا ہے جو اخلاص ہو رہا ہے لیکن واسطے کہا  
 گا اگر کسی ایک نمود کے طور پر عمل کیا اُس کے سسکے سنگین منہ بکڑے سب کو منع کرتے لگیں تاکہ جواب میں  
 بطریق دلو سلسلہ کہا جاتا ہے کہ یہ بھی کچھ نہ کچھ جیسے خالی ہیں حضرت عقیہ ابو الیث عمر قندی رحمۃ اللہ علیہ  
 تنبیہ میں فرماتے ہیں لا یترکوا العمل ولا جلا لربا ید یقال فی المثل ان اللہ یناخذ من عملہ ما یشاء و لا یترکوا  
 کا نوا جملہ اعمال البر من الی باطاح والافناطیر والمساجد مکان اللہ من فیہ منفعة والکائنات  
 فرما ینفخہ دعاء واحد من اللہ لہین فی عمل خیر کو ریا کے سبب چھوڑنا چاہیے کہتے ہیں جب نموداری کے کام  
 کر نیوے لے گئے ہیں نیا اثر نہیں ایسے کہ وہ پہلے کام کرتے تھے سارے کل سعیدیں بنواتے تھے تو ان کا میں بھلا تھا  
 اگرچہ کام ریا کا اُس کر نیوے کو نفع نہیں تھا لیکن کبھی کوئی مسلمان اُس ریا کی چیز سے نفع یا کرد و مادہ تیلے تو اُسکو  
 اسی دعائے نفع ہو جاتا ہے آخر غرض کہ فعل خیر کا نتیجہ خیر ہو جاتا ہے اب اصل بیان پر آؤں  
 کہ جب بیاہٹ بے رغبتی اور سستی آدمیوں کے قیوں کی حاجت ہو تو ایک کھانا اور فائدہ سا یا نہ کلاہنی برسوں  
 دن ٹھہرایا اور ایک نصف اُسکے یعنی ششماہی پھر اُسکا نصف یعنی سہ ماہی پھر اُسکے نصف یعنی پینتالیس  
 دن لیکن چونکہ اکثر امور میں عدد ہند کا اختیار کیا گیا ہے اسلئے پینتالیس میں سے پانچ کم کر کے چالیس  
 دن کر دیا گیا اور عدد چل کے تنازعہ شرع میں آمد ہے اُس کے چند مقامات ذکر کیے جاتے ہیں اول جب

حمیر حضرت آدم علیہ السلام کا ہوا چالیس برس تک وہ خمیر اسی حالت میں پڑا رہا پھر اسکا سڑنا شروع ہوا  
 چالیس برس تک وہ سڑ کر ایک جھڑک گارہ لینے مکانات کا سڑایا جاتا ہے پھر خشک ہونا شروع ہوا تو چالیس برس  
 میں وہ خشک ہو کر جس طرح ٹھیکڑا مٹی کو بجانے سے قنٹھن بجاتا ہے کیے لگا اسی طرح آدمی کی پیش میں بھی چالیس دن  
 وہ نغذہ رہتا ہے اور پھر چالیس دن خون بہتہ پھر وہ غصہ میں گوشت کے ٹکڑے بوٹیاں بجاتے ہیں غرض کہ اس سے  
 معلوم ہوا کہ چالیس دن میں حال بدل جاتا ہے اسی طرف سے صوفیہ کرام نے عددِ چلہ اپنی ریاضتوں میں مقرر  
 کیا کہ اتنے دنوں کی ریاضت میں حالتِ نفس کی بہ بجا دیگی اور مددِ شایہ میں آیا کہ جو چالیس دن اخلاصاً اللہ تعالیٰ  
 کے ساتھ رکھیں گے اُسکے دل سے پستے رحمت کے پھوٹ کر زبان سے جاری ہونگے یہ حدیث تفسیر غزالی میں ہے اور  
 نقل کیا امام غزالی نے ایسا معلوم میں کہ جو کوئی چالیس دن بکیرِ اولیٰ امام کے ساتھ پادریگا اللہ تعالیٰ اُسکو  
 دو ہاتھوں سے بری کر دیگا ایک خفاق سے دوسرے عذابِ نارسے اور حضرت موسیٰ کو بھی اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا  
 تھا کہ چالیس رات اعتکاف کرو اسوقت ہم تم کو شریعت یعنی توبتِ حیات کرینگے یعنی بتے دنوں میں حالات  
 تشریفِ قلب و غیرہ بدل جاوینگے قال تبارکی و تعالیٰ و اذا دعانا منی الایمین لیلۃ او یوم یقی منہ الناس یعنی پندرہ  
 سے بابت اور احوال انبیاء ہم سب کے یہ روایت کی ہے ان انبیاء و انبیاء کی توبت فی قیومہم بعد از ایمن لیلۃ  
 و انکم ہم یصلون باین بنی اللہ حتی یمنفونی الصود منی اس حدیث کے نزدیک سے یہ کلمے ہیں کہ چالیس  
 روز تک اُس جسدِ مدنون فی القبر سے روح جہتِ حیوتہ رہتی ہے بعد از اس روح قرب الہی میں جہاد  
 کرتی رہتی ہے اور شکلِ بطل جسد ہو کر جہاں بچا ہوتی ہے جاتی ہے انتہی اور یہ جو عوام میں مشہور ہے  
 کہ چالیس دن تک ہر کسی کی روح کو گھر سے علائقہ ہوتا ہے یہ حدیث شاید کہیں آئی ہوگی اور انبیاء  
 کی نسبت تو وہ حدیث بیہقی کی دیکھی جام اور احوال کی نسبت نظر سے نہیں گذری لیکن ہم لوگ نسبت  
 علم پر سابقین کے کہ مایہ اور سامان کتب علم کا قلیل ہماری نظر سے نہ گذرنا دلیل اسکی نہیں کہ در حقیقت  
 یہ حدیث آئی نہیں البتہ ہم نے دقائق الامار میں جو امام غزالی کی طرف منسوب ہے یہ حدیث تو دیکھی ہے  
 ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ادا صات المؤمنین و درودِ روحہ حول  
 دارہ شہرہ یعنی جب مر جاتا ہے مومن پھرتی ہے روح اُسکی گھر کے گرد ایک مینہ وینظر الی ما خلفہ  
 من مالہ کیف بقسم مالہ و کیف یودی دینہ یعنی دیکھتی ہے کہ روح کس طرح تقسیم ہوتا ہے مال اُسکا  
 کس طرح ادا کیا جاتا ہے قرض اُسکا فاذا تم شہرہ یظہر الی جسدہ و یدور حولہ سورۃ فیمنظر من یدور

۱۔ دین بخیر علیہ جب ہمیں پورا ہوتا ہے دیکھتی ہے اپنے بدن کو اور پھر تہی ہے کہ قبر کے ایک برتن تک دیکھتی ہے کون میرے لئے دعا کرے گا ہے کس کو میرا غم ہے فاذا اقامت سنتہ دفعت روحہ الی حبیبتہ عتیم فیہ الارزاق الخیو مرینہ فی الصدقہ یعنی جب پورا برس ہو جاتا ہے اٹھائی جاتی ہے روح جس جگہ دوسری روحیں جمع ہیں وہاں بہتی ہیں قیامت تک انتہی لیکن یہ یاد ہے کہ روحیں انبیاء اور مومنین کی کسی جگہ نہیں لیکن قبر سے سب کو ہمایا ملا قدر ہوتا ہے گویا وہ اسی قبر کے پاس موجود ہیں یہ اتفاق پوہل سنت و جماعت کا کشمکش مسلسل کہیں سے کہیں پہنچی کلام آئیں تھا کہ مدد چالیس کا اکثر مقامات میں آیات اور اس مدد میں یہ دولت کل مقامات میں پائی گئی کہ پچھلا حال بد بجاتا ہے چنانچہ خمیر آدم اور خمیر نطفہ انسانی اور علیہ صوفیہ وغیرہ مسئلہ مذکور سے یہ بات ظاہر ہے پس ثابت ہے کہ چالیس روز میں میت کی بھی ترکیب جسمی اور خلق فردی میں جو دنیا کے ساتھ ہے کچھ فرق اور تغیر ہوا ہو گا جیسا اور احادیث میں صریح وارد ہوا ہے بس اس تغیر کے وقت بھی اعداد و شایستگی کا دستور نہیں گیا کہ اکثری و خروج اسکا ایک درجہ دوسرے بعد کہ محدود زادناہ کے ساتھ ہونی فاتیحہ چلم کو مقرر کیا گیا پھر وہی قاعدہ تہفیف کا جو سالیانہ سے ششماہی اور ششماہی سے سہ ماہی میں جاری کیا تھا جسم میں کیا گیا اسی چلم کا نصف مہال اور مہالوں کا نصف و سوال غرض کہ اس دستور پر قاعدہ فاتیحات کا ٹھہر گیا اور حاشیہ خزائنہ الروایات اور بعض رسائل میں اس عاجز کی نظر سے یہ روایت مجموعہ الروایات کی گندی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امیر حمزہ کے لئے تیسرے دن اور دسویں چالیسویں روز اور چھٹے مہینے اور برسوں دن صدقہ دیا اگر یہ حدیث کسی قدر قابل اعتماد ہے تو یہ سب سب کو بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہو گئیں یہ مجموعہ الروایات پر مافی سابقہ خزائنہ الروایات میں بھی اس مجموعہ الروایات سے بعض مسائل اخذ کیے ہیں پس یہ جو تہذیب الامام سے بزرگان دین میں تعین فاتیحات متفرق الامام میں ایک امر متواتر چلا آتا ہے بلاشبہ باتو اس حدیث یا کسی اور حدیث سے انھوں نے استخراج کیا ہو گا یا بنا پر مصلحت یہ طریقہ خود مقرر کیا ہو گا پھر اگر انھوں نے خود بھی مقرر کیا تو وہ بھی صحیح ہے حدیث شریف میں لایا ہے من من فی الاسلام سنتہ حسنة فله اجرہا علامہ شامی شائع و توثیق اس حدیث کے معنی لکھے ہیں ایسی جو کوئی دین میں نیا طریقہ ایک نیا لکھا اسکا اجرا و ثواب عظیم و اشرف ہو کہ مردین میں جو طریقہ نیک ایجاد ہو اور مخالفت قرآن و حدیث کے نہ ہو وہ درست ہے انداز کی نیت زبان سے کرے کہ جو ایجاد عطا ہے اور درختا راہ اس کے شایع ہے اس کو



سنت العلماء قراری ہے اور جائزہ دیکھی ہے اسی بحث سابق گذر چکی اور معلوم رہے کہ یہ بھی ہم کو لازم ہے کہ ہم سلف صالحین کو اعداد اور اعمال پر اعتراض نہ کریں بلکہ اسکا اتباع کریں یہ حکم قیامت تک جاری رہے گا ہر دورہ والا اپنے پہلے دورہ کی اطاعت کرے چنانچہ قطب ربانی امام شہرانی کتاب المیزان میں کہتے ہیں

فکلمات الشایع بین لنا بسنتہ ما اجمل فی القراءات فیکذلک الاثمة المجہدات بیننا والناہا اجمل فی احادیث الشریعہ ولولا بیاتہم لنا ذلک لبقیت الشریعۃ علی اجمالہا وھکذا القول فی اہل نیک دیوریا لنسبہ للود والذی قبلہم الی یوم القیۃ فان الاجمالی لم یزل سلویا فی کلام علماء الامة الی یوم القیۃ ولولا ذلک ما شروحت الکتاب لا علی الشرح والخواشی انتہی معنی جس طرح شایع نے بیان کی اپنی حدیث سے ہمارے لیے وہ چیز جو تہذیب میں بھل تھی اسی طرح مجتہدوں نے بیان کیا ہم کو جو حدیث میں بھل رہ گیا تھا جو وہ بیان ذکر کرتے شریعت میں بھل گول مول ہے بیان نہ جاتی اور یہی قول ہے ہر دورہ میں یہ نسبت اپنے دورہ سابقہ کی قیامت تک اس واسطے کہ اجمال ہمیشہ سے جاری رہے اور ہمیں قیامت تک اور جو یہ بات نہ ہوتی تو کتابوں کی شرحیں اور حاشیے نہ لکھے جلتے تمام ہوا کلام قطب ربانی کا اور حضرت شاہ ولی شہ رحمۃ اللہ علیہ حقیر بچید مطبوعہ خدوتی صفحہ ۳۳ میں فرماتے ہیں

ان الامة اجتمعت علی ان یعتدلوا علی المسلف فی معرفۃ الشریعۃ فالتابعون اختلفوا فی ذلک علی الصحیابہ ولتبع التابعین اختلفوا علی التابعین ہکذا فی کل طبقة اعتدل العلماء علی من قبلہم و الاعتدیل علی من قبلہم حسن ذلک الی آخرہ یعنی امت جمع ہو گئی اس بات پر کہ اعتقاد کریں سلف پر معرفت شریعت میں تابعین صحابہ پر امتیج تابعین نے تابعین پر اعتقاد کیا اور اسی طرح ہر طبقہ میں اعتقاد کرتے آئے ہیں اچھے سے پہلے علماء پر اعتدال لالت کرتی ہو چکی خرابی پر اور شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی تشکوہ بھی قریب قریب اسکے ہی کہ شریعت پر اعتدال میں فرماتے ہیں پیغمبر کمال شاکر اسی وہ دشوار کمال تابعین حجت الی یومناذ ابین صمدتوں میں امت مرتبہ متوسطہ دارنہ در میان نبوت و امت محض کہ من وجہ کار پیغمبری می گفتند من وجہ کار کا دانشا و کہند الی یوم القیۃ فی کل طبقۃ متقدمۃ بالتقدمۃ الی الطبقۃ التاخرۃ انتہی اب ہم مولانا عبدالعزیز صاحب کا ایک نظام بیان کہ نظام بر ختمبر اور فی الواقع اچھوت سب تنہا سلاطین و اہل اسلام داخل ہیں پکھتے ہیں وہ یہ بزرگ اس فرقہ کے مسلم القیوت علماء میں ہیں تفسیر بارہم والقرنۃ اتش کی تفسیر میں لکھتے ہیں بطور خلاصہ ان کے الفاظ

بلیغہ نقل کرتا ہوں اول حالتی کہ مجر و جلد شدن روح و بدن خواہ شد فی الجملہ اثر حیات سابقہ و الفت قلتن

بدن و دیگر معروفات اور جانے میں خود پائی بہت و ان وقت کو یا برزخ است کہ چیزے ازاں طرف و حرکت ازین  
طرف مدد نہ دگات بمردگان دریں حالت نہ دوتری رسد و مردگان منتظر حوق مدد ازین طرف می باشند منتظر  
و ادعیه فاتحه دریں وقت بسیار بخارادی آید و ازین است کہ طوائف بنی آدم تا یک سال دلی انحصار تا یک چل  
بعد موت هدایں نوع امداد و کوشش تمامی نمایند و نہی جبکادول چاہے تفسیر عزیزی ندرسی نکال کر دیکھے  
پہضمون مدبغ مضامین مذاہا شمس پارنگا اب در باب انصاف جنبہ داری کو بر طرف کر کے خیال فرادیں کہ  
حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ان ایام مردی کی امداد و طعام وغیرہ کے لئے کیا علت  
صحیح شرعی پیدا کی کہ مرد کو دل ان ایام میں کچھ امداد نہ ہو تاکہ کچھ امداد و غذا کی مدد و ان ایام میں  
جلد پہنچی ہے پھر اس علت صحیحہ پر مرتب کیا حکم کہ اسی سبب سے یہ بات ہے کہ آدمی اپنے لہوات کو ایک  
برس تک اور خاص کر ایک چلتہ تک مدد کرتے ہیں و کچھ برس دن تک کی امداد میں یہ برس سب مرد  
اہل اسلام یعنی سویم و ہم چلیں ہم مشائخ سالینہ سب داخل ہیں پھر شاہ صاحب اس رول و ہلالی  
کو رد نہیں کیا بلکہ اسکی تصدیق فرمائی ہے اپنے مذہب پر اس امر مرد و چو کو دلیل لائے ہیں بطور دلیل امام  
شاہ صاحب کا اس امر میں مقررہ ہے کہ اگر نہ رکنا سکوکسی وجہ سے و میں صریح اسپر ہے کہ یہ فعل جو عام  
طرد پر طوائف بنی آدم میں رائج ہے حق اللہ صبح ہے اور طوائف بنی آدم میں جو قدیم الایام سے ہندوستان  
میں مروج چلا آتا ہے وہ یہ ہی وہیم سیم چلیں وغیرہ ہے کما ہو شاہ اسکا انکار و بیہات کا انکار ہے  
لمعنی سائنسہ فصلح در باب اصوات نصیحتیں جب کسی کا کوئی عزیز قریب مر جائے تو چاہیے  
کہ صبر کرے اسکی موت پر تاکہ سخی و جو ثواب ہو و ظہرائی اور ابن مندھنے ایک حدیث طویل راوی  
کی ہے جس میں یہ بھی بیان ہے کہ ملک الموت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا کہ میں آدمی کی  
روح قبض کرتا ہوں جب اُسکے لواحق زونے لگتے ہیں میں دروازہ پر کھڑا ہوجاتا ہوں اُس روح  
کو نیٹے ہونے اور کہتا ہوں کہ اسے ردیو اللہ قسم اللہ تعالیٰ کی ہمنے اس آدمی پر ظلم نہیں کیا ہے وقت ہے  
چہ جلدی نہیں کی اور روح قبض کرنے میں کچھ ہلکی خطا نہیں اگر تم اللہ تعالیٰ کے حکم پر راضی رہو  
ثواب پاؤ گے اور ثواب مانو گے تو گنہگار ہو جاؤ گے و ہم کو تمہاری طرف پھر آنا ہے بیشا اور ہولی آخر نصیحت  
بعد از کسی تدفین پر پھر نا چاہیے کچھ چرخیں اور ملے کسے دعا کریں فتاویٰ عالمگیریہ میں جو ہر دین و  
سے نقل کیا ہے و مستحب ذلک ان یجلسوا ساعۃ عند القبر بعد الا نفاغ بقدر ما یخفف







داسو اب نور سیوم میں نوشے ہیں لمحہ اولیٰ انجیات محفل مولد البیہی صلی اللہ علیہ وسلم  
 فرمایا حق سبحانہ نے داد کو داعیۃ اللہ علیہ کو اس آیت کریمہ میں شمع تیسری اپنی نعمتوں کے ذکر اور یادگاری کا حکم  
 دیتا ہے کہ ذکر کرو اور یاد کرو اللہ کی نعمت کو جو تیرے ادا میں شک نہیں کہ پیدا ہونا اور تشریف لانا حسب  
 ارادہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں ایک بڑی نعمت ہے قال اللہ تعالیٰ لقد من اللہ علی المؤمنین إذ  
 بعث فیہم رسولاً من انفسہم یتلو علیہم آیاتہ ویزکیہم ویدعلہم للکتاب واللحکمۃ شاہ ولی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 ترجمہ کہتے ہیں ہر ایک نے نعمت فرادال داد خدا پر مومنان آنگاہ کہ فرستادہ در میان ایشان پناہ گیر فر قوم ایشان  
 میخواند بر ایشان آیات خدا و پاک میسازد ایشان مادی آموزد ایشان کتاب علم بہت اور شاہ عبدالعقاد کہتے ہیں  
 اللہ نے احسان کیا ایمان والوں پر جو بچاؤ ان میں رسول اپنی میں کا ولی آخر وہ ثابت ہوا کہ جو وحی کریم صلی اللہ  
 علیہ وسلم کا نعمت ہے کہ جبکہ احسان حق سبحانہ نے ظاہر فرمایا ہے اور آپ کے اسرار مبارک جو ایک ہزار تک حدیثیں  
 شانہ گئے ہیں انہیں ایک نام نامی آپ کی نعمت اشیاء بھی ہے جیسا کہ تفسیر طبری نے ذکر کیا ہے اور شیعہ نامہ  
 سیماہی جزوی نے بھی دلائل بجزات میں آپ کی یہ نام مبارک لکھا ہے اور فرمایا حضرت سہیل ابن عبداللہ شری  
 نے تفسیر آیت کریمہ ان فقد وادفع اللہ لاختصاصہاں کہ وہ نعمت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں  
 کیونکہ وہ نعمت ہونے میں مبنی اس لیے کہ آپ درجۃ العالمین ہیں اور آپ کے سبب جو شافع و فرائد حاصل ہوئے شاہ  
 سے خارج ہیں زمین اور آسمان اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب آپ ہی کے وجود کا فیصل ہو پھر لگی  
 شمار کہا تک ہوا اندر جامع اور شہدی تفسیر آیت کریمہ عرفن نعمۃ اللہ ثم شکروا غایم فرماتے ہیں نعمۃ اللہ  
 محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں مبینی کا راز کہ نبی مہمانے ہیں مجزات ظاہر و دیکھ کر پھر انکار کرتے ہیں خدا ترا آؤ شہد  
 التفسیر میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہے بخاندی و غیرہ نے تفسیر آیت کریمہ الذین بدوا نعمۃ اللہ  
 کفرایم روايت کی ہے قال ہم واللہ کفارہم کریش عمن نعمۃ اللہ تعالیٰ یعنی قسم اللہ کی وہ لوگ  
 نعمت کو ناشکری سے بدنے والے کفار قریش ہیں اللہ تعالیٰ کی مجھ میں صلی اللہ علیہ وسلم تعالیٰ مغوار  
 شرح سراہب میں یہ تینوں تفسیریں مرقوم ہیں جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نعمت آئی ہو تو کلام مفسرین  
 و محدثین سے ثابت ہو گیا تو آپ کی یادگاری اور تذکرنا منطبق آیت داد کرو داعیۃ اللہ علیہ وسلم میں اللہ تعالیٰ  
 ابھی طرح داخل ہو گیا اور اسی طرح فرمایا حق سبحانہ تعالیٰ شانہ نے کہ وہ شکر و انعمۃ اللہ ان کنتم ایاہ  
 تقبلون یعنی شکر کرو اللہ کی نعمت کا اگر تم انکی عبادت کرتے ہو اور اسکو معبود مہمانے ہو اور اس کے عبد

ہمیں یہاں آ کر یہ میں حق سبحانہ اپنے بندوں کو شکر گزاری محنتوں کا حکم دیتا ہے اور اوپر ثابت ہو چکا  
کہ نشوونما میں نبی نعمت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود باوجود ہے پس شکر اس نعمت کا بجالانا اور سرور  
کرنا اور تذکرہ کرنا اہل ایمان کو حکم خداوندی ضروری شہرا اور فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ  
بمنعمہ اللہ شکر و تکریم کا یعنی اللہ کی نعمت کا بیان کرنا شکر ہے اور نہ کرنا کفران نعمت ہے یہ حدیث  
شیخ محمدی النبی نے معالم میں روایت کی ہے مع الامسا و نعمت آید و لعلہ بمنعمہ و بکات نعمت میں نعمت وجود  
باوجود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان کرنا شکر گزاری اتمام ذنب العزت اور تجوید و ثناء اسکا کفران نعمت شہرا  
اور فرمایا یا حق سبحانہ نے ذکر ہم با یا اہم اللہ یعنی یا و لا ان کو دن اللہ کے کھانا امام رازی نے ذکر  
دنوں سے واقعات خطیر میں جو دنوں میں واقع ہوئے پھر اہل ایمان کو دیکھنا چاہیے کہ نبی کریم صلی اللہ  
علیہ وسلم کے ظہور سے شہرہ کرنا واقعات جلیل ایسا کسری کا شوق ہونا اور بتوں کا سر کے بل کر جانا اور  
آتش خانہ فارس کا بجھ جانا اور دوقاد ساو کا جاری آذنا اور آسمان سے تاروں کا نیچے جبک آنا اور کتب اللہ  
کا جبک کر شکر آتی بجالانا ایسے بہت واقعات کو شامل ہے پس یاد دلاتا یوم میلاد کا سبب ایمان کے  
یاد دلانے سے اہل ایمان کے نزدیک بڑھ کر ہے اور تفسیر روح البیان میں یہ تفسیر بھی بعض مفسرین سے  
نقل کی ہے ذکر ہم با یا اہم اللہ ای ذکر ہم ضامی لیثومنا یعنی یا و لا انکو میری نعمت ناکہ ایمان لایک  
وہ بھیرا تہی اور یہ بات ظاہر ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نعمت میں اور آپ کا تذکرہ موجب ثناء و تکریم  
ہے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے وہ فضائل ذکر کرنا یعنی فرمایا اللہ تعالیٰ نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو تحق  
بند کیا ہم نے فکر تہنیتی تم کو نبی بنایا اور شہرہ کیا زمین اور آسمان میں اور پھیلا دیا ذکر تمہارا دنیا کے انتہا  
کناروں تک اور تمہارا ذکر و لوں میں بھرتی مطلوب کر دیا امام رازی نے یہ سبب مطلب لکھ کر لفظ اس کے  
یہ کلمات اللہ تعالیٰ یقول املنا العالم من اتباعك کلہم یثنون علیك و یصلون علیك یعنی رسول  
اللہ تعالیٰ نے وہ فضائل ذکر کرنا ایسے یہی ہیں گو یا اللہ تعالیٰ یوں فرماتا ہے کہ ہم بھر دیئے عالم کو تمہارا ثناء و تکریم  
سے وہ سب تمہاری قربت کیا کر گئے اور دوڑھا کر گئے انتہی مافی التخییر اکبیر خیال کرنا چاہیے کہ یہ معنی بخوبی  
صلوات آئے ہیں منہل میلاد شریف پر جبکہ یہ محفل قدس منزل معنوں آید وہ فضائل ذکر کرنا میں داخل ہے اسلئے  
اس محل میں کثرت جہتی ہے درود شریف کی اس قدر کہ نہیں ہوتی کسی اور مجالس و عطر و تدبیر میں  
بیان ہوتا ہے حضرت کے فہرہ کا اور طلبہ معجزات و کرامات کا جو وقت و وقت اور رضا و اور قبل ثبوت اور بعد ثبوت



ظاہر ہوئی اور بیان ہوتا ہے علیہ شریف کا یہ سبب شاد اور مسرت ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پس منہوں  
 بشون علیہ وھیلون علیہ خوب صادق آیا اسپر اور آواز بلند اور پاکیزہ سے ایک مقام بلند شل منبر یا  
 چوکی پر بیٹھ کر بٹھنے سے ایک اور ہی شان رفعت و دروغناک ذکر کی ظاہر ہوتی ہے اور جو کچھ سبب و فضائل  
 حضرت سید الکائنات بیان کیے جلتے ہیں وہ روایتیں ہیں کہ ان کو صحابہ نے مجالس تابعین میں اور تابعین نے  
 مجالس تبع تابعین میں بیان فرمایا اسی طرح طبقہ بعد طبقہ ذکر ہوتا ہے ہم کہ پہنچا اگر یہ قتلہ مد ذکر منوع ہوتا ہوتا  
 اول طبقہ میں زبان اس بند کر لیتے نہ ہم کٹ فضائل پہنچتے نہ ہم مجالس و مجالل میں ان علاج اور مستحب  
 بقوائے آئہ کریمہ و دروغناک ذکر آفاق میں منتشر ہو شتہ کرنے خلاصہ یہ کہ ذکر ثابت الاصل ہے عہدہ صحابہ  
 تکھا کر کے وصفت حضرت کا سنتے تھے اور انہیں لکھتے تھے ترمذی نے شامل میں روایت کی ہے کہ حضرت  
 امام حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سوال کیا ہند ابن ابی ہالہ سے دکان و صافا عن حلیۃ رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی وہ بہت وصف کیا کرتے تھے علیہ شریف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وہاں شیعہ  
 ان یصفی فی شیشا اقلان بد اوہیں یہ جانتا تھا کہ وہ مجھ کو وصف سنا دیں کہ حضرت مبارک کا اصل لکھاں  
 میں اس کے اتھو اب دیکھیے حضرت امام حسنؑ فرمادے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت وفات حضرت سات  
 برس کے تھے اتنی عمر والا اپنے اقربا کی صورت بھول نہیں کتا حالانکہ یہ صاحبزادہ رضی اللہ عنہ تو کامل ذہین  
 متین و مدقوی انھن تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حدیث حفظ کر کے رعایت فرماتے تھے چنانچہ صحاح  
 شہ کے چند ائمہ حدیث نے قنوت و ترکی حدیث ان سے رعایت فرمائی ہے اور اسرار الرجال میں ان کو صحابہ  
 میں شمار کیا ہے پس ظاہر ہے کہ ایسا صاحب حفظ ایسے پیارے تانا جان کی صورت جو ہر دم گرد میں دیکھتے تھے  
 کبیرے پر چڑھالیتے تھے نہیں بھوسے تھے بلکہ مزالینے کے لئے کہ ذکر حضرت کا موجب سرور قلب ہو اور  
 خوب سگدل میں اچھی طرح مضبوط کریں ایسے ہند ابن ابی ہالہ سے سوال کیا کہ سناؤ مجھ کو وصف شکل مبارک  
 کا پس بیان کیا ہند ابن ابی ہالہ نے وہ حدیث طویل ہے شامل میں ذکر ہے اور ہند ابن ابی ہالہ کی  
 نسبت جو یہ لفظ آیا کان و صافا عن حلیۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لفظ و صافا صنفہ مبارک  
 اور مالہ کثرت سے ہوتا ہے معلوم ہو کہ وہ کثرت سے بیان فرماتے ہوتے تھے علیہ شریف اور اسی طرح دائی و  
 حدیث ابن عبیدہ سے کہ وہ تابعی اور مقبول ہیں المحدثین میں روایت کرتے ہیں کہ ابو عبیدہ نے پوچھا سناؤ  
 بیچ صحابہ کے وصف سناؤ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وہ بولی تو روایتہ لقلت التمس طالعہ او

۴۰  
 درجہ اولیٰ از کتب اشعار و خطبہ



اس عمل کو تخصیص دی گئی ساتھ ہیبت مبارک بیچ الاول کے ہر چہدہ مذکورہ روان آسا تو قدریم یعنی وقت صحابہ سے  
 چلا آتا تھا لیکن یہ سامان فرحت سرور کرتا اور اسکو بھی مخصوص شہر بیچ الاول کے ساتھ اور اس میں بھی  
 خاص ہی بارہواں دن میلاد متراف کا مسین کرتا بعد میں ہوا یعنی چینی صدی کے آخر میں اور اول یہ  
 عمل بیچ الاول میں کرتا تخصیص اور تہذیب کے ساتھ شہر موصل میں ہو کہ ایک شہر ہے ملک عراق میں ہاں ایک  
 شتی دیندار شیخ عمر جو سامی اور ذکاوت سے تھے انھوں نے عمل ایجاد کیا یہ جو لوگوں میں مشہور ہے کہ سات سو  
 برس سے مولد شریف لکھا ہے اسکے یعنی کہ بعض خصوصیات کے ساتھ اتنے دنوں سے ہے وہ نہ اصل  
 مذکورہ مولد شریف تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت سے چلا آتا ہے اور بادشاہوں میں مادل بادشاہ  
 ابوسعید مظفر نے مولد شریف تخصیص تہذیب کے بیچ الاول میں کیا غرض کہ اس بادشاہ نے شیخ عمر مذکورہ کو بیرونی میں  
 محل میں کی ہر سال بیچ الاول میں تین لاکھ اشرفی لگا کر بڑی محفل کیا کرتا تھا اسکے زمانہ میں ایک عالم اہل غلبہ  
 بن چہ جو حضرت دجیبہ کبھی صحابی کی نسل نادر اولاد میں تھا جبکی بابت شرح علامہ زرقانی اور دوسری تواریخ  
 عربی میں لکھتے ہیں کہ وہ علم حدیث میں بڑا مبصر تھو کار تھا علم غزوات و لغت اور تاریخ عرب میں کامل تھا بہت  
 ملکوں میں پھر کے آئے علم حاصل کیا تھا اترتے ہیں ملک اندلس میں اور اس اندلس اور افریقہ اور دیار مصر و شام  
 و دیار شرقیہ و غربیہ عراق و خراسان و ماوراء النہر میں علم حدیث حاصل کرتا اور دوسروں کو فائدہ دیتا پھر  
 کارکنتہ جمہ سوار ہجری میں وہ شہر اربل میں گیا یہاں سلطان ابوسعید مظفر کے لیے مولد شریف تصنیف کیا  
 اسکا نام رکھا کتاب التذویر فی مولد السراج النیر و فاس آپ اسکے سامنے پڑھا ایک تہذویر اشرفی انعام میں سلطان  
 پائی منکرین لوگ اس عالم حدیث کو باعث مولد شریف کہنے اور پڑھنے کے دشمن جانتے ہیں اور انکی بڑائی کہتے ہیں  
 حالانکہ کتاب معتبرہ میں انکی تہذویر سند صحیحہ اور اسی طرح سلطان مظفر کو بھی بڑا کہتے ہیں اسکے پلٹوں میں طیل  
 نازی بچتا تھا اس بات منکرین اسیر مزامیر سننے کا حیب لگا یا حالانکہ وہ آلات تہذیب و ادب میں اعلیٰ تھا اس  
 دستہ کے طبل و غزوہ چیز دیگر ہیں اور مزامیر لہو و لعب چیز دیگر اور محفل میں مداح مصطفویہ سنکر شدت شکر  
 سے اُسکو وجد ہوتا تھا اُسکا نام ان بچے مانسوخ رکھا کہ وہ محفل میں ناچتا تھا اور لکھا کہ کسی محفل میں خیال  
 کاے جاتے تھے یہ خاک اڑایا اسکا کہ یہ اشعار نعمت پڑھ جاتے تھے اور اشعار کی تعریف خود کتابوں میں نصرت  
 لکھی کہ اشعار و تعلمات خیالی کو کہتے ہیں پس کہاں تو یہ خیال اور کہاں وہ پٹا اور خیال تو تاریخ عربی میں طیار  
 کے ہمارا اسکی تعریف میں بھرے ہوئے ہیں یہ موقع طول کا نہیں دیتے ایک مختصر عبارت علامہ زرقانی تالیف



منقول ہے در اسی طرح کلام ابن الجوزی ولاد اہل الا سلامہ بخلفون بشہر مولانا علیہ الصلوٰۃ  
والسلام جو ماہب لدنیہ توفیق شیخ شہاب الدین قسطلانی میں منقول ہے انہیں غلط لانا اہل الا سلام  
اجماع جہا ہل الا سلام و دستر اس محل مقبول نام کا فائدہ ہے رہا ہے چنانچہ حرمین شریفین اور ہما القدر  
شرق و غلطنامہ زمانہ قدیم سے ایک ملک و ملک م دشام اندلس اور مالک مغربی وغیرہ تمام بلاد اسلام  
میں ہمیشہ سے اس وقت تک اسی استخبار و دستوران محفل مولد شریف پر عمل ہے سوائے اس خطہ پاک  
حضرت ہندوستان کے کہ اس طرح کے انکار پیدا ہو گئے اور زمانہ قدیم میں ہندوستان میں بھی علماء  
کے مقبولین معتمدین مثل شیخ عبدالرحمن محدث دہلوی اور ملا محمد طاہر صاحب مجمع البحار استخبار محل مولد  
کے قائل تھے اور نیز بعض قصص و حکایات ہمایوں وغیرہ پادشاہان ہند سے اور نیز کلام مانظا بر النور سخاوی  
سے ملک ہندوستان میں رائج ہونا اس محل پاک کی یقینی طور پر معلوم ہے انتہا یہ کہ اس وقت میں جو حکام  
فرمانروا انگیز ہیں کہ ان کو کچھ علامہ تعظیم و آداب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں یا انہیں انہوں نے بھی  
اپنی کچھری اور محکم میں جا بجا اہل اسلام کے لئے مثل عید الفطر عید الاضحیٰ کی ایک دن چھٹی اور میل  
دستے خوشی میلاد حضرت خیر با صلی اللہ علیہ وسلم کے بدھوتین پنجاب و اول کو مقرر کر رکھا ہے انہوں نے  
افسوس کہ حکام انگیز اپنے کار بار ضروری میں حرج منظور کریں اور اپنے حقوق خدمت اور کارگزاری کو اس  
درستے بجا آوری مراسم خدمت و سرور تعظیم حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے موقوف کر دیں اور اس کے  
مقابل میں زمین مبارک سے فراویں۔ معاذ اللہ منہا کہ یہ فعل بدعت ہے اور ضلالت ہے اس دنیا کی اور آخرت  
عقیدتی برافسوس خیر انکار کر نیوے انکار کریں اگر انکو یہی توفیق ہے کہ انہیں کیا کریں محفل پاک کر رسول صلی اللہ  
آلہ وسلم سے گریہ اس وقت تک کا ثبوت کامل دیکھئے کہ مشرق سے مغرب تک مالک اسلامیہ میں اہل اسلام  
اس محل پاک کو محمود اور تحسن جانتے ہیں پس کافی ہے ہم کو حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کہ فرماتے ہیں  
ما راہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن معنی جس چیز کو اہل اسلام اچھا جانیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھی ہے اور  
امام احمد نے اپنی مسند میں اور طبرانی نے معجم کبیر میں مرفوعاً وایت کی ہے سألت ربی ان لا یجمعوا امتی بخلاف  
فانطاہا یعنی میں نے اپنے پروردگار سے سوال کیا کہ میری امت گمراہی پر جمع نہ ہو سو پروردگار نے میرا  
سوال اور ابن شریک مرفوعاً وایت ہے ان اللہ لا یجمع ہذا الامۃ حتی یتلاوا ابدان یعنی اللہ تعالیٰ اس امت  
کو کبھی گمراہی پر جمع نہ کرے گا اور معلوم ہو چکا کلام سیوطی ہے کہ سنا چھ سو چار سے علیہ رحمۃ اللہ است کا اجماع

بنا نیکلاس محل کے امتحان پر ہے پس سمجھتا ہوں کہ اس کا دین شانی ہے اور دسے حدیث اس بات پر کہ  
یہ عمل خلافت نہیں اور فاکہانی مغربی نے جو بعد مدت دراز پیدا ہو کر مخالفت کی یہ خود ان کی خطا ہے نہ  
دوسرے کی۔ نیز غیر سبیل المؤمنین سے اندیشہ کرنا ضروری تھا پس فاکہانی کی مخالفت اتفاق علماء سلف  
کے خلاف ٹھہری والعلی علی الخلاف خرق الاجماع قاعدہ مسلمہ ہے یعنی اتفاق امت کے خلاف عمل کرنا اجماع کا  
توڑ دینا ہے اور یہ بڑی خطا ہے اور فاکہانی کے بعد جو بعض آدمی ہنگامہ میں اس کے تابع ہوئے وہ خلافت کی پٹری  
پر جو ناجائز ہے اصطلاح شرع میں اسکو اختلاف نہیں کہہ سکتے اور اگر کوئی اسکو اختلاف ہی قرار دے  
اور کسی تاسیہ کے دس پانچ مولوی ایک جرگہ بانہ کرادنا اس عمل پاک کا تذکرہ کر کے صورت اختلاف ظاہر کریں  
تب بھی کلام رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکا تصدیق صاف ہے ابن ماجہ و دارقطنی وغیرہ محدثین انس سے  
مرفوع روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اذ اذ ایتہم اختلافنا فعلیہم بالسواد الاعظم  
یعنی جب تم علماء امت میں اختلاف دیکھو تو جس بات پر سواد اعظم ہو اسکی پیروی کرو اور جو لوگ سواد اعظم کے  
مذہب میں ہوں پھر کر کے طبع طرح کی باتیں پیش کرتے ہیں وہ قابل التفات نہیں جمہور محدثین کے نزدیک اس کے  
معنی وہ ہیں جو مولانا احمد علی محدث سہارنپوری مرحوم نے جن مسلمہ مسئلہ سے شرح طحاوی قاری سے نقل کیے  
ہیں وہ یہ ہیں یعنی عن الجماعة الکثیرۃ والمراد ما علیہ اکثر المسلمین معنی سواد اعظم سے مراد جماعت  
کثیر ہوتی ہے یعنی تم پیروی انکی کرو جب اکثر مسلمان ہوں اور اسی طرح مولانا ابن صاحب کے خلیفہ و شاگرد  
رشید نواب قطب الدین خاں صاحب نے مشکوٰۃ کے ترجمہ مظاہر الحق میں اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے  
جاء اتفاقا و قول و فعل اکثر علماء کے ہوں ان کی پیروی کرو باقی رہی یہ بات کہ سواد اکثر علماء سے کس فرق کے  
ملا ہیں اسکو علم اصول کی کتاب توضیح میں واضح کر دیا کہ وہ اہل السنۃ و الجماعہ سے ہونے چاہئیں عبارت یہ ہے  
والسواد الاعظم عامۃ المسلمین ممن ہوامۃ مطلقۃ والمراد بالامۃ المطلقۃ اهل السنۃ والجماعۃ  
اور یہ بھی علم اصول میں معلوم ہو چکا ہے کہ جس عمل پر مدت دراز سے اتفاق علماء متفق ہیں وہ وہ شرح میں  
اور دلیل حقیقت ہے مسلم الثبوت کے آخری مقدمہ میں ہے ان اتفاق العلماء المحققین علی عملہ لا یصارحون  
کالا جمیع اہل شائع بحر العلوم نے اس مقام پر تحت قولہ المحققین یہ لکھا کہ وانما نواعیر متہدین مطلب یہ  
نکل آیا کہ اتفاق علماء اہل تحقیق کسی امر پر جو مدت دراز سے چلتا آتا ہو دے اگر وہ علماء مجتہد بھی ہوں تب  
بھی جوت ہے مثلاً جلع ابدا دیکھنا چاہیے کہ علماء جوزین مولد شریف شمل ابوشامہ ابن حجر و ابن جزیری و

سیوطی و علی قاری وغیرہم جن کے نام نامی لمعۃ السعد میں درج ہوئے سب اہل سنت و جماعت ہیں کسی نے  
 معاذ اللہ انکو اہل بدعت میں شمار نہیں کیا اور یہ لوگ محققین بھی ہیں بناؤ علیہ عمل مولد شریف پر بن سب کا  
 اتفاق حجت شریف اشراج و احمد علی ذلک لمعۃ ثانیہ میں یہ بیان کہ خاندان عزیز کے  
 مشایخ کرام شامل محفل مولد شریف ہو سکے اور جناب سرشدی و مولائی حضرت حاجی امداد اللہ  
 صاحب عم فیوضہم بھی شریک محفل ہوتے ہیں بیان مولانا شاہ عبدالعزیز و طہوی رحمۃ اللہ علیہ  
 یہ ہے کہ آپ نے علی محمد خان صاحبائیں مراد آباد کے نام جو خط رقم فرمایا ہے عبارت کی مختصراً یہ در تمام سال  
 دو مجلس در خانہ فقیر منعقد می شود اول کہ مردم روز عاشورا یا یک دو روز پیش از یں قریب چار صد یا پانچ  
 کس بلکہ قریب ہزار کس و زیادہ از ان فراہم می آیند و بعد از آن بعد از ان کہ فقیری آید می نشینند و اگر  
 فضائل جنین کہ در حدیث شریف وارد شدہ در بیان می آید و انچه در احادیث اخبار شہادت این بزرگان  
 وارد شدہ نیز بیان کردہ میشود و بعد از ان ختم قرآن و پنج آیت خواندہ بر ما حضرت فاتحہ نموده می آید پس اگر اس  
 چیز باز نزد فقیر جائز نمی بود اقدام بر ان اصلاً نمی کرد باقی ماند مجلس مولود شریف پس حالش اینست کہ  
 بتاریخ دو از دہم شہر ربیع الاول ہیں کہ مردم بر آن حق معمول باقی فرہم شدہ و در خواندن اہرود شریف  
 مشغول گشتند و فقیری آید اولاً یعنی از احادیث و فضائل حضرت علی اللہ علیہ وسلم مذکور شود بعد از ان  
 از کرد و ولادت یا سادت و نبذی از حال رضاع و علیہ شریف و یعنی از آثار کہ دریں آدان بظہور آمد بمعرض  
 بیان می آید پس بر ما حضرت از طعام یا شیرینی فاتحہ خواندہ تقسیم آں ہی ضرورت مجلس میشود و شاہ عبدالعزیز  
 صاحب روہ ہیں کہ شہر دان کا زبان و جمیع منار و کباب و سہ اور زمرہ منکرین کے نزدیک بھی سلسلہ منہ حدیث  
 ان تک پہنچ جانا کامل و بعد از ان افتخار ہے سو بطرح ہم انکی تحریر است ثبوت و جو بدعت حسنہ ثابت کر چکے  
 ہیں اور صدقات مرۃ جو اموات میں بھی نہ کی سند و بیچکے اب انہیں کے کلام سے بدعت حسنہ کی اس خود  
 ان میں ذی اختصاص مرود فیما بین اہل باخلاص یعنی محفل مولانا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سند گذاروی اور تبیان فاتحہ  
 بر طعام کی بھی ہمیں تا نید ہوگی اب بیان حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے کہ یہ جناب شاہ  
 عبدالعزیز موصوف السدر کے باپ اور استاد اور پیر تھے آپ نے اپنا حال کتاب فیوض البحرین میں لکھا کہ عبارت  
 یہ کہ کنت قبل ذلک بکۃ المعظۃ فی مولانا نبی صلی اللہ علیہ وسلم فی یوم ولادۃ و اناس یصلون علی انبی  
 اللہ علیہ وسلم و یدعون و ہا صائدہ التي ظہرت فی ولادۃ و حشا ہلۃ قبل بعثتہ قرأت انوار اسطاعت



دفعۃ واحداً لا اقل الی احوکما بصیر الجسد ذکا اقول ما ذکرنا بصیر الروح فقط والله اعلم کیف  
 کان الامر بین هذا وذلک کما ملئت ذلک الارادۃ فوجداً قدام من علیک المومنین با مثالی ہذا المشاغل  
 با مثالی ہذا اجمالی رأیت فی الخاطی انوار اللہ فلو ان الروحۃ انتہی منہ منی شاد ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے  
 ہیں کہ میں اس سے پہلے مکہ منظر میں تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بروز ولادت یعنی بارہویں تاریخ ربیع الاول  
 کی اور آدمی دور و پرست تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پیاورد ذکر کرتے تھے وہ کراستیں جو وقت ولادت شریف ظاہر  
 ہوئیں مادی وہ حالتیں جو قبل نبوت وقوع میں آئیں تب میں دیکھا کر یکا یک بلند ہو گئے انوار فیہی میں نہیں  
 سکتا کہ میں نے یہ واقعہ ظاہری آنکھ سے دیکھا یا باطنی ہر بصیرت روحی سے اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے کہ وہ کیا عالم تھا  
 درمیان ظاہر و باطن کے غرض میں یہ اہل کرم کے خدو سے ان انوار کو دیکھا تو وہ ان فرشتوں کے انوار سے ڈھکی چھکی تعالیٰ نے  
 میںیں کر رکھا ہے ایسا ہے کہ ایسے مقامات میں اسی ایسی مجلسوں میں حاضر ہوا کہ داد یہ بھی میں نے دیکھا  
 کہ انوار ملائکہ کے ساتھ انوار رحمت کا غلط ملط ہو رہا تھا یعنی ایک تو ملائکہ خود اجسام نوری ہوتے ہیں دوسرے  
 انوار رحمت حاضرین مجلس کے لئے نازل ہوئے یہ دونوں انوار فکر مجلس نور علی نور ہو رہی تھی جبکو تفسیر کیا تو اس  
 عبارت سے فرمایا انوار اسطعت دھتہ دیکھتے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دیوبند نے فرمایا کہ ولادت شریف میں  
 درود ملائکہ اور نزول رحمت پہنے شاہد سے ثابت کر رہے ہیں اب حال انکے والد بزرگوار کا جو شریعت و  
 طریقت میں بھی انکے رہنا تھے یعنی حضرت شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ کا حال سنئے حضرت شاہ ولی اللہ  
 رحمۃ اللہ علیہ نے جو چالیس حدیثیں عالم رویا کی نقل فرما کر مکمل نام الدلائل فی مبشرات النبی الامین کیا ہے  
 اسکی بابہ میں حدیث میں نقل کیا ہے بخبر فی سبیل الی الی الی قال کت اصنع فی ایاہا المولود طعاً فاصلاً  
 بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم فلو یفتقر فی سند من النسبین ثقی اصم - طعاً ما فلو احد الاحصاء مقلاً  
 فقسمہ بین الناس فرأیتہ صلی اللہ علیہ وسلم یبکی یدہ ہذا الخمس متبعی ابشاشا فرماتے ہیں شاہ ولی اللہ  
 کہ مجھ کو میرے سردار یعنی میرے باپ نے خبر دی کہ میں یام مولد شریف میں کہ تاکیا کرتا تھا تاکہ مجھکو انتقال ہو  
 انکے سبب ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک سال مجھ کو کچھ ہاتھ نہ آیا جس سے کھانا کھاتا صرف چنے بھنے  
 ہوئے موجود تھے وہی لوگوں میں بات نہ دیتے پھر میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ انکے آگے وہ  
 چنے رکھے ہوئے ہیں اور آپ ایسے خوش ہیں کہ چہرہ پر ہنسی تھا ہر سبب شاہ ولی اللہ صاحب کے  
 پیران پیر کا حال جو یہ خبر اور ان کے متابع حضرت اور مشائخ حدیث میں ہیں مولانا جلال الدین

سیوطی رحمۃ اللہ علیہ جیسا کہ شروع کتاب بعد از البدر میں رسالہ اتباع سے اُن کا سلسلہ نقل کیا گیا ہے  
 نیچے دو فرماتے ہیں حسن امتصافی عمل المولودین، مستحب لنا اظهار الشکر لمولانا علیہ السلام بالاجتماع و  
 الاطعام وغیر ذلک من وجوہ القربیات واللمبریات یعنی مستحب ہے ہم کو ظاہر کرنا شکر سیلا دینی صلی اللہ  
 علیہ وسلم کا ساتھ معنی ہونے اہل اسلام اور کھانا کھلانے کے اور اسکے سوا اور مستحب اور خوشامیوں کے  
 ساتھ یہ عبارت علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر روح البیان اور سیرت شامی وغیرہ کتب معتبرہ و متداولہ  
 میں بھی سنداً نقل کی ہے اب عالی شیعہ شیخ الفراء والمحدثین حضرت شیخ الاسلام شمس الدین ابو الخیر  
 ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ کا جو حضرت شاہ ولی اللہ کے نویں طبقہ اور پر شاخ حدیث و مشایخ طریقت  
 میں منسلک ہیں کتاب عزت التعریف بالمولود الشریف میں فرماتے ہیں فالحال المسلم الموجد من امتہ  
 علیہ السلام کیشھود ویدل ما نقل الیہ قدرۃ فی عجبہ صلی اللہ علیہ وسلم لعمری انما یکرز خزانہ  
 من اللہ الکریم من یدل بفضلہ العظیم جنات النعیم یعنی کیا حال پوچھتے ہو اُس مسلمان موجد کا جو اسی  
 ہے آپ کا خوش ہوتا ہے آپ کے مولد سے اور جو اس تک پہنچتا ہے اُس کا دسترس خراج کو تاجہ آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم کی فوت میں مستم ہے بخاک اُسکی جناح لے کریم کی طرف اور کچھ نہیں سوا اسکے کہ اپنے فضل  
 عام سے اُسکو جنات نعیم میں داخل فرما دے اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب مرقاۃ المفاتیح فی مولد  
 ابنی میں ایک نقل حضرت ابو الخیر شمس الدین ابن الجوزی کی تحریر کی ہے جبکہ خلاصہ یہ کہ قال ابن الجوزی  
 رحمۃ اللہ علیہ وقلی حضرت نے سنۃ خمس قایم سبعۃ لیلۃ المولد عند الملائک الطاهر  
 برقوق رحمہ اللہ بقلعۃ الجبل فرأیت ما سرفی وحزرت ما انفق فی ثلاث الیلۃ علی القراء والفقہ  
 من الوقاید والمنشدین غیرہم بجز عشاء الا ان متقال من المد حباً لبہ ختم و مطرقت مترد  
 د منہم و شموع وغیرہا و عداوت ذلک خمساً و عشاء بہ حلقۃ من القراء والعبدین بنی فرما  
 ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کہ میں حاضر ہوا انا قد تارخ من سات سوچا سی بات کے وقت مولد شریف  
 میں پڑشاہ مصر ملک طاہر برقوق رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پیار کے قلعہ پر جو سلاطین مصر کے تھے وہ  
 تمام نے دو باتیں دیکھیں جموں نے مجھ کو خوش کیا میں تدارک کرتا ہوں کہ اُن بات میں جمع قاریوں اور غلوں  
 شعرہ انون غیرہم تا فرین پرنس ہزار اشغال علا خرچ کیا ہوگا خلعت عینے اور کھلانے پلانے میں اور  
 نذرنا و دل و شکر و غیرہ میں اور میں شہادہ کہ جو میں پچیس ملتے راتوں کو آسمان قاریوں کے تمام ہوا محضاً





یہ بیان فرماتا ہے کہ جیسے مشائخ اور اساتذہ کے نزدیک یہ محفل مبارک سخت بٹالہ تھا یہ کہ جو عمل قرون غیبت  
میں پایا گیا ہو لیکن اسکی اصل شرع میں موجود ہو تو وہ عمل بہ اتفاق فریقین صحیح و درست ہوتا ہے پس ہر صاحب  
اسحق صاحب نے اس میں کئی پہلو بیان فرمادی کہ وہ مولود ذکر ولادت خیر البشر است و اس میں موجب عزت و شرف  
است اور شرع اجتماع پر اسے عزت و شرف کے خالی از منکر است و یہ حجت باشد آمدہ اس عبارت سے صاف  
دائغ ہو گیا کہ یہ اجتماع غل مولد میں اسباب سرور کے ساتھ بشرطیکہ منہیات شرعیہ سے خالی ہو اور وہ  
شرع شریف جائز ہے اور یہی ہمارا مدد غوی ہے اور مولانا اسحق صاحب محفل مولد شریف میں برابر شریک  
ہوتے تھے چنانچہ مولوی نور الحسن صاحب مجموعہ رسائل عشر و مطبوعہ مطبعہ انصاری دہلی کے منقحہ ہم سطر  
میں یہ مضمون موجود ہے اور اہم نے بذات خود جناب مولانا فضل الرحمن صاحب صوفی صافی عقیدہ و محدث  
کافی ساکن گنج مراد آباد ملک اودھ سے جو شاگرد رشید مولانا محمد اسحق صاحب مرحوم کے ہیں بذریعہ خط دریافت  
کیا تو آپ نے بسبیل مذاک یہ جواب تحریر فرمایا (ما ہر احقر مولانا محمد اسحق رفتہ ایم در میلاد (سخت حضرت) ملاؤ  
ایکے جناب مولانا مشہور زامن ماسر فن جناب مولانا فیض الرحمن صاحب مرحوم سہارنپوری شہداء احمدیہ مطبوعہ  
مورہ پانچواں دم و سیر مشتمل ہے کے مستند امیر تہذیب و تہذیب من مہماد محمد بن عبد اللہ ان یقویان قاموا و الا  
ملا و حکذا ایقول المطوی ما حم علی الخٹا المرحوم تبارک و مولانا علی اسحق المغفور یعنی جو کوئی آئے  
مجلس مولود شریف میں اسکو چاہیے کہ کھڑا ہو جب سب کھڑے ہو دیں و اگر نہ کھڑے ہوں اہل مجلس وہ بھی  
نہ کھڑا ہو کہ ایسا ہی کہتے تھے مولوی احمد علی صاحب محدث مرحوم سہارنپوری تاج ہو کر اپنے استاد مولانا محمد  
اسحق صاحب مغفور کی انتہی یہاں ان دو حدیثوں میں مولانا فضل الرحمن صاحب مولانا احمد علی صاحب جو کہ  
شاگرد ہیں مولانا محمد اسحق صاحب مرحوم کے شامل ہونا محفل میلاد میں ہر قسم سے بھینٹا ثابت ہو گیا پس غرض  
نہ مخبر ہے یہ حضرت اپنے ناما اور استاد شاد عبد العزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اب بیان کریں ہم شاہ عبد العزیز صاحب  
کے دوست تھے اگر وہ رشید کا بیٹی خاتون و معارف و دستگیر جناب مولانا شاد سلاست اللہ صاحب کے اکابر  
مولد شریف دائم کرتے تھے اور ان بات میلاد میں لائل قاطعہ قائم کرتے تھے نماز و شرف میں محفل قدس کی تزیین  
و آراستہ و دلکش اس باب میں ہر شاہ و فرزند از انجمن شرف و شرف و سالانہ سہ ماہی رحمت میں ہیں رقم کرتا ہوں

یہ شادی میلا در رسولی عربی ہے

اس کام کا انک رٹری بے ادبی ہے۔

پیدا ہوا جس دن سے محمد سبانی ہے

تعلیمِ خُمر سے ہو کے بچاؤ اور سے

اب بیان میں حضرت تہ عبد الحزیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے طریقہ جناب سید احمد صاحب  
 ماجور شہادہ چنانچہ مولوی اسماعیل صاحب دہلوی کے اسکے حالات میں ایک مرتبہ میں مولوی سید محمد علی صاحب ایک  
 کتاب سہمی پختن احمدی زبان فارسی لکھی ہے جسکو نواب محمد عیناں صاحب وال ٹوکنے مطبع معینہ عام  
 آگرہ میں واقع شدہ بارہ سو شانوسے میں طبع کرائی ہے انہیں سید احمد صاحب کا سفر عرب جس مقام پر لکھا  
 یوں رقم کیا ہے صفحہ ۵۰ مقدار مدت ۱۰ فصل بارہ روز گزار گئے ابواب ہدایت مفتوح راستہ معزم سفر یادہ  
 جہاز بطریق کرایہ مقرر فرمودہ دوازہ ہزار روپیہ تول آں مقرر کردہ و مراکب سار اہل قافلہ تقسیم فرمودہ  
 ہر ہر مرکب جسے ماہر ساختہ ویرائے زاد وادایں سفر و سیاحت انظر بعینیت دوازہ ہزار روپیہ لطیحات  
 از قسم گندم و برنج و غیرہ خرید فرمودہ ہر ہر جہاز تقسیم فرمودہ فرستادہ جہاز موسوم بدرجے کہ ناقد این  
 سید عبدالرحمن حضرت مولیٰ برو و ستم آں داد و ساکن بندہ رسورت ہر آئے مسکن خود مقرر ساختہ و اثاثہ و کوفہ  
 ذوالقرنی خریدتہ زیبا طفل و جاری قریب بمیل کس میر سید جہاز مذکور ہمارے متشدد و باقی اہل قافلہ ہر مرکب  
 خود با نیز بنشتند و تحت وہ شیا در دہ مراکب را در گشتا ساگر جہاں بخودہ روز سید مقرر کیا پاس بدو  
 ہر آمدہ و بکھڑن رود معبر کے سبب رہا و جس است داخل و بہرست سید جہازوں کا کلی کوٹ اور وایا ہر  
 میان ابدانان سنگھ پپ پھر و اں سے لنگا جسکو عرب قافلہ لغفایہ کہتے ہیں سینا لکھا وہ مقام ہونٹا کہ اسکا  
 بیان ان الفاظ سے لکھا ہے صفحہ ۵۱ میں ہر کس از شہا ہر روز وقت شب یاد انہیں تسبیح اعطیل نامناہی استغفار  
 و تہن جراثیم مناسی اما جب متم است چوں شب درآمد آں حضرت عداد بارہ شاہین حزب ابو خذ کو امشب بہ بار  
 نوازہ دو سیفر موزند کہ غایت و شیا طین اگر بہرہ تعالٰیٰ پس کردہ قلیل سید از دایک گوتے دایک سیدان ہو  
 و اں سبب تا ایک آنحضرت اکثر پیدا رہی ہونکہ دمانند پاسا نامان دور و سیر گاہ بالا و گاہ زیر ترہ بعد از غری  
 ہرگز نہ بندہ ولی در تمام جہاز سیفر موزند تا آنکہ شب بیاباں رسید مطمح صادقی بد سید و جہاز از مکان غرت و  
 ہونٹا کہ غرت تمام بد ماہ دہر گامیکہ روز روشن شد نا غرت چنانچہ حلوئے از حجرہ خویش بیرون آمدہ و جلس  
 مولدہ تریچہ نقد راہ بعد از تمام قضاہ مولود یہ شیرینی تقسیم فرود آئی ہونکہ دیکھے اس بیان سے صاف واضح  
 ہوا کہ وہ شریعہ بڑی برکت کی چیز ہے جو ایسے مواقع خطرناک میں کہ تہ جناب سید احمد صاحب کو بھی رات بھر  
 رہا تھا پڑھنا و غافل اس جہاز میں کہ جمیع غامض سید احمد صاحب ہر کتب آثار تحقیق خاص تھے غیر کا انہیں  
 و غل بھی نہ تھا یہ محفل فیض منزل مستند مولیٰ اور یہ امر جو اوپر مذکور ہوا کہ سید صاحب کے چالیس آں ایک جہاز میں ہوا

تھے اسکی وجہ پختی کہ وہ جہان و خانی مرد و حال کی طرح کلاں نہ تھے بلکہ وہ مرکب جوانی جھولے تھے الحاصل خاص  
 سید صاحب کے جہاز میں مولد شریف و نقباء کا پڑھا جاتا اور شیرازی کا تقسیم ہونا ثابت ہو گیا و کئی بہ حجت اب باقی  
 ہے سید صاحب کے مرید خاص مولوی اسماعیل حسنا دہلوی سوہم کوٹن کا شامل ہونا محفل مولد شریف  
 میں نہیں پہنچا البتہ ایک تقریر انکی مابین پہنچی ہے کہ منشا مولد شریف کا اثبات انکے منہ سے صاف ثابت ہے  
 وہ یہ ہے جناب مولانا رشید الدین خاں صاحب مرحوم دہلوی نے چودہ سوال مولوی اسماعیل صاحب کے  
 کیے تھے انہیں تیرہویں سوال کا جواب جو رقم فرمایا ہے اسکی عبارت بعدہا بطرح شان مانتا ہے لکھی جان  
 ہے سینر وہم آنکہ اعواب قرآن بدعت است یا نہ والگ ست حسناست یا سیدہ و ایں حج قرآن حکیم قرآن بڑ  
 واکبہ ام حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا حکیم ہر دو بدعتیں بدعت مست یا نہ وچہیں ہر حکم کے از نقص  
 قرآن شریف یا ظاہر احادیث متین ہر دو بدعت مست یا نہ جواب انہیں وہم آنکہ اعواب قرآن بدعت مست  
 است کہ صحت قرأت مجیمان بل عربیان حال بڑوں موقوف مست لیکن حج قرآن ظاہر انہ حکم کہ ہم آیت قرآنی  
 است و نہ حکم کہ ہم حدیث نبوت پس بدعت نبوت لیکن بدعت منہجہ کہ مقصود از ان خطبہ و حفظ قرآن مست ان  
 ضیاع و غلط و در ضمن بودن بعضی بدعات شد نیست و اثبات اس از کثر احادیث معتدال و مثل حسن بن حسنہ رحمہ اللہ  
 و لہ اجر و اجر من قولہا و تقیید بدعت مرد و بدعت ضلالہ چنانکہ در حدیث مست من ابدع بدعت ضلالہ  
 لایرضا باللہ و رسول اللہ حدیث و حدیث من احدث فی امرنا ہذا مالیس منہ فہو رد و چاروں مرد و بدعت بدعت  
 ثابت میشود کہ تعلقہ بریں نہا شتہ باشد پس بدعت کہ اصل ان از شرع ثابت باشد مثل اخذ تسبیح و تراویح  
 حسنہ باشد پس حکمی از نص صریح قرآن و حدیث ثابت نہا شد ہر دو قسم مست یکے بدلیل شرعی و دیگر مثل اجماع و  
 قیاس ثابت شود یا صلے شرعی داشتہ ہستیاں خود ہرگز بدعت سیدہ نیست بلکہ چون بدلیل شرعی و حکم  
 کریمہ الیوم اکملت لکم دینکم قواعد استنباط و غیرہ آں دروین داخل مست و بدعت یا بدعت حسنہ کہ در معنی سنت است  
 داخل باشد بلکہ قبل آوردن بعضی بدعات منہ عن کفایہ چنانکہ در کتب بسیار مصرح مست مغلل آں فتح ابین شرع  
 الیمین امام نووی مست از شیخ ابن حجر عسیمی کہ در شرح حدیث خاص گھنہ قال الشافعی منی اللہ فی ما  
 احدث و خالف کتابا و سننہ او اجماعا و اثر انہو ائید عتہ الضلالہ و ما احدث من البیہر و لم یخالف شیئا من الذلک  
 فہو البدعہ المحمودۃ و الحاصل ان البدعۃ الحسنۃ متفق علی ذہب ادبی ما وافق شیئا مما مر و لم یلزم من تعدل حد  
 شرعی و منہا ما ہو فرعن کما فی تصنیف العلوم و نحو ہا ما مر قال ال امام ابو شامہ شیخ المصنف رحمۃ اللہ علیہ من



احسن الابدع فی زمانہ فی فعل کل عام فی الیوم الموافق لیوم مولدہ صلی اللہ علیہ وسلم من القصد قار العزیز  
 و انہما را شعرت و السور فان ذلک مع انہ من الاحسان بالی الفقر و شعر مجتہد صلی اللہ علیہ وسلم بقطرہ عجلالہ  
 فی تطلب فاعل ذلک و شکر اللہ تعالیٰ علی ما من بہ من ایجاد رسول الذی ارسلہ للعالمین رحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم  
 انتہی بجزوفہ و بجای مولوی کا میل حصہ اس مقام پر ذکر بدعت حسنہ میں وہ عبارت اور شامہ محدث کی لائے بعض  
 صاحب قریح استخوان نعل مولد شریف کی ہے اور سوائے اُنکے اور اکابر علماء دہلی مثل مولانا محمد کریم اللہ صاحب قریح  
 جامع علوم حدیث قتیقہ را شاہ زاد مولانا رسولی العالمین مفتی محمد صدر الدین خاں صاحب صدر و ہند و ہند و ہند  
 جناب مولانا احمد سعید صاحب دہلوی حافظ و محدث و فقیہ تہذیب نعل مولد شریف کے ناکل تھے انکے قادی ہری راظم خود  
 اس موجود ہیں بنابر لہذا شاہ عبدالغنی صاحب دہلوی زندہ متعلقان و نگار عمدہ محدثین کبار میں مولوی شہید احمد صاحب  
 سنگوہی بھی کچھ پڑھنے پر میلاد شریف کے متعلق تھے قیام کرتے تھے اور ایک عبارت مختصر آئی کہ رسالہ اخبار مسائل  
 میں جواب ام اقامت ہندوستان میں تصنیف فرمایا تھا موجود ہے وہ یہ جو حق آنت کہ نص ذکر الادب سے حضرت صلی اللہ  
 وسلم و سرور و نامہ نمودان یعنی ایصال ثواب پر متوجہ تصنیف کمال ستاد انسان شیخ نجف شہن جو حرکی شیخ محمد حق  
 دہلوی و غیرہ تصنیف نمودہ افلاس سے فرما کہ میرے تفسیر شدہ دست بہت ہے پانچ سو فیاض و شرف و شرف و شرف  
 الی آخرہ و بیکے اس مختصر میں آپ ص ب کچھ فرماتے ہیں جب کوئی شخص شمع باغین شمع شمع شمع شمع شمع شمع شمع شمع  
 شمع کیا جائیگا اور فرمایا کہ شمع شمع شمع شمع شمع شمع شمع شمع شمع شمع شمع شمع شمع شمع شمع شمع شمع  
 ولادت شریف کا سر کرنا انسان کی کمال سعادت ہے جب سرور کرنا کمال سعادت ہو تو جو چیز سامان سرور میں اجتماع  
 اجابہ و خزانہ استمال و شہود و تقسیم شیری و اطعام اطعام ادا کر دلا دیکے وقت غلبہ جو شرف و سعادت میں کھڑا ہو  
 اجابہ و فقرۃ السر بر مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور وہ سلام پڑھنا سرور کرنے میں داخل و موجب سعادت انسان ہے  
 شاہ صاحب جو جنس اس بار میں علماء ربانی کا حوالہ دیتے ہیں انیس کے شیخ عبدالحق محدث دہلوی خود مراد عمل مولد کے ساتھ  
 سرور و تقیہ جو ثابت من استہ و غیرہ نصیحت میں دوست لان ہے میں اور سر ابن حجر کی وہ بھی سرور کو دیکھا  
 مرد جو کو اپنی تصنیف نولہ کیر و غیرہ میں مراد کہ ہے میں پس شاہ صاحب ان دنوں روزگار کا نام عبادت دکرہ بالا  
 میں لکھ کر ہر مرد و عاتق کے لیے کامل اشارہ فرمادیا کہ مصلح علماء مجتہدین کا فریاد اس میں کہ مستحسن ان بارے میں بھی تاہو  
 فی الواقع آپ شیخ مراد زبانی را شاہ فرمایا کہ تھے اور یہی پکا خود دستور عمل تھا جسکو شکہ ہوتا ہے متبہ  
 اور شاگرد عزیز مذکور ایسا محمد عبدالحق صاحب سے جو بالفعل حرمین شریفین را باللہ شرف و خاد و دیگر کار اسلام میں

دوستک معروف و مشہور ہیں دیا فت کرے انوس ہو کہ وہ حضرات کا طبع مسوق بالذکر و موجب نہیں اتھال فرما سکے  
 لیکن ہم انکے انتقال و وفات پر صبر کر کے پھر بھی اُس شتم حقنی کا شکر بجالاتے ہیں اب بھی حرمین شریفین اہل اللہ شرفا  
 بیچ رہے ہندوستان کے دو کرن کہیں مائی دین گید شرع میں قبلا باب یقین ہو جو ہیں یعنی استاذی عجائی و ملاذی  
 شیخ الفیلا حضرت مولانا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت فیوضہم و مرشدی مولائی و فقی و ربائی الحافظ اللہ ہا بر مولانا اللہ اللہ  
 نقصنا اللہ بانوارہ و اسرارہ یہ دونوں حضرات بابر کا تہ من مفضل قدس موجب خیر و برکت فرماتے ہیں کوئی حصار  
 محفل کی پوچھا کر حبت اُسکے گھر تشریف لجاتے ہیں غرض کہ مسلک کا پکا مستربا صدق و صدا ہے قیام کی  
 بابت یہ ارشاد ہو کہ نہایت افرات و فلو چاہیے کہ اسکو فرض واجب کہا جائے نہ اسقدر تغریظ کہ حرام اور بہت  
 ضلالت ٹھہرایا جائے صراط مستقیم اور طریقہ بین بین یہ کہ موافق فتوائے مدار حرمین شریفین اہل اللہ شرف و  
 مطابق تحقیق علماء روم و شام و یمن اسکو مقبول تسلیم کیا جائے اور یہی اس اقم السلوک کا مشرب رہنا فتح  
 بیننا و بین قرنا بالمحی و انت خیر الفاتحین واضح ہو کہ اگرچہ ثبوت محفل میلاد شریف واقعہ نے سلف سے خلف کا  
 کامل طور سے ثابت کر دیا لیکن چونکہ بعض شبہات مانعین اور دھڑ دھڑ قلوب مومنین میں ہوسا نڈازی کر رہے  
 ہیں بناؤ طریقہ بان و ساد من عزاضات کا حاد تبند کرتا ہوں واللہ و ان اتوفیق لمعدۃ اللہ عز و جل  
 کرتے ہیں یہ لوگ ہر سال محفل کرتے ہیں یہ مشابہت کہتے ہیں کہنیا کے جنم کی اور نیز اہیں تشبیہ نصاریٰ کی  
 ہٹے دن کا نفوذ باللہ من ہذا القوان الاعتقاد جواب اسکا یہ ہو کہ اگر فقط ہندوستان میں یہ فعل ہوتا تو یہ بات  
 کہہ سکتے تھے کہ مسلمانوں نے چندوں سے یہ بات سیکھ لی ناکی مشابہت کا قصد کرتے ہیں تم اصل حال سن چکے کہ  
 دل یہ عمل عراق کے شہر موصل میں ایجاد ہوا وہ لوگ تو خود کہنیا کو نہیں جانتے کہ کس چیز کا نام ہو اللہ اسکے جنم  
 کی مشابہت کا قصد کرتا تو درکنار بھلا اگر ہندوستان کے مسلمان جنم کہنیا کی مشابہت کرتے ہیں تو بیان کر دو کہ  
 روم شام کے مسلمان اور حرمین شریفین کے علماء جو یہ عمل کرتے ہیں کس جنم کی مشابہت کرتے ہیں نفوذ باللہ  
 منہا پس خوب سمجھ لو کہ ہم اس عمل سے بیع میں مستور اہل سلاطین روم اور فرمانروایان ملک شام اور ملک مالک  
 مغربیہ و اندلس اور مقتیان عرب کی صلہ ہندی یوم الدینی اب سمجھنا چاہیے کہ جس طرح جنم کہنیا کی اہیں مشابہت  
 نہیں اسی طرح نصاریٰ کی مشابہت بھی نہیں کی گئی و جہر میں ایک تو یہ کہ اگر خدا خواستہ مسلمان لوگ نصاریٰ کے  
 ہٹے دن کو اُن کی طرح کے افعال کرنے لگتے تو خود شعار اُس قوم کا ہے اہیں شرکت لازم آتی اور مانند اُنکے  
 ہو جاتے اُسوقت میں ہم پر صادق آتا ہے تشبیہ بقوم فہو جنم کہنیا کے تشبیہ کے معنی ہیں مانند ہونا اور یہاں یہ

ایک سو گز  
زیادتی کر کے نہ  
یاد کرے کہ یہ  
جسے روزیادتی کہتے

بات تو ہرگز نہیں پھر اعتراض کیا **دوسری وجہ** یہ کہ ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور  
اجتماع اہل اسلام اور استعمال عقریات و صورتات وغیرہ ہرگز شروع میں مذکور نہیں ہوتی بلکہ یہ چیزیں  
اہل کفر سے نہیں بلکہ اصول شرعیہ سے انکار ثبوت ہر آدم پیدا ہوتا ہی کہ وہ علیہ صلوٰۃ والسلام کا عدت ہے  
کیونکہ آپ رحمتہ للعالمین ہیں اور رحمت الہی پر فرحت دوسرہ در نیکی حق تعالیٰ امر فرماتا ہے قل بفضل اللہ  
برحمۃ فبذلک فایضرحا یعنی کہ اہل ایمان سے کہ ساتھ فضل اور رحمت الہی کی فرحت دوسرہ ذکر میں اولیٰ علم کی  
میں ہے کہ آپ پر چھا گیا سبب استجاب پیر کے دن زندہ رکھنے کا جو آپ کہتے تھے اور شاہ فرمایا میں نے  
میں پیدا ہوا اسی دہائی میں ولادت شریف کی فرحت اور اُس کا شکر ادا کرنا اہل اسلام نے ہر شریعہ  
سے ثابت کیا ہر شمار کفار سے نہیں کیا ہے اور شب اُس امر میں کردہ ہوتا ہے جو مذکور شرعی اور شعا کفار  
ہر چنانچہ در مختار اور بحر الزمان وغیرہ سے عبارتیں ذکر کا تھ میرم میں ہم نقل کر چکے اور یہی جواب ابن جریری  
رحمۃ اللہ علیہ کی طرف بھی ہو سکتا ہے جو تشبہ بالانصاری کا اعتراض اپنے کیا ہے اور انکی طرف سے وہ جواب یہ بھی کہ  
یہ اہل اسلام میں تیرا نڈائی تھی جب اہل اسلام کو کفار سے متاثر واقع ہوئے اور انکے پاس تو ایسے بندہ تھے  
تھیں اہل اسلام کے شکر مہاجرین و انوار میں ہیں اس آیت تجزیہ کئے گئے چنانچہ میرا نڈائی کو تقبلا گھڑ لاتی مانا  
اسکے عنہ بالمدافع یعنی اب ہمارے زمانہ میں اُسکی حاجت نہ رہی بابت تو یوں کہ اور جس طرح تو اہل  
پلٹن اور دوسرے وغیرہ کی اُنکے ہن بختی اس طرف بھی سیلرح کر کے متاثر کیا گیا اُس کو تشبہ نہیں کہتی یہ آیت فرمائی  
میکم فاعندوا علیہ خیلہ اعندنا خیلک کی معنی ہے اس آیت کے ذیل میں صاحب شرح البیان کہتے ہیں اے  
بقرہ کا ملتے لجاتے اعتدائے یعنی تم بھی اُس کو دیا ہی عذاب دو جہیں انون نے زیادتی کی ہے پس  
جیسا فرین ثانی تو پ و بندوق سے سلا نون کو بھروسے گئے یہ بھی جواب ہیں اس طرح پیش آنے لگے اہل  
ممالک مغربی وغیرہ میں کہ جد و دوام نصاری سے ملتی ہیں جب وہ لوگ اپنے پیسہ کی یوم ولادت  
میں اختتام و شہرت ظاہر کر کے فخر دکھلاتے تھے اور مختار اہل اسلام انکا ہری شہرت دیکھ کر افسردہ خاطر  
غصہ دل ہوتے تھے تب لوگ معرواندلس و مغربی نے جو اہل اسلام تھے قوم نصاری سے بہت زیادتی  
جلال کیا تھے اعلیٰ کلمۃ الحق اور اعلیٰ شان اسلامی کہنے اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے روز مسیحا  
ماہ ربیع الاول میں ترک اور اختتام ظاہر کیا ہے تاکہ شہرت اسلامی اُنکے مقابل میں بخوبی ظاہر ہو اور طرح  
سجرات کا پڑہنا شروع کیا تاکہ عہد خود پر حضرت کے جاوہر کمال کل عالم پر ہر طرف شہر و منتشر ہو یہ تشبہ

نہیں رخصتیت یہ سیت کرنا ہے مخالفین کا اور فرغ دنیا ہے شعائر دین کا چنانچہ کلام حافظ ابوالخیر سخاوی  
 میں تصریح ہے اس امر کی نقل کیا علی قاری نے اپنے رسالہ مورد الروی میں انا لوک الامم العربیہ  
 یعنی فی ربیع الاول بعد تیسرے ہزار کیان دیکھتے تھے اتنے شعائر ایمان من کل مکان و معلوین اہل الکفر کائن  
 الامیان اور اس طرح نور الدین ابو سعید ہمدانی نے لکھا ہے علماء اہل حق عالم جہ آئندہ در عظیم آن حضرت  
 میلا و شریف اور مقام اہل کفر و ضلّ غایت اور خود کلام ابن جزری میں اسکی تصریح ہے لم یکن ذلک انما  
 الشیطان و سرور اہل ایمان یعنی کہا ابن جزری نے کہ نہیں ہے محفل سولہ شریف میں گردیل کرنا شیطان  
 اور سرور اہل ایمان کا تماشہ یہ ہے کسی دور میں کفار اس محفل سے جیتے تھے اس دورہ آخری میں  
 سلطان جتے ہیں اور تیرا جواب اور بھی ابن جزری کی طرف سے ہو سکتا ہے کہ یہ دستور ہی جو کسی نیک کام کی  
 طرف لوگوں کو ترغیب دینے میں تو ادلی کا ذکر کر کے اعلیٰ کا شوق دلاتے ہیں مثلاً گاؤں کشتی وغیرہ مقدمات دینیہ میں  
 جب اہل اسلام کو بے رغبت دیکھیں تو ان کو یہ کہنا چاہئے کہ قوم ہند و بادچہ دیکھو یہاں ان کا ہل چوہ تو ہل  
 پر جاں نشانی کرین تم حق پر ہے کچھ غلطو تم کو انہی زیادہ سزا دینا چاہیے اسکو کوئی مائل نہ کہ  
 کچھ اس قدر مہم پڑا دل ہوا قرآن میں ان کو زنا ملعون کا نہیں بلکہ ملعون و رجول من اللہ الی رجول ان  
 تفسیر دیکھنی چاہئے اور اسی وجہ میں ہر قول محمد بن سوری کا نہ دلی کا کہہ دیتے ہیں جب بادشاہ یا امیر فوجی اکتدار  
 اپنے گھرمیں لڑکا پیدا ہوئی خوشی میں طرح طرح کے تنکفات و ضیافت وغیرہ کرے حالانکہ وہ اپنا لڑکا سچا  
 سیلا و سولہ صلی علیہ وسلم کی خوشی میں کیوں نہ کیا جاوے کہ سبب نجات ہو لیکن سی قبل سے قول جزیر کا  
 ترغیب محفل سیلا دین اتنا ہے کہ جب نصاریٰ اپنے پیغمبر کی میلا د کی ایسی خوشی کرین ہم تو ان سے  
 زیادہ مستحق ہیں کہ اپنے نبی کی خوشی کرین اور اسی وجہ میں قول ہمارے سولہ قبول صلی علیہ وسلم  
 کا بھی واقعہ ہے کہ یہودی نے جب کہا کہ ہم روزہ عاشورا شکر یہ نہات سوئی کار کئے ہیں آپ نے فرمایا  
 انا حق بڑی شکر یعنی جب تم ہر دن کا شکر یاد کرو تو میں زیادہ مستحق ہوں اس کا کہو کہ مجھ کو زیادہ  
 سبب ہے سو گئی سے علی نبیہ و علیہ السلام اور ایک خوبی بیان ہے کہ اگر ابن حبزری یہ مقولہ فرما کر  
 سمن میلا و شریف کی بنا ڈالتے تو یہ بھی گان ہوتا کہ اسی وسیلہ پر یہ مل جی ہوا ہے انھوں نے  
 یہ عمل نصاریٰ سے لکھا ہے حالانکہ یہ عمل اس کلام سے تو دور بر سر پہلے پانچویں و تیسریں روزہ سیلا و  
 شریف ایسا ہے چکا تھا اور علماء دین اسکی منہ تیسرے ربت سے لگا کر فوجی دے چکے تھے پس بے شک  
 اسناد و ائمہ ہی کہہ کر طرح طرح کی جہانمیں کہ تو ایسا تہ ہے تو نہیں

ابن حبزری نے فرمایا کہ اگر ابن حبزری یہ مقولہ فرما کر سمن میلا و شریف کی بنا ڈالتے تو یہ بھی گان ہوتا کہ اسی وسیلہ پر یہ مل جی ہوا ہے انھوں نے یہ عمل نصاریٰ سے لکھا ہے حالانکہ یہ عمل اس کلام سے تو دور بر سر پہلے پانچویں و تیسریں روزہ سیلا و شریف ایسا ہے چکا تھا اور علماء دین اسکی منہ تیسرے ربت سے لگا کر فوجی دے چکے تھے پس بے شک اسناد و ائمہ ہی کہہ کر طرح طرح کی جہانمیں کہ تو ایسا تہ ہے تو نہیں

برجے اس شیخ معظم مرحوم پر تشبہ نصاریٰ کا لازم نہ لگنا چاہیے خیر یہ ذکر و اعتراض اس شیخ کا  
 اتفاقاً ہو گیا تھا اب ہم رجوع کریں اصل کلام کی طرف اور بیان کریں واسطے ابطال وجہ تشبہ کو جو جسیر  
 رہے کہ نصاریٰ کا بڑا دن در ہندوؤں کا جنم کنیا میں ہے وہ لوگ اسی ایک دن میں جو چکر کرنا کہتے  
 ہیں وہ اہل اسلام کے یہاں یہ بات نہیں کہ خاص نامہ میں تاریخ ربیع الاول کے سوا کسی اور دن محفل میں  
 سیلا شریف منع نہ کریں ربیع الاول کی کل تاریخوں میں مولد شریف ہوتا ہے کسی نے کسی دن کیا کسی نے  
 کسی دن بلکہ علامہ ربیع الاول کے اور مہینوں میں بھی اہل اسلام مولد شریف کرتے ہیں اور ہندو اور نصاریٰ  
 میں نہیں ہوتا اگر کسی دن میں وہ یہ مثال ہم اول دے چکے ہیں کہ صوم عاشورا میں ہم اور اہل کتاب  
 شریک ہیں لیکن ایک روزوں میں جو ہم سکھ لیتے ہیں ان میں تشبہ اہل کتاب کا جاہا رہتا ہے اور ہمارا  
 فعل ان سے جدا کرنا جاتا ہے فقہ اور حدیث کی کتابوں سے معلوم کروں جب ہندو مخالفت کرنے  
 سے تشبہ باطل ہو گیا حالانکہ ہم ان کی اصل فعل میں مین صوم و مہین عاشورا میں شریک ہیں پھر کیا خیال کرتے  
 ہو نصاریٰ کے جسے دن اور گنتی کے جنم میں کہ ہم ان کے ان دونوں دنوں میں ان کے افعال کے شریک نہیں ہوں  
 محفل میلاد شریف کرتے ہیں اس کی آئین اور ترتیب جدا اور ان کی صوم و قربان جدا دن میں کت نہ کا بار میں  
 شایبہ شہزادہ شیخ چچا جواہر بھوپال بن جزی کی بطرف خلاصہ یہ کہ امام القزالی الحدیث علامہ ابن جزی اور ربیع  
 اہل سنت و جماعت کا مشرب نہایت صاف اور تشبیہات کفریہ سیالکل پاک ہواں یہ حضرت اہل تشبیہات جنم کتبہ  
 وغیرہ کی محفل پاک کی نسبت پیدا کر کے کچھ اپنی عاقبت بخیر ہو سکا سامان کر رہے ہیں اگرچہ ہیکو اکثر ہندو  
 کی کافرین سکوت چھوڑ کر اگر وہ کافر ہو گئے تو اللہ میں ہے انکی تعذیب کو میں کیون نہ پنا آلودہ کروں  
 ان البیہ بعض اہل علم تحریر فرماتے ہیں کہ ایسی تشبہ دینے سے اور محفل ذکر پاک پیدا ہوا کو اس قسم کی ہانت اور استعمار  
 کرنے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے ہم اہل اسلام کو بہت کھڑکے ایسے الفاظ خطرناک سے پرہیز کریں فاعلمین الالبلاغ  
 قائل کہ چونکہ بن جزی وغیرہ علماء کبار تک یہ لفظ تشبہ بالہندو و نصاریٰ کا پنا یا ہوا ایسے ہم شرع سے صیغہ  
 ظہر میں کرتے ہیں تاکہ وہ ابراہیم دیتے سے پاک نظر آجائیں وہ یہ ہے کہ اگر کسی کام میں بظاہر تشبہ معلوم  
 ہوتا ہو لیکن مسلمانوں کی غرض قصد تشبہ نہیں بلکہ کوئی مصلحت اور احد و شان اسلام منع ہو تو وہ فعل مکروہ  
 نہیں رہتا دیکھئے مسجد کی نہایت اور محفل میں حدیث وارد ہوتی ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا سرت  
 بنسبہ الساجد قال ابن عباس لئن شرفنا لکان شرفنا الیہود والنصاراء یعنی شکوہ میں بروایت ابو داؤد



جود اور کج و غیرت سے خوبصورتی پیدا کرتے ہیں تمیر مساجد میں اور جنگ و مقدمہ۔ ہر وہ فرد جس نے ایمان و حق پر قیام  
 وغیرہ سے زمین دینے میں ختم کیا کہ کثرت برائین قاطعہ گنگوہی نے بھی ہمتیام پر بیطرح لکھا ہے ہفتہ ہر ہفتہ  
 زمین مساجد کی بوجہ ازالہ نہیں اسلام کی ہے اور رفتہ زمین سلام کا فرض ہے الی آخرہ بلاشبہ تہہ چاند میں  
 حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے کسی غرض دین کی کراہت سے نکاح منصب مطلق فرضیت پر ہر ہفتہ  
 برائین قاطعہ پہنچ گیا اور حسب اقوال علما و ائمہ متعصب اور مباح ہو گیا تو کی غفلت کا یہ وہ ہو گیا یا زمین کی زمین  
 مولد شریف میں نہیں سمجھتے کہ ہر غرض اگر نکاح متعصب ہیں نظر آتا ہے تو اسکو بتقتنا سے شد میں کیفیت زبان  
 مستحب سمجھو جیسا کہ ہر اور پر قول سخاوی کتاب علی قادی روحہ مدلیہ سے نقل کر چکا کہ کتب ائمہ، علماء و اہل ایمان  
 میں کل مکان و بیرون اہل کفر کلمۃ الایمان یعنی جہ ہر تہہ میں مولد شریف میں بڑے بڑے علماء دین ہر طرف سے  
 اور بلند ہوتا ہے در بیان اہل کفر کے کہ ایمان یہ فائدہ ہم نے بطور منزل لکھا ہے یعنی حقیقت اس میں تہہ  
 زمین اور اگر تہہ بھی ہوتا تہہ بھی یہ عمل باعث ایک دوسری خوبی کے کہ اس میں بلند ہوتا ہے کلمۃ الحق مستحب  
 اور حق ہوتا جیسا کہ مساجد کی زمین میں گزشتہ یود و مضامین کا مروجہ ہے لیکن باعث دوسری خوبی کے  
 کہ تنظیم ملتی ہے فائدہ اکی مستحب و حق ہے بلکہ اس میں شریعت کے تہہ ہیں کہ رشہ کو داسیں نہیں  
 بھی یہ عمل بدعت سیئہ مزہر ہے کہ گزشتہ قرآن طہ میں پائی نہیں گئی جواب مولوی امجد صاحب اپنی  
 تصنیفات تذکیر الاخوان وغیرہ میں لکھتے ہیں کہ جو عمل ایسا ہو کہ زمانہ نبوت میں علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام  
 اور تین زمانہ تا بعد یعنی صحابہ تابعین و تہہ تابعین میں وہ عمل بعینہ نہ پایا جادے اور ان چاروں زمانوں میں  
 اسکی نظیر اور مثل پائی جادے وہ عمل بدعت ہے اور جو کچھ بمثل ان کے اپنے اجتہاد سے نکالادہ سنت  
 میں داخل ہے انہی میں اس بنا پر ہم کہتے ہیں کہ عمل مولد شریف بدعت نہیں اسکی اصل بھی پائی گئی وہ اسکی  
 نظیر اور مثل بھی اصل وجود تو یہ ہے کہ انہی میں قرآن شریف بخت مولد شریف میں ہم کہہ چکے ہیں اور کو کہنا  
 چاہئے علاوہ اسکے فرمایا حق سبحانہ تعالیٰ نے عقد جادو کہ رسول میں ہر کلمہ عزیز علیہا صنم حرمیں حکم بالذینین و تہہ  
 رحیم یعنی جیکہ آیا ہے تمہارے پاس رسول تین میں سے بدی ہے کہ میرا تم تکلیف آٹھا اور میں دکھتا ہوں  
 تمہاری ہدایت پر سنا تو ہر شفقت رکھنے وہ مہربان دوستی دیکھتے اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں آپ کے  
 آئینہ ذکر فرمایا اس کے بعد آپ کی صنعتیں بیان فرمائیں مولد شریف میں بھی یہ ہی ہوتا ہے جو کچھ آئینہ ذکر  
 رشتہ ہیں کہ آپ پیدا ہوئے معنی عالم غیب و بعد از عالم شہادت و ہر ہر میں شریعت کا در بیان آپ کی صفات کا





دانت لما ولدت ہشتمت الامین  
و طسارت بزرگ الا فنی  
ظن فی ذلک انفسیاد نے  
النور وسیل الرست و مخترق

اب دیکھئے اس میں حال حضرت علیؑ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولیت کا اور پھر مستقل ہونا ایک صبیحہ و دو گھنٹہ  
اور حضرت ابراہیم اور نوح علیہ السلام کا نجات پانا آپ کی برکت سے کہ آپ کا خدا کے ساتھ تھا پھر تعبدات  
صباہی رجمی انہما کار پیدا ہونا اور اس وقت نور کا لیکن پھر اس نور سے تمام عالم کا روشن ہو جانا جو کچھ عقل  
سولہ سرعین میں تفصیل ہوتا ہے اس جہ میں بلا جملہ وہ صبح مذکورہ اس ہی پس مردود ہوا اول اُن  
لوگوں کا جو کہتے ہیں بالاستقلال یہ لوگ کسے اگر وہ حق کے اندر ذکر میں ذکر یہ بھی کرے دست ہا بعض  
کہتے ہیں کہ تنہا پڑے تو جائز ہے مجھ میں نہ پڑے ہیں اب لوگوں کو آگے کھول کر دیکھا چلتے کہ اس  
سہل میں کل قصید حضرت عباس کا بالاستقلال اسی ذکر میں سے اور میں نے اس کے دل آفر میں بند و مغلطت اور  
میں میں پڑھتا ہے اور اس طرح روایت بقہ میں بنی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے بالاستقلال یہ ہی ایک  
ذکر جمع عام میں بیان فرمایا تو ثابت ہو گئی مجلس ذکر میل و مبارک کی اصل میل اب ثابت کر میں ہم  
دوسری بات یعنی اسکی تفسیر اور شمل بھی ہے یہاں اس کہ ہے کہ مجلس پڑھنا شکر یہ نعمت خدا  
کا کیا ہادی حق شہاد نے ہر روزی مایت کے لئے ہیچ یا صیحا کہ کلام نام خودی کی اسناد میں تصریح کہ  
مفسرین کی موجود ہے تقدیر علی المرتضیٰ از لعل فیہم مولا اقا یہ میں نظیر اور شمل اسکی جلسہ شکر یہ صبیحہ  
بھی ہوتا تھا چنانچہ صحیح مسلم میں ہے ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حلقہ صحابہ میں تشریف لگا چھا تم کہ میں  
بیٹھے ہر کہا ہم بیٹھے ہیں اسکی یاد کرتے ہیں اور شکر اور اسکا ادا کرتے ہیں علیؑ ہرانا اللہ لا اسلام دن بعد ازاں  
اسات کا شکر یہ ادا کرتے ہیں کہ خدا نے ہکو ہدایت فرمائی اسلام پر اور احسان کیا ہے اسات کا راہ و راستہ پر لگا رہا  
تب فرما یا حضرت نے تنکو قسم اللہ کی تم محض شکر یہ کہ لے بیٹھے ہو اسنوں نے عرض کی قسم اللہ کی ہم اس لئے  
بیٹھے ہیں آپ نے فرمایا بیٹھے تنکو اسلیں تم نہیں دہی کہ ہر یہ گمان ہو کہ تم عبث بولتے ہو کہ میرے پاس جبریل  
یا اور اسنے یہ خبر دی کہ ان اللہ عز وجل یا ہی کہم الملائکہ یعنی اللہ تعالیٰ فرشتوں میں تھا اور نظر ظاہر کرتا ہی  
کہ دیکھو میری نعمت کا شکر کرتے ہیں دیکھئے صحابہ نے نعمت اسلام کا انکر یہ ادا کر کے رہ و رہ پائے مجلس  
میلاد میں اس نعمت عالی کا شکر ہے کہ جو دین اسلام کا اصل سبب ہے امید ہو کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے شکر  
میں باغبان محفل میلاد اقدس کا ہی فخری ہر فرشتے کی شکر نعمت ہے جب معلوم ہو کہ مجلس ذکر رسول

۱۵۵

۱۵۵



غطاس میں اس شخص کا ہاتھ نہ کرنا لفظ اسلام علی رسولک مقابلہ علی علیہ وسلم کے تھا اس لفظ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اسکو منع کیا اور سید شریفین میں جو بعض اوروں نے اسکو منع کیا اسکی بھی منع میں وارد نہیں ہوا قیاس میں کرنا اور غیر میں  
 کو تنبیہ پر بھی نہیں آجکل کی کیفیت مروجہ مدارس کو خیال نہیں فرماتے کہ ان حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی تعلیم دین ہوتی تھی اور اب بھی مدارس اسلامیہ میں ہوتی ہے لیکن اسقدر فرق ہے کہ دل کی شرح  
 بات کو تھا کہ استاد پڑھتے تھے شاگرد سنتے تھے چنانچہ بخاری و مسلم و ابوداؤد وغیرہ یہ سب محدث کہتے ہیں  
 کہ ہمارے استادوں نے یہ حدیثیں ہمارے سامنے پڑھیں اور ہم کو تعلیم کیں جا ہی لفظ حدیث اس پر شاہد ہی  
 اور امام احمد اور ابن مبارک اور یحییٰ رحمۃ اللہ علیہم جمعین کے نزدیک لفظ اخیر بھی مثل حدیث و ہی ماری  
 عن استاد کے معنی میں ہے کہ مغلہ زادہ امام شرفناہ بن ہبک تیرہ سو برس ہو چکے وہی دستور جاری ہے  
 کہ استاد پڑھتا ہے اور شاگرد سنتے ہیں جو شبہ ہوتا ہے استاد سے دریافت کر لیتے ہیں اور ہندوستان کے  
 مدارس کا یہ طریق ہے کہ شاگرد پڑھتا ہے استاد دیکھتا ہے جو سلف میں بکثرت تھاب بالکل بیان مترادف  
 اور غیر مدرسہ کی نہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہ ابو بکر نہ عمر نہ عثمان نہ علی سے رضوان اللہ علیہم  
 اجمعین اور پہلے صحابہ اور تابعین نے کہ امام اعظم اور امام محمد و ابو یوسف تک بھی تعلیم علم دین کی ہجرت  
 نہ لیتے تھے اب علم دین کے پڑانے پر پختہ ابن سعید بن آدم تین تعلیم میں صرف و نحو وغیرہ کے جدا مقرر  
 ہیں کہ فلان فلان کتاب تک پڑھ لے یہ نہ تھا اور علاوہ اس کے منطق اور علم ہیات و ہندسہ وغیرہ جدا  
 سلسلہ یونانیوں تک پہنچتا ہے اور صحابہ کی جو تہذیب اس علوم کی گرد نہ لگی تھی اب تحصیل میں داخل  
 ہیں اور پہلے جو کوئی روپیہ دیکھتا تھا مخفی طور پر اپنے کو خالی ریاسے جانتا تھا اب چندہ دینے والوں کی  
 نمائش ہوتی ہے ان کے نام سال ببال کتابوں چیتے ہیں چندہ والا اگر دینے میں کچھ تا مل کرے تو ایک  
 یہ وہ متقاضی ہے پھر معین کیا جاتا ہے غلام یہ کہ اس زمانہ کی طور پر تعلیم حاصل کو کہاں تک بیان کر دت  
 کہ سے کم علم آدمی بھی تا مل کرے گا تو معلوم کرے گا کہ جنگ مدہ تعلیم دین کا اس ہیئت کذا کی اور ہیئت  
 مجرم کی کیا تھے ہرگز قرون ثلثہ میں پایا نہیں گیا لیکن پیغمبر جاکر سکتے ہیں اس کو فضا اس بات پر نظر رکھتے  
 کہ یہاں یہ عوارض اور لوازم باہمی منت سے نہیں لیکن اصل تعلیم دین تو ثابت ہے ان عوارض سے اس  
 کی مہلیت باطل نہیں ہوتی اور یہ نہیں کہتے کہ یہ تعلیم جو اس ہیئت کذا کی سے ہے بدعت اور منکرات ہی  
 علی ہذا قیاس عارض ہونے اس ہیئت کذا کی سے مغل سولہ شریعت میں سنت ہونے سے خارج نہیں

جو سکتی اور بہت خلافت کما اس کا لغو اور ضلالت ہو فائدہ اس مقام پر مکتوب ہر امن قاطعہ لنگوی نے  
 مدرسہ بروجہ حال کو بھیج دیا جو سنت ثابت کیا ہے صفحہ ۵۵ اخیر مدرسہ کیلئے لکھا آفتاب صاحب صفحہ  
 طالب علم دین و افراد مساجدین کہتے تھے مدرسہ ہی تو تھا نام کا فرق ہے لہذا اصل سنت وہی ہے اور خیال  
 کو یہی جو رکزۃ وصول کرتے تھے ان کو عامانہ یعنی اہل ملت تھا سودہ ہی اب تجوید مدین کی جو یہ بھی انہیں  
 پر لیا ہے صفحہ ۸۹ اور چندہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود لیا ہے غزوہ تبوک میں صفحہ ۸۷ ایک تھوڑی  
 والا بھی جانتا ہے کہ مدارس کے سب بوسنت ہیں قرونِ ثانیہ میں سوجو دتھے انہی علامہ تہجدی صاحب کتب دین  
 امیر مہندھ پھل سید دکانہ شمس اس سے بہت اعلیٰ اور سچی ذکر و ثبات یہ خود ثابت اصل حبیب ذکر و پرکندہ  
 چکا اور قرونِ ششم استعمال عطر اور کھانا اور شیرینی وینا یہ خاطر داری اور ضیافت سہانوں کی ہے صحیحین  
 کی حدیث میں کان یومین باللہ والیوم الآخر فلیکم ضیفہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کمال تاکید سے  
 ارشاد فرماتے ہیں کہ جبکہ اللہ تعالیٰ اور روز قیامت پر ایمان ہے اس کو چاہئے کہ خاطر داری اور  
 تواضع کرے اپنے مہتر سے ہوئے کی پس فرشتہ زیار پر آکر کھانا اور عطر لگانا سنانوں کی تعظیم و اکرام  
 اور مجلس کریموں سے چاہیے کہ ان کی میت ہلک یہ ہوتی ہے کہ جو کچھ ہم نے تیار کیا ہے شیخی  
 یا کھجور یا شیرینی وغیرہ وہ صاحبوں کو جو چاہے مہتر آئیے کھلائیں اور شریعت سے یہ بات معلوم کی کہ  
 ضیافت شمع میں کس چیز کا نام ہے چیز کھانکی خواہ تھوڑی یا بہت جب اس کے لئے آویس کو بلاو لگاؤ و فرست  
 ضیافت کھانکی صبا بی روئی کا کھانا یا کھجور جو ہوتا پیش کرتے اور حدیث میں ہے لودعیت الی کراع  
 لاجبت یعنی ایک یاچہ بکری کیسے بھی کوئی دعوت کرے تو میں قبول کروں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا  
 یہ اخلاق مالی تھا اس اہل ضیافت کا پیش کر دینا منظور ہوتا تھا پاپیت ہرنا منظور ہوتا اور یہ ہی سنت  
 کو ارشاد فرمایا حبیب کہ بھاری میں ہے ان دستیم الی کراع فاجیبہ یعنی اگر کوئی تم کو ایک یاچہ بکری پر دعوت  
 کرے تو قبول کر دو دفعہ بھی یہی حکم دیتے ہیں خدا دی برہنہ میں ہے ازجبت بعد فقر انشاء نیار  
 و قصد نکند حاجت تکم را بلکہ نیت کہ اختہ ای سنت داد خالی سرورہ دل مسلم ہیں اگر کوئی ستم زوی  
 مقصد شکم سیر کھانا کھلاوے محفل مروتہ شریف میں یا کم مقدور والا محفل شیرینی اور کھجور یا حشر کے لئے  
 بل اسلام کو تکلیف دی اسکو شرع میں ضیافت کہتے ہیں اور ہدایہ میں ہے من لم یجب الدعوة فقیہ  
 عسی با القاسم یعنی جو مسلمان دعوت کیا چاہے عذر نہ آیا اس نے نادمی کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

الحمد لله رب العالمین  
بسم الله الرحمن الرحیم  
وہ دستِ مکتبہ چاہیے

افسوس وہ لوگ تعمیل سنت کے لئے آدین قبل و کثیر پر نہ نظر نہ کریں اور مسکون کن عادات سنت پر طعن کریں اور اس بات کا خیال نہ کریں کہ سنت کی انتہا میں ذلل ایمان کا اندیشہ ہوتا ہے اور یہ جو طعن دیتی ہیں مٹھائی کے لالچ سے آتی ہیں اور پیسے یہ کہتے ہیں کہ مٹھائی باٹنے کی کیا اصل ہے یہ لغت و لغت پر صیح نہیں شاہ عبدالعزیز صاحب رسالہ اہل بیغزلہ مطبوعہ مہمل محمدی کے صفحہ ۴۲ میں لکھتے ہیں اور تقسیم طعام و شیرینی اگر سخت و خوب است باجماع علماء رانتی طبقہ فتاویٰ خزائنہ الروایات کی تفصیل فضیلت اور روح البیان کی جلد دوم میں لکھا ہے فی بطن المؤمن زادۃ لا یلا و ہا الا کھلا رہی سوسن کے ہٹ میں ایک گوشہ ہے جسکو نہیں بھرتی کوئی چیز سوا سنائی کے انتہی اب خیال کرنا چاہئے کہ گوشہ شکم مومن جو کھیں سے نہیں بھرتا سنائی سے اس کا خلوص رکنا کیا کچھ اجر کی بات آگئی اور فسوسایا اللہ تعالیٰ نے قرآن والہ البرحۃ تنقلوا مما تجنون یعنی نہیں پہنچے تمہاری کی حد کو جب تک مین خراج کر دے وہ چیز جسکو دوست رکھتے ہو اور حدیث سے معلوم ہوا ہے جن چیزوں کو مومن دوست رکھتا ہے انہیں مٹھائی بھی ہے چنانچہ خزائنہ الروایات اور تفسیر روح البیان میں آگیا ہے قال علیہ السلام ان المؤمن حلو و محب لکھلاذ پس جو چیز خود قاسم مومن اور نیز مومنین مقسم علیہم کو محبوب ہو گیا ہے کہ وہی اس کے تقسیم کرنے میں نیکو کاری کی حد کو پہنچے اور کچھ شک نہیں کہ سطر کے جرات سے شاہ عبدالعزیز صاحب نے اس کو سخت اور خوب اجماع علماء لکھا ہے منبر یا چوکی اور اشعار کا ثبوت یہ کہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حضرت حنان منبر پر کھڑے ہو کر خود حضرت کے سامنے اشعار پڑھتے تھے یہ حدیث مرصع بخاری میں ہے تداعی بینی ہانا آدمیوں کا، سکی و دشمنین جن یا یہ با تامل ماحضر کے لئے ہے یہ خود سنت دعوت ہونا اس لئے ہے کہ وہ اگر سیرت و صفات نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیروی میں یہ ہی سنت ہو اس لئے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی صحابہ کو غیر بھیج کر بلائے اور حج کر کے انکو کچھ فرمائے، پکا زبان سے کچھ فرمایا حدیث ہے پس سنت ہوا سماع حدیث کے لئے بلانا اور اصطلاح دین میں حدیث شامل ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل تقریر و صفات و شائے و فضائل و علیہ غیرہ کو اور منبع علم حدیث ذات رسول ہے صلی اللہ علیہ وسلم اور فایت اس کی حصول سعادت و ارپن اور شک نہیں کہ محفل سرمد شریف میں بیان ہوتے ہیں افراد علم حدیث تو اعلیٰ مام کر کے بلانا گو یا حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر تداعی کو کردہ و حرام کہن عجیب بات ہے یہ لوگ آئیہ کریمہ، درغ الی سبیل ربک سے بھی اگر

اپنی شہلی کر لیں یہ بھی ممکن ہے نتیجہ کہ مدرسہ کیلئے ہندو دور از فکر کو دورایا کسان مخالفین کما  
 تنخواہ ملے سین کسان صنف کسان مدرسہ کسان چند کسان مدرسہ کا چند اور بیماری دلائل یہاں  
 مولد شریف جو دلالات دعاوی پر صریح الدلالت ہیں انکی طرف خیال بھی نہیں فرماتے اس کو حجت  
 ثرائے ہیں اس لئے کہ کمال پرانجی کا مقام ہے اگر کوئی یہ کہے کہ یہ چیزیں فراوی فراوی ہیں  
 لیکن ہم ان کا جمع ہونا جائز نہیں جانتے جو آپ اس کا یہ ہے کہ مدرسہ کی جنتی مجبوری بھی قرون ثلثہ سے  
 ثابت نہیں اس کے اثبات میں بھی فراوی وجہ کا ثبوت دیا گیا ہے یہاں بھی وہی قبول کرنا چاہئے نہ نیا  
 یہ کہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ احیاء العلوم میں فرماتے ہیں فان مغرور الباحات اول اجتماع کان ذلک  
 المجموع مباحا و سما انفسہ مباح لم یحرم الا اذا انفسہ المجرع بمغرور الا متقنہ الاحادیث مجتہع ہونے مباحات  
 دستجات سے یہ محض ممنوع نہ ہوگی اور براہین قاطعہ صنفہ میں جو اعتراض اس قاعدہ سلسلہ پر کیا  
 اور یہ لکھا ہے دتھراور پانی دونوں کا جیفہ بنایا جاوے بعد کف دینے کے جو نہایت حاصل ہوتی حرام  
 ہو گیا جواب اس کا یہ ہے کہ جب تک محض تھراور پانی تھا اس وقت تک مباح تھا اب طول مدت اور  
 تاثیر نیاں سے ایک شے ثالث حادث ہوئی جو شہادہ میں کہ سب ہو گیا پس بوجہ حرمیت شے ثالث  
 مذہم شرعی ہے نہ وہ اشیا مباح و نہ تعلیل بولت براہین کے موافق تو اجتماع مباحات سے قطع  
 نظر ایک چیز منفرد بھی حرام ہو جائے گی اس لئے کہ شہادہ اگر بعد سکر خود شراب بنیانا ہے تو چاہئے منفرد  
 چیز کہ یہی حرام کما جاوے اور یہ صحیح نہیں احکام شرعیہ میں تامل و دیکار ہی بنا علیہ معہم وہی ہے اگر  
 اجتماع مباحات میں کوئی مخلوق شہری لازم نہ آتا ہو وہ درست اور مباح ہے اس سے وہ دو سکر و  
 اعتراض مخالفین کے بھی رد ہو گئے جو کہتے تھے کہ قرآن و کیمکر طہینا سنت تھا اور نماز سنت تھی مجتہد  
 لکھ شاہ باہل کتاب ہو گیا اور کوع مشروع اور قرآن مشروع جمع دونوں کا سکر وہ ہوا جواب اس کے یہ ہے  
 کہ صورت اول میں منظور شرعی یہ لازم آیا کہ تشبہ اہل کتاب سے ہو اور صورت ثانیہ میں یہ کہ تشبہ  
 شریف کے مخالف یہ فعل ہو گیا جو فرمایا ہے الا انی نسیت ان اقران افراق را کما و اساجدا ذکر مولدین  
 میں اس لئے کہ وہ بالاشریک ہوئے ہیں نہ تشبہ اہل کتاب سے ہے جیسا کہ لحد ثالثہ میں اسکا ابطال بخوبی  
 ہو چکا اور نہ کوئی نسی نسی انضمام مباحات میں وارد ہے بنا علیہ یہ مجلس معہ انضمام امور مباحہ  
 و مستحکمہ مردہ درست اور نسی ہے و دوسری تقریر اسور مذکورہ کے چواڑ پر یہ ہے کہ فرمایا جن سجاد

مذہب شافعی  
 جب تک کہ شراب نہ ہو  
 وہ کما دینا ہو و ملاوہ  
 جب تک کہ شراب نہ ہو  
 وہ کما دینا ہو و ملاوہ  
 و انہی مباحات سے نہیں  
 مجبوری کی اس  
 شہادہ کی ہوا سبب ہوا  
 شہادہ کی ہوا سبب ہوا  
 اس کے کہ پانچوں میں  
 لکھا ہوا ہے

نے سورہ اعراف کے چوتھے رکوع میں قل من حرم زینۃ العذیٰتی اخراج لعیادہ والطیبات من الزرق  
یعنی تو کہہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ جسے حرام کر دیا اللہ کی زینت کو جو پیدا کی ہے اپنے بندوں کے لیے  
اور نہ تیری چیز میں کھ نیکی دل یہ بات سمجھنی چاہئے کہ آیات کا نزول خواہ کسی موقع میں ہوا ہو لیکن حکام کا  
مفید بہ شان شہروں نہیں ہوتا بلکہ جہاں تک ولایت الفاظ جاری ہوتی ہے وہاں تک حکم جاری کیا جاتا  
ہے یہاں مہول قرار دے چکے ہیں چنانچہ توضیح وغیرہ مذکور ہے العبرة لعموم الالفاظ لا بخصوص السبب یہ بات  
ہماری کل آیات استدلال میں یا درکناس چاہئے پس یہ آیت کریمہ کو موقع خاص میں نازل ہوئی لیکن جسے  
داصلین وفقہاء اس آیت کو عام لیتے ہیں جبکہ نظر درمنا اور تفسیر مبنیادی و داندی وغیرہ پر ہوگی اس سے یہ بات  
تلفی نہیں کہ فروش بچکانہ اور شخص کا سمنا اور عطیات سے لباس بسانا جو کی اور مشہور و مستدلانہ یہ سبب  
سہمہ داخل ہے اور جو کچھ حاضرین کو کہلایا جائیگا پان ادا کی جائے کجور شیرینی یا کھانا اس کو لفظ  
من الزرق شامل ہو ملامہ مبنیادی نے آیت مذکورہ کی تفسیر میں لکھا ہے فیہ دلیل ان الاصل فی المطاع  
والماکل والملاہن انواع النملات المباحہ بنا علیہ یہ سبب چیزیں اور وہ تو اذاعہ صریح حسب تصریح  
مفسرین فحول جائز اور مباح ہر تین مثلاً کرنا اور انکسہر علیہ میں ہے حق تعالیٰ نے فرمایا ہو یا ایہا الذین  
استولوا تحرموا الطیبات ما حل اللہ لکم ولا تعدوا ان اللہ لا یحب البعیدین چاہئے کہ مانعین اندیشہ کریں اس  
کہ وہ معتدین میں شامل نہ ہوں جیسا کہ جو اللہ تعالیٰ نے نہیں چاہتا تیسری تقریر جمیع امور محلیہ و دنیویہ  
یہ ہو کہ دلیل بکراتی چاہئے اس آیت کریمہ سے سورہ بقرہ ۲۱۵ کے چنے رکوع ہے قل بفضل اللہ وبرحمۃ اللہ  
علیہم اہم غیر ما یحجون بارہ برس گزریے یحییٰ اس آیت کو اپنی کتاب بہار جنت میں درج کر چکا ہو  
لیکن عام آدمیوں کو جب تک تشریح نہ سمجھایا جائے اصل مدعا کو نہیں پہنچتے بنا علیہ اب اسکی تفسیر کرنا ہوا  
واضح ہو کہ حق سبحانہ اس آیت ہدایت بیزاریہ میں حکم دیتا ہے اہل ایمان کو کہ وہ اللہ ہی کے فضل و امداد ہی  
کی رحمت سے فرحت اور سرور کریں امام داندی اور مبنیادی رحمۃ اللہ علیہا فرماتے ہیں کہ بیان آیت  
فعل علیہم فرح احمد دت ہے اور آیت مذکور یعنی اہل ایمان کو چاہئے اللہ کے فضل و رحمت پر خوشی کریں پھر  
فرمایا وہ بارہ کہ چاہئے اسی پر خوشی کریں اور نہ کہ میرا تاکید کے لئے ہے اور لفظ فیدلکہ مفید صریح ہے  
یعنی واجب ہے انسان پر کہ فرحت خاص اللہ ہی کے فضل و رحمت پر کرے کیونکہ جہاں است جہانی  
و نفسانی اور نعیم دنیاوی ہیں یہ سب فانی ہیں یہ چیزیں قابل فرحت و سرور نہیں اور فضل و رحمت

ملک میں منسلک ہوا ہو  
لفظہ جاری و سبب میں  
اس میں اس میں دلیل  
جہاں بات پر کس کا حق  
اس کے پورے اور جسے  
ہماری آیت میں جہاں  
ہمیں حکم ہے کہ مباح  
ہے یہ سب اسے ایمان  
ولایت عام و شریعی  
چیزیں جہاں  
تک مصلحت میں لکھا  
ست بارہ حد نہیں  
خیر چاہی و اہل راہوں کو





جیڑی کی بعد از ان سب کو کہہ کر ابھی بیٹھے وہ یہ سنت سنہیڑی کی ہے کہ بعد از حاج کے کچھ کھانا کھا دیں جب  
 کھانا کھا کر سب کو کہہ دیا یہ سب سائلین و مدینین ہیں، اب کیسے اگر نکاح میں عقد نکاح کا سرور ہو میں نے یعنی مجلس و شریف  
 میں اس سے کہیں زیادہ بڑی نعمت یعنی وجود باعث ایجاد عالم کا سرور ہو وہاں خطبہ میں توحید اور قرآن  
 و رسالت پر بیان ہوئے مغرب و فغیریل و شرح سوجہ و وہاں تقسیم شیرینی و خرمایہ و طعام ہے بیان بھی علیٰ ہذا اقلیاً  
 یہ باتیں ہر جہز و ہین اور اگر سال سال کی ہر شکیلیت مطروب ہو تو محدثین موم و عاشوراء کی نظیر دے چکی ہیں  
 کہ موسیٰ علیہ السلام کی نجات کا شکر یہ سال مبالغہ کیا جاتا ہے غرض کہ سیلا و شریف کی اصل میں شرع میں  
 موجود ہے اور نظیر درشل میں بنا علیہ موافق قول مولوی اسماعیل صاحب کی یہ عمل بدعت نہیں الیکہ و تقریر  
 ثابت کرتے ہیں کہ یہ محفل سنت ہے مولوی اسماعیل صاحب مذکور انوار میں مجتہدین کی نکالی چیز کی سنت میں  
 داخل کرتے ہیں اور مجلس سیلا و اگرچہ بدین ہیئت مجرمی کسی مجتہد مطلق نے خود ایجاد نہیں فرمائی لیکن مجتہدین  
 مطلق نے ایسے عمدہ قاعدے کلیہ ایجاد کئے کہ یہ مجلس ان قاعدوں میں داخل ہو گئی مثلاً حضرت امام  
 مالک حدیث کی تفسیر اس طرح کرتے تھے کہ دل غسل کرتے تھے یہ فرض ہوتا چو کی وسعت بھتی عود وہاں  
 وغیرہ بخود خوشبو لگاتی پھر سر پہ نہ رکھ کر دل تھام سے جان دے لوگوں نے پوچھا یہ ہتھام کیوں کرتے ہو  
 تعظیم کو چون حدیث رسول اللہ کی تم کسی نے اہتر ارض کیا اور چپ ہو گئے امام مالک خیر القرون تھے  
 تابعین میں تھے وہ محبت تھی انکے فعل سے یہ آداب بت سچے پھر حنبلیہ نے اعتراض کیا وہ انکی دلیل  
 معقول منکر چپ ہو کہ واقعی حدیث رسول اللہ کی تعظیم ہے پس وہ سر د کا سکرت کرنا بعد لغت میں یہ بھی قول  
 امام مالک کو سرید ہو گیا علاوہ برین اس وقت سے آج تک جمیع کتب حنفیہ الکیہ شافعیہ میں دستور العمل مکتوب ہو گیا  
 کہ حدیث رسول اللہ صلی علیہ وسلم کے لئے مکان عالی پر چھینا خوشبودار تعظیم مد نظر رکھنا مستحب، مراجع لغت  
 اور مواہب اور شرح مواہب وغیرہ سب بات ظاہر ہے اور علوم سے سب کو یہ بات کہ محفل مولد شریف میں حاشا  
 و عجزات رسول اللہ صلی علیہ وسلم کا ذکر ہے اس میں اس قسم کے آداب کئے جاتے ہیں پس یہاں تک کہ محفل  
 سورہ شریف میں داخل اور سنت میں شامل ہے۔ اور دوسرا وہ سلام و وجہ کھڑے ہو کر  
 پڑھنا ان کے لئے ہے ان میں بھی محدود ہے ثابت ہے یعنی احمد بن حنبل۔ ان و یحییٰ بن سعید یارہ مسجد  
 پشت نما کر سب کو بتا شروع کرتے تھے اور بڑے بڑے عالم احمد محدث مثل علی ابن مدینی اور ابن  
 ابی امام احمد وغیرہ کثرت سے کرتے تھے اور تحقیق کرتے حدیث میں اور کہ انکی سیئت اور جلال سے مہینہ سستا تھا

یہ حال قادی برہنہ میں موجود ہے نہ محدثوں اور مجتہدین کے اعمال سے ثابت ہوتا اگر کوئی شخص ذکر رسول کھڑا ہو کر کہے صحیح ہے اور حضرت حسان بن علی کھڑے ہو کر اشعار پڑھا کرتے تو اور فخر بیان کرتے تو سیدنا شہید علیہ السلام کا یکن قازمی اور ناسعین اولیٰ آخر تک کھڑا رہی میں شفت سمجھ کر کہ کبیر کھڑا رہنا دشوار ہو لایکلف احد نفسا اور حسابیں اسید قدر میں کھڑے ہو جاتے ہیں جہن میں لادت شریف کا ذکر ہوتا ہی کہ یہ عصبہ ایسی نرحت و مرد کا ہی اصل امور مرد و عصبہ میں لاد کا ثبوت مجتہدین مطابق قواعد اعلیٰ ہی ہو گیا اور جدت ملک ابوسعید خدری نے محفل مولد کا سامان کیا اور مفتیان دین میں اس مسئلہ کا مسئلہ میں اعلان کیا اس وقت اگرچہ کوئی مجتہد مطلق موجود نہ تھا لیکن مجتہدین کے چند طبقہ میں ائمہ سے ایک مجتہدین نے اسباب ہوتے ہیں کہ قوت نظریہ انکی قوی ہوتی ہے اور اپنے امام کی اصل پر نظر کر کے مسائل غیر منصوص میں بغیر اجتہاد ہی حکم دیتے ہیں اس قسم کے مجتہد شافعی و مالکی وغیرہ موجود تھے تو ایچ سے ثابت ہو گا کہ قوت جمیع محل و محفل مولد شریف کو مع امور مروجہ اطعام طعام و تعیین یوم میلاد وغیرہ جائز رکھا پس ان خصوصیات کی اسناد وہی مجتہدین تک پہنچتی اور مولوی اسفل صاحب مجتہد مطلق اور مجتہد فی الشریعہ کی قید اولیٰ نہیں کیونکہ ان کی غرض یہ ہے کہ کوئی فعل یہ نہ کرے کہ عزم یا عدم رکم یہ نہ کرے کہ کر لین بلکہ وہ ایسی مجتہد ہوں کہ انکو قوت نظریہ لائق اصل و نظیر پہنچانے کے ہوئے اور مولوی اسمیل صاحب نے تہ کیر الاخوان کے باقاعدہ میں یہ بھی بیان کیا ہے کہ اگر اکثر عالم دین و ائمتہ اس مسئلہ کو قبول کر لین تو البتہ وہ بھی مجتہد ہے انتہی پہنچے بیان اجتہاد کی بھی قید نہ اور وہ اب ہم کہتے ہیں کہ اس محفل کو اکثر علماء و دیندار متقیوں نے معتبر رکھا اور احتجاجاً فتویٰ دیا ہے اور ابوسعید خدری کے عہد میں علماء نے عالی درجہ صحیح النظر جامع فروع و اہل سنت قوت اخلا مسائل غیر منصوصہ انی عقل اور ادراک میں رکھتے تھے ملاوہ برین امام شافعی کے قاعدہ میں جو کہ مجتہد فی الشریعہ تھے محفل مع جمیع خصوصیات و تعلقات مروجہ اہل اسلام داخل ہو وہ قاعدہ یہ ہی کہ امام شافعی سے پہنچنے سے یہ روایت کیا ہو کہ نبی بات اگر ایسی ایجاد ہو کہ قرآن اور حدیث اور اجماع کے خلاف ہو نہ شافعی اور نہ روایتی ہو وہ بدعت حسہ و کبریہ ہے اسکو مجتہد کہنا چاہئے پس محفل میلاد و اشہا مجتہد کے قول میں داخل ہو گئی کیونکہ یہ کسی حکم قرآن و حدیث و اجماع کو رد نہیں کرتی اور اگر رد کرتی ہے بیات کر دین ادنیٰ فعلیہ البیان اسماصل ہر شیخ سے سبکی اسناد مجتہدین تک پہنچتی ہے خواہ تصریحاً خواہ استنباطاً پس یہ محفل سنت میں داخل ہے اور بدعت نہیں برافق قاعدہ مقررہ مولوی اسمیل صاحب



لا شکر نہیں  
لا لاف نامی نہ  
بالکام صواب اس  
عورت میں

اور یہ بات عمامی پہول کہ معنی شیر کہ فرحیت امر الی کسی فرد میں پائے جائیے، ادا ہو جاتی ہے خواہ وقتاً ہی نہیں  
ہو لیکن فرد مفروض شریعت سے زیادہ کرنا تکمیل فرض کیلئے جائز ہو جسے مستحب و مذکور ہو شرعاً  
جب یہ بات معلوم ہو چکی تو ثابت ہو گیا یہ کہ شکر و فرحت و سرور وجود نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نہایت ہی  
جب ہو سکا کہ میں فرد میں ہر کے عمل میں لائے خواہ اطعام طعام یا تقسیم شیرینی اہل ایمان میں خواہ قرارت  
قرآن و کلامت و عبادت و شادمانی و انج و محامد و مناقب بہتیت آداب و تعلیم کرے خواہ ان سب باتوں کو جمع کرے  
پھر شہر بیع لا اول کی بار ہوں تاریخ یا فعال و اعمال بجا لائے یا کسی اور تاریخ اور کسی مہینہ میں سب جائز ہو  
اس تقریب سے مطلق کی سب فرد جائز رہی اگر کوئی یہ ذکر نعمت اللہ با قید کرے وہ بھی جائز ہے اور جو مفید  
مفید و آداب مستحبات ہو کر سے بجا کر لے بعد ابعہ میں گزرجکا وہ بھی جائز ہے، اور یہ باہد ہست معلوم ہے کہ  
حبقتہ مستحبات و مستحبات شریعیہ محفل میں زیادہ ہونگے خیر و برکت زیادہ ہوگی، سو جسے اکثر آدمی اس ذکر  
اقدس کو جانتک ہو سکے تہذیب و احترام و ذریعہ ہفتاشام سے کرتے ہیں کا جماع افراد مستحبات سے معنی  
کا تضاعت و ذریعہ نہایت ظاہری سے شان اسلام کا بھل ظاہر ہو یہ نہیں جو مانعیں کہتے ہیں کہ ان لوگوں  
کے نزدیک بغیر نور و وجہ منکر اقدس مت سے عاٹ دکھ جب جی چاہے خالی تیر و سے بھی بیج و قصد  
میلا و ذخیرہ پڑتے ہیں بنا علیہ پیر کوئی غبار نہیں ہاں مانعیں ایک اندیشہ غیظ میں ہیں ذریعہ بھل اور  
تقسیم شیرینی اور اجتماع مومنین کو منع کرتے ہیں گویا انہوں نے مطلق کو مفید کر دیا کہ اس بہتیت بھل کیا  
نہو اس کا نام شریعت میں نہیں ہے معاذ اللہ اور یہ اعتراض کہ صحابہ و اہل بھل کے ساتھ کیوں کیا  
جواب یہ ہے کہ ان کے وقت کی چند مصادق ایسے پیش کئے کہ ہر ہر وہ سپہ کا سینہ قرین صلحت تھا  
وہ اپنی نہایت اور تکلف طعام و لباس میں بھی نہ لگاتے جو کچھ پائے اُمین برات میں اٹھاتے لیکن  
پھر بھی اہل فرحت و سرور ذکر نبی میں ہمارے شریک تھے بھل سے صلہ لگایا اصل عمل نو انہیں پایا  
ہی فرحت و سرور و شکر یہ مفروضہ ایک فرد بھی ادا ہو سکتا ہے جیسا افراد کثیرہ میں ادا ہوتا ہے، اور بہت  
صحیح طور پر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ میں چکا سے اپنی امت کو ارشاد فرمایا ہے کہ اس  
ذات پاک کی جبکہ قبضہ میں میری جات ہے یہ رستہ جاپ کی وہ شان ہے کہ اگر تم احد پیار کے بر سر  
خدا کی راہ میں شاد و گے تب بھی انکے تین پاؤں کے برابر اب نہ لیکو اور تو ڈیرھ پاؤں کے برابر یہ حدیث  
صحیحین میں ہے اس صورت میں اہل اسلام متبطل تحقیق و یقین کہ حضرت عباس کا وہ قصیدہ و دہانہ کر

روز خوشی خوشی حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں چڑھ دیا، وہ حضرت عثمان کا شعار  
 خیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراجعہ میں کثیر چڑھانے تمام بیٹ جمعی کے اکثر کثیرہ کی خیر و برکت  
 سے کہیں زیادہ ہو گا جب انکا ڈیر پاؤں جو خرچ کیا ہوا ہمارے پیانے کے برابر ہونے سے زیادہ ہو، تو یہ حضرت  
 ابو ہریرہ جو کہتے ہیں کہ تم صحابہ سے بھی بڑے گئے کہ انہوں نے یہ تہل نکالا تم کرتے ہو جب وہ بڑی ہو گئی یہ کہ  
 انکا ایک نوکر فرحت اور سرور قلبی سے کہنا ہمارے بہت سے سالان فرحت و سرور سے افضل ہوا ان کے  
 حدیث پھر ہم انان بڑے گئے ان سے ان صحابہ اصل اس تذکرہ اور فرحت و سرور وجود و باوجود نبی صلی اللہ  
 علیہ وسلم میں ہمارے شریک بن بنا، علیہ ہمارا سلسلہ فسی طاہر و اہم ہے کہ حضرت شاد دلی اللہ رحمۃ اللہ علیہ  
 دیا جدا انتہاء میں فرماتے ہیں باید دانست کہ یکے از نعم خدا تعالیٰ بر امت مسطوف علی صاحبہ الصلوٰۃ  
 والتسلیمات است کہ نامروز سلسلہ ایشان تا حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم صحیح ثابت است و  
 اگرچہ اصل است و آباد آخرت و بعض امور مختلفا ہو وہ است میں موفیہ صافیہ ارتباط ایشان در اصل  
 بصفت و تعلیم و ادب و تہذیب نفس پورہ ہمت نہ بخیرت و دعوت و در ذہن سید الطائفہ جنید بغدادی  
 درم فرقت ظاہر شد و بعد ازان رسم بہت پید گشت و ارتباط سلسلہ بہت متحقق است و اختلاف ضرورتاً  
 ضرر لیکن الی ان قال و علماء کرام ارتباط ایشان درمن اول باستماع احادیث و حفظ آن و دعائی  
 قسب پور بعد ازان تصنیف کتب و قراۃ و مناوۃ و اجازت آن پیدا شد و ارتباط سلسلہ بہت بعد ازیں  
 امور صحیح است و اختلاف ضرورتاً اتری نیست بڑا علیہ اگر فرحت و سرور اور مع خوانی میں ہمارے اور  
 رضوان اللہ علیہم کے مابین کچھ ہمتیت کا اختلاف ہو تو ہرگز مفرق نہیں جب سب اہل امر ہم بنی اور انہیں شریک ہے  
 باقی رہی تحقیق تعیین تاریخ سو مراد ان لوگوں کی یہ نہیں کہ بارہین در بیع الاول سے غیر دون میں جائز  
 نہیں بلکہ اس میں ایک قسم کی مناسبت سمجھ کر اس میں زیادہ تر یہ ممکن پاک کرتے ہیں اور وسیل شرعی ہے  
 بھی موجود ہے وہ یہ کہ شریعت شریف میں یہ مضمون پایا گیا ہے کہ جس روز کسی نعمت فاضلہ ہو  
 ہر سال اسی روز خوشی کیا کریں قرآن شریف میں اس نص میں یہ کی مثال یہ ہے کہ جب حواریوں نے  
 عیسیٰ علیہ السلام سے درخواست کی کہ اگر آسمان سے ہمارے لئے چران کھائیکا اترے تب عیسیٰ علیہ السلام نے  
 علیہ السلام نے یہ فرمایا اللہم ربنا انزل علینا مائدۃ سماویۃ لکن لا نلادنا و آخرنا کما کھانا امام رازی نے  
 بہرین کہ اس کے یہ معنی ہیں یا اللہ! تار ایک خوان کھائیکا آسمان سے کہ ہمارے ہمارے سپہوں اور سپہوں کے

عید یعنی جہنم میں وہ ماندہ اترے اس کو ہم عید بنالین اور ہمارے بعد چھوڑ دیں وہ بھی اس کو  
 عید بنا دیں اس دن کی تعظیم جاری رہے پس اتر وہ ماندہ اتر یعنی یکشنبہ کو اور بنالیا انصاری نے  
 اس کو خوشی کا دن کہ اس میں خوشی کرتے ہیں انتہی یعنی وہ لوگ اپنی عبادت گاہ میں جمع ہوتے ہیں کشتہ  
 مثل جہنم اہل اسلام کے اور سردار اپنی ملکوں میں تعطیل کرتے ہیں شراحت پاترین دیکھتے قرآن شریف  
 اصل ثابت ہوئی کہ روز حصول نعمت کو ابد عید بنالیا جاوے اور حدیث میں یہ سند ہے کہ ابن  
 عمر محدث نے مسلم اور بخاری کی حدیث سے نکالی ہے یعنی جو وقت رسول صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں  
 تشریف لائے وہ وہو کو دیکھا کہ عاشورا مرحوم کو روزہ رکھتے ہیں آپ پر چھا کیون رکھتے ہو بولے یہ وہ  
 دن ہے کہ اس میں روزہ دیا اللہ تعالیٰ نے فرعون کو پہاڑ پر علی السلام کو پس روزہ رکھا موسیٰ فرشتہ انجمن  
 شکر اللہ تعالیٰ یعنی ہم اس دن کو روزہ واسطے شکر گزاری اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں حضرت نے یہ شکر ارشاد فرمایا  
 بخاری نسبت ہو کر زیادہ مناجات برسی سے تب آپ نے روزہ عاشورا رکھا اللہ عباد کو بھی حکم دیا ہے عید  
 میں کبھی مسلم اور بخاری میں فرج دے متبذکے کہ کب فرعون لڑا اور کب موسیٰ علیہ السلام نے نجات  
 پائی تو جیسے ایک وہ شکر یہ اس نعت کا جاری ہو کہ جب لڑا عاشورا مرحوم کا آتا ہی برسل اہل اسلام کا  
 شکر ہے اور کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیدا ہونا تو ایسی بڑی نعمت ہے کہ نظر مل ماندہ میل  
 اور نجات موسیٰ علیہ السلام سے کہیں فایق اور الفضل اور اکل ہو پس یہ دن جب برسل آئے ہیں  
 پسین حرکت و سرور ظاہر کیا جاوے اور شکر اکی کہیں اعادہ کیا جاوے جب سعید کا برسل ہو جب  
 اعادہ شکر سرد ہو قرآن حدیث سے ثابت ہو گیا اور وز میلہ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو نہایت  
 کو قابل ہے کہ اس کو یوم سرور کیا جاوے علاوہ ان دلائل کے اور یہی حدیث صحیح حدیث میں قرار  
 پائی یوم سرور یا عید طہر نعمت علماء متحققین نے مثل مفتی سعد اللہ صاحب نعیر نے بیان فرمائی ہے  
 اور یہ بات تو اس قسم کی ہے کہ ابو عبد اللہ بن احنبل جبکہ یہ صاحب اپنا طرہ اشارہ کرتے ہیں معنی ان کو ان  
 عمل بولہ شریف مانتی ہیں انھوں نے اس شخصیت فضیلت ماہ ربیع الاول کو مسلم رکھا یہ عبارت ان کی  
 مدخل میں یہ ہے **یومنا الشہر العظیم الذی فضل اللہ تعالیٰ وفضلنا فیہ بمنہ البیضاء** اگر ہم اندھی میں اللہ تعالیٰ علیہ فیہ  
 اور لین و لاخرین کان حکیم ان یزاد فیہ من لعبا وہ کثیر فکر المولیٰ علی اولیاءہ من بدوہ السنم العظیمة و قد اشار علیہ صلوا  
 و السلام الی فضیلتہ ذہ الشہر العظیم بقولہ علیہ السلام **للسلم اللہ سال من صرم یوم الاثنین** فقال علیہ السلام **لک یوم وکذا**

تشریف نذہریم مستحق التشریف نذا الشریف یعنی یہ عینہ ربیع الاول کا بڑا بیک ہر عینہ میں پہر بھان کیا کہ  
ایسا سید الاولین و آخرین پیدا کیا جب یہ عینہ آیا کہ وہ ہو چکا ہے کہ بطور فکر یہ بہت زیادہ ہیں فیکیان کیا  
کہ اس اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کی بڑی کی طرف اشارہ کیا کہ چونکہ آپ روز میر کا رکھا کرتے تھے  
جب کسی نے پوچھا کیوں رکھتے ہو کہ اپنے فرمایا میں میں من پیدا ہوں ہیں اس سے ثابت ہو گیا کہ جب پر کا  
وق باہٹ پیدا ہونے آپ کے شرف اور کرم پر گما اکل نون کی نسبت ہیں بدو عینہ بھی کرم اور عظم شرف  
کل عینہ نہیں یعنی جن کلام ابن حاج کی اہد ایک اعتراض دوسرا جو ولد و ہوتا تھا کہ یہ عینہ اگر افضل تھا  
تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود کیوں نہیں اکتفا کر کے وغیرہ کا کیا اس بات کا جواب بھی انہی حضرت بن حجاج  
نے دیا میں دیدار مکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یجد فیہ علی غیر من الشہور شہایا من العبادات والذکات  
الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم باتہ دقیقاً ہم لاند علیہ السلام کان تیر کہ اہل حقیتہ ان میفرض علی اہل یہ عبادت پہلی  
عبادت سے علی ہوئی یعنی ہو چکا ہے کہ جب یہ ربیع الاول میں زیادہ کرنا نیک کا ملان کا اگرچہ حضرت صلی اللہ  
علیہ وسلم نے خود کوئی بات زیادہ اس عینہ میں نہیں فرمائی۔ اس واسطے تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جو روایا کرتے تھے کہ  
یہ عینہ بہت اہم پر یہ کام فرض ہوتا ہے پس اس کے نفس سے شہادت کا کام ہوتا ہے جس میں بیچ الاولیٰ کی  
وعدہ میں کالی دعائی ہے والحمد للہ علی ذلک ووسکروا میں اس عمل کی علی اللہ عام یعنی ہر سال کرنا چاہیے  
کہ عینہ صبح میں آگیا ہے صلی اللہ علیہ وسلم لے اہل دہار ان قل یعنی اللہ کے سبب پایا وہ میں کرم سے اگرچہ  
اگرچہ تشریف ہو پس جو شخص سال بھر میں ایک دو مرتبہ بھل کر گئی تو ظاہر ہے کہ تین سو سالہ دشمن ایک دن یا دن  
اس عمل پر ایک کے حصہ میں آتے ہیں یہ دلیل پر محبت لیل ہو تو اب اس کو دائمی بھی نہ کہوں تو کیا اللہ تعالیٰ کو پکارا گیا  
بناد علیہ طالب حیات کو لازم ہو کہ یہ عمل ہر سال کیا کہے تفسیری دلیل اس کے دوام کی یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ نے  
سورۃ حدید میں ارشاد فرمایا جو در بیان آیت ابتدہ واما کتابا علیکم الا ابتغوا رضوان اللہ علیہ فہو احسن وایضا یہ  
آیت جبرج بدعت عینہ کے جو از کی دلیل پر بطرح اس پر بھی دلیل ہو کہ اگر کوئی کام نیک اپنی طرف سے  
ایجاد کرے تو اس کا نیا اور حق ادا کرنا بھی مناسب تفصیل اس کی یہ کہ جب نبی ہر سال نے خاص اللہ  
تعالیٰ کی رضا مندی اور اپنے نفس کی واسطے اپنی طرف سے یہ ایجاد کیا کہ بھاڑوں اور چنگیز میں کیلے  
جا بھیجے مگر وہ کپڑے پہنتے نکاح نہ کرتے لیکن انجام کار پوری حق گذاری ادا نہ ہوئی تب اللہ تعالیٰ  
نے ان کو فرمایا کہ انہوں نے بھٹیں ہماری رضا مندی کیلیں ایجاد کیں اور ہم نے حکم نہیں دیا تھا ان کا پھر کرم

یہ عینہ بہت اہم پر یہ کام فرض ہوتا ہے پس اس کے نفس سے شہادت کا کام ہوتا ہے جس میں بیچ الاولیٰ کی وعدہ میں کالی دعائی ہے والحمد للہ علی ذلک ووسکروا میں اس عمل کی علی اللہ عام یعنی ہر سال کرنا چاہیے کہ عینہ صبح میں آگیا ہے صلی اللہ علیہ وسلم لے اہل دہار ان قل یعنی اللہ کے سبب پایا وہ میں کرم سے اگرچہ اگرچہ تشریف ہو پس جو شخص سال بھر میں ایک دو مرتبہ بھل کر گئی تو ظاہر ہے کہ تین سو سالہ دشمن ایک دن یا دن اس عمل پر ایک کے حصہ میں آتے ہیں یہ دلیل پر محبت لیل ہو تو اب اس کو دائمی بھی نہ کہوں تو کیا اللہ تعالیٰ کو پکارا گیا بناد علیہ طالب حیات کو لازم ہو کہ یہ عمل ہر سال کیا کہے تفسیری دلیل اس کے دوام کی یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ حدید میں ارشاد فرمایا جو در بیان آیت ابتدہ واما کتابا علیکم الا ابتغوا رضوان اللہ علیہ فہو احسن وایضا یہ آیت جبرج بدعت عینہ کے جو از کی دلیل پر بطرح اس پر بھی دلیل ہو کہ اگر کوئی کام نیک اپنی طرف سے ایجاد کرے تو اس کا نیا اور حق ادا کرنا بھی مناسب تفصیل اس کی یہ کہ جب نبی ہر سال نے خاص اللہ تعالیٰ کی رضا مندی اور اپنے نفس کی واسطے اپنی طرف سے یہ ایجاد کیا کہ بھاڑوں اور چنگیز میں کیلے جا بھیجے مگر وہ کپڑے پہنتے نکاح نہ کرتے لیکن انجام کار پوری حق گذاری ادا نہ ہوئی تب اللہ تعالیٰ نے ان کو فرمایا کہ انہوں نے بھٹیں ہماری رضا مندی کیلیں ایجاد کیں اور ہم نے حکم نہیں دیا تھا ان کا پھر کرم





کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود تھے کہ مبارک میرے کرنے سے امت پر فرض ہو جاوے لیکن ہندو  
 ہمسکے فضیلت کا کردار کہ میں پہرے کے دن اسلئے زندہ رکھتا ہوں کہ اس میں پیدا ہوا ہوں یعنی اس میں مسیت  
 کو اشداء محل آیا کہ جب ہفتہ کے سات دنوں میں یہ ایک دن محل عبادت شکر یہ ہو گیا بامعشتہ قمع و ماکہ  
 جس برس دن کے بارہ سینون میں ایک دہینہ بھی بلا شک محل عبادت شکر یہ ہو گا حسین میلاد شریف  
 ہو اس بنا اور اصل پر اہل اسلام نے اس سینہ میں مجلس شکر یہ جو مثل چند عبادات بدنی و مالی پر  
 ایک یاد کی اور اکابر علماء محدثین اور فقہاء کا نام ہم خاتہ میں شمار کرینگے اُن کے ہالی اور مجوز اور  
 ثنا خوان ہوئی اور اولیاء اللہ علیہم السلام کی کشت تھے انھوں نے مکاشفات اور رسومات میں رسول اللہ  
 علیہ وآلہ وسلم کو اس کے راضی پایا غرض کہ علماء و طریقت اور شریعت کے اتفاق سے یہ محل ستین شکر میں ملتی  
 آیا اسپر وہی معنوں آیت کریمہ ابتدوا بالکتابا طیسم لا یتعارفون ان اللہ و بطلان ہو اُس پر معصیت  
 کا وہ باب تراویح پس اگر ہم اس محل پاک پر دانت کریں اور سیرال بدور اور اوعینہ اور اگرین تو ہم کو  
 وہی اندیشہ ہو گا جو ابوالانہ یابی کو ہوا جبکہ سبب انھوں نے فرمایا وہو محل ما فسیم ولا تترکوا اللہ  
 طیبی کا یہ قول من امر علی مندوب علیہ و اولیاء اللہ و اصحابہ علیہم السلام انہیں ان کے معنی یہ ہیں کہ جو  
 آدمی ہر وقت کو واجب اعتقاد کرے ترک نہ کرے سین داخل ہر شہان کا ملاطبتی نے یہ بات قول عبد اللہ ابن مسعود  
 رضی اللہ عنہ سے پیدا کی کہ انھوں نے فرمایا انکے کوئی تم سے زنی نماز میں حصہ لیں گے کہ اعتقاد کرے نماز میں بیانی  
 ہے کہ بعد اسلام پہنچنے کے نہ پھرے وہ گود ہے اچھ کی ہون سے ہوا سے کہ میں نے دیکھا ہی بہت دفعہ رسول  
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ سلام سپر کر پھر جاتے تھے اپنی بائیں طرف انتی اب ہم سے تحقیق اسکی شونہا کے بعد  
 دہنی طرف پھر جانیے جو علم ہند ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منع فرمایا اسیں دو باتیں خلاف شرع  
 تحقیق ایک تو یہ کہ وہ اپنی طرف سے پھر نہنت ہے پھر اگر کوئی اسکو واجب اعتقاد کر لیا تو ظاہر ہے کہ وہ  
 بدل دینا حکم شرع کو دیکھو قتادے عالم مسلم الثبوت مولوی قطب الدین خان صاحب اس حدیث کی  
 تحقیق میں کہتے ہیں سنت میں اعتقاد واجب ہو چکا کہ انتی کا اسہ دوسرے یہ کہ عبد اللہ ابن مسعود  
 نے فرمایا کہ میں نے بہت دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بائیں طرف سے پھرتے دیکھا ہے جس معلوم  
 ہو کہ بائیں طرف سے پھر جانا بھی سنت ہے حالانکہ جو شخص اپنی طرف سے پھر جانا واجب اعتقاد کر لیا  
 اس کے نزدیک بائیں سے پھرنا موافق قانون شرع کے کردہ تحریر نہیں ہو گی کیوں کہ واجب کا ترک عدا مکروہ تحریمی

پس اس کے اعتقاد کے موافق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل یعنی : تین طرف سو پھرنا جو کہ سنت تھا اور  
 مکروہ تحریمیہ غیر صحیح تھا ان دو قباحتوں پر صحابی موصوف نے منع فرمایا کہ تم ایسے عقائد کے شیطان کا  
 یعنی گمراہی اپنے دین میں پیدا مت کرو اس حدیث کی موافقی طبعی نے فرمایا کہ من امر علی مندوب الی آخر وہ  
 معنی امر صحابی کے ہیں کہ سنت کو واجب عقائدہ کہے یہ ہی معنی کلام طبعی کے ہوئے اعباد کوئی شخص متجب  
 کو مستحب جان کر واجب مت کرے اسکی برائی کلام طبعی سے ثابت نہیں ہوتی اور کس طرح یہ کہ واجب خود حدیث میں  
 میں من کا وہ آدم محبوب ثابت ہو چکا اور لوی قلب اللہ تبارک اس حدیث کی شرح میں کہتے ہیں کہ سبب  
 حدیث کے براہ راست ہیں اہل تصوف ترک اور ادا کو جیسا دیا جانتے ہیں ترک فراموش کو اتنی ہم کس تو میں ہیں  
 بل مولد ذلیلہ مولد ترک کرنا اچھا نہیں جانتے اکثر افضیات براہین قاطعہ لشکر توحید جواب  
 (۱) کشتہ کا عید نہ ہونا اور غیر موصوم ماشور اب ہم کہی تھا جواب اگر ہم کہی نہ ہوتا تو ہم اس پر تیاں بھی نہ کرتے  
 جب ہم کہی نہ ہوتا تو خوب صحیح ہو گیا یہ تھا کہ حصول نعمت کا شکر اور مرد و سہل یاد آکر ناہم کہی ہو گیا  
 علیہ ان افراسیاقہ کو نظیر ذکر و کردہی کہ نعمت وجودی کہیم علیہ تسلیم ہم ہمارے کیسے اور کشتہ  
 کا عید ہونا مستوح ہو چکا اور سبب یہی ہے کہ اس وقت وہی جواب دینے میں اگر ان کے لئے وہ  
 دن کہہ نہیں مائدہ نائل ہوا تھا عید شیراز ہمارے لئے حیرات کو ادا وجودی کہیم علیہ تسلیم ہم کہنا کہ  
 میں فراموش فرما دیا اس کی معیاری عید کا دن عید ہوا گیا اور صحیح تہذیب کے استقرار و تہذیب ہر مذہب میں  
 زہرینہ میں ثبت عید ہوا تھا جیسا کہ مدارج النبوۃ میں ہے قطع نظر اس سے اگر پہلی عیدیں نسخ ہو گئیں تو سبب  
 کا ہم کہیم تو نسخ نہیں ہوا ہم کہتے ہیں ہر وہ حصول نعمت شکر ہے ادا اور ناسخ نہیں ہوا یہ خود آپ کے  
 فعل سے ثابت ہوا کہ آپ نے شکر یہ نجات موتی میں و ذرہ ماشور رکھا (۳) یہ وہی ہے حضرت سو گیا  
 سخن نمونہ قدام اب اسیر شکر اللہ تعالیٰ ثراعت انوار ساطعہ نے وقرار علی الحدیث کیا ہے براہین قاطعہ صفحہ  
 ۱۴۱ جواب یہود کا سخن نمونہ مکرر تہذیبی کہنا خود این جو مستقلی رشتہ علیہ نے نقل کیا ہے ہر  
 نقل کیا ہے بحال الدین یہود نے سن لے صد میں طاب اللہ ثراہ اور نیز نقل کیا علی قادی نے  
 مورد الرضی میں نور اللہ مرقدہ ذکر ہے یہ بڑا خبر بھی چاہئے یوں ہی زبان اشعار مفری کہنا اچھا  
 نہیں تیاست کو سہل لفظ کا محاسب ہو چکا اور اسے ہو کہ لفظ شکر اللہ کی جگہ تعظیم لفظ بھی روایت میں  
 آیا ہے یہ عبادت کہ دشمن قصوبہ غیر الہی ہزار ہی لہو سلم نے صحیح میں اور حضرت غوث الثقلین نے قصیدہ

اور بدالیت سمرقند میں تہنیتیہ الذمین بین وادیہ سبکیہ۔ بھی وہی معنی دیتی ہے جو شکر آئی روایت دیتی  
 ہے (۱۶۵ صفحہ ۱۷۵) اور دل میں اللہ علیہ وسلم نے صوم و اشور و اشکر و اسور و انیس کا اور معنی حق بوسی شکر کے  
 یہ ہیں کہ اتمام و اسور و اشکر جواب آپ الکاثر نے ہیں اور مذہب حنفیہ کے جوئے امام ابو جعفر طحاوی  
 رحمۃ اللہ علیہ شرح معانی الآثار میں ہمارے معنی کی تصریح فرماتے ہیں جعفر تاسع مطبوعہ مصطفیٰ فی نا اکتہ  
 ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما سکر اللہ عز وجل فی انما سکر سبی علی فرعون پھر اکیس مطبوعہ لکھا  
 خبرین عباس فی حدیثہ بالعدۃ التی من جماعات الیہود و نصروہ انما سکر سکر اللہ تعالیٰ فی انما سکر  
 علی فرعون ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایضا صامہ کذک انما صوم لاشکر اختیار فرما میں جملہ کلام میں  
 حورو ویدی میں بھی لکھا گیا تھا اسطرح امام کبیر مذہب حنفیہ سے بھی ثابت ہو گیا کہ یہ وہ اس روز کو شکر یہ رکھتے تھے  
 پھر حضرت نے بھی شکر یہ رکھا اور خود مولف برابر میں نے جب بیان کیا مطبوعہ ۱۷۵ میں کہ حضرت رسول  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم جنت میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ سے یہ بات کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے روزہ  
 شکر اور کھا تھا کہ ان کو بنیاد ثبوتی صلوٰۃ اور امن میں ہے جس سے فصاحہ سب سے لکھا ہے حضرت کا وہ روزہ اس  
 تقریر سے بھی ثابت ہو گیا بعلت اتباع کیرمہ تابع و مبرورہ صم یک چہ بربیع کہ وہ روزہ ہم بھی  
 رکھتے ہیں تو وہ شکر یہ اب تک باقی ہے ہزار ہا سال پہلے پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعمت و حمد و ثناء  
 کا شکر یہ اگر اب جاری رہے تو کیا بڑی بات ہے اور اس کو شیعہ سے کیا منافات ہو لہذا سادہ و سہل  
 کرتے ہیں کہ قیام جنت خلد شرک ہی سمجھنا کہ ایک یہ کہ ہاتھ باندھا کھڑا ہو یا بھل میں شرک ہی کہنے  
 کہ یہ عبادت ہر اور خاص صورت نماز کی ہے اور کرنا عبادت کا غیر اللہ کے واسطے شرک فی العبادۃ ہے  
 دوسری قیامت یہ کہ لکھا نجم الدین قزوینی نے کہ قیام کرنا لے یوں سمجھتے ہیں گویا ایوقت پیغمبر  
 صلی اللہ علیہ وسلم کا نام اور سے تشریف باہر ہاتھ جن اور بیان حاضر میں یہ کفر اور شرک ہی تفسیری  
 قیامت یہ کہ یوں سمجھتے ہیں کہ روح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بھلا میں آیا کرتی ہے اور یہاں حاضر ہے  
 یہ اعتقاد شرک ہی جو اب ان امور کا یہ ہے کہ ذکر اللہ کر لیا کوئی کر لیا تین حالت میں خالی  
 نہیں یا کھڑا کر کر لیا جائیہ کہ یا لیتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے تین تینوں حالتوں کے نسبت یہ  
 ارشاد ہوا ہے کہ اگر وہ لکھا یا اور دعا میں جنم لیتے لیکن اگر وہ اذکار میں جو خاص وقت میں لکھے  
 امانیت میں وارد ہوتے ہیں یا کوئی تہلیل یا شہادت چاہے یا برا یا برحق ہو اسلئے کہ جب وہی شکر

در چاق ہوتا ہے تو ذکر اس اور ذکر رسول لیت کر کرنا ادب سمیت سمجھا چکا ہے نماز میں بھی قیام و قعود  
 تو تجویز پر ایسا نہ کرنا اس کے واسطے مریض کے پس عبادت کیسے حالت ادب و مقرر ہوتی قیام اور قعود  
 اس کی تین شکلیں ہیں یا کہ ذکر قیام میں کرے یا کہ قعود میں یا کچھ قیام میں کرے اور کچھ قعود میں کرے  
 لیکن مشکو کلام اللہ میں داخل ہیں انہیں کی ایک شکل بالکل منطبق ہر جگہ مولد شریف پر کیونکہ اس میں کچھ  
 روایات و معجزات منظر پر ہے جاتے ہیں اور کچھ در و در اسلام یا میں کھڑے ہو کر ایک عنون ہوا کچھ  
 مضامین مندرجہ آئی کریمہ کے اور ایک فرد ہوا انفرادہ ثابہ بالکتابت پس لفظ بدعت کا اطلاق ہوگا  
 صحیح نہیں بدعت وہ ہے جو کسی کچھ مندرجہ کتابت سے نہ نکلتا نہ اشارۃ جیب کہ مولوی اسحق صاحب  
 نے ماتہ سائل میں لکھا ہوا ان ایک وجہ خاص کے سبب کہ وہ قیام اسی وقت کیا جاتا ہے کہ جب میلاد النبی  
 کا ذکر آتا ہے نہ قبل اسکے اور نہ بعد اور نیز باعث ما و مست کے کہ دائمی قیام کیا جاتا ہے اس موقع پر  
 اگر لفظ بدعت کا اطلاق اس پر کریں صحیح ہے لیکن بدعت موافق مذہب صحیح معنی بہ جمہور اسلام کے دو  
 طرح ہے شیعہ اور حنفیہ وہ جو مخالف قرآن یا حدیث یا اجماع کے ہو سو یہ بات تو اس قسم میں نہیں  
 اس لئے کہ اگر کوئی کلمت قرآن کی یا حدیث یا اجماع میں آئے کہ ایسے موقع میں کھڑا ہو کر حج  
 اور اسلام پر ہدایت پر علمائی اُمت کا اجماع ہو گیا ہوتا تب تو اسکے مخالف یہ حکم استہباب  
 قیام کا بدعت نہ کہیے ہوتا اور نہ ہی تو ہرگز اور نہیں اس موقع خاص کے کیا علی العموم قیام کی تعظیم  
 شرع میں نہیں وارد نہیں ہوئی سوا قیام مرد و عورتوں کے چنانچہ شاہ ولی اللہ نے سجدۃ البائس میں لکھا  
 ہے پس جبکہ نبی ثابت ہوئی تو موافق اصول تو ان بقدر و سلمہ علماء فقہ کے حکم ملامہ شامی اور محقق ابن ہمام  
 وغیرہ کہتے ہیں کہ جمہور حنفیہ اور شافعیہ کے نزدیک اصل ایسا میں اباحت ہے یہ قیام مباح امر شرع اور  
 بدعت نہیہ نہ ہوا بلکہ باعث مقرون ہونے نیت تعلیم شان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مستحب اور  
 مستحسن ہو گیا بیان اس کا یہ ہے کہ نص میں قرآنی و تعزیر و در قرآن اور آیہ من یظلم شعائر اللہ مطلق ہیں  
 کہ تعلیم آپ کی مطلوب ہے شرعاً ایسا سے لکھا مجمع البحار کی جلد دوم صریحاً تحقیق لفظ صدق میں تعظیم صلی اللہ  
 علیہ وسلم افضل القرب یعنی تعظیم آپ کی افضل قربات و عبادات ہے اور شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ  
 میں کہتے ہیں در ذیل یعنی صلی اللہ علیہ وسلم بالیظن و تعظیم الخیر من اللہ تعالیٰ فی حقہ نہ صاکنہ التوجہ الیہ میں  
 بنی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ساتھ تعلیم اور ادب کے در آپ کے حق میں اللہ تعالیٰ سے خیر کا طلب کرنا عمدہ و آلہ ہر

بدعت نہیہ نہ ہوا بلکہ باعث مقرون ہونے نیت تعلیم شان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مستحب اور مستحسن ہو گیا بیان اس کا یہ ہے کہ نص میں قرآنی و تعزیر و در قرآن اور آیہ من یظلم شعائر اللہ مطلق ہیں کہ تعلیم آپ کی مطلوب ہے شرعاً ایسا سے لکھا مجمع البحار کی جلد دوم صریحاً تحقیق لفظ صدق میں تعظیم صلی اللہ علیہ وسلم افضل القرب یعنی تعظیم آپ کی افضل قربات و عبادات ہے اور شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ میں کہتے ہیں در ذیل یعنی صلی اللہ علیہ وسلم بالیظن و تعظیم الخیر من اللہ تعالیٰ فی حقہ نہ صاکنہ التوجہ الیہ میں بنی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ساتھ تعلیم اور ادب کے در آپ کے حق میں اللہ تعالیٰ سے خیر کا طلب کرنا عمدہ و آلہ ہر

آپ کی آمد کے لئے اور لکھا خامنی عیاض کے شعبہ میں واجب علی کل مومن عند ذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم  
ان برتر یاخذ فی مہیہ و احلائے اجیب ہر سلمان پر جب ذکر ہو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تو قیر کرے اور لین  
ہمیت اور بزرگی کی بجائے کہ جب یہ معلوم ہو کہ تو قیر و تعظیم آپ کی مطلوب ہر تہتیم بھی چونکہ غید  
تعظیم نہ مول ہر مطلوب ہو انبار علیہ اس قیام کو اس سبب کہ خاص اس موقع میں صدر اول ست  
ستول نہیں چست کہیں تو باعث داخل ہونے اسکے تحت قاعدہ شمر علیہ تعظیم کے جن اور جن کہیں شمع  
بعد اور شرح مسلم نوری کی عیامت بیان بدعت میں گزر چکی کہ بدعت حسنہ کی ایجاد میں ثواب ملتا ہے  
خواہ وہ طریقہ تعظیم علم کا ہو یا عبادت کا یا ادب کا سوا کہ ان ذلک تعظیم علم اور عبادت ادب میں یہ قیام جاری  
کیا گیا ہے یہ طریقہ ادب کا ہو بنا علیہ یہ سخن ہو اپنا نچہ سولہ کیر این حجر اور سیرت علی اور تفسیر روح البیان  
و مقدام ہر ذخیرہ میں اسکی استخوان پر تصریح ہے اور عمل ہر اسی پر حرمین شریفین اور جمیع بلاد اسلام  
میں جن ملکوں کا ذکر اس سولہ میں طاعلی قارئی غیر کے کلام سے نقل کیا گیا ہے بعد از عمل باتفاق سوا  
ہم صاحب اس سخن ہوں کہ بدعت شیعہ اور بدعت حنابلت کہنا کس قدر متعین انصاف و تدین کے خلاف  
اور شرک اور کفر کہنا اس کا تو صغر اضل ہے جس نے کہ شرک عقائد نسبی میں معنی شرک کے یکسو  
ہیں کہ شرک اسکو کہتے ہیں کہ کسی کو خدائی میں شریک کرے یعنی جیسے اللہ تعالیٰ واجب الوجود ہوا یا ہی  
کسی دوسرے کو متل بالذات واجب الوجود دیکھ یا جھڑ خذ کو سنی عبادت جانتے ہیں اچھے سنی چاہتے  
اور تہذیب اور شریف کھڑا کر کے ملاپتے ہیں یہ دونوں باتیں نہیں پھر شرک کیا امد اگر متعدد ہیں  
عقائد حق کا کلام نہیں سنتے اپنے متاخرین ہی کا کلام سنو مولوی امین صاحب تنوین الایمان کی تفصیل  
شرک فی العبادۃ میں کہتے ہیں اللہ کی تعظیم کسی اور کی بھی چاہئے اور جو کام اسکی تعظیم کے ہیں وہ اور شرک  
واسطے نیکیے انتہی کلام اب قیام کر دیکھنا چاہئے کہ خاص اللہ تعالیٰ کے واسطے ہی یا اور کسی کے واسطے  
اور قیام دست بہ عبادت بھی ہر یا نہیں سولوی امین صاحب کے دادا پیر شاہ عبد العزیز تفسیر  
پارہ الم میں لکھتے ہیں حقیقت چہرہ کہ نمانہ از غیر نماز تیسر پیدا کند ہمیں و فعل اذکر کو و سجود تہا  
نماز بلکہ عبادت بہ نذر و انتہی اور علامہ علی نے لکھا ہر شرح کبیر غیبی میں القیام لم یشرع عبادۃ و عہد  
ذلک مان اجمود فابہ الخ صرح ستر موسیٰ بنیر علیہ السلام کہ عبادت القیام شاہ صاحب اور علی کی عبادتوں سے  
ظاہر ہو گیا کہ قیام خود فی نفسہ عبادت نہیں اور نہ کچھ نماز و عبادت کی تہ ہو خصوصیت میں

کی خاص تعلیموں میں قیام کو شمار کرنا خود اپنے ہر گون کے کلام کو رد کرنا ہی خلاصہ ہے کہ نہ زمین  
 جو فی م عبادت گنا جاتا ہے وہ باعث آسمان ہے۔ قیود کے عبادت گنا لیا ہی طہارت کا لازمہ ہے قبلہ  
 کا تسطیہ ہونا، و فرات کا واقع ہونا، و وسیلہ نکرار الکوہ، و مسجد ہونا اگر نماز میں ان باتوں کا خیال نہ ہوتا  
 تو نماز میں قیام مشروع نہ تھا بخلان سجدہ و رکوع کے لیے خود عبادت اصل مقصود ہے اور خاص خدا تعالیٰ کا  
 حق ہے اس لئے قرآن و حدیث نام حق ہیں اس پر کہ غیر اللہ کے سجدہ جائز نہیں اب اس سجدہ کا حلال کتب مجربہ  
 سے سینے ہو لوی اسحق صاحب اہل مسائل کے مسئلہ سی و سوم میں لکھتے ہیں سجدہ کردن غیر خدا را قبیح و  
 یا غیر قہر حرام و کبیر است و اگر بحجت عبادت غیر خدا را سجدہ کہد لواجب کفر و شرک است انتی اور یہی مفسرین  
 تفسیر عزیزی پارہ الفم میں ہے اب دیکھئے ان کے بڑے گوارہ تو عین سجدہ میں بھی تفریق کرتے ہیں کہ عبادت  
 کے لئے دوسرے کو سجدہ کرنا شرک ہے اور اگر نیت عبادت کی نہیں تو حرام ہے شرک نہیں حضرت مجدد  
 الہ ثانی جہد ثانی کتبوبات کی مکتوب نوہ دوم میں لکھتے ہیں بعضی از فقہاء ہر چند سجدہ تحیت مسلمانین  
 بخیر نموده اندلیا، ایت حال سلاطین مقام آن است کہ میں امر بفرست حق بجانہ و تعالیٰ تو افعیہ ہستی  
 انتی اس عبادت سے معلوم ہو کہ اس کے ساتھ ہی بعض فقہائے سنیہ کا جائز لکھ ہے لیکن حضرت مجدد  
 فرماتے ہیں کہ بادشاہوں کو تو افعیہ اور عاجزی چاہئے لوگوں سے سجدہ نکران میں جب عبادت مخصوص  
 جو خاص خدا کا حق تھا یعنی سجدہ بغیر نیت عبادت کے شرک نہوا بلکہ بعض فقہائے جائز بھی رکھا قبول  
 حضرت مجدد دوس ان زبان و راہ و دنی تقدسی اور عدم صالوات پر کہئے فقط قیام جو ہرگز اصل عبادت  
 نہیں شرک اور کفر کس طرح ہو سکتا ہے واضح ہو کہ یہاں است میں سجدہ بھی دوسروں کو واسطہ تعلیم  
 کے جائز تھا یوسف علیہ السلام کے پاس جب بنکے باب یعقوب علیہ السلام اور ان کے خاں اور صاحب بھائی ملک  
 مصر میں آئے جب ملاقات یوسف علیہ السلام سے ہوئی تو اسوقت کا حال قرآن شریف میں ہے خود آہ  
 سجدہ یعنی حضرت یوسف کے والد اور خاں اور بھائی یہ سب حضرت یوسف کے آگے سجدہ میں گر گئے  
 تعظیماً و بہ بطرح جب آدم علیہ السلام کے لئے فرشتوں کو حکم دیا سجدہ کا قنن لعلک اسجد الا و لم یسجد  
 فرشتوں کو سجدہ کیا آدم کو سوائی شیطان ملعون کے چنانچہ قرآن شریف میں ہے فسجدوا لہ علیہ السلام  
 شریف سوقت غرور میں ہے سجدہ نہ کیا جنی بن گئے لعنت کا حقوق لکے میں ہے اما فیہ فر لدین راوی  
 نے پارہ تک اسرسل میں لکھا قرآن منہ احد بابا سجود لاجل ان نور محمد علیہ السلام فی جبۃ آدم اور یہ

منہ بنی آدم است عبادت  
 کے لئے سجدہ واجب ہے  
 گو کہ جس کی شاعری علیہ  
 السلام و اولاد کی پیشانیوں پر

سجدہ ہرگز حرام نہ تھا



علیہ السلام ولبا لیتہ مع اللہ وادع علیہ السلام ما ہو سیر و معبر عنہ ان کی وہ ہذا الاحبار رضا کا منہم یا بیرون ہو  
 دیا بغدادیہ تاکہ سعیت کی کند با تو جزین غیبت کہ سعیت ہی کند با خدا ہی جو مقصد و سعیت اوست و ہرانی طلع  
 رضا ہی اوست ہستی کلام روح بلیان اور وقت سعیت جو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ لوٹن کے ہاتھ پر نہ  
 اُس کو قرآن شریف میں ہوں فرمایا تو یہ اللہ فرق ایہ سیم تا علیہ تعالیٰ نے سننے اسکے لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ  
 ہے اور پران کے ہاتھ کے اور تفسیر ہمارک میں ہے یہ بیان جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی تعالیٰ علیہ البلیغ  
 یہ اللہ تعالیٰ دہا صد شترہ عن ابجوارح وعن صفات الاحیاء واما النبی فقد یران عقد لیتناق مع الرسول  
 کہ عقد مع اللہ من غیر لغات بینا یعنی رسول اللہ کی سعیت گویا اللہ کی سعیت ہر کچھ فرق نہیں خدا کا  
 اگر یہ قیام دست بستہ عبادت نہیں چنانچہ نہ سبب علما و قول فقہا ویسی ہر تو محض بولہ شریفہ میں کھڑا ہوا  
 شرک اور کفر بر گزینہ اور اگر اسکو زبان زور سے خواہ مخواہ خلاف علماء دین کی عبادت قراءہ و تہجد پر تو یہی  
 ہم جواب دینے کے اگر یہ عبادت ہے تو بھی اللہ ہی کی واسطے ہے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیدا ہونا  
 لئے بڑی نعمت ہو اور اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے جو وقت میں بظہر نعمت کا بیان ہوتا ہے ہم تعلیم کھڑے  
 ہوجاتے ہیں تہذیب یعنی کہ اے اللہ تعالیٰ مجھے تیری اس نعمت سے پہنچا کہ کہ تعلیم جاننا اس میں دو باتیں حاصل  
 ہوتی ہیں ایک یہ کہ تعلیم نکلی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی کیونکہ آپ کی تشریف آوری عالم دنیا کا ذکر منکر بہت  
 تعلیم کھڑے ہو گئے دوسرے یہ کہ یہی تعلیم رسول صلی اللہ علیہ وسلم بعینہ تعلیم ہو گئی اللہ تعالیٰ کی نعمت  
 کی تعریف خود نعم کی تعریف ہے اور نعمت کی تعلیم ہر اس نعم کی تعلیم ہے پس یہ دست بستہ کھڑا ہونا نعمت  
 منعم بقیہ کی کھانے پر شکر یہ عطا نعمت میں اس خیال فرمائیے کہ اس معنی کو شرک اور کفر سے کیا حد  
 قمازا بعد الحق الا انفساں ایک قباحت کا جواب تو ہر چکا آپ دو دوسری قباحت کا جواب ہے کہ ہم  
 مولد شریف چاہنے والے اپنی زبان سے خوب تعریف اور توجہ سے تعین یوم ولادت کی شرح کرتے ہیں  
 شاہ سلامت اللہ صاحب کے مولد شریف میں ہر بار جو ہیں تین سبب الاول کی صبح صادق کے وقت کیون  
 حضرت پیدا ہوئے اور مولد شریف تمام امام شیعہ میں ہے ہر چوین تین سبب اول کی صبح صادق کے دن  
 وقت صبح صادق ہر چہ ہزار سات سو پچاس برس کے زمانہ آدم سے اسی قسم کی عبادتیں راحہ القلوب  
 وغیرہ مسائل میا دیلہ ووزبان میں ہیں اور عربی مولد بزرگانی میں ہے ولما تم من حماتہ تسعة اشھر تمر  
 ولدتہ صلی اللہ علیہ وسلم تھلا لاسنا د اور علامہ غریبہ کی کے مولد میں یوسف بنان عشر سن میں اول

چند دفعہ دعا فرمائی  
 تاکہ دست بستہ کھڑا ہو  
 اسکا دل نہ پھٹ جائے  
 وقت کا جواب شریف  
 ہر چہ یہ انشاء اللہ  
 بیان عبادت میں  
 مشکل میں آپ کا جواب  
 اللہ شاہ القلوب  
 علی سے زمین تری پت پت  
 ہر سہ صبح صادق کے  
 روز کا ایک



۱۷۹ بارہویں ص ۱۷۹  
 اول کہ سبک و فہم  
 ثانی صاحبِ بزرگانی ہے

نے یوم النہین المعظم ذی الحجۃ میں محبوب پرمان حاصل میں ہوئے و مشہور و صیقل لافیت کا صاف اقرار ہے کہ آپ  
 اس زمانہ میں پیدا ہوئے نہ یہ کہ اب بعض میں پیدا ہوئے نہ وہاں نہ تھا اب تیسری قباحت کا جواب ہے کہ  
 تشریف لائے روح پر فتوح صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نہانا چاہیے کہتے ہیں کہ حضرت کی نسبت چنانچہ  
 رکھنا کہ جہاں سرور پڑا جاتا ہے وہاں تشریف لاتے ہیں اگر کہ ہے ہر جگہ موجود خدائی تعالیٰ ہر اللہ سبحانہ  
 اپنی صفت و دست کو عنایت نہیں فرمائی جو اب خدائی تعالیٰ کے حاضر ہونے کی حقیقت یہ ہے کہ تم عظمت  
 اور وسعت عرضِ عظیم کی اور فراموشی کر سکی کی خیال کرو کہ اُنکے آگے سات سمانوں کی کیا حقیقت ہے پھر  
 ماری اور ہوائی اور مائی کی خیال کرو کہ آسمان کے آگے اُنکی کیا وسعت ہے پھر ان کی کرات کے آگے  
 زمین کو دیکھو کہ اُسکی وسعت کو کرات سے کیا نسبت ہے پھر زمین کے چوتھائی حصہ کو دیکھو جو پانی سے بھر  
 چکا ہوا ہے پھر اس باہر نکلے ہوئے میں جبل اور اور پہاڑ اور سیماں کس قدر ہیں اور آسمان سے آبا و کائنات  
 ہیں اور اس آباد میں کد کس قدر ہیں اور سلطان کس قدر اور سمانوں میں مولد تشریف کر نوالے کس قدر ہیں اور  
 نہ کر نوالے کس قدر ہیں ان سب مراتب کے خیال اور فکر کو فیہ فرق معلوم ہو جاوے گا مردِ مصطفیٰ کو کہ اللہ  
 تعالیٰ کا حاضر ہونا تو اس درجہ میں ہے کہ عرض کر سکی آسمان روح و جسم ساتوں زمین اور جمیع جہاں و  
 بحال ویران و ظلمات و غیرہ ہر مکان ہر زمان ہر آن کی نسبت و حاضر و غائب کیا گیا ہے اور صلی اللہ  
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جس نے یہ اعتقاد کیا کہ وہ مواقع مرید و خدائی میں تشریف لے آتے ہیں تو یہ نہانا اور  
 وہ مواقع بالست ان تمام ازمہ اور مقامات مذکورہ بالا کے کس شمار اور کس حصہ میں داخل ہیں پس  
 ان واقعات میں تشریف لائے اللہ تعالیٰ کے ساتھ براہی لازم آتی اور شرک ہو گیا نفوذِ باری اللہ نہ اور  
 عقیدہ اہل سنت و اہل کمال کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفت اسطرح اور اُسی حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ کیساتھ  
 خاص ہو و دیگر میں نہیں ہوتی و خصوصیت کے معنی یہ ہیں کہ یوحنا و یوحنا و یوحنا و یوحنا و یوحنا و یوحنا  
 پر کمال ہے موجود ہو جانا کہ یہ خاصہ مخصوص خدا کیساتھ نہیں تغیر مقام التشریف اور مالہ بزمِ جلال الدین  
 سیوطی اور شیخ مودب علامہ کافی میں ہے کہ لانا الموت قابض ہے حبیب اور وارج جن دافس بہائم اور جمیع  
 مخلوق کا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے تو کیا اُسکی آگے شل چھوٹے خوان کے اسیک و دایت میں کیا ہو  
 مثل طشت کے ذی بن من بہنا و بہنا یعنی ادھر سے دیتا ہے نہ کہ ادھر سے اب خیال کرو کہ ایک  
 کہ ایک آن میں شرق سے مغرب تک کس قدر چوٹی پھر کثرت سے کوڑے اور چرند پرند و زند اور آدمی سب

ہر جگہ تک امت موجود ہوتا ہے اور شکوہ میں ہے کہ ملک الموت وقت موت میت کے سر ہاتھ ہوتا ہے  
 مومن کے بھی اور کافر کے بھی یہ حدیث طویل ہے اور قاضی شہداء علیہ السلام نے تذکرۃ الموتی میں نقل کیا ہے  
 ایک حدیث کو طبرانی اور ابن منذر سے آئیں یہ بھی ہے کہ ملک الموت نے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے  
 بیان کیا کہ ایسا کوئی گھر نہیں نیک یا بد آدمیوں کا جس کی طرف بجا کر توجہ نہ برات دن دیکھتا رہتا ہوں اور ہر  
 چھوٹے بڑے کو ایسا پہچانتا ہوں کہ منہ دیکھی اپنے کو امتد نہیں پہچانتے اور یہ بھی ذرا بیت امام جعفر  
 صادق رضی اللہ عنہ نے کی ہے کہ ملک الموت نمازوں کے وقت آدمیوں کو دیکھتا ہے کہ یہ ہمیشہ نماز  
 پڑھتا رہا اس سے شیاطین کو وحشت کرتا ہے اور کلمہ طیبہ بتلے کرتا ہے ان معادیت سے معلوم ہوا کہ ملک الموت  
 صلی اللہ علیہ وسلم تو ایک فرشتہ ستر ہے دیکھو شیطان ہر جگہ موجود ہے درمختار کی مسائل نماز میں لکھا ہے کہ شیطان  
 آدم کے ساتھ دن کو رہتا ہے اور اس کا بیٹا آدمیوں کے ساتھ رات کو رہتا ہے علامہ شامی نے اس کی  
 شرح میں لکھا ہے کہ شیطان تمام نبی آدم کے ساتھ رہتا ہے مگر جن کو جہنم پہنچایا ہے بعد اس کے  
 لکھا ہے کہ واقعہ علی ذلک کما اقرہ ملک الموت علی نطفہ ذلک یعنی اللہ تعالیٰ نے شیطان کو اس بات کی قدرت  
 دیدی ہے جس طرح ملک الموت کو سب جگہ موجود ہے پر قادر کر دیا ہے اسی کلامہ علیہ السلام اجماع محسوسہ  
 ہیں اسکی مثال سمجھ کر کوئی آدمی مشرق سے مغرب تک آبادی دنیا کی اگر سر کرے جہاں جاوے گا چاند کو چڑھ  
 جاوے گا اور سوچے کہ یہی چاند کبھی پھر اُگر وہ کہے کہ ایک چاند سب جگہ موجود ہے اور ایک سورج سب جگہ موجود  
 ہے تمہارے قاعدہ سے چاہتے کہ کافر ہو جاؤ گے سنے چاند کو ہر جگہ موجود کسا حال کہ تحقیق یہ ہے کہ نہ کافر نہ  
 نہ کافر نہ مسلمان ہر جگہ سورج سورج سب جگہ یعنی اقلیم بعد میں موجود ہو کہ وہ چوتھے آسمان  
 پر ہے روح نبی صلی اللہ علیہ وسلم چوتھیں آسمان پر طبعین میں موجود ہے اگر وہاں سے آپ کی نظر مبارک  
 کل زمین کی چند سواضع و مقامات پر پڑ جائے فرج از فیضان احمد بنی کل مجالس طہو کو ہر طرف سے مثل  
 شمع شمس یا ہر پہلو کیا محال اور کیا بعید ہے علامہ زرقانی نے ابوالطیب کا شعر شرح مرآب لہریہ  
 کی فضل زیارت قد شریف میں نقل کیا ہے **لما تشرق الشمس وسطاً دنیا و نوراً** | **یبدی الی ملک نوراً قبا**  
**فی ابد و شمس و عمار** | **الکعبہ من حیث ائمتہ** | **ایق بلوت سورج آسمان کے سج میں ہے**  
 اور روشنی اس کی دی ہوئی ہر مشرق سے مغرب تک اور ہر طرف چاند چاند سے تو اسکو دیکھ سکتے  
 تیری کھونین نور کی جیسا کہ کلامہ فرماتا ہے کہ سورج اور چاند کے دیکھنے کی آنکھ اللہ تعالیٰ نے مخلوق

رہی ہے اس کے ذریعہ سے بنی آدمی دیکھ کر کہہ دیتا ہے چاند ہر جگہ موجود ہے مگر ہمارا ہذا دیوں کی جگہ چاند  
 کیسے نہیں ہر اس طرح روح نبوی کا دیکھنا سو قوت ہے اللہ تعالیٰ کی عنایت پر اگر وہ آنکھ پلٹنی کھول دے  
 اور پردہ اٹھائے ہر جگہ انسان جلوہ احمدی دیکھ سکتا ہے علامہ زرقانی شرح سواہب جلد ثالث میں مذکور ہے  
 سے نقل کرتے ہیں ان موت الانبیاء اتموا ہر ارجع الی ان فیہوا فی بحیث لا تذکرہم وانکان روحہم احیا  
 ولایراہم احد من نوعہ الا من خصہ اللہ تعالیٰ بکرامتہ من اولیاء یعنی موت انبیاء کی میں اتنی ہے کہ وہ ہم سے  
 پہچانے گئے ہو تو فکر نہیں آتے اگرچہ وہ زندہ موجود ہیں پر ہم جس کوئی آنکھ دیکھ نہیں سکتا مگر یہ کہ کسی  
 ولی کو خدا تعالیٰ دکھلا دے امام شہرانی نے میزان میں لکھا ہے قد بلغنا من ابی اسحق الذلی وعلیہ الی  
 العباس مرسى وغيرہما اسمہما انما یقولون لولا حجبہما ہدیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طرفہ میں انما  
 نفث من حبلہ المسلمین دیکھئے ابواسحق شاذلی وغیرہ اولیا فرماتے ہیں کہ اگر ایک بڑا چمکے گی برابر بھی رسول  
 صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے چپ جادیں تو ہم اپنے تین مسلمان نجابین اسحق اور ہونا شرح انبیاء علیہم السلام  
 کا علیین میں توین آسمان پر جو ہم نے بیان کیا یہ تفسیر عزیزی کے بیان علیین میں دیکھو لیکن باوجود  
 ہونے علیین کے آپ کی روحی تجرید شریف سے بھی اتصال قوی ہے ہذا ذکر مباحثہ میں کہ کون زیارت  
 کو آیا اور سب کو سلام کا جواب دے جس قبر میں جسم مبارک زندہ ہو زرقانی نے لکھا ہے ان نبیاء بارئین الاصلیہ  
 و بدنیہ فی قبرہم ویرسلہم علی من یسلم علیہم فکر کرنا چاہئے جب چاند سورج ہر جگہ موجود اور ہر جگہ زمین پر  
 موجود ہے اور ملک الموت ہر جگہ موجود ہے تو یہ صفت خاص خدا کی کہاں ہوگی جس میں رسول کریم صلی اللہ  
 علیہ وسلم کو شریک کر نیے شرک اور کافر ہو جائیں مواءلہ اور تماشایہ کہ اصحاب مجفل میلاد تو زمین کی تمام  
 جگہ پاک ناپاک محال نہیں وغیرہ وہی میں حاضر ہونا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں دعویٰ کرتے  
 ملک الموت اور انبیاء کا حاضر ہونا اس سے بھی زیادہ کم مقامات پاک ناپاک کفر غیر کفر میں پایا جاتا ہے  
 اب تحقیق لکھی جاتی ہے سیر اذاح کی واضح ہو کہ اذاح انبیاء کا چلنا پھرنا فقہ اور حدیث ثابت  
 ہے مزاج کی حدیثوں میں ہے کہ آپ امتداد فرماتے ہیں میں نے اپنے تین انبیاء کی جماعت میں  
 دیکھا یا رسول اللہ ام نماز پڑھتے ہیں یہ بھی پڑھتے ہیں یہ ابراہیم پڑھتے ہیں فحالت الصلوۃ قائم  
 یعنی اتنے میں نماز کا وقت آگیا میں نے ان کا امام ہوا روایت کیا اس کو مسلم نے اور قرطبی نے ابن  
 عباس سے روایت کی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم سے لیکر کل انبیاء کو جمع کر دیا تھا





حکماء دین بھی سوچیں گے ہیں علامہ بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ نالہ تہذیب امریکی تفسیر میں لکھتے ہیں: اور  
 مفادات انفس الفاضلہ حال المفارقة فانما شریع عن الابدان غرقای منزعاتہ بامتن نظر فی  
 فی القوس فتنہ ذالی عامہ ملکوت وسیع ذی قسب سے ذخائر القدر فتنہ بشریہ فساد تو تھا اس مدبرات میں  
 یا یہ بات ہے انفس نہ خلق کی صفتیں مراد ہیں کہ قسم ہے نفوس مادہ فاضلہ کی جذبہ میں نکلتی ہیں  
 خوش ہو کر ملکوت میں جا جاتی ہیں وہاں تیرتی پھرتی ہیں اور اپنی شرف و قوت کے باعث داخل جاتی  
 ہیں مدبرات میں یعنی انہیں جو کہ تہ ہر عالم کرتے ہیں اور روح البیان میں جو تم میں انفس الفتنہ  
 لا یجید ان یغیر منہ تار فی ہذا العالم سوا کانت مفارقة عن الابدان اولاً پھر بعد دس سحر کے لکھا ہے پھر  
 مفارقة الیہن اشد تاثر اور تہیر الان بحمدہ چاہیے بجملة یعنی کچھ بعید نہیں کہ نفوس شریہ سے اثر ظاہر  
 ہو دیں اس عام میں خود وہ اپنی بد نہیں موجود ہوں یا نکل گئے ہوں بلکہ مفارقة بدن کے بعد زیادہ  
 قرنا اثر اور تہیر کی ظاہر ہوتی ہے کیونکہ بدن منفری ایک قسم کا حجاب تھا وہ اٹھ گیا اور نقل کر جس کے  
 ہم نور و دم لطفانیہ جمادات کی فائزہ میں تذکرۃ الموتی والقدور سے کہ اولیاء حکم شہداء اہلین اور انبیاء و متقین  
 شہداء سے بھی افضل ہیں انہی میں زمین و آسمان و آب و ہوا میں جہاں چاہتے ہیں جاتے ہیں اپنے دوست  
 اور معتقد دلی مدد کرتے ہیں دشمنوں کو ہلاک کرتے ہیں انہی اور انتباء الاذکی تعین علامہ سیوطی رحمۃ اللہ  
 میں ہے التکرر حال اسے والاستغفار لعم من ہستیات والدعاء بحسب البلاء عنہم والشر ودفی اقطار  
 الارض بجلول البرکۃ فیما وحضر جنازۃ من مات من صاحبی امۃ فان ہذا الاسور من ماشقار کما وردت  
 بذلک الاحادیث واما اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ بات احادیث و آثار سے ثابت ہے کہ آپ  
 نظر فرماتے ہیں اعمال امت میں انکے گناہوں کی بخشش مانگتے ہیں اور رفع بلا کے لئے دعا فرماتے ہیں  
 اور حد و دوزخ میں پھرتے ہیں برکت دیتی ہوئے اور جب امت کا کوئی نیک آدمی مرے اس کے جنازہ پڑھتے  
 ملتے ہیں یہ انکے شعل میں عالم برزخ میں اور شرح البیان آخر سورۃ تبارک الذی میں قال یا مام القزلی  
 رحمہ اللہ تعالیٰ وارسول صلیہ السلام لہ الخیار فی طواف العوالم مع ارجح العی بہ رضی اللہ عنہم لعمدہ  
 کثیر من الاولیاء اس سے معلوم ہو کہ کچھ اس زمین کی خصوصیت نہیں بلکہ تمام عالموں میں حضرت علی رضی اللہ  
 علیہ وسلم سے ارواح صحابہ میرتے ہیں بہت اولیاء و شہداء کی طرح اور شاہ ولی اللہ صاحب مشن کی  
 حدیث صانع عشرہ کثیر ہیں خیر فی سید الوالدہ قال خبر فی سید الیہ عبداللہ اقرعی قال حققت افرق علی







معلوم کہ حضرت ابراہیم معراج رسولی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات بہت المقدس ہے ساتویں آسمان پرست  
ہزار برس کا رستہ طے کر کے ادنیٰ فرصت میں پہنچ گئے چنانچہ ہم روایت اس کی بیان کر چکے پھر کیا مشکل  
اور عجیبان ہو رہے ہوں کہ صرف چند مہا نفل پیدا دیے جو چند شہر میں منتقل ہوئی ہوں انہیں بے غمت سیر  
حاضر ہو جائیں قدرت روح پیر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نہیں مانتے پیغمبر سید المرسلین و ابراہیم خلیل علیہ  
اعلیٰ و آعلیٰ با اتفاق ہین پھر معقول تو سات ہزار برس کی راہ طے کرے ایک دم میں اور فاضل فضل چند  
مقامات کی سیر کر کے بڑی ناقدرانی کی بات ہے اور ہر طرف یہ کہ جو ایسا اعتقاد کرے انکو شرک قرار دین  
بھین ان شرک کے منہ بھی یخچرات خوب سمجھے واضح ہو کہ نفس نام طقہ قدسیہ کا ایک آن میں  
ظاہر ہو جانا بہت مکانوں میں حکماء شرافین اور ہمارے عرفاء کاملین اور محققین شرعین  
کے نزدیک صحیح ہے ہمیں افندی علامہ قسطلانی و زرقانی و جلی و محدث دہلوی و مجدد الف ثانی وغیر ہم  
رحمۃ اللہ علیہم اجماعین مستبان ہیں سیرت جلی جلد اول میں ہے فالارواح تکبد و تظہر فی صور مختلفہ من  
عالم الشال اور فرمایا جلال اللہ یمنیہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعدد الصور بالتخیل و التخیل ممکن لایق للجان اور ان جن  
ہمارے ان کا مضمون حضرت مجدد الف ثانی کی مجلس کی کتبات میں ہے ہر گاہ جنین را بقدریہ اللہ سبحانہ  
ایں قدرت ہو کہ نکل شکل گشتہ اعلیٰ غریبہ وقوع کہ نذر و نوح کتل را اگر ایں قدرت عطا فرماید  
جو عمل تعجب است و چہ احتیاج بدن دیگران میں قبیلہ است انجہ از بعضیہ او یا اللہ نقل میکند کہ در مکان  
و راکتہ متعددہ حاضر سیکر اند و افعال مہائے وقوع می کنند اینجا نیز لطایف ایشان تعجب و اجناد مختلفہ  
و شکل و اشکال تمہائے می شوند اور مذاہج البیوتہ میں ہی وین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعد از موت مثال است  
چنانکہ در نوم مرئی می شود در قیظہ نیز می نماید و آن شخص شریف کہ در مدینہ و قبر آسودہ وحی است ہوتا  
تمش میگرد و در یک آن متعدد بصورت متعددہ و احوام را در سام می نماید و خواص را در لفظ اس عبارات مزاج  
سے بھی آں واحد میں بہت شکوہ نہیں متشکل اور صورت ہر کظاہر ہونا حضور کی جو ہر پاک کا ظاہر ہے جسے  
کہ مؤلف ہر این قلم نے صفحہ ۱۰ میں صورت متعددہ کا لفظ عبارات مزاج سے نقل کر نہیں حذف کر دیا  
تھیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اعراف و حانی کی قوت نہ ثابت ہو جائے پھر طرفہ یہ کہ اس عبارت مذکورہ  
سے اپنے منہ پکڑی کہ وہ تو ثل ظاہر جو نیکو کہتے ہیں اور شریف آوری حضور کا کہیں نام و نشان نہ  
ہین انشتی فسوس عبارت کا مضمون بھی آپ نے نہ سمجھا یعنی محدث دہلوی فرماتے کہ وہ بدن جو تہذیب

یہ ہے اس کی شکل  
وہ ہے اس کی شکل  
یہ ہے اس کی شکل  
وہ ہے اس کی شکل  
یہ ہے اس کی شکل  
وہ ہے اس کی شکل

میں ہے وہ ہی خود مثل ہو کر نظر آتا ہے خواہ کو خواب میں اور خواہ جس کو جاگنے میں یہ ہیں کہ یہ بھی اور چیز  
نظر آتی ہے مثلاً وہ مانی جسم اقدس کی اس مقام پر حدیث صحیحہ کی بھی یاد آئی من رآنی فی المنام فقد  
رآنی فانه لا یغیب عن اللہ شیئاً ان تمثیل بنی حضرت ارشاد فرماتے ہیں جسے مجھ کو خواب میں دیکھا اُسے مجھے کو دیکھا  
شیطان میری شکل نہیں بن سکتا جب خواب کے دیکھنے کی تصدیق حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں حالانکہ  
خواب ایک غفلت کا عالم ہو پھر بیداری کا دیکھا ہو اب بعد اولی آپ ہی کا جو ہر مقدس ہو گا نہ کسی غیر کا  
بنا دیکھا اس بدن مثالی کے آنیکو اگر آپ تشریف لانا کسا جائے تو سوانح حدیث کے ہو گا نہ بیخلاف اور  
بہر اسلئے حضرت مجتہد بھی تمثیل ایسا دھن کو فرماتے ہیں کہ بصورت روحانیان حضرت خداوند اور دوسری  
جگہ کہتے ہیں روحانیت حضرت خدایت حضور اور ذاتی فرمود اور یہی قصہ سید احمد صاحب کا ہے جو لفظ روح  
سے تعبیر فرمایا ہے کہ روح حضرت خورشید ثقلین حضرت نقشبند متوجہ حضرت ایشان زوید اور واضح ہو کہ  
وہ مثال کوئی شے وہم و خیال محض نہیں جیسا کہ مؤلف ہدیین تاملہ نے خیال کیا کہ ایک شے معرفت واقعی  
ہوتی ہے جیسا کہ علامہ زمخانی وغیرہم فرماتے ہیں لیکن اس مقام پر ہم عبارت حضرت مجدد الف ثانی  
کی نقل کرتے ہیں جبکہ نگار کی سبک نشین تالیف میں جہت ان معتربات میں فرماتے ہیں اس شکل گاہ  
در عالم تہادت بود و گاہ در عالم مثال چنانچہ دیکھتا ہے کہ اس آں سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام  
بصورت مختلفہ در خواب می بینید و استغناء دہی نمایند اسیرہ شکل صفات و لطائف اوست علیہ علی الصلوٰۃ  
و السلام بعد از تماشائی مثال و همچنین مریدان از صور شانی پران استغناء دہی نمایند دل مشکلات سیفوانیب  
سبلا انبیا علیہ السلام کا درجہ تو نسبت عالی ہے حضرت مجدد تو پیردن کی صورت مثالی سے بھی حل مشکلات  
ثابت کرتے ہیں یہ امر وہی و خیالی نہیں اور یہ صریح شکل کشائی حوالہ داس کی نسبت اولیاء اللہ  
مفسر روح البیان نے سورۃ ملک میں لکھی ہے مثال اقامہ اللہ تعالیٰ علی صورتہ لتفہیم ما شاء اللہ تعالیٰ  
من حوائج الناس غیرا اور یہ بات سب پر ظاہر ہے کہ جب صورت مثالی ایک شخص کی تخیل میں آئی اور  
وہ شخص مجلس یا نامثال کا ثابت ہوا اور متعدد اشخاص کا یہ واقعہ دیکھنا دلیل ہے کہ مرقوبیت و محبت  
مخلص کو دخل ہے اس توجہ روحانی میں اور وہ مثال خود صاحب مثال کا جلوہ ہے قلیہ اضل المصلوٰۃ  
والتسلیمت کیونکہ آپ فرماتے ہیں من رآنی  
یعنی یہ تقریر ہم اس صورت میں کہتے ہیں جب کہا جائے کہ وہ مثال نظر آتی ہے اور جب انتباہ الالہا



علیہ السلام دست برد آب بیرون آئے۔ رسول علیہ السلام فرمود کہ اسی شمس بین جاحوض راست کبانی بچن  
 آب بیرون جو۔ چاہے کہ دریا و شہر و مقامی لذت آن آب نباشد سہریں کھنکوی بیدار شدم ہمارے دنیا  
 سوار شدم چون آنجا میامدم کہ اسپہ رسول علیہ السلام سم زدہ ہووے سیم کہ آب بیرون آمد است  
 و آنجا قرار گرفته ہر کسی کہ ہر ابرشس آدہ ہووے ری امان آب خوردند سو گشت بر زبان ماند کہ حد  
 ہزار شیرین از ہر ہر جمع کند و بخورد و بچن شیرین نیابند کہ لذت آن آب وارد آن گاہ خرقہ طیب  
 فرمود کہ شیرینی آن آب برکت قدم مبارک رسول علیہ السلام بود اس حکایت میں صاف ثبوت ہو  
 ایسا کہ جس مقام پر آپ کے گھوڑا کا سم دیکھتا تھا وہاں صبح کو پانی خوشگوار پایا اگر قلب منور ہو فقط  
 دور سے دیکھتا تھا اور مکان رویت سے اسکو علاقہ نہ تھا تو اس زمیں میں پانی نکل آنے کی کیا  
 وجہ ہوگی اور یہ حکایت اولیاء ارباب کی کہی ہوئی ہے قطع نظر اس سے اہل ملی یون ہی متولد  
 ہوتے ہیں آئے کہ ہذا مالاب شمس کی بھی وجہ تھی بنا علیہ ہم کہتے ہیں کہ جب اولیاء ارباب صاحب کشف  
 و شہد نے روح یا شرح کی مثال کو مجلس میں دیکھا تو اس مجمع اور اس مکان کا شرف ہو یا خیر یا نور  
 محمدی سے تسلیم کرنا چاہتے جیسا کہ محمد بن یحییٰ جو کہ سند میں نہ ہے جس کے متقی تھے علماء اعلام مقتدا  
 اسلام نے نقل کرتے ہیں کہ عند ذکر وادۃ صلی اللہ علیہ وسلم یحضر روحانیت صلی اللہ علیہ وسلم  
 اور ہر غمی کے واسطے منورہ اور نیر روح البیان کی جلد رابع و سادس میں حاضر ہوتے روح مبارک کے توجہ  
 اس سلسلہ کی ہر جگہ و ہر خود کلام شاہ ولی اللہ صاحب میں موجود ہے لیو عن لکھنؤ میں اپنے شاہدہ کے بیان  
 میں ہم مدینہ طیبہ میں جا کر حاصل ہوئی فرماتے ہیں در آیت متفرع علی حالتہ و حدۃ متوجہ الی الخلق لا یبالی  
 و غلطہ فاذا توجہ الیہ انسان مجہد بہتہ ولا یرید الانسان اللہ فیہ فقط بل کل ذی کبد شوق الی شئ و توجہ  
 الیہ بقصدہ و شوقہ فانہ یتدلی علیہ و راہیۃ علیہ و علیہ وسلم فی شرح افشاہا علیہا لمن وصل علیہ وسلم و دہ  
 اس عبارات میں صاف بیان ہے کہ حضرت کا خوب دل کھلتا ہے خوشی سے اسکی طرف جوج پر ہو  
 حضرت کی اور وہ دوسروں کی بھیجے اور جب کوئی مشتاق عشق دل سے ہمت لگاتا ہے اور توجہ ہوتا ہے  
 حضرت کی طرف تو آپ در آتے ہیں اس کے پاس یہ خلاصہ مضمون شاہ ولی اللہ صاحب کا جینے کے  
 الفاظ میں ہے اگر کوئی زیادہ تحقیق چاہے تو اہل کتاب فیوض احرار میں کی طرف رجوع کرتے باوجود  
 اس میں زیادہ تشریح اور توضیح اس مطلب کی اور کشف و الہامات اولیاء کی نسبت ہوتی

۱۔ بجا ہے حضرت کا  
 اس طرح کہ انہی کے  
 حالت پر انہی کے  
 ہے اس کی طرف  
 کہ جب کہ ان کی  
 توجہ ہوتی ہے  
 اگر وہ عالی مقام  
 ہو جائے تو ان کے  
 حالت پر ان کے  
 ہوتے ہیں ان کے  
 ہر صورت میں ان کے  
 دیکھ کر ان کے  
 ان کی طرف سے  
 ان کی طرف سے

۲  
تفسیر

یہ ہیں قاطعہ کیا یہ لیکن صفحہ ۱۸۴ میں کہ والہام و کشف اولیا کا مفید حکم اور حجت علی الفیرینین ہوتا  
عجب بات ہو کہ یوں صاحب شاد علیہ الرحمہ و شاہ ولی اللہ وغیرہ مارتین رحمتہ اللعالمین سے آپ ایسے بالکل  
غیر منگئے کہ آپ پر ان کا کشف حجت نہیں ہو سکتا لہذا اندسہ گئے بطارم اعلیٰ کشیم با گئے پشت  
پسے خودہ بنیم اب ہم کشف اور روایتے صادقہ کی حقیقت بیان کرتے ہیں کشف نام اس کا ہرگز جب  
مرد و مراضہ کی حواس قوی ظاہری شدت سجادات سے مشعل ہو جاتے ہیں تو ہر عقل قوی ہو کر سب کور  
آسی ہو جاتا ہے اس کی تائید سے عقائد و خیال کا ہی فی نفس عامر معلوم ہونے لگتی ہیں حدیث میں ایسے  
کی نسبت دائرہ ہے کہ نظیر نور اللہ اور شمس خاں اب وہ ہو کہ احادیث میں اس کے روایا و احادیث  
کا چپ لیسوان جزہ ہے اور حدیث میں ہے کہ نبوت تو ہو چکی اب بشرات یعنی روایا و احادیث ہوتی ہیں پس  
کشف و نام صا کہ کو اس طرح تحقیق بالکل رد کرنا صحیح نہیں اب ہم بیان کریں بعض وہ مقامات کہ  
کشف پر عمل ہوا ہے حضرت خضر کہ بعضوں نے نبی کہا ہے اور عالم التزیل میں ہے کہ اکثر اہل علم کے  
مزدیک وہ نبی نہیں تھے پھر دیکھتے آئندہ انہوں نے والہام و کشف پر عمل کر کے ساکین کی کشتی توڑ ڈالی  
اور ایک نوجوان لڑکا مارڈ لہذا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ بالاتفاق نبی و تیس آئندہ نے  
اپنے بیٹے کو تابوت میں بند کر کے دریا میں ڈال دیا یہ عمل بھی قریب ہلاک کر دینے کے ہے لیکن ہمارے  
آئی کیا یہ سب وقایع قرآن شریف میں موجود ہیں اگر انکو شدت ملت ہو نیکا کوئی خیال کرے  
تو لیجے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حال سنئے شکوہ کے باب اگر ایات میں حدیث عائشہ  
عائشہ رضی اللہ عنہا میں مروی ہے وہ فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل و قنات کی  
نوٹ پڑھی صحابہ کئے گئے ہر نہیں جانے کہ کپڑے جسم مبارک سے اتار کر غسل دیں یا مع کپڑوں کے  
کیسکی راستے یہ ہوئی کسی کی وہ تب اللہ تعالیٰ نے سب پر نیند سجدی وہ سب سو گئے خوب میں  
کیا دیکھتے ہیں کہ گھر کے گوشہ میں ایک بوسٹے والا وقتا ہے کہ غسل و تہمشی صلی اللہ علیہ وسلم کو کپڑوں  
سمیت لب وہ لوگ نیند سے اٹھے اور آپ کو گڑا پسے ہوئے غسل دیا اس حدیث میں لفظ قاتا مورا  
کا ترجمہ زرقانی شرح صواب میں یہ کہا ہے کہ انتہا پر امن التزم اب دیکھتے یہ بھی عمل صحابہ نے  
عام سنائی پر کیا ہے اور بعد صحابہ بھی بہت الامات پر فقہاء و محدثین نے عمل کیا ہے حضرت سجد و  
لغثانی اسکی مابہت ایک سوال جواب لکھتے ہیں مکتوبات میں سوال چوں دین یہ کتاب و سنت کامل

حکومت بعد از مکمل ہوا امام چہ اختیار چہ بود و چہ نقصان مانده کہ بالتمام کامل کرد و جواب الہام منظر گماشت  
 خلیفہ دین است نہ قیامت گماشت زائد و در دین چنانچہ اجتناب منظر احکام است الہام منظر وقایع و اسرار است  
 سر فہم اکثر مردم ازان کوتاہ است ہر چند در اجتناب و الہام فرق واضح است کہ ان مستند بمخالف راست جبل  
 بین الہام یک قسم اصالت پیدا شد کہ در اجتناب و غیبت الہام شبہیہ اعلام نبی است کہ ماخذ سنت است  
 چنانچہ بانا گدشت اگر چہ الہام غنی است و ان اعلام قطعی انتہی اور شیخ عبدالحق رحمہ اللہ مباحثہ النبوت بین  
 فکرتے ہیں کہ اگر خوب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی بات قسم احکام سے سنی اسپر عمل کرے  
 لیکن امین یہ وجہ نہیں کہ میت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں شک ہووے بلکہ یہ سبب ہر کہ خوب  
 دیکھنے والے کا ضبط مغفود ہے پھر اس کے بعد کہتے ہیں کہ مراد ہماری احکام شریعیہ سے وہ احکام ہیں  
 جو قرار داد دین کے خلاف ہوں اور اگر وہ ایسے نہیں تو ان کے قبول کرنے میں کسی کا بھی خلاف  
 نہیں ہوا بت یہ ہے و مراد احکام شریعیہ کہ مخالف قرار داد دین است والا بعضی علوم کہ مذاہب ہیں  
 یا شدہ و قبول آن و عمل بدین خلافی نخواہد بود بسیار سے نہ محدثین بھی احادیث کہ مروی است  
 از حضرت دمی نمودہ عن کردہ کہ یا رسول اللہ فذل اس حدیث از حضرت قولا بت کردہ است پس  
 فرمود آنحضرت لعن اولاد در رویت کہ وہ قیامت میں بیضے مشائخ نیز مجتہدین استفادۃ علوم نمودہ اند  
 اور اس طرح منسرح ابیان نے بھی لکھا ہے کہ بہت علما نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث حاصل  
 کی ہیں عالم رویا میں جب یہ حقیقت کشف و سمات اولیاء کی ظاہر ہوتی تو معلوم کرنا چاہئے کہ جب اہل  
 کاشفہ نے عمل ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش پایا اور انوار آتشی مجلس میں دیکھے اور بعض  
 شرف زیارت ہوئے عین مجلس میں اور بعضوں کو منام میں فرمایا کہ ہم بھی وہاں آتے ہیں اب ہم  
 اس کشف و منام کو جب پیش کرتے ہیں شریعت پر تو نہیں پاتے اسکو مخالف قرار داد دین متین کی ہے  
 کہ مجلس کا مکان آباد کوئی تکرار زمین کا ہوگا پس داخل ہوگا وہ اقطار الارض میں اور اقطار ارض میں  
 چلنا پھر نایدولی رحمۃ اللہ علیہ نے احادیث و آثار سے ثابت کیا ہے پس مضمون اس کاشفہ کا یہ حصہ  
 اور فرد ہوا افراد جمع ہر مضمون حدیث سے اور مخالف منہا کسی حکم کا احکام قرار داد دین سے اس کو  
 مقبولین امت محمدیہ نے اس کو الازم العین قبول کیا اور حضرت شہادہ ولی اللہ صاحب نے بھی لکھ دیا  
 کہ جب کوئی صاحب دل ذوق شوق سے بہت لگاتا ہے تو حضرت بھی اسکی طرف نزول فرماتے ہیں

ان نورانی بیان کا یہ کہ  
 کہ یہ قلم جلد ہے بحث  
 نقی بیادے ہو قوال  
 انہی انداد سیرت کی ذکا  
 کہ الفاظ میں اور شریعت  
 معلوم کہ حدیث ہے اور  
 جو شریعت کا ازار کلمات  
 دین حق و غیرہ و سلی  
 و علم امام ہے حدیث  
 اور ذکا کہ شریعت کی ذکا  
 لکھا جائے بار و سلی  
 امام و ان آری کاشفہ  
 قلم شہادہ صاحب کو دین  
 کشف و انویدین



کوئی حال بھی بازو آسان میں جاتا ہے وہ بھی آپ ہم سے ذکر کر چکے یہ امام احمد اور طبرانی سے روایت کی ہے احمد فرمایا آپ نے میں اپنے سب اُمتی اگلوں بچوں کو جانتا ہوں جیسا تم اپنے رفیق کو پہچانو اس سے زیادہ ہر آدمی کو پہچانتا ہوں رواہ الطبرانی قطع نظر سے اعمال اُمت کے سانسے عرض کئے جاتے ہیں روایتی ابن ابی شیبہ عبد بن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن ابنی صلی اللہ علیہ وسلم قال حیو فی خیرکم و ماتی خیرکم تعرض علی اعمامک فاکان من جن حمدت اللہ علیہ اکان من مہیسی استغفرت اللہ لکم اور شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ تفسیر عزیزی سورہ بقرہ میں آیا و یکون الرد علیکم شہید امیں لکھتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مطلع است بہ نور نبوت پر تہ ہر سجدین بدین خود کہہ دے کہ ام و در جہ انہ من من رسیدہ الی ان دل صدر ایاک آدمہ ہر نبی را بر اعمال امتیان خود مطلع می سازد کہ فلا فی چنان ہی کند و فلا فی چنان تار و ز قیامت اداری شہادت کو ان کو دانستی اور نیز علامہ سبیل افندی اور قسطنطینی اور زرقانی رحمۃ اللہ علیہم روایت کرتے ہیں من سعید بن اسیب قال لیس من یوم اللاد تعرض علی ابنی صلی اللہ علیہ وسلم امالی متہ فہو وہ و حشیہ لیس فہم سبیا ہم و اعمام ہم فلذکب یشہد علیہم یوم القیمۃ جب روایت میں آچکا کہ صبح شام ہر روز دو بار اُمت کے اعمال آپ کے سامنے مشر ہوتے ہیں پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہو جاتا ہے صحیح صحاح میں لکھا کہ کون جبری بات ہے اور مؤلف بدین گسوہی کا یہ کہتا (تم اُمت کا اعتقاد یہ ہے کہ جناب فرما لے علیہ السلام کو اور منتخب لہجات کو جہتہ ز علم حق تعالیٰ نے عنایت کر دیا اور بتلادیا اُس سے ایک نور بھی زیادہ علم ثابت کرنا شریعتی عجیب قانون ہے اس تقدیر پر ایک عالم شرک ہو جائیگا مشددا کسی نے اپنے استاد کو اپنے دہر میں جہاں عالم یا اپنے مرشد کو برا صاحب کشف کجہ لیا حالانکہ حق تعالیٰ فرما کہ استدر علم او کشف نہ یا تھا ٹولف برامین کے نزدیک ذہن بھڑیادہ سمجھنے سے شرک شریک معاذ اللہ پھر قطع نظر اُس کے ہم کہتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت تو اس قدر ہم ثابت کرتے ہیں جہتہ شرع میں ثابت ہے ہر نصوص اور گزرجا کی دیکھو اور حرکت روچی ہی اُس قدر ثابت کرتے ہیں جو نصوص سے ثابت ہے ابھر ٹولف برامین نسخہ ۴۴ میں سند و مختار و غیرہ سے لکھتے ہیں دار کوئی نکاح کہے شہادت حق تعالیٰ اور فرمایا علیہ السلام کے کافر ہو جاتا ہے بسبب اعتقاد علم غیب کے نفع عالم کی نسبت اُمتی ایسے ہی آئے فی صحیح تین نکاح اصل تحقیق اسکی نکلتا ہوں کہ اگر کوئی شخص نکاح کرے اور کوئی گواہ نہ ہوں فقط اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ کے نکاح کے تو نکاح بالانف

لکھا وایت کیا یاد نہ  
قد سانسے ابی شیبہ  
حق تعالیٰ سے وہ روایت  
ہی کہ لکھا احمد علیہ وسلم  
کہا کہ زیادہ ہر آدمی کو پہچانتا ہوں  
روایتی ابن ابی شیبہ عبد بن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن ابنی صلی اللہ علیہ وسلم قال حیو فی خیرکم و ماتی خیرکم تعرض علی اعمامک فاکان من جن حمدت اللہ علیہ اکان من مہیسی استغفرت اللہ لکم اور شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ تفسیر عزیزی سورہ بقرہ میں آیا و یکون الرد علیکم شہید امیں لکھتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مطلع است بہ نور نبوت پر تہ ہر سجدین بدین خود کہہ دے کہ ام و در جہ انہ من من رسیدہ الی ان دل صدر ایاک آدمہ ہر نبی را بر اعمال امتیان خود مطلع می سازد کہ فلا فی چنان ہی کند و فلا فی چنان تار و ز قیامت اداری شہادت کو ان کو دانستی اور نیز علامہ سبیل افندی اور قسطنطینی اور زرقانی رحمۃ اللہ علیہم روایت کرتے ہیں من سعید بن اسیب قال لیس من یوم اللاد تعرض علی ابنی صلی اللہ علیہ وسلم امالی متہ فہو وہ و حشیہ لیس فہم سبیا ہم و اعمام ہم فلذکب یشہد علیہم یوم القیمۃ جب روایت میں آچکا کہ صبح شام ہر روز دو بار اُمت کے اعمال آپ کے سامنے مشر ہوتے ہیں پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہو جاتا ہے صحیح صحاح میں لکھا کہ کون جبری بات ہے اور مؤلف بدین گسوہی کا یہ کہتا (تم اُمت کا اعتقاد یہ ہے کہ جناب فرما لے علیہ السلام کو اور منتخب لہجات کو جہتہ ز علم حق تعالیٰ نے عنایت کر دیا اور بتلادیا اُس سے ایک نور بھی زیادہ علم ثابت کرنا شریعتی عجیب قانون ہے اس تقدیر پر ایک عالم شرک ہو جائیگا مشددا کسی نے اپنے استاد کو اپنے دہر میں جہاں عالم یا اپنے مرشد کو برا صاحب کشف کجہ لیا حالانکہ حق تعالیٰ فرما کہ استدر علم او کشف نہ یا تھا ٹولف برامین کے نزدیک ذہن بھڑیادہ سمجھنے سے شرک شریک معاذ اللہ پھر قطع نظر اُس کے ہم کہتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت تو اس قدر ہم ثابت کرتے ہیں جہتہ شرع میں ثابت ہے ہر نصوص اور گزرجا کی دیکھو اور حرکت روچی ہی اُس قدر ثابت کرتے ہیں جو نصوص سے ثابت ہے ابھر ٹولف برامین نسخہ ۴۴ میں سند و مختار و غیرہ سے لکھتے ہیں دار کوئی نکاح کہے شہادت حق تعالیٰ اور فرمایا علیہ السلام کے کافر ہو جاتا ہے بسبب اعتقاد علم غیب کے نفع عالم کی نسبت اُمتی ایسے ہی آئے فی صحیح تین نکاح اصل تحقیق اسکی نکلتا ہوں کہ اگر کوئی شخص نکاح کرے اور کوئی گواہ نہ ہوں فقط اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ کے نکاح کے تو نکاح بالانف



ناجائز ہے اموال کے بیان گواہ رہے چاہتین کہ اگر نکاح میں جبکہ اہود سے تو عدالت میں رہا  
 دے سکیں اور یہ بھی ہے کہ خدا تعالیٰ تو ہر نکاح میں شاہد ہوتا ہے پھر شریعت میں علاوہ اس ذات پاک  
 کے اور دو گواہ مطلوب ہیں وہ بیان نہیں بناو علیہ وہ نکاح ہرگز نہ ہوا پس اتفاق ہے لیکن بعض علماء  
 نے اس کا کفر بھی کہہ دیا جبکہ ذکر مولف براہین نے کیا اور یہ صحیح نہیں اموال کے درمیان میں اسکی تضعیف  
 پر اشارہ کیا جہاں قبل کیفر قبل لفظ تضعیف ہے اور فتاویٰ قاضی خان کی کتاب النکاح میں لکھا ہے انہیں  
 جملہ ذلک کفر کا فرہونیکو قول بعض علماء نے بیان کیا لیکن ابھی نہیں کھلا کہ خود قاضی خان کی ہائی اسکے  
 سرائق سے یا نہیں یہ بات کلمات کفر میں کھول دی وہاں اس طرح لکھا تھا لایکون کفر اشرح منہ وغیرہ کتب  
 میں ملاحظہ یہ اصطلاح کبھی ہے کہ لفظ قالو ایسے موقع میں لکھتے ہیں جہاں اپنی رائے میں وہ اس شخص  
 نہیں ہوتا شرح منہ کے ذکر قنوت میں لکھا ہے کہ قاضی خان کا لفظ قالو لکھنا دلیل غیر معتاد ہونیکے ہے  
 عبارت یہ ہے وکلام قاضی خان بشیر الی عدم اختیارہ لہ فنی قوله قالو الاشارة الی عدم استحسانہ الیہ معلوم  
 ہو گیا ان فتاویٰ سے کہ کفر کتب ضعیف ہے اب ہر دو نسخہ تردیل لاتے ہیں عدم کفر پر فقہ شافعی و معتزلہ  
 کے قول تذکرہ بالا پر جسکی شد براہین میں پڑی ہے عمر پر کیا ہر حال فی النار خانیت و سنہ الحجۃ ذکر فی المستطاع  
 انہ یکفر لان الاشیاء تعرض علی روح بنی صلی اللہ علیہ وسلم اب اس سے بھی قوی تر سنہ خزائنہ القرآن  
 میں حضرت سے نقل کیا ہے والصحیح انہ یکفر لان الانبیاء علیہم السلام یعلمون الغیب و یرضون علیہم الاشیاء  
 فلا یکن کفرا جہنہ اس سے دایت اخیرہ کو قوی اموال کے لکھا کہ اس میں تصحیح جو الفاظ فتویٰ سے ہے اور جو  
 یعنی اس اختلاف علماء میں صحیح یہ ہی بات ہے کہ کفر نہیں ہوتا پس درمیان اور قاضی خان کی تضعیف اور  
 شافعی اور تمارہ خانیت اور فتاویٰ جہاں قطع کی تصریح اور خزائنہ الروایات اور معمرات تصحیح سے صاف  
 ثابت ہو گیا کہ وہ کافر نہیں ہوتا اور دلیل اسکی یہ ہے کہ چیزیں عالم کی پیش کی جاتی ہیں سامنے روح  
 بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور مستحضر انبیاء وغیرہ میں جو کہ جب دایت فقہ وحدیث متفق ہو کر اس کو  
 چھوڑا جائے بنا علیہ یہ حکم دائرہ فتاویٰ کا سرائق حدیث عرض جس کو حکیم ترمذی اور بزار اور علیہ  
 بن مبارک اور محمد بن رحمہم اللہ تعالیٰ نقل فرماتے ہیں صحیح رہا اور لکھا ذرقانی نے شرح براہین  
 میں کہ کل انبیاء کو اور آبا و اجداد کو انکی امت اور اولاد کے اعمال بالا جمال پیش کئے جاتے  
 ہیں ہر وجہ اور حضرت کو سب پر معرفت یہ دیا گیا کہ آپ کو ہر وجہ بالا جمال اور ہر روز و بار با تفصیل



و حکمران ہاتھ علیہ واکت رہیم لہا من بعن المحبۃ المتقنیۃ لذلک و تعرض علی صلاۃ غیر ہم عرض فیہ انما یسہل بواسطہ  
 انتی لمخاضہ و غرض اہمات شرح و قائل انہرات میں ہے و اعرف ہم سے شہا ہم اہل محبت و السبب  
 اتصال روحی و قرب معنوی ایساں ہا روح مقدس حصہ سے قرب جانی جو ہر و بعد مکالی سہل است  
 و تعرض صلاۃ غیر ہم عرضا یعنی فرستگان عد و غیرہ اشارہ بر من عرض سے کنند بواسطہ آئندہ سے شہنوم  
 و شہدق بلا واسطہ خصوص من بہان و عاشقانے امت کہ نہ کہ رشہ نہ و قائل انہرات کی حدیث کو روایت  
 مشایخ نے مسلم رکھا ہے معلوم ہر کہ محبت ہی قرب روحی کا سبب ہے حضرت عیسیٰ علیہ وسلم اپنے  
 مجسم کا در و درخوشن لیتے ہیں مہر ح مزار شریف کے قریب کا در و دھنستے ہیں بعد ظاہری کچھ حالت  
 نہیں ناہولی۔ لہذا کسا شہد ظاہر کرتا ہے کہ غیر حالت در و درخانی میں بھی حضور اپنے خاص مجسم کی  
 احوال فرماتے ہیں چنانچہ انھوں نے اپنا حال کتاب و دشمن کے بارہوں حدیث میں لکھا ہے لم اعش لیلۃ  
 من اللیل فی لیم بعض اسماء ابی سیدی الی نا و من لبن مشربۃ ثم نمت علی الوضوء فرایت شرح الطبری ص ۷  
 علیہ وسلم فادامت الی انا الذی لا ولست اقبلن القیت انما طرقت قلبی علی یعنی بنے ایک دن شب کو  
 کھانا نہیں کھایا تھا ہمارے ایک دوست کو اللہام اودہ و دہ ایز میں پکریو گیا ہا وضو تو دیکھا روح  
 نبی صلی علیہ وسلم کو مجھ سے فرمایا کہ میں نے ہی و دہہ بیجا تھا اس آدمی کے دل میں ڈال دیا تھا  
 کہ و دہہ لیکھا انتی اور گزر چکی اس سے پہلے حکایت قاری قرآن کی کہ حضرت صلی علیہ وسلم اسکا قرآن  
 کھینے کو شریف لائے پس معلوم ہوا کہ اگر بندہ عرض احوال بھی خبر ہو گئی ہے اور اہل محبت کی خبر پہنچ  
 قرب و حال ہی ہو جاتی ہو ملا و برین ایک تیسرے طریق اور چوتھے طریق اور ہی خبر دار ہو جانے نبی کریم صلی  
 علیہ وسلم کا ہے لیکن وہ دو طریق و قین میں عام فہم نہیں جو علیہ العلوم ذکر کئے ہائیں بکیرت  
 اہل بیت پانے نبی صلی علیہ وسلم کے چند طریق ہیں اور وہ سب خدا تعالیٰ کے دستے ہوتے ہیں تو علم  
 آپ کا مستقل و باذات نہو جس سے شرک لازم آتا بلکہ آپ جس طریق سے حالات امت و اشیاء و عالم  
 پر مطلع ہوتے وہ قدرت خدا واد سے ہوتے اسکا نام شرک ہر حقہ نہیں دیکھو عقائد و علم کلام کی  
 کتابین جب حدیث عرض احوال وغیرہ سنا کہ علم ہو جانا ثابت ہو چکا اور روح کا چلنا پھر ناز میں  
 میں اور شرف سیر احوال و حدیث سے معلوم ہو چکی اور آپ کی توجہ غفلت کی طرف بھی معلوم اور آید  
 بالکثیرین روت عیم دلیل شفقت و ملت امت بھیلتے موجد اور جب آپ کے لئے اسی ہزل اور دلوں

مجلس مولانا شریف چاہئے کہ سنیاں شریعت کے مطابق ہوں

سلام وسیع خوانی بآداب و تسلیم کرین تو اس کے جواب میں آپ کی توجہ احسان فرماتے ہیں کہ یہ بل جہاں  
احسان والا ماحول ہو جو دیکھ کر معلوم نہیں فرشتہ ثانی کیون شقائق و نفاق بھی جن سلام میں ڈال کر اچھے چکے  
سما فون کو شکر بناد ہے ہین ہان اگر کوئی جاہل عقیدہ ٹھہر گیا ہو گھٹے شلابنی کریم کے لئے علم غیب  
مستقل ذاتی ہے یوں نہ جانے کہ خدا تعالیٰ کا دیا ہوا ہے معاذ اللہ تو اس کے کفر میں کس کو کلام ہے وہ  
شخص با نفاق مرد و ہے نولف ہا ہین ٹنگو ہی کہتے ہین مجلس میاں و شریف میں اکثر ایسے ہی آدمی  
ہوتے ہیں معلوم نہیں ان کو گھر بیٹھے کس طرح مجلس الہی کی خبر فہمی ہو گئی اور وہ بھی ان کے دلوں کی سینے اپنی عمر  
میں اب تک اس عقیدہ کا آدمی نہیں بچا اور یہ عقیدہ تو معاذ اللہ شرک کا بستر ہی ہے ہر توحید سنت  
شرعیہ کو بڑا کہتے ہین چاہئے کہ پانی محض مرد و با خاص خوش عقیدت محبت والا ہوال میں احیاء کرے  
اپنی محنت کی تنخواہ یا تجارت کا کاپا بڑا یا بہ دیر لٹ وغیرہ صحیح شرعی طریق سے پہنچا تو اطعام و شہر  
و عطر و کبیرہ میں صرف کرے فروش و ذوات وغیرہ سامان تک میں کوئی اور خصلت شریعت نہ ہو لے  
و آیات معتبرہ و دہوں جن کو ثقافت محدثین نے باب المعجزات میں قبول کیا ہے اشعار وہ ہوں  
جسکے پڑنے پر معنیات دیں نے تو ہی اسے کھنڈن امر کے معاد ب تسلیم شان نبی کریم علیہ السلام  
نظر ہو و سبم و در و سلام کثرت سے راسخین حاضرین مجلس کے زبان پر ہونے لگے معجزات و تعجبات  
ذوق و شوق محبت سے پڑھیں پڑھیں سنیں سنوایں اسی اصل حقیقہ و مجلس کی صفائی میں اور اس  
سے بچنے میں مہمت لگائیں گے اسی قدر رضامندی حتی بخاند کی اور توجہ و شرح محمدی صلی اللہ علیہ وسلم  
کی اپنی طرف پائیں گے اگر محض قبول ہوتی ادنی درجہ یہ ہے کہ وہ شخص اپنے مقصد مراد کو پہنچے علی و علی و علی  
کی ایک ایک قسم کے خاص جوہ و شرح محمدی سے بھی شرف ہو و سے اور کچھ محض ہی کیا نہ خصوصیت نہیں  
ہر ش کا ثمر جب بارگاہ کے شروط سے بجا آگیا دیکھو نماز کے باب میں حدیث و اور و سے ان  
العباد اذ اقم الاصلیۃ رفع اللہ تعالیٰ الکعباب بینہ و بینہ و واجبہ الکریم یعنی جب سنا  
نما پر کھڑا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اٹھ اٹھتا ہے حجاب اپنے اور اسکے پیچ میں سے اور سامنے اٹھنے  
کر دیتا ہے اپنا وجہ کرم اور دوسری حیثیت میں ہے کہ جب سلمان و منکر کہتا ہے شیطان اس سے  
دور ہو جاتا ہے زمین کے کنارے اور ایک بجٹ جاگ جاتا ہے اس دور سے کہ یہ بندہ اپنے بادشاہ کی پاس  
جائیکا ارادہ کرتا ہے جب خدا کو کہنے لگتا ہے کہ میرا چاہئے ہے میں اور اللہ جل نہ اس بندے



۹۰  
 روایت کی ہے  
 کہ قاتلہ

زمزم کا پانی پینا کھڑا ہو کر بخاری اور سلم میں زیارت ہو کر ابن عباس فرماتے ہیں چاہیے برس بعد صلی علیہ وآلہ وسلم کو پانی زمزم کا پس یا اپنے کھڑے ہوئے اسی صل فقہاء رحمہم اللہ دن دونوں پانیوں کو قبلہ کھڑے ہو کر پینا سبب اور مذہب لگتے ہیں اس نقطہ سے صاف تعظیم معلوم ہوتی ہے اور بعضوں نے یہ مسئلہ ان اہل کھڑے پانی کھڑے ہو کر پینا کر دہ تشریح ہے سو ان دونوں پانیوں کے کہ پیکر وہ نہیں اس سے بھی قیام تعظیم ثابت ہو گیا یعنی کھڑا ہو کر پینے کی جو کراہت شرع میں تھی وہ باعث عظمت ان دونوں کی کی ساقط ہو گئی اس لئے کہ زمزم کا پانی حصول شفا کا سبب ہے اور اسی طرح وضو کا پانی بھی جو بھی شفا ہر شامی نے لکھا ہے کہ ہرے بزرگ عبد الغنی ناہی جب مریض ہوتے تھے وضو کا پانی پانی بار بار وہ حصول شفا پیتے تھے موافق فرمانِ پیچے رسول اللہ صلی علیہ وآلہ وسلم کے پس آرام ہوتا تھا مگر اہل کلام الشامی یاں نایک بات اور بھی ماحصل ہوئی سینے کھڑے ہو کر پانی پینا مکروہ ہے شوشہ میں لیکن جب آب زمزم اور آب بقیہ وضو کی عظمت پر خیال کر کے کھڑا ہو کر پیتے تو تعظیم کے سبب کراہت جاتی رہتی ہے پس بغرض محال اگر قیام مکروہ بھی ہوتا تب بھی جو لوگ بار بار تعظیم کیا مصطفائی کھڑے ہوتے ہیں چاہے نہ، لکھتے درست ہو جائے کردہ یا شرک یا حرام ہوئے کیسے کیا مینے چوتھا کھڑا ہونا جودقت عامہ اندھے بعض فقہاء اس کو مستحسن کہتے ہیں یا پنجوان کھڑا ہونا وقت سماع اذان کے درمختار میں ہے دینیب القیام عند سماع اذان و در قنادی پر مہنسہ آمد وہ چون آواز اذان برآید باید کہ ماشی بایستد کوششہ نازد مذہر چہ تعظیم نزدیکتر آن کہ چھپتا کھڑا ہونا اسلئے تعظیم مطلق ذکر کے تغیر کثافت میں ابن عمر اور عروہ بن زہیر اور ایک جماعت سے روایت ہے کہ وہ سب نکلے اور گئے حید گاہ میں پھر وہ ذکر اللہ کے لئے لگے، نہیں سے بعضوں نے یہ کہا کہ کیا فرمایا نہیں اللہ تعالیٰ نے یہ ذکر اللہ قیام و قعود اب وہ سب کھڑے ہو گئے اور ذکر اللہ کرنے لگے کھڑے ہوئے سناؤ ان کھڑا ہو کر رائج اور مغاخر رسول اللہ صلی علیہ وسلم کے پڑھنے صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت حسان بن علی پر کھڑے ہو کر اشعارِ مخبرہ رسول اللہ صلی علیہ وآلہ وسلم کے پڑھے تھے آنھوں ان کھڑا ہونا دست مہرہ وقت زیارت رسول قبول صلی علیہ وآلہ وسلم کے سنے روزہ مطہرہ کے علی صاحبہا العزیزۃ والسلام الی یوم القیام حبیباً کہ ہم اوپر بیان کر چکے تو ان جب کوئی اپنا پیشوا مجلس اٹھے اسکی معیت میں تعظیم کھڑے ہو جانا چنانچہ مشکوٰۃ میں ابو ہریرہ کا روایت ہے



حج میں من عظیم شاعرانہ فائز نامن تقویٰ بالقلب یعنی جو کوئی تعظیم کرے نیکوئیوں اور نیکیوں کی نیوٹ  
 پر سیرگاری سے ہے سو نوی کہیں صاحب نے اولیاء اللہ کی محبت کو تعمیل اس آیت اور عظیم شاعرانہ  
 میں شامل کیا ہے حاجت انکی عطا مستقیم سطرہ میرٹھ صفحہ ۴۴ میں یہ ہے اگر نیک نامل کنی دریابی کی محبت  
 امثال میں کرام خود شاعر ایمان محب و علامت تقویٰ دوست ذلک من عظیم شاعرانہ فائز نامن تقویٰ  
 بالقلب امتی کلامہ حبیب اولیاء اللہ شاعرانہ ہوتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ختم شاعر ہو چکا ہوتا  
 حجتہ اللہ میں شاہ ولی اللہ نے بھی صفحہ ۱۷ سطرہ بڑی آپ کو عظیم شاعرانہ میں شمار کیا ہے اور حبیب آپ  
 معظم شاعر ہوتے تو پیدا ہوتا آپ کا گویا ظہور ہے عظیم شاعرانہ کہ ہر چاہئے کہ عظیم شاعرانہ کی  
 دلیں پیدا کرین اور اس نعمت عظمیٰ کو بہت عظیم سمجھیں جس کو فرمایا اللہ تعالیٰ نے وارسناک الاحیۃ  
 علیکم اور احسان رکھا اللہ تعالیٰ نے ہمارے گردن پر ان کے وجود باد جو وکاحیث قال تبارک  
 و تعالیٰ لقد من اللہ علی المؤمنین اذ لبث سیراً سولاً لاکا یہ میں جو وقت تذکرہ آپ کا بآداب تعظیم اور ظہور  
 جاہ و جلال جو وقت ولادت با سعادت آفاق عالم میں وہ انوار و آثار جلوہ گر تھے بیان ہوتا ہے  
 دل کے رگ دریشہ میں اس وقت کا جلوہ سما جاتا ہے اور آنکھوں کے آگے نقشہ حضور ملا کہ وہ زمین  
 کا جو وقت میلہ و شریف تھا سہا بندہ جاتا ہے لایہ دل بھر جاتا ہے عظمت شان حضور سی اور پیدا ہوتی  
 ہے دل میں تعظیم عظیم اس وقت کھڑے ہو جاتے ہیں سب بآداب تعظیم اور جلتے ہیں جہت جلوس کو قیام  
 سے پنچہ شروع شریف میں ظاہر کو عنوان باطن قرار دیا ہے اگر قلب میں توحید اور رسالت کی تعظیم  
 ہے تو اقرار باللسان اسکی طبیعت ہے اس طرح اگر دلیں اللہ تعالیٰ سے کسی چیز کی خواہش اور حاجت ہی  
 کہ دعا میں دونو ہاتھ بھیک مانگنے والوں کی طرح پھیلا دینا منت سے تاکہ نقشہ ظاہر و باطن کا ایک  
 ہو جائے اس طرح جو یا نے خواہش کو بہت مثالیں شروع شریف سے لمبا و نیکی از انجمنہ چند مثالیں از فیہ الام  
 میں در باب زینت مجمل مذکور ہیں خلاصہ کہ اس وقت اظہار عظمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیسے  
 ہو کہ دلیں بھری ہوئی ہے قیام کیا جاتا ہے تاکہ ظاہر و باطن دونو ایک ہو جاوین جی طرح دل کے اندر  
 عشرہ کی عظمت ہو اس طرح قیام بآداب تعظیم اس عظمت کا نقشہ اور صورت ہو اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ  
 وآلہ وسلم اس وقت بدست آنکھوں کے سامنے مجلس میں حاضر نہ ہوں لیکن آپ کا ذکر ظہور و موجود اور ظاہر ہے ذکر  
 ظہور کی تعظیم یعنی آپ کی تعظیم ترسوی اہلین صاحب عطا مستقیم سطرہ میرٹھ کی صفحہ ۱۷ میں لکھی ہیں انفر



حسب ہم سب تعظیم شعار و شل تعظیم نام اور کلام اور لباس اور آرائشی جب اس کی تعظیم و لمیں ہوگی تو سب نام و  
 بیان اور لکڑی تعظیم بھی دی گئی تو یہ ذکر کی تعظیم عظیمہ کی تعظیم ہے اور آپ کی تعظیم خدا کی تعظیم ہے جس کا شاہ  
 ولی اللہ ہے صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ اللہ میں لکھا ہے حتی صد تعظیما عندہم تعظیما للہ یعنی ان شہداء کی تعظیم اللہ ہی کی  
 تعظیم ہے ان کے نزدیک اور موافق اس صمون کے بتین بھی لکھ چکے ہیں ومن یطی الرسول فقد طاع  
 اللہ ان لہ ین یا یوحنا انما یا یوحنا اللہ حاصل یہ قیام نہ شریک ہے نہ بدعت ضلالت بلکہ تعجب  
 مستحسن ہے: تفق حیدر علیا است اور قائم ہیں اس پر اولہ از روی شریعت فاضل ب ہم ایک  
 قائم مسلم تولد براہین گنویں کے موافق بھی اس قیام کا ثبوت دیتے ہیں وہ یہ ہے کہ پہلے اُسود و روح  
 جس میں یاد کیلئے لکھا ہے کہ زیادہ کرنا کسی از مستحسن یا صباح کا جو پیشتر نہ تھا جائز ہے، اسکی نظیر یہ بھی کہ اگر  
 کوئی نیکو آداب و تعظیم النبیات میں اسہم صل علی امیدا محمد پرستہ در مختار میں اسکو افضل لکھا ہے حالانکہ اس  
 درود میں لفظ تہ نامتوں نہیں اسکا جواب تولد براہین صفحہ ۳۵۵ میں لکھتے ہیں در زیادہ غلط پیدائے  
 صیفہ درود شریف میں یہ نہ سمجھا کہ جان کہیں اجازت زیادت یا تبدیلی کی صراحت یا دلائل موجود ہیں  
 وہ انہی کتب میں ہو سکتی ہے وہ درود و الشریعہ میں داخل ہے سو حازہ زیادہ لفظ سادہ  
 کی خوبیاں اندین آ سوا صلا علیہ الایہ میں موجود ہے کیونکہ معنی صلوۃ کے تعظیم کے ہیں اور صلوۃ کے معنی غلہ  
 لکھتے ہیں اور وعا کے اگر ہوں اسکی تعظیم لازم ہے کہ جبکہ واسطے دعا کیجیادگی اس کی توفیر و تعظیم لازم ہوگی  
 تھوڑی سی عقل کی حاجت ہے سو ہر گاہ کہ تعظیم مخر عالم کی ایسے بندگان کو حق تعالیٰ اطلب فرمائی ہیں  
 توجہ لفظ و صیفہ کے تعظیم کے معنی دیوینا و خود مطلوب ہو گیا جبکہ کہ اسکی منی وارود ہو انشی میں ہے  
 ہوں قیام زیادہ کرنیکی اجازت ہی شروع میں موجود ہے خصوص در باب وجوب تعظیم و توفیر فی صیفہ  
 علیہ وسلم شرع بحث قیام میں ہم لکھ چکے ہیں تعظیم و توفیر آپ کی مطلوب ہے شرعاً تو یہ قیام ہی ایک  
 فرد تعظیسی ہو کر انفرادی تعظیم مطلوبہ میں شامل ہے اور وارود بہ الشریعہ میں داخل و یہ بھی ہے کہ دقت ذکر و تلاوت  
 شریف درود و سلام بھی اٹھ کر پڑھنے ہیں تو جیسا لفظ صلا ایسی معطل سے عینہ تعظیم ایسا دیکھا جو پہلے نہ تھا  
 یہاں ہی اسوقت درود سلام پڑھنے کے لئے یہ بہت تعظیسی معنی قیام ایسا دیکھا جو پہلے نہ تھا پس قیام ہی شل  
 انداز میں افضل ہو گا دلی ہذا القیاس قول در مختار جسکو تولد براہین گنویں نے بھی نہ لکھا پس یہ قیام  
 صحیح و ثابت الاصل ہوا از روئے آدب سنہ سنہ لینی ثانی بھی اسی سبب سید بزرگنی وغیرہ معتقدان دین مستحسن

قیام ہذا برابر ہوتا دئے رہے ہیں اب قیام میں منکرین کی شبہات متفرقہ کا ذکر ہوتا  
 ہے۔ اول اعتراض حضرت کے حالت حیات میں صحابہ و ائمہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قیام  
 نہیں کرتے تھے جیسا کہ ترمذی میں ہے پھر اب قیام کس طرح جائز ہو جو اب باقی قیام نہیں کرتے تھے لیکن  
 اس طرح کا قیام جیسا کہ میں ہم میں تھا کہ جب دعایا اپنے بادشاہ کو کہتے دیکھتی اس وقت سے کھڑی ہوتی  
 اور جبکہ وہ بیٹھا رہتا تھا پر اس وقت تک کہ اس کے بکمال تواضع کھڑی رہتی ایسا قیام فی الواقع  
 مشروع شرعی ہے جبکہ وہ بادشاہ یا امیر حکم کرے اور پسند کرے اس قیام کو سو محفل میلاد شریف میں یہ  
 بات تو نہیں کہ اس محفل میں منبر یا چوکی یا تخت پر کوئی بادشاہ بیٹھا ہو اسے اور سب لوگ اس کے کھڑے  
 نہیں یا یہ کہ وہ بادشاہ حکم کر رہا ہے کہ تم میرے آگے قیام کرو یہاں تو یہ بات ہے کہ قاری مولد  
 پر کھڑا ہوا اور دو سلام و اشعار نعت و موعظہ پڑھا ہے یہ خود فعل صحابہ سے ثابت صحیح بخاری میں ہے  
 کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یضع لسانہ منبراً یقوم علیہ قائماً یا غرض رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت حسان کہو اسے منبر کہتے تھے مسجد  
 میں اودھ امیر حسان کھڑے ہو کر فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیان کرتے تھے پس بعض میلاد  
 شریف میں بھی قاری مولد منبر پر کھڑا ہو کر فرمایا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیان کرتا ہی اور جو وقت قاری  
 مولد کھڑا ہو جاتا ہی حاضرین بھی کھڑے ہو جاتے ہیں اس میں تھیں دوسری حدیث کی ہر جاتی ہی شجرہ  
 کے باب القیام فصل ثالث میں ابو ہریرہ سے روایت ہے رضی اللہ عنہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 وسلم یجلس معانی المجلس بعد ثنائی فاذا قام قنایا یعنی حضرت ہمارے جلسہ میں حدیث کرتے تھے پھر جب  
 آپ کھڑے ہوتے ہم بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہو جاتے اس سے ثابت ہوا کہ حاضرین مجلس کو قیام میں شریعت  
 کرنا چاہئے پس اس قیام میں اور ترمذی کی روایت منع قیام میں جبکہ مانعین مذلاتے ہیں بہت  
 فرق ہو اور اگر کوئی یہ کہے کہ صحابہ کرام کا قیام نہیں کرتے تھے تو یہ بالکل غلط ہے ایسی گندہ گندہ  
 حسان کھڑے ہو کر شعر پڑھتے تھے مدح و فخر رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں آتے یہ بھی گندہ گندہ آپ کھڑے  
 ہوتے صحابہ کھڑے ہو جاتے اودھ جب حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا شریف لائیں تو حضرت نبی کریم  
 صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو جاتے تھے اور اس طرح وقت شریف آوری حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بی بی  
 فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کھڑی ہو جاتی تھیں اور نیز حضرت صحابہ کرام اسے اب کے یہ اسامہ بن زید

صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں  
 کہتے کہ اول سے پہلے آپ  
 پر کھڑے ہو کر اپنے ذوالقدر  
 ساتھ منبر پر بیٹھا کرتے  
 کھڑے ہو جاتا کرتے لیکن بانی  
 ہونا کہ حال میں جیسی ہی  
 شان کھڑے ہوا اول سے پہلے  
 کرتے تھے کہ وہاں بیٹھیں  
 غیب ہوتی تھی جیسی مسجد میں  
 ہوتی تھی انھارے بھائی  
 حضرت کا اول سے پہلے آپ  
 میں اس طرح قاری کا مدح  
 روایت مدح میں کھڑے ہیں  
 مولد السلام کے قیام میں  
 کا یہ ہے

برائیت صحیح قسطنطینی نے روایت کی ہے اور نیز کھڑے ہوئے آپ اسے آئے حیدر سعد یہ کے ایام حنین  
میں یہ زرقانی شرح مداحب میں ہے اور نیز کھڑے ہوئے آپ وقت آنے پر روضائی اپنی کے یہ سیر  
حبیبی میں ہے اور دیکھا، انین قیام کو شاہ ولی اللہ نے دیکھو تب اللہ البالد اعتراض حضرت کا  
نام سن کے کھڑے ہو جاوین اور تعالیٰ کے نام پر کھڑے نہیں ہوتے حضرت کو اللہ تعالیٰ کی بھی  
وقت دیدی جواب یہ کمال کم نہیں ہے دیکھو ہم اللہ تعالیٰ کی اسطے قیام کرتے ہیں نہ اند نہیں بکمال  
ادب مد بقلہ اور اس سے بھی زیادہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کیسے خاک پر گر جاتے ہیں سجدہ کیسی ہر روز نما  
فرض و نوافل میں ساٹھ ستر سے زیادہ سجدہ کرتے ہیں کیسی بڑی تعظیم ہوتی کہ ساتھ زمین پر گر جاتے  
ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے صرف اس قدر کہ ذکر ولادت شریف پر تین گنا اظہار تعظیم  
کھڑے ہو جاتے ہیں اب خیال کر تعظیم رسول کی خدا سے زیادہ کہاں ہوئی اعتراض حضرت کا نام  
ذوان اور خطبہ میں بہت جلد آتا ہے کہین نہیں کھڑے ہوتے سوائے مولد شریف کے اور سبیں بھی  
خاص ذکر ولادت شریف میں و مناسبت ہے کہ ولادت کے معنی یہ ہوتے کہ آپ عالم بطون ہے  
عالم طور میں آئے اور کائنات کی زیم کے سے شرع میں یہ تم سن ہے ہند سب جمہور فقہاء محدثین  
اللہ یخرب معلوم ہر کہ شان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پس تعظیم ہے اور تبرک ہے تضرع و توجوہ  
کی تفسیر میں لکھا ہے اسی بتانوی تنیدہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی مبالغہ کر حضرت کی تعظیم میں بنا  
علیہ صہین اُمت نے بطور مبالغہ تعظیم یہ کیا کہ جو بادشاہ و امیر کی مین حالت قدم میں تعظیماً  
قیام کیا جاتا ہے وہ آپ کے ذکر قدم میں گیا کی اسپر کوئی اعتراض شرعی نہیں ہے سکتا سوال کی  
کہ ایسا ہے سوا ایسا طریقہ آداب کا تعجب اور متعجب ہے ایسا ذکر چند بار گذر چکا اور بھٹ جہ  
کا وجہ بھی شرع سے ثابت ہے اعتراض قیام کرنے والوں کو اس بات کی تعظیم منظور ہوئی کہ  
حضرت کے قدم کی تعظیم کجاوے تو وقت ولادت کی کیا خصوصیت تھی جاسے تھا کہ جب  
سنے کہ فلاں وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد یا مجلس میں تشریف لائے تھے یا حج یا جہاد  
کے کے پھر آئے تھے سر قدم کا ذکر سننے کھڑے ہو جایا کرتے جو اس آں قدمات میں بار  
قدم وجودی یعنی ولادت شریف میں بڑا فرق ہے یہ سب قدم جزئی ہیں مثلاً گھر سے جب مسجد  
یا مجلس میں تشریف لائے تو وہ دولت مخصوص اسی جماعت کے واسطے ہوتی و دوسرے لوگوں کا

مآثر ہے جواب ولادت شریف

اس میں کیا حصہ ہے کہ جن میں آپ رونق، فردوسِ منوے، برکاتِ قدوم و جودی کے کہ وہ قدمِ کائنات  
یعنی آپ کا عالم وجود میں آنا رحمت ہے تمام عالم پر جو کوئی اس وقت دنیا میں موجود ہے یا نہیں اور  
جو کوئی قیامت تک پیدا ہوتا چلا جائیگا اور جبرِ شر سے معرکے تک ہر گل کے لئے آپ کا پیدا ہونا  
حکمت اور ماسلکِ مودتہ للعالمین پس اس قدم اور قدوماتِ مذکورہ میں بڑا فرق ہے اس  
لئے قیام کرنا اس اعلیٰ درجہ کے قدم میں آنکھ نہ مٹے یہ مسئلہ اللہ علیہ وسلم میں رائج ہر جواب  
اس قدم کی کا ذکر آتا ہے نہ وقتِ قیام کہتے ہیں بخلات اور قدومات کے کہ وہ جسے یہ  
ہیں مگر اصل اگر یہ قیام واسطے ذکرِ اوقاتِ شریف کے خاص ہو کہ اس میں منی قدم و جودی  
کے ہیں تو بہت دتوں میں یہ ذکرِ احادیث وغیرہ میں ہو کہ ہے مثلاً قرآن شریف میں ہے لَقَدْ  
کَلَّمَ رَسُولًا مِنْ دَاوُدَ بْنِ هَاشِمٍ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى كُنَّا اسْوَقَ كَيْفَ تَبْنِي كُنْزَ بَنِي  
مَدَنَ بَرْنِ بَسْمِ مَرْتَبَةِ آجِ اَلْوَاتِ وَ مَعْنُونِ كِسِي شَرِيفِ شَرِيفِ جَنَّةِ پھر کے زبان پر آجاتا ہے  
کہ میں کوئی نہیں کہتا ہوں جو اس بنی آدم پر غفلتِ حلدی کہے اللہ تعالیٰ کے تمام پر کسی شخص کو منع  
میں غلبہ دل و باغیغہ اللہ ہوتا ہے کہ ان آیتوں میں سے کہتے ہیں جَلَّ جَلَالُہٗ جَلَّ شَرَفُہٗ  
ہاں اکثر اوقات میں دل فافل اور غیر ہوتا ہے سیکڑوں باتوں میں اللہ تعالیٰ کا نام آتا ہے جَلَّ  
جَلَالُہٗ وَ جَلَّ جَلَالُہٗ عَظِيمُ کِسِی زَبَانِ پڑھیں لائے ہیں اس طرح حالِ قیام ہے کہ قبضِ حالات  
میں نامِ رسول آتا ہے دل کو اس تنظیم خاص لینے قیام سے نہ ہول اور غفلت ہوتی ہے بخلات  
و غفلت کے کہ یہاں ہر قسم کے سامانِ ادب و تنظیم سوجوہ ہیں خواہی خواہی ہر عامی کی بھی لائیں کل  
حالی ہیں تنظیم بجاتے ہیں دوسرا جواب یہ ہے کہ اگر ہم قیام کو فرض یا واجب کہتے ہیں تو ہر  
پرانا کہ کسی شخص میں بھی ترک یا نہ ہو جب فرض نہیں بلکہ مستحب اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ تو نے محض  
میں کہ وہاں اسوستان و ادب سوجوہ و دنیا میں قیام بھی کرتے ہیں تاکہ لازم اگر کم ہوتا ہے کل  
ہر جا وین اور جہاں جمیع لازم مرد و عورت ہیں وہاں یہ بھی نہ تو کیا صحت ہے معرفت و معرفت  
پڑو دیا یہ بھی فائدہ تنظیم کا دیکھا ہے اور یہ ہم اور ہم کے کہ تنظیم مفروضہ کسی فرد میں بھی اور ہر  
سے اور تنظیم فرحت یہاں دو سالان کثیر اور افراد متعدد کے ساتھ ادا کرنا درجہ استہلاب میں ہے  
ہاں یہ بات کہ نماز قرآن شریف و قرأتِ حدیث میں جو یہ ذکر آدے وہاں کیون نہیں

کھڑے ہو جاتے جواب اس کا یہ ہے کہ ہر عمل کے خصائص ہوتے ہیں کہ وہ سب جگہ نہیں کئے جاتے  
 اسوقت ایک مثل لکھی جاتی ہے اور مثالیں اس کی بہت ہیں شاہ ولی اللہ صاحب قول جمیل میں لکھتے  
 ہیں جب کوئی کسی زبردست سے ڈرتا ہو جدت اس کے سامنے جائے پڑھے کیسے کثرت اور ہر حرف  
 پڑانگی دانتے ہاتھ کی بند کرنا جاسے پھر نیچے جمع حقیقت اور ہر حرف پڑانگی بایں ہاتھ کی بند کرنا  
 جاسے پھر اس مالک کے سامنے دونوں ہاتھ کھول دے اتنے اب سمجھنا چاہئے کہ یہ ہتھی کا بند کرنا اور  
 کھولنا خاصہ اس عمل کا ہے تو اگر آپ کوئی کہے کہ یہ تو قرآن شریف کے حروف ہیں جب قرآن  
 میں کوئی کیسے جمع پڑا کرے وہاں بھی انجلیان بند کیا کرے اور کھولا کرے سب قائل کہیں گے  
 کہ اسے بھائی وہ تو خاصہ اس عمل کا ہے اسی عمل کیا تھ مخصوص کرنا چاہئے جب مسترمان میں  
 تب قرآن کے آداب تلاوت غور کرنے چاہئیں بس اس طرح جب قرأت حدیث بطور علم  
 یا تعلیم یا مصلحت میں طرح ہو وہاں وہ آداب چاہئیں اور جب اذان وغیرہ میں آپ کا نام آئے  
 وہاں جو کچھ باتو رہے ہو اسکو ادا کرے اور جب یہ ذکر اس جلسہ فرحت و مسرور مشکو میں آوے وہاں  
 یہ حرکت سروری قنلی کی کہ عبادت قیام سے نہ کہاتی ہے اور سورد شریف یا وجود شمل ہونے شوبہ  
 انور کی کے ایک عمل ہی ہے واسطے خیر و برکت کے چنانچہ ابو سعید خدری و ابن جری و سجاد علی علی  
 قاری وغیرہ ہم نے اس عمل کرنے سے برکات کثیرہ کا حاصل ہونا منافع کوئی و دینوی میں لکھا ہے  
 اور اس عمل کو بہت اہل اسلام با وادنا میں کہتے ہیں اور یہ بھی خاہد اور کسی سے منہلی نہیں کشا  
 ختام اور علماء اکرام نے اس عمل میں خاصہ نزدیک ذکر و اذیت شریف کے قیام کیا ہے پس غرض  
 پھر کیا یہ قیام اس عمل کا خاص اسی موقع میں بنا علیہ جاری کیا جاوے گا یہ قیام جمیع مواقع  
 خارجی مثل تلاوت قرآن اور دعا و میثاق اور اذان وغیرہ میں جس طرح انگلیوں کا کھولنا بند کرنا کیسے  
 میں اسوقت ہوگا کہ جب بطور عمل ہوگا قرآن شریف کے پڑھتے وقت نہ ہوگا اور اعمال کی خصوصیات  
 کو تعینات و تخصیصات کر دہ نہ تھا سے کچھ علاقہ نہیں ہو رہی اسلئے صاحب کی ملاحظہ مستقیم دیکھو  
 کیا کچھ تعینات اذکار میں ایک ضربی و دغری سحرانی و جس نفس و خیالات وغیرہ اس میں فرج ہیں  
 علاوہ اس کے ہم کہنے میں استعنا کرنا علماء دین کا بھی ایک حجت اور دلیل ہے دلائل مشرعیہ  
 سے اولیاء عرب و عجم نے صد ہا سال سے اس موقع خاص میں ستمن فرمایا ہے بنا علیہ دوسرے

موقع میں قیام معمولی عام ٹکیا جادے کہ جب تک اون بوقت پر بھی عمارت استخوان کا قلعے  
 نہ لگائیں امر استخوانی کو خاص موقع استخوان میں معمول کرنا ثابت ہے نہ علی العموم دیکھو بہت اللہ سے  
 رخصت ہوتے وقت اُسٹے پاؤں پھرتے ہیں اور دلیل علامہ زلیخا نے یہ لکھی تھیں اسی ادب یہ ہے  
 کہ دربار شاہی سے جس طرح اُسٹے پاؤں بغیر لپٹ پیرے واپس آتے ہیں یہ سند مباحثہ بدعت حسنہ  
 میں ہم شرعاً فقہ سے لکھ چکے اسی اصل حاجی لوگ جب اپنے واپس آتے انکا اداہ کرتے ہیں اُس وقت  
 اُسٹے پاؤں وہاں سے پھرتے ہیں اور پانچون وقت نماز پڑھ کر بیت اللہ سے نکلتے ہیں اُس وقت  
 اُس وقت اُسٹے پاؤں نہیں پھرتے حال آنکہ وہ علت کہ دربار شاہی سے یوں ہی پھر آگئے ہیں  
 میں پانچون وقت موجود ہے پس وجہ اسکی یہ کہ ملاسنے اُس وقت خاص اُسٹے پاؤں پھرنے کو سخت  
 کہا ہے جمیع اوقات کی بابت نہیں لکھا پھر اسی طرح اس قیام کو سمجھو ملا کا استخوان اُسی موقع میں  
 ہوا ہے آخر ارض قیام وقت وقوع ولادت شریف ہونا چاہئے اب ہر فرد کو فی ولادت کرہ ہوتی  
 ہے اور اس امر کی شدہ میں کہیں نظیر نہیں کہ کوئی امر فرضی شرک حقیقت کا معاملہ اُسکے ساتھ کیا  
 جائے بلکہ شریعت میں یہ حرام ہے لہذا یہ قیام حرام ہوا چاہے اب ذکر ولادت شریف تو کوئی امر فرضی  
 نہیں یہ تذکرہ تو امر حسی موجود فی الغالب ہے زبانون پر اس کے الفاظ جاری کا نوں میں اس کی صورت  
 طلہ ہی دلوں میں اس کا ذوق ساری ہیں ایسی حالت میں ذوق شوق صحبت سے تعبیر کیا کرے  
 ہو جائیں تو یہ محبوب ہی شرعاً کیونکہ تعبیر آیا یہ من لینظم شعائر اللہ میں داخل ہے اور یہ بات کہ بعد  
 گذر جانے واقعہ کے معاملہ اصل واقعہ کی طرح کرنا شرع میں نہیں آیا یہ غلط ہے دیکھو موصوفہ شریف  
 کو کہاں فرعون کا ڈوبنا اور موسیٰ علیہ السلام کا نجات پانا اور اس شکر یہ میں موسیٰ علیہ السلام کا  
 مددہ رکھنا اور کہاں یہ بہار زمانہ کہ اب تک وہ نوروز چلا جاتا ہے حالانکہ حقیقت وقوع واقعہ  
 غری فرعون و نجات موسیٰ تو اسی دورہ میں ہوئی تھی اب وہ اصل حقیقت موجود نہیں لیکن  
 موصوفہ صوم کا وہی کرتے ہیں جو اصل واقعہ کے وقت کیا تھا اور دوسری نظیر اور بھی ہے جب پہل  
 خد عیسیٰ علیہ السلام مدینہ سے مکہ شریف آئے تھے میں بخاری کی بیماری تھی مشرکوں نے کہا کہ ان  
 لوگوں کو مدینہ کے بخار نے سستہ دزد و دزدانہ کر دیا اُسے طواف بھی نہو سکیگا یا یہ کہا اور مقام  
 حجر کہ طرف کو شرک لوگ ان کا تماشا دیکھنے لگے تب حضرت نے صحابہ کو فرمایا کہ ان شرکوں کے

سائے طواف کے وقت رمل کروا مخوف نے رمل کیا بیٹے جطرح پہلوں پر گدگدت ڈانی کے کوئی  
 ہوئے اور سوئڈ پوس کے ہلاتے ہوئے بہادانہ چال چیتے ہیں۔ اسی طرح صحابہ ان شرکوں  
 کے سامنے چیتے تھے اور کفار یوں بول اٹھتے یہ تو ہرن کی طرح چوڑکریاں بھرتے ہیں یہ ذاتین  
 صحاح سند میں موجود ہے خلاصہ یہ کہ رمل اسوقت تو واسطے دکھانے کھانے کھانے کے کیا گیا تھا لیکن پھر  
 بعد اس زمانہ کے چرچہ الوداع واقع ہوا اسوقت بھی وہی قوت و فائدہ رمل کے طور پر وقوع میں  
 آئی حالانکہ اسوقت کوئی شرک و مان نہ تھا قطعاً اور قائم رکھا اسوقت میں بھی آنحضرت صلی  
 علیہ وسلم نے اس رفتار تغیر کو اور پھر قائم رکھا بعد آپ کے خدا و راشدین نے پھر تابعین نے یہاں تک  
 کہ اب تک کیا جاتا ہے اب دیکھئے یہ معاملہ حقیقت کا سا بعد منقضی جو جانے اصل حقیقت کے کیا جا  
 لی یوسا ہذا اور جاری رہ گیا اسے یوم النعمۃ حالانکہ اصل ملت موجود نہیں یعنی اب حرم شریف میں  
 ایک ہی کافر نہیں جسکو اپنی طاقت اور جہ اندوی اور بہادری کی چال دکھائے چنانچہ صاحب دلیہ  
 اس معنی کی طرف اشارہ فرماتے ہیں تم بقہ الحکم بعد ذال السبب فی زمن البنی علیہ السلام و بعد ذل  
 یسح دہوی نے شریعت سفر اسعادہ میں کیا ہے معلوم شد کہ بعد از ذال حالت نیزین حکم باقی ست  
 تو حضرت ملامت حقیقت کا سامعاً بعد انقضاء حقیقت بھی کرنے کی نظیرین شرع میں موجود  
 ہیں اور جس چیز کی نظیر باقی جاوے وہ موافق قاعدے مولوی اخیل صاحب کے بدعت نہیں  
 ہوتی اصلاً جب آپ قائل ہو چکے کہ اصل حقیقت یعنی وقوع ولادت شریف میں قیام  
 ہونا چاہیے اور ہم کہتے ہیں کہ واقعی آپ اس امر میں حق پر ہیں چنانچہ بعض روایات مولید میں کہ  
 کہ اسوقت ملائکہ اور جو رہیں کھڑی ہوتی تھیں آدمی کا تو وہاں گذر تھا جبکہ گذر تھا وہ حالت قیام  
 میں تھا تو اب بھی جب ذکر آوے تو وہی قیام است جاری ہے لفظاً تو ہرگز مخالفت اصل کلام  
 کے نہیں ہو سکتا وہ مہین اس تحقیق میں ابھی متول ہو چکین اور تماشا یہ کہ جناب مقرر صاحب  
 صوفی بھی ہیں اور آپ کے یہاں نصیر شیخ کا قاعدہ بھی چلا آتا ہے آپ کے بزرگوار فرماتے  
 ہیں درکنہ انا عظم ربنا انقلب بالشیخ علی وصفت المحبة والتعظیم و ملاحظہ صورتہ انستی اور سری  
 جگہ سی رسالہ میں فرماتے ہیں کہ حضرت خیالک صورتہ شیخ کا نہ یرجی میرکتہ تبدل التقرتہ  
 بالجہتہ یعنی سحرہ خیال میں صورت اپنے پر کی بیشک سکتی برکت سے تفرقہ بدل جائیگا

۱۔ ہر آلہ  
 ۲۔ ہر آلہ  
 ۳۔ ہر آلہ  
 ۴۔ ہر آلہ  
 ۵۔ ہر آلہ  
 ۶۔ ہر آلہ  
 ۷۔ ہر آلہ  
 ۸۔ ہر آلہ  
 ۹۔ ہر آلہ  
 ۱۰۔ ہر آلہ





اور دل کے لطف سے میں بھر مقل کر چکے اور سیرت جلی میں ہے و قد قاس ابن حجر العسقلی انھا اصل ان  
 ائمہ متفق علیہ نہ بہاد علی المولد و جماع الناس کہ کہ ایک اسی بدعت سمجھنا سنتی اور یہ ابن حجر قائل جواز  
 اس قیام مردہ کے ہیں چنانچہ: لکے مولد کبیر کی عبارت جواز قیام میں عثمان بن عفان و میاطی شافعی نے  
 نقل فرمائی ہے پس حکم یہ عمل مولد بہتیت مردہ مع القیام بدعت حسنہ ٹھرایا لا اتفاق اس لئے کہ  
 اشارہ لفظ کذلک کا طرف متفق علی نہ بہا کے بھی ہے جس طرح بدعت حسنہ کی طرف سے کہ لا یخفی تو  
 استدلال مانعین بدعت ستیہ ہر کی قیام پر جو سیرت شامی کے کہتے ہیں اس تقریر سے ملاحظہ ہو گئی اور  
 اگر لفظ اصل لہذا سے مانعین کو کچھ دھوکا ہے کہ ایسے حاصل لہذا جو لکھا ہے اس سے سیدہ ہر نا ثابت  
 ہے تو جواب اسکا یہ ہے کہ یہ بات ضروری نہیں جہاں لفظ اصل لہذا آیا کرے وہاں بدعت میں نہ کرے  
 یا محرم مراد ہو کر اسے اس بات پر دو عبارتیں دلیل گزارتا ہوں مجمع البحار کے خانہ جلالت صفحہ ۷۰  
 سجدہ نوکٹوری میں ہے کہ صاحب مجمع نے اپنے شیخ سے مسئلہ پوچھا تھا کہ بھول یا خوشبو سونگنے  
 کی وقت درود پڑھنا کیسا ہے تو جواب اس کا یہ لکھا ہے اما الصلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم عند ذلک  
 و نحوہ لا اصل لہا مع ذلک فلا راہت فی ذلک عندنا اور عبارت سے واضح ہو گیا کہ لا اصل لہا  
 ہونے کو یہ ضروری نہیں کہ وہ ناجائز ہو اگر سجادہ مولوی محمد اسحق صاحب مسائل اربعین کے مسئلہ  
 چہار و ہم میں کہ نوشہ کو بطریق سبائی کچھ دینا اور دلہن کو سونہ دکھانی میں کچھ دینا کیسا ہے تحریر  
 فرماتے ہیں جواب در نہر لعیت محمدی اصل این چیز یا یافتہ نمیشود مگر ظاہر حال این چیز ہا کہ وادون مہامی  
 در دکان است مہار باشد الی آخر ان عبارتوں سے معلوم ہوا کہ کسی چیز کی بدعت ہونے اور عہد رسالت  
 میں اصل وجود نہ پائے جانے سے حرمت و کراہت لازم نہیں آتی پس سیرت شامی میں بدعت لا اصل لہا  
 کہنے سے قیام کا ضلالت اور ستیہ ہونا ثابت نہ ہوا اور جبکہ ثوث گئی دلیل مانعین تو اب پیش رہیں ہم  
 وہ قرآن و دلائل کلام سیرت شامی کی جو قیام کے بدعت سمجھنے پر دلالت کرتے ہیں وہ یہ ہیں  
 کہ اس نے لفظ لکے ہیں جرت عادت کثیر من الجہین اقول و لفظ اجزای مادۃ ایک قسم کی مستند ہے  
 پر دلیل ہے جیسا کہ صاحب ہدایہ نے باب الاحرام میں لکھا ہے و بذلک جرت العادة الفاشیۃ دہی  
 سن احدی الحجج تو عادت فاشیہ یعنی ظاہرہ اگر عہد صحابہ سے ہو تو کماں درجہ کی قوی حجت ہے اور اگر  
 بعد کی عادت ہے تو بھی ایک طسہ رح کی سند ہے عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیرت

یہ عبارتیں  
 ابن حجر قائل  
 جواز  
 عثمان بن عفان  
 و میاطی شافعی  
 نے نقل فرمائی  
 ہے پس حکم  
 یہ عمل مولد  
 بہتیت مردہ  
 مع القیام  
 بدعت حسنہ  
 ٹھرایا  
 لا اتفاق  
 اس لئے کہ  
 اشارہ لفظ  
 کذلک کا  
 طرف متفق  
 علی نہ بہا  
 کے بھی ہے  
 جس طرح  
 بدعت حسنہ  
 کی طرف سے  
 کہ لا یخفی  
 تو استدلال  
 مانعین  
 بدعت ستیہ  
 ہر کی قیام  
 پر جو سیرت  
 شامی کے کہتے  
 ہیں اس تقریر  
 سے ملاحظہ  
 ہو گئی اور  
 اگر لفظ اصل  
 لہذا سے  
 مانعین کو  
 کچھ دھوکا  
 ہے کہ ایسے  
 حاصل لہذا  
 جو لکھا ہے  
 اس سے سیدہ  
 ہر نا ثابت  
 ہے تو جواب  
 اسکا یہ ہے  
 کہ یہ بات  
 ضروری  
 نہیں جہاں  
 لفظ اصل  
 لہذا آیا کرے  
 وہاں بدعت  
 میں نہ کرے  
 یا محرم  
 مراد ہو کر  
 اسے اس بات  
 پر دو عبارتیں  
 دلیل گزارتا  
 ہوں مجمع  
 البحار کے  
 خانہ جلالت  
 صفحہ ۷۰  
 سجدہ نوکٹوری  
 میں ہے کہ  
 صاحب مجمع  
 نے اپنے شیخ  
 سے مسئلہ  
 پوچھا تھا کہ  
 بھول یا خوشبو  
 سونگنے کی  
 وقت درود  
 پڑھنا کیسا  
 ہے تو جواب  
 اس کا یہ لکھا  
 ہے اما الصلوۃ  
 علی النبی  
 صلی اللہ علیہ  
 وسلم عند  
 ذلک و نحوہ  
 لا اصل لہا  
 مع ذلک  
 فلا راہت  
 فی ذلک  
 عندنا اور  
 عبارت سے  
 واضح ہو گیا  
 کہ لا اصل  
 لہا ہونے کو  
 یہ ضروری  
 نہیں کہ وہ  
 ناجائز ہو  
 اگر سجادہ  
 مولوی محمد  
 اسحق صاحب  
 مسائل اربعین  
 کے مسئلہ  
 چہار و ہم  
 میں کہ نوشہ  
 کو بطریق  
 سبائی کچھ  
 دینا اور  
 دلہن کو  
 سونہ  
 دکھانی میں  
 کچھ دینا  
 کیسا ہے  
 تحریر فرماتے  
 ہیں جواب  
 در نہر  
 لعیت محمدی  
 اصل این چیز  
 یا یافتہ  
 نمیشود مگر  
 ظاہر حال  
 این چیز ہا  
 کہ وادون  
 مہامی در  
 دکان است  
 مہار باشد  
 الی آخر ان  
 عبارتوں سے  
 معلوم ہوا  
 کہ کسی چیز  
 کی بدعت  
 ہونے اور  
 عہد رسالت  
 میں اصل  
 وجود نہ  
 پائے جانے  
 سے حرمت و  
 کراہت لازم  
 نہیں آتی  
 پس سیرت  
 شامی میں  
 بدعت لا  
 اصل لہا  
 کہنے سے  
 قیام کا  
 ضلالت اور  
 ستیہ ہونا  
 ثابت نہ  
 ہوا اور  
 جبکہ  
 ثوث گئی  
 دلیل  
 مانعین  
 تو اب  
 پیش  
 رہیں  
 ہم وہ  
 قرآن و  
 دلائل  
 کلام  
 سیرت  
 شامی کی  
 جو قیام  
 کے بدعت  
 سمجھنے  
 پر  
 دلالت  
 کرتے  
 ہیں وہ  
 یہ ہیں  
 کہ اس  
 نے لفظ  
 لکے ہیں  
 جرت  
 عادت  
 کثیر  
 من  
 الجہین  
 اقول  
 و لفظ  
 اجزای  
 مادۃ  
 ایک  
 قسم  
 کی  
 مستند  
 ہے پر  
 دلیل  
 ہے جیسا  
 کہ  
 صاحب  
 ہدایہ  
 نے باب  
 الاحرام  
 میں  
 لکھا  
 ہے و  
 بذلک  
 جرت  
 العادة  
 الفاشیۃ  
 دہی سن  
 احدی  
 الحجج  
 تو عادت  
 فاشیہ  
 یعنی  
 ظاہرہ  
 اگر عہد  
 صحابہ  
 سے ہو  
 تو کماں  
 درجہ کی  
 قوی  
 حجت  
 ہے اور  
 اگر بعد  
 کی عادت  
 ہے تو  
 بھی ایک  
 طسہ  
 رح کی  
 سند  
 ہے عبداللہ  
 ابن  
 مسعود  
 رضی اللہ  
 تعالیٰ  
 عنہ  
 سیرت



ہے۔ نین کا جس سے گرد و گریز کا خلالت پاستیہ قرہ دین چو مٹھا قرہ بیہ یہ کہ شامی نے وجہ اس کے  
 قیام کی کدی کہ کوئی عرض نفائی یا ہوائے شیطانی کے لئے قیام نہیں کرتے بلکہ خاص مقام تنظیم و  
 میلے اللہ علیہ وسلم کے ہے اور یہ بات سب اہل اسلام جانتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی  
 تنظیم شروع میں مطلوب ہے یا نہیں اور یہ کہ بنیت ادب کھڑا ہونا مسفیہ تنظیم ہے یا نہیں پھر جبکہ قیام  
 کا حکم ہوتا ہے یا تنظیم یا نہ تنظیم اور مستحق ٹہرا یا کچھ ان قرہ بیہ یہ کہ اگر محدث شامی کو منع کرنا قیام  
 کا منظور ہوتا تو وہ اس قسم کے الفاظ لکھتے جو مستحق قیام نے لکھے ہیں جیسا کہ جو یورپی صاحب  
 فرماتے ہیں یا بعد انوار عند ذکر وضع خیر الامام علیہ التیمہ والسلام لیس ہے بل مکروہ اور دو مکروہ لگوائی جتن  
 لکھتے من قد احدث بعض جمال التبع اور کثیر لا نجد لہما اصلا ولا اسانی کتاب ولا سنتہ منہما القیام  
 عند ذکر لادہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پس یہ مانعین جنکو اس فعل پر انکار ہے وہ تو قیام کہ نور الون کو بھیجیں رسول  
 نہیں کہتے بلکہ شدت بغیض و غضب کے اون کو عوام اور جمال وغیرہ الفاظ سے یاد کرتے ہیں اصحاب صلی  
 قرآن خاص خاص سے ایک فقرہ کی قطع نظر قرآن عبارت ماقبل و ما بعد شامی اور قطع نظر نظام یا  
 و سابق سے بات درست کرتے ہیں کہ مراد محدث شامی کی یہ ہے کہ اصل قیام کی صدر اول سے  
 کو نہیں پانی گئی مسکن جماعت کیر اہل اسلام کی کہ جو کہ جہن ہیں وہ تعیناً قیام کہتے ہیں پس  
 یہ الفاظ فی الحقیقت ترغیب دینے ہیں اہل ایمان کو کہ جس کے دل میں محبت ہو اور تنظیم رسول کو نظر  
 ہو تو وہ قیام کرے مطلب سمجھنے کے لئے ایک تو ماوہ علی مدکار سے دوسرے ہدایت من عند اللہ  
 کہ قلب ہر من میں اند ہوتی ہے جہاں وہ نون مغفود ہوں وہاں کیا کیجئے و من لم یجعل اللہ نوراً  
 انما لہ من نور اب دیکھتے اسی عبارت شامی کے لفظ لا اصل کہ کو محدثین بیدار دل کس طرح شرح کرتی  
 علامہ نور الدین جہی نے یہ عبارت شامی کی لکھ کر آگے اس کے لکھا ہے اسی لیکن ہی چہ عتہ حنفیہ لادہ  
 لیس کل بدعت مذمومۃ چنانچہ یہ عبارت نیز تاملی مطلوبہ معر کے صفحہ ۱۱ میں موجود ہے اور علامہ جلی  
 نے اپنی اصطلاح دیباچہ میں لکھی ہے کہ جب جگہ سیرت الشمس کی عبارت لیتا ہوں شروع میں لفظ  
 اسی لانا ہوتا ہے اس خاص غرض ہی کا تا دلیل ہو کہ صاحب سیرت الشمس بھی اس قیام کو بدعت  
 حسنہ فرماتے ہیں تو وہ اس سے نون یعنی جلی و صاحب سیرت الشمس کا اتفاق ثابت ہے بات پر  
 سیرت شامی کے حرم سے حوائج بدعت معلوم ہوتا ہے وہ یہ نہیں بلکہ نہ ہے جس جہی نے کہو رہا

یہ عبارت شامی کی ہے کہ قیام کو بدعت حسنہ فرماتے ہیں تو وہ اس سے نون یعنی جلی و صاحب سیرت الشمس کا اتفاق ثابت ہے بات پر  
 سیرت شامی کے حرم سے حوائج بدعت معلوم ہوتا ہے وہ یہ نہیں بلکہ نہ ہے جس جہی نے کہو رہا

یہ عبارت شامی کی ہے کہ قیام کو بدعت حسنہ فرماتے ہیں تو وہ اس سے نون یعنی جلی و صاحب سیرت الشمس کا اتفاق ثابت ہے بات پر



سترین میں ایک فرقہ یہاں ہے کہ اس قیام کو حرام کہتے ہیں اور بعضے ان میں بدعت مہقاہہ بعضے  
 ان میں مشرک قرار دیتے ہیں اس صورت میں مجازین قیام بھی اگر شرک کرنے لگیں تو سب کے  
 دو نہیں سما جاوے یہ بات کہ یہ قیام ہلا تک ممنوع ہے کہ انھوں نے ترک کر دیا تو اس صحت میں  
 بدل جادیکہ حکم شرعی اور ثابت کر چکے ہر دو کی شریعت سے اس کتاب میں باحت و استحسان قیام  
 پس ایک امر مباح و مستحسن ہو لوگ شرک کو کفر یا حرام سمجھنے لگیں تو اس سے زیادہ تعدی حدود اللہ میں  
 کیا ہو گی جس طرح مذہب کو واجب سمجھنے میں تغیر شروع ہے بسطوط مباح کو حرام اور شرک قرار دینے  
 میں تبدیلی احکام الیہ زعم وین ہے بنا علیہ مناسب سمجھیں کہ ترک کیا کریں اس قیام کو واجب  
 مصلحت کے ان اگر یہ قیام ایسا ہو کہ کسی کو اس کے استقباب میں کلام نہوتا تو اس صورت میں  
 دوام و اہتمام اس کا بقول ان بعضے فقہاء کے کیا یا تا کیونکہ ایسا امر جو سب کے نزدیک محمود و بالائتفا  
 برآوردہ کر لی اس میں انکار کرنا ہو کہ سب کو کمال اہتمام سے بجا لاتے ہوں تو اس کی ہدایت الہیہ کو ہم  
 بالوقت میں شہ و وجوب یا فرضیت پہنچا سکتے ہیں و خدا را کہ سکتے ہیں اس امر کو کوئی منکر نہیں اور شب  
 بالاعتقان کمال تاکید و اہتمام و سرس سے کر دے ہیں شاید یہ کام فرض کو واجب ہو گا نہیں مباح  
 مجمع ایما کا کام جو بعض خلفاء میں لاتے ہیں وہ حقیقت وہ ایسے ہی مستحب و مستحب بالاعتقان  
 کے حق میں ہے کہ المذہب یہ قلب ہو دبا و اخین من رفیع من رتبہ بر خلاف اس قیام کے کہ اس  
 میں لوگوں کو کیا کثرت میں ہیں بھلا جس چیز کے بارے میں عدم جواز میں شبہ ہو جائے اور مجازین قیام  
 جا بجا فساد ہی قرار استحسان قیام کے اب میں چپا چپا کر شرک کر چکے ہوں کب قیام تسلیم  
 باور کر لے گی اس بات کو کہ اس کی فرضیت یا وجوب شرعی کا شاید کسی دلی میں پایا ہو گا عاشاد کہ  
 قلب اللہ لیل ہم کہتے ہیں کہ جو طرح مذہب کا کردہ ہو جانا صاحب مجمع البہار سے نقل فرمایا ہو  
 یہ بھی تو مجمع البہار میں لکھا ہو کہ بعض حکام بدل جاتے ہیں بہ تبدیلی رائج اور سجد کی زینت کو  
 کہ صاحب مجمع البہار نے کہ منور ہے لیکن جب لوگ اپنے مکانات میں وہ عمدہ بنانے لگے تو اب  
 اگر سجد کو زینت نہ کیجئے تو حق سجد کی لازم نیکی اور جلد و مدد میں البہار ذیل تحقیق معنی شریعت میں  
 قبر زینت کا کہ اس سے پھر لکھا کہ عد و سلط نے باعث بعض مصلحت جائز رکھا و قد باج  
 ان جی سے ہر لکھ و اعلیٰ رالت میر لکھ و رسم اناس و ستر کون با مجلس فیہ اور صاحبین

البیان نے شیخ عبدالحق نابلسی کے رسالہ کشف الغور سے نقل کیا ہے ان بعد منہ الحسنہ اموات فقہ لغیر  
 بشرت لیسوی شہرہ قبارہ خباب علی قبور العلماء والاویار والصلحا و امر جائز اذا کان المقصد بزرگ  
 التعلیم فی اعین العمامۃ حتی لا یحقر صاحبہذا بقدر واسیطوح شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ نے شرح سفر  
 السعادت میں لکھا ہے اور شرح البیان جلد ثانی میں بھی اور العلوم سے نقل کیا ہے کہ اکثر معروقات ہند  
 و اعصار مشکوکات فی عصر وصال تہ یعنی اکثر باتیں جو اس وقت عمدہ گئی جاتی ہیں وہ صحابہ کے وقت میں  
 گئی جاتی تھیں اسکے بعد لکھا کہ اب مساجد میں فرش عمدہ بچھانا جانتے ہیں اور پہلے آدمی مسجد میں  
 بور یون کا بچھانا بھی پسند کرتے تھے یون کہا کرتے تھے کہ ہمارے اوزر میں کے پیچ میں کوگی حائل  
 نہ ہو بیان ہو کہ فقہانے لکھا ہے کہ زمین پر بلا حائل نماز پڑھنا افضل ہے تمام ہواکلام صاحب شرح  
 البیان کا اور خزانہ الروایات میں ہے کہ رمضان میں جمع ہو کر دعا مانگنا ختم قرآن کی وقت بہت  
 اور سکر وہ ہے لیکن ابو القاسم غبار رحمۃ اللہ فرماتے ہیں اگر شہر کے آدمی یون نہ کہنے لگتے کہ یہ عام دعا  
 کو منع کرتا ہے تو میں انکو منع کر دیتا ہذاشی لا ینی بہ لانه لا ینی ان یقول للعامة تسبیحاً لم یعمدا یعنی یہ بات  
 ایسی ہے کہ اس پر فتویٰ نہ دینا چاہیے کیونکہ دو بات عام میں نہ کہنی چاہیے جسکو وہ نہ سمجھیں اور اس طرح  
 شرح میں بھی یہ کہیں باختصار اب سننا چاہئے کہ اول تو فائزہ اموات کے لئے تعیین ایام اور اس طرح  
 موجود مرد و جنمخل سولہ علیہ السلام مع القیام ہم دلیل شرعی سے ثابت کر چکے اب تنزل کر کے بطور  
 الزام کہتے ہیں کہ اگر بالفرض والتقدیر یہ امور مکروہ بھی ہوتے بقول تمھارے کہ قرون ثلاثہ میں نہیں پایا  
 آئے تب بھی اب بہ تبدل زمان حسب منشا بحج البھارہ دیگر تصریحات مذکورہ بالا جائز ہونی چاہئیں  
 کیونکہ اس زمانہ پر آشوب میں تمام آدمی غیر مذہب اپنی اپنی کنوینات کے اعلان جا بجا کر رہے ہیں  
 تو بے سلاخوں کو چاہئے کہ مجالس منعہ کے حضرت کے فضائل معجزات عالم میں پھیلان پڑھیں  
 پڑھو امن بین سنوین اور چونکہ اب ہر مہربان میں تکلف اور ذہنیت انہا زمان میں چل گئی ہے تو سراق  
 دین کے بے آراستگی سے نا پیرانہ رنگنا موجب تحقیر ہے اور تعلیم نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی لانے سے  
 قلوب مومنین میں توقیر واقع ہوتی ہے اور کفاد کی نظر میں شوکت اسلام ہوتی ہے اور فائزہ اموات  
 میں یہ بات کہ باوجود پابندی تعیین ایام کے بھی اب میت کو پہنچ جاتا ہے مساکین کا پیٹ بھر جاتا  
 ہے اور کھانا بھی ان کو باوجود تعیین کے جائز ہے چنانچہ براہین قاطعہ ہیں ہاں ان کو مان دیا ہے

شرح ربانی ہا مکتوب  
 کریم کے اس المکتوب  
 بخت میں پس جانا  
 ہون کا اور علل اور  
 اولیاء و صلی علیہم  
 جانو جب درادہ  
 شیخ صاحب قریلا  
 ہر کو عام نظر فیکر  
 سے نا پیرانہ

اب باقی رہی ہماری تمنا سے نزدیک کر اہت تعیین اس بکھلائے والے کے اوپر سو قطع نظر کہ اس سے یہ سمجھ کر کہ پابندی ایام کی یاد دہانی میں تو خیرات ہو بھی جاتی ہے جب یہ تقاضا اٹھے گی تو پھر کثرت صدقہ کرتا ہے خیرات بند ہو جائیگی مسکین اس دورہ عسرت میں وہ کثرت سے ماری پھرتے ہیں کہ سارا نہیں پاتے انکی حاجت برادری پر خرچا ہے اور ان باتوں کو منہ کر نیسے جا بجا کہنے میں ہے کہ یہ لوگ خیرات اموات کو اور نبیوں رسول اعد ذکر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو منع کرتے ہیں بنا علی قول امام ابو القاسم صمدی علیہ الرحمہ کہ انہیں گدازیں گدازے ہیں ہرگز فتویٰ مذہب چاہئے جس طرح انھوں نے مذہب انکار کیا کرتے ہیں اور تحقیقی ثبوت وہ ہیں جو اس رسالہ میں جا بجا تحریر کئے گئے ہیں۔

اختر اخص بانیاں محفل میلاد شریف منکرین قیام پر ایسی ثابت کرتے ہیں جیسے تارک فرض و جب پر جواب سبب اس کا یہ ہے کہ جو لوگ قیام نہیں کرتے اکثر ان میں سے ایسے ہیں کہ انکے عقائد وہاں نجد یہ کہ طور پر ہیں اور وہ قیام کو کفر اور شرک اعتقاد کرتے ہیں اس میں ایک تو یہ بات ہوئی کہ اس شخص کے نزدیک فاطمین قیام شرک اور کافر مہرتے ہیں مگر کھیکو اس بات پر بغض آجاوے ہاتھ یا زبان سے کچھ نہ کہے کچھ جید نہیں دوسرے یہ بات کہ اس ایک حرکت سے اس کے دوسرے عقائد خبیثہ کا بھی خیال آجاتا ہے قیسرے یہ کہ اس فریق کو دیکھتے ہیں کہ یہ سیکڑ دن باتیں خدا کا پشوا اور معاملات میں خلاف صحابہ و خلفاء قرون ثلثہ کرتے ہیں اور فقط قیام کرنے اور سولہ شریف کی محفل میں نیکو کہ قرون ثلثہ میں نہیں ہوئی کرتے ہیں اور باہم عناد و فساد پیدا کرتے ہیں اس وجہ سے مجاہد رسولی صلی اللہ علیہ وسلم کو ان مغضہ پر غیبا آجاتا ہے البتہ اگر معلوم ہو جائے کہ اس شخص کے عقائد عمدہ ہیں اور قیام کرنا انوں کو بھی یہ برا نہیں جانتا تو اس شخص کو ہرگز کوئی آدمی زبرد توہین نہ کرے گا ہاں یہ تو کہیں گے کہ آداب محفل کا مقتضایہ تھا کہ سب کے ساتھ آپ بھی قیام کرتے تو بہتر ہوتا پھر انھیں امام غزالی نے لکھا ہے باب السامع میں کہ یہ بات آداب حقوق و صحبت کے خلاف ہے کہ کھڑا نہ نہیں موافقت نہ کرے پس اس تقریر سے معلوم ہو گیا کہ غصہ آجانا تارک قیام پر واجب ہوتا ہے اس سبب کہ قیام فرض و جب جاتے ہیں یہ تو بالاتفاق قنادی میں مفتیان دین تصریح فرما چکے ہیں کہ فرض واجب نہیں بلکہ مستحسن اور آداب کی بات ہے اور خود سے دیکھئے تو بعض اوقات میں یہ تارک قیام نص قرآنی کا مخالف بن جاتا ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے یا ایہا الذین آمنوا ذاقیل لکم نفسوانی الجالس فاسفوا









کہ بعد وفات خطاب السلام علیک ترک کیا کسی نے روایت نہیں کی سو اسے بن سحرہ کے درائے آئے  
 ورنہ دی جن ایک احمش و دوسرا سیف بن سلیمان سواش کی روایت میں وہ فقرہ نہیں سیف بن  
 سلیمان بن سحرہ اور وہ اگرچہ ثقہ تھا ایک وہ بدعت قدر کے ساتھ تمت کیا گیا ہے پس جب کہ جیش  
 صحابہ سے طبقہ بعد طبقہ اس وقت تک وہی تعلیم خطاب ہوتی چلی آئی جتنے کہ ابن مسعود سے بھی سوا  
 اس روایت کے جو بنی رسی میں سیف بن سلیمان سے ہے بنا علیہ اس روایت پر عمل نہ کیا جائیگا  
 اور کیونکہ کہ عمل کیا جائے حالانکہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہرکو صحیح طور سے بھی تعلیم خطاب پہنچی ہے  
 ہر مذہب حنفی رکھتے ہیں اور ہمارے امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو اس طرح بعینہ خطاب تعلیم کی  
 پھر ہرکو اس طرح اُن سے پہنچی اور ساتھ ہمارے امام اعظم کے میں وہ فرماتے ہیں کہ میرا ہاتھ کچرا احاد  
 نے اور سکھایا مجھ کو تشدد اور کہ حادثے کہ میرا ہاتھ کچرا ابراہیم نے اور سکھایا مجھ کو تشدد اور کہ ابراہیم نے  
 کہ میرا ہاتھ کچرا علقمہ نے اور سکھایا مجھ کو تشدد اور کہ علقمہ نے میرا ہاتھ کچرا عبد اللہ بن مسعود نے اور  
 سکھایا مجھ کو تشدد اور کہ عبد اللہ بن مسعود نے میرا ہاتھ کچرا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اور سکھایا  
 مجھ کو تشدد جس طرح کہ قرآن کی صورت سکھائی تھی پھر وہ تشدد سکھایا ہوا آپ کا کتب حنیفہ فتاویٰ و تشدد فرج  
 و ستون میں موجود ہے، میں لفظ خطاب کی تعلیم ہے اور سوا اس کے دیگر مذاہب یعنی حنبلی اور مالکی  
 و شافعی مذاہب کی کتابیں بھی دیکھی گئیں سب میں یہی خطاب کی تعلیم موجود ہے اللہ اعلم و دیکھو  
 جمیع صحابہ کی روایتیں اور خود عبد اللہ بن مسعود کی روایتیں سوا ایک روایت کے اور ائمہ  
 مجتہدین اربعہ کے فتاویٰ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات مطلقہ یعنی باقید حیات و وفات و قبر  
 و بعد مکانی زمانہ سے معلوم یہ فرمانا اذ اصلى احدکم فليقل التحیات الی آخرہ اور اذ اقع احدکم فليقل  
 التحیات الی آخرہ فاذا جئتم نقول التحیات ان سب روایات میں خطاب موجود ہے کہ مولوی اعظمی صاحب  
 کی ماہ مسائل بہت دھارم میں بھی اقرار موجود ہے ہر التحیات خطاب ہر اسے بیان میں سلام و درود  
 پھر سب احادیث و آثار و فتاویٰ و اجماع امت محمدیہ شرقاً و غرباً و جنہ بادشاہ و نیز قول مولوی  
 اسحق صاحب کہ جنکو اپنا مقدمہ اور پیشوا جانتے ہیں چھوڑ کر ایک روایت غیر معمول بہا پیش کرنی کہی ہے انھوں نے  
 ہے اللہ تعالیٰ ہر ایت نصیب کرے اسکا عمل جہاں امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم اس بات پر ہے کہ سب  
 چھوڑنے بہت عورت مرد پرستہ ہیں السلام علیک ایہا النبی پس رسول صلی اللہ علیہ وسلم غائب نظر ہے ہیں

یہ عبارت اولیٰ  
یعنی صاحب کے ہاتھ لکھی  
کے سوال بیت و چہارم  
جو وہاں انقیاد کا خطاب  
ہی لکھا ہے ۱۰

پھر یہی آپ کو خطاب حاضر ہوا ہے نماز میں ایسے کہتے ہیں یہ امر قبیح ہے شغل اس طرح  
ہو ہے جواب یہ کہ اگر قیدی پر ایسے کام نہیں ہیں اس لئے کہ خطاب جائز رکھنے کی روایت تو موجود  
ہے۔ اب یہ بتاؤ کہ غائب کو خطاب کا بیخود چلنے کی حرمت اور کراہت پر کونسی آیت یا حدیث ہے  
پیش کر دیتی تھی جوئی باتوں کو الگ کر دیا اور یہ سمجھو کہ جب عبادت میں شریک کر لیا حکم نہیں پھر خاص  
اوی نماز میں خطاب آپ کا شریک کیا گیا تو باہر منع ہو چکی کیا دلیل اب ہم سے جواز کی سند میں خوشا  
ولی اللہ صاحب واسطے پڑے اور اذیت کے اعتبار میں لکھتے ہیں فرض نماز باءاد گذارد و چون سلام  
دہا بد اور اذیت خراذن شغل شود کہ از برکات انفس ہزار و چہار صد ولی کامل شدہ است امر حاکم  
اس اور اذیت میں جس کا دل چاہے شمار کر لے ستر بار غنائے رسول صلعم میں یہ سن کر اس کو بے صلہ و مسلم  
فرماندہ رسول یا حبیبہ یا خلیل اللہ الی آخر ملا وہاں کے خود مولوی اسحق صاحب مائے سائنس میں لکھتے ہیں  
اگر کسی یا رسول اللہ کو یہ پائے رسانیدن در دو یا سلام جائز است البتہ دیکھئے یہ علماء و باہر خالہ کے بھی  
خطاب کرنا رسول اللہ کا جائز لکھتے ہیں اور شاہ ولی اللہ صاحب تو خود امر کرتے ہیں لیکن ابھی تک  
مناہین کو گنہائش ہو کہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ خطاب تو در دو سلام کے ساتھ ہے اس کو فرشتے پہنچا دیں  
اس لئے ہم ایسی نظیر پیش کرتے ہیں جس میں در دو سلام کے پہنچنے کی نیت سے خطاب  
نہیں بلکہ وسیلہ پرانا ہے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کشف حاجت میں ابن ماجہ قزوینی  
اب صلوٰۃ حاجت میں روایت کرتے ہیں عثمان بن حنیف انصاری صحابی کے ایک اندھا آدمی رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا کہ میری آنکھوں کے لئے دعا کیجئے آپ نے فرمایا اگر تو چاہے اس طرح  
رہنے دے یہ سمجھ کر چھا ہے اور اگر چاہے دعا کرنا تو دعا کروں اس نے کہا دعا فرمائیے آپ نے حکم  
دیا ابھی طرح وضو کر دو رکعت نہ پڑھ اور یہ دعا پڑھ اللہم انی اساک را توجہ ایک بھد ہی الرحمن  
یا محمد انی قد توجبت بک الی ربی فی حاجتی ذہ لتعقنی اللہم شفعتی فی اس مقام پر زرقانی شاہ صاحب  
نے لکھا ہے کہ اس دعا میں اول سوال اللہ تعالیٰ سے ہے کہ وہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو شفاعت  
کا اذن بخشے پس کہا حاجت مند نے کہ یا اللہ میں اپنی حاجت مانگتا ہوں تجھ سے اور توجہ  
ہو تا ہوں تیری طرف وسیلہ پکڑ کے حضرت محمد کا جو نبی رحمت ہیں جب اللہ سے شفاعت مانگ  
چکا تو متوجہ ہو اسے پروردگار کی طرف آپ کی شفاعت کا وسیلہ پکڑ کے اپنی حاجت میں تاکہ حاجت

اور خطاب ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور شفاعت طلب کی اس طرح یا محمد میں مسجود ہو۔

(کی جائے) یعنی تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کی شفاعت اور آپ کے واسطے سے اس حاجت کو رد کرے جب  
 حاجت مند حضرت **صلی اللہ علیہ وسلم** سے شفاعت کی درخواست کر چکا ہو پھر کہ رجوع الی اللہ کر کے  
 درخواست کرے، چرکہ بلکہ دفعہ فی ہے، اللہ حضرت کی شفاعت میری حاجت میں قبول کیجیو اسی میں حضرت  
**صلی اللہ علیہ وسلم** نے حل مشکل میں اپنی شفاعت طلبی اور خطاب یا محمد علیکم فرمایا ہے اس مقام پر ایک تامل ہے  
 یعنی اس خطاب اور ندا کے شانے کے لئے ایک جزے عالم شہور نے اس حدیث کے اسناد میں اعتراض  
 کیا اور لکھ دیا کہ اس کے اسناد میں ایک راوی عثمان بن خالد بن عمر تھا ہے اور تقریب میں اسکو ترویج  
 حدیث کہا ہے اس عاجز نے ابن ماجہ اور ترمذی میں یہ حدیث نکال کر اس کے اسناد نکالے تو ان  
 دونوں محدثوں کے اسناد میں عثمان بن عمر نکالا اسکو تقریب میں ترویج احمدیث نہیں کہا اور عثمان بن  
 بن عمر کو جبکہ متروک احمدیث کہا لیکن وہ اور آدمی ہے و احمدیث علی ذلک اور یہ حدیث تو محدثوں کی  
 پتالی ہوئی ہے یہ کس طرح ضعیف اور غیر معتبر ہو سکتی ہے لکھا ترمذی نے اس حدیث کو حسن مسیح اور نیز  
 مسیح کہا اسکو پتالی نے کذا فی شرح ابی اہلب اللہ کہ حاکم نے کہ یہ روایت علی شرط الشیخین پر یہ بھی شیخ  
 ابی اہلب زرقانی میں ہے اور تھکما ابن ماجہ نے حال ابواسحق بن احمدیث صحیح ہیں ایت کیا اس حدیث کو  
 احمدیث ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و حاکم نے جب کہ حسن حصین اور زرقانی میں ہے اور بھی او ظہری  
 اور ابو نعیم اور بخاری نے اپنی تاریخ میں جیسا کہ شرح ابی اہلب زرقانی میں ہے بہا ایسی حدیث میں زبان  
 زوری کر کے اگر کوئی غلطی دینے لگے تو کب ہو سکتا ہے خلاصہ یہ کہ جب اس اندھے نے ناز پڑھ کے  
 دعا مانگی تو بخاری اور ابو نعیم اور ہیثمی کی روایت میں ہے فقام وقد البصر بکرت **صلی اللہ علیہ وسلم** اپنے ذمہ  
 اٹھ کر اہوا اور انکھ اُسکی روشن ہو گئی حضرت کی برکت سے اور روایت کی طبرانی نے کان لم یکن بہ ضعیفی  
 ایسی روشن ہو گئی گویا سیس کچھ خلل ہی نہیں ہوا تھا واضح ہو کہ یہ دعا اور یہ نثار اور یہ خطاب ہے یا محمد  
 کہنا آپ کے زمانہ مبارک میں خاص آپ کے تعلیم سے ہوا اور شرح ابن ماجہ میں اور نیز حضرت القسوس  
 ہے کہ یہ حل عہد صحابہ میں بعد وفات رسول اللہ **صلی اللہ علیہ وسلم** بھی کیا گیا ہے طبرانی نے مجمع  
 روایت کی ہے کہ ایک آدمی کو حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک حاجت تھی بار بار  
 حضرت عثمان اُسکی طرف اُتتے فرماتے تھے مس آدمی نے عثمان بن حنیف انصار بنی صحابی شہادت  
 بن عمرو بن حنیف نے کہ دعو کر کے مسجد میں آؤ کہتیں پڑھو دعا مانگ اللہم انی اسکت لوجہ ایک



نئے آپ کی وفات کے غم میں یہ پڑھا۔ کنت السواد لنا ظری بدفعی ملک الی نظرہ من شاہدک  
فیما بدفعیک کنت احاذرہ۔ اسی طرح اور بھی صحابہ کے اشعار بعد وفات پائے گئے جس میں خطاب  
ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور قاضی حیاض نے کتاب شفا کے باب لزوم محبت میں اس  
کی ایک بار پانچ حضرت عبداللہ بن عمر کا سو گیا لینے سننا نے لگا اور بھی حرکت ہو گیا کسی  
نہ کسی آدمی کو یاد کر دجو تکو بہت پیارا ہو تب وہ چلا کر پکارتا ہے یا محمد اے یہ وقت آنکا پانچ دست ہو گیا  
اور قوت آگئی انتی یہ عبداللہ بن عمر کیے جلیل القدر صحابی اتباعِ سنت میں نہایت غالی دیکھے حالت  
غیوریت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلفظ حاضر یا محمد خطاب کرتے ہیں اور فتوح الشام  
صفحہ ۲۹ میں ہے جبکہ حضرت ابو عبیدہ بن الجراح فرماتے ہیں سے کعب بن خمرہ کو بارادۂ حلب واد  
کی ایک ہزار سوار دیکر اور کعب بن خمرہ کی لڑائی پر قنا سے لڑی اس کی پانچ ہزار سپاہ تھی اور یہ لڑائی  
ہو رہی تھی کہ پانچ ہزار سپاہ یونانی اور خود بہرئی طرف سے مسلمانوں پر آپڑی غرضکہ دس ہزار کا  
مقابلہ ٹھہر گیا اس وقت مسلمان جا ننا زبان کر رہے تھے اور کعب بن خمرہ نہایت بے آرام اور بے چین گرد  
آواز دیتے تھے اور پکارتے تھے یا محمد یا محمد یا محمد انزل اور مسلمانوں کی طرف متوجہ ہو کر کہتے تھے  
یا معشر المسلمین ائتوا ہم فانا ہی ساعدہ و اتم الامون یہ ایک اور نظیر ہے خطاب کی حالت غیب میں اور  
یہ کعب بن خمرہ بھی صحابہ میں ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہو کر بھی انھوں نے جہاد  
کئے تھے غرضکہ صحابہ کے وقت سے یہ خطاب اور نذر رسول اللہ باوجود غیوریت کی جاری رہی ہے  
عدا مہ شرف الدین بو صغیری رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۸۳۵ھ مقبولین روزگار سے تھے انکا  
قصیدہ بردہ اور ادا مشائخ میں داخل نہایت مقبول باریکت ہے اور بہار الدین ذریر کا حال ہم تقر  
کر چکے کہ وہ کمال تعظیم سے برہنہ سر برہنہ پاکھڑا ہو کر اس قصیدہ مقبول کو سناتا تھا اور حبیبی اور زوالی  
اور قسطلانی سب صاحب بردہ کے مداح ہیں اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے بھی اس قصیدہ کو  
کوڑھا اور اسناد حاصل کی سالہ انتباہ میں لکھتے ہیں واما قصیدۃ البردۃ فاخبرنا بہا ابو طاهر عن  
احمد النخعی عن محمد بن العلاء السامی ان قال عن فاطمہ شرف الدین محمد بن سعید بن حماد البرہیمی  
رحمۃ اللہ علیہ انتی السامی اس مقبول قصیدہ میں خطاب حاضر ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
کے جا بجا ہر از انجودہ و مقام میں تو خاص نذاہد و سنہ یاد اور داد خواہی کے موجود ہے







پھنسا ہوا ہے طرح کر اب غم میں ناخدا کچھ  
 اگرچہ ہر دن قبل دہانے پر اسید ہے غم سے  
 جہاز است کا حق نے کر دیا ہے آپ کے ہاتھوں  
 پھنسا کر اپنے دام عشق میں اہل دعا فرما

مری سستی کن سے پر لگا دیا رسول اللہ  
 کہ پھر مجھ کو مدینہ میں بلا دیا رسول اللہ  
 بس اب چاہو ڈاؤن ترا دیا رسول اللہ  
 بس اب قید دو عالم سے چھوڑا دیا رسول اللہ

یہ نصیب جو وقت حضور رح کر کے ہندوستان میں تشریف لائے تھے تب امتیاز میں فرمایا تھا  
 چنانچہ یہ مضمون ایک معرکہ کائنات ہے کہ پھر مجھ کو مدینہ میں بلا دیا رسول اللہ فرمایا  
 رسول اللہ اور یہ مدد مانگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو اس قصیدہ میں ہے یہ سب ایک  
 ہندو سے خطاب و استدعا کیا گیا ہے اور مقبول بھی ہوا چنانچہ پھر حضرت ممدوح اللہ درہشتاں سے  
 ایک عرب میں بدوائے گئے اللہ زیارت مدینہ سے شرف ہوئے اور تعریف ان کی محتاج بیان نہیں  
 مختصر یہ کہ یہ کہ مولو محمدی قاسم صاحب نانوتوی جنگو ہمارے وقت کے متکرمین بھی سب بالافاق  
 معتقد علیہ اور مسلم الثبوت مانتے ہیں وہ حضور کی توصیف میں لکھتے ہیں اشعار

ارمیں و پیشوائے جان گدازان  
 ولی خاص صدیق معظم  
 کہ ہر عالم ست اسدا و اللہ

بجی مقتدا کے عشق بازاران  
 دامد است بازاران سیرخ عالم  
 شہد والا لہ اسدا و اللہ

یہ اشعار تجویز و منظومہ صابریہ میں ہیں جو قصائد قاسمی کے آخر اور ان مطلع عین الاخبار و مراد بادین  
 مطبوع ہوئے ہیں معلوم کرنا چاہئے کہ صدیق کے معنی شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر عزیزی  
 میں لکھے ہیں صدیق آنست کہ قوت نظریہ او شل قوت نظریہ انبیاء علیہم السلام کامل باشد انھیں  
 صدیق معظم فرما مولوی محمد قاسم صاحب کا حضور کو محبت کافی ہے ان بعض نامہ انصافوں کی تردید  
 و تشنیع میں جنہوں نے حضور کی نسبت یہ کہہ دیا کہ معاذ اللہ آپ علم شریعت سے ناواقف ہیں اور ہم  
 ان کے مرید ہیں لیکن پیر سے افضل ہیں یہ نہ سمجھتے جسکی قوت نظریہ ایسی تھی ہوتی ہوگی وہ تو حقائق  
 احکام شریعت سے ایسے واقف ہوتے کہ تم ان کے عشر عشیر کو بھی نہ پہنچو گے خیر آدم ہر مطلب  
 جناب مرشدان و مولائی نے خطاب یا رسول اللہ جاز رکھا خود اس پر عمل کیا اور نیز مولوی محمد قاسم  
 صاحب کے کلام میں ہم ثابت کرتے ہیں کہ انھوں نے خطاب و ندا ہی رسول اللہ کو جاز رکھا چنانچہ

اشعار کے قصائد قسماً قسماً ملے ہوئے آباد ہیں یہ ہیں منصفہ سے ترے بھر دسہر پر رکھتا غرہ طاعت  
ہم گناہ قاسم پر گشتہ بخت بد اتوار ۱۰ اور منصفہ میں سے ۵

اگر جواب دیا بگیوں کو تو نے بھی کر دوزخوں جہنم کے آگے یہ نام کا مسلم	تو کوئی اتنا نہیں جو کرے کچھ ہتفند کرے گا یا بنی اللہ کیا یہ میری پکار
بہت دنوں سے تمنا ہو کیجئے عرض حال مدد کرے کرم احمدی کہ تیرے کربوا	اگر ہوا اپنا کسی طمس تیرے دیکھا نہیں ہے قاسم بیکس کا کوئی حامی کار

یہ دیکھتے خطاب لکھ کر کا اور مدد لکھا سب کچھ ان اشعار میں موجود ہے اللہ ہدایت کرے منکرین  
کہ شور و فطرب بجا ہے از زمین اور مولف براہین کا یہ لکھنا کہ ان صاحبوں کا خطاب و مذاکرہ فاطمہ  
شوق و محبت سے تھا وہ جائز ہے بعد دوسرے آدمی جو خطاب کرتے ہیں وہ اس طرح نہیں بلکہ  
وہ حضرت کا علم مستقل ذاتی سمجھ کر کہتے ہیں یہ شرک ہے بنائیت درجہ ہے اصل اور دھوے پر دلیل  
ہم ہمارا کہہ چکے کہ کسی کا یہ عقیدہ نہیں جو علم ہی کریم فی الصلوۃ والتسلیم کو ذاتی مستقل سمجھے بلکہ سب  
یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ آپ کو علم و قدرت جو کچھ ہر سب سے بڑا ہے کا دیا ہوا ہے اور جو کچھ ہوتا ہے  
اسی کے ارادہ اور اذن سے ہوتا ہے اب بیان کریں ہم تو حیات خطاب دھوا و واضح ہو کہ بغیر  
مجھ میں وہ جو عشق کو پہنچے ہوئے ایسے ہوتے ہیں کہ جیسے کہ حضرت ابو الحسن علیہ السلام نے دلی وغیرہ جہت  
میں جہنم میں کہ ان سے ایک دم شاہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فوت نہ ہوتا تھا ایسے آدمی اگر  
خطاب کریں تو ان کے نزدیک تو وہ خود حاضر ناظر ہیں حاضر کے معنی میں موجود ناظر کے معنی دیکھنے والا جب  
موجود ہوتے تو دیکھنے والے بھی ہوتے ایسے شخصوں کے حق میں تو خطاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
علیہ وسلم کا کچھ عمل کلام ہی نہیں ہوتی رہے دوسری طرح کے آدمی کہ ان کو حضور ہی رسول صلی اللہ  
علیہ وسلم کی حاصل نہیں ان کے حق میں بھی خطاب کرنا درست ہے قطب ثانی امام شعر ال میزبان میں لکھتے  
ہیں کہ محمد بن زین ایک عالم رسول تھا اکثر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو حالت بیداری میں زیارت  
کرتا تھا ایک بار اس سے ایک آدمی نے اپنے واسطہ سفارش حاکم سے چاہی یہ گئے اہل حاکم نے ان  
کو اپنی مشہور بھلائی اسدن سے دیکھنا قطع ہو گیا اس مقام خاص عبادت میزبان کی ہر علم زیل  
یطلب من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لرویتہ حتی قرأ تسبیحاً فترای لہ من بعد فقال مطلب

ملائیگی جو دنیا  
میں جہل و نادانی  
جو کوسا شہلا شام  
کے موسم سے لاکھا

رویتی یہ جو ملک علی بادشاہ نے قلم میا خاندان کو دیا تھا اسے مات مینے پھر پیشہ وہ ملج رسول سوال  
کرتا رہا حضرت سے کہ پنا دیدار سبک دکھا دیجئے یہاں تک کہ ایک دفعہ شعر پڑا تب حضرت علیؑ نے فرمایا کہ پھر  
دکھائی دیتے اور فرمایا تو دیدار کا سوال کرتا ہے اور شہت ہے ظالموں کے فرس پریم ہو کہ خبر نہیں لی کہ اسکو  
حضرت علیؑ نے حکم پھر نظر آئے یہاں تک کہ وہ مرگئی اسی اب دیکھئے کہ محمد بن زین ملج بادجو دیکہ آن حضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم اسکی نظر سے غائب تھی اور نظر نہیں آتے تھے وہ اس حالت غیبت میں بھی حضرت علیؑ  
سوال کیا کرتا تھا کہ صورت سبک دکھا دیجئے اسی میں اس سے صفات معلوم ہو کہ اگر اور آدمی جو  
حضرت علیؑ سے ملے وہ بھی حضرت علیؑ سے ملے اور یہ معلوم ہے درخواست دیدار کرین اور شہار  
ذاتیہ خطاب غلبہ شوق میں ایسے مضمون کے چرچین جیسے حضرت مرشدی و مولائی نے بحالت  
فرق و وحدت شوق ہندستان میں چرچے تھے سے ذرا چہرہ سے پردہ کو اٹھا تو یا رسول اللہؐ بھی  
دیدار تم اپنا دکھا تو یا رسول اللہؐ تو میج اور جائز ہے اگر نیم خطرہ ایمان ہو کہ شریک بتا دے اور یہ  
کہیے کہ تم کو مثال اللہ کو عالم الغیب جانتے ہو کہ وہ اصل عالم الغیب یا لذت اللہ تعالیٰ ہے لیکن اللہ  
تعالیٰ اپنے رسول کو غیب کی خبر دیتا ہے تو ان کو خبر ہو جاتی ہے حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کا کلام  
جو ان کی تفسیر سورہ بقرہ میں ہے یہ درحقیقہ کہ حضرت علیؑ ہیں اپنے ہر امتی کے حال سے کیوں کہ  
انکو خبر دے جاتی ہے سب امتیوں کی اور سعید بن مسیبؒ روایت ہے کہ اس کے احوال میں شام آپ کے  
سامنے پیش کئے جاتے ہیں تبصرہ حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ہر قل بادشاہ  
روم کو نامہ رقم فرمایا تھا بڑا دیت بخاری اس کے الفاظ یہ تھے انا عبد قالی ادعوک بدعاۃ الاسلام  
بسم سلم اس میں خطاب حاضر کا ہے بادشاہ روم کو حال کہ آپ ملک عرب میں تھے اللہ وہ روم  
میں تھا اور وہ اصحاب کثرت سے نہ تھا کہ حضرت خطاب وہاں سے معلوم کر لیا لیکن چونکہ یہ بات  
تھی کہ قاصد اس خط کو یہاں کر اس کے ہاتھ میں دیدیگا یہ خط اس کی نظر کے سامنے گذرے گا خطاب  
میج ہر جاد گما اسی طرح اب تک رسم جاری ہے کہ ہم خطوط میں مکتوب الیہ کہ الفاظ خطاب لکھ دیتی  
ہیں کہ فلان چیز مسجد اور تاکید ہا نو نقطہ اسی اعتماد پر کہ جب قاصد یہ خط ان کو دیدیگا تو ہر خط  
حاضر لیکن میج ہو جاوے گا جب قاصد ملک کی پہلی رسائی کے اعتماد پر یہ خطاب بحالت غیبت میں  
ہاں ہو تو مضمون حدیب کے اعتماد پر کہ ہمارے اہل اقبال ہر روز دوبار صبح و شام آپ کے سامنے

چیں گے جائز ہیں کیونکہ خطاب جاری نہو جب ہمارے اتوں نفی نہ ہے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اگرچہ  
 آپ کو ہم سے نقد لکائی ہو لیکن آپ مثل حاضر کے ہیں میں خطاب حاضر کرنا جائز ہے اور اگر ضعیف  
 الایمان آدمی اس تقریر پر بھی راضی نہیں تو قیسی توجہ اور بھی ہے یعنی جبکہ یہ کہ عشق ہوتا ہے  
 اس کا نقشہ آنکھوں میں پہر کرتا ہے اس اعتبار سے حاضر کا خطاب کر دیتے ہیں اشعار عرب میں یہ  
 کثرت سے ہے از انجیدہ و تسعیر علیہ السلام ابن یوسف کے جذبات المقلوب سے نقل کرتا ہوں  
 علی بن ابی بن العقیق سلام و ان اسرونی بالفراق ونا سواہ حظرم علی النوم و ہر محل و و طلم التفت  
 و ہر حرام و اور حضرت یوسف علیہ السلام کی بی بی زلیخا کا حال جو بولوی حامی صاحب نے لکھا ہے وہ بیکر  
 یاد رہے گا کہ شروع عشق میں جب تک نکاح نہوا تھا کس کس طرح قصورات میں باتیں کیا کرتی تھی انہیں  
 و دشوار اس مقام کے فکرتا ہوں کہ خیال یا پیش دیدہ بنشاندہ ہم از دیدہ ہم الالب گوہر افشا ندہ  
 کہ از پاکیزہ گوہر از چکانی بد کہ از تو دارم این گوہر نشانی و دلم بردی و نام خود نہ بخشی و نشانی  
 از مقام خود نہ گفتی و یہ زلیخا حضرت یوسف علیہ السلام سے عالم فیہریت میں خطاب کر رہی ہیں نہ شکر  
 ہے نہ کفر اور خود حضرت یوسف علیہ السلام راہتہ من حب بھاتیوں کی خشونت اور درست نوی کہ از ارادہ  
 دست و داری دیکھتے تھے جب وہ ان کو منوں میں چاہ میں ڈالنے لپھے تھے باپ کو پکار فریاد کر کے  
 تھے قول اجماعی قد من سرکے گئے خون گدھاگ می خفت و ناخداہ دل چاک می گفت او و  
 کہانی اسے بدتر کہانی و ز حال من چنین غافل چائی و بیا نگر مرا تا در چہ عالم و بدست این حود و  
 پاہم و پھر صلیح سمجھ لو کہ جو اشعار شوقیہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی مناب میں بلکہ خطاب حاضر  
 کئے ہیں وہ اسلئے ہیں جو کہ تصور آپ کا دل میں بند ہوا ہے غیبہ اشتیاق میں خطاب حاضر نہ باعث  
 حضور فی الذہن کے کرتے ہیں لیکن جن لوگوں کو ایسا تصور اور ایسا خیال بندھا ہوا ہیں انکی سمجھ میں  
 یہی نہیں آتا کہ یہاں بلکہ بھلیو بلکہ کلام انکی سچا ہے ہم جو جتنی توجہ خطاب کی اور بنا دیں تو  
 شریعت میں و رد ہر بخسرت علی العباد یہاں لفظا حروف اندا ہر جس سے مخاطب حاضر کو پکارا کرتے ہیں  
 یہ دفعہ داخل ہوا ہے حسرت پر اور حسرت ایسی چیز ہے اور اک شور ہے کہ اسکو قیامت تک کبھی خبر  
 نہ ہوگی کہ مجھ کو کوئی پکارتا ہے نام رازی کا کلام اس مقام میں یہ ہے المقصود ان ذلک وقت بخسرت  
 دن خدا و مجاز و طرانا اخبار خدا سب مفسرین اس مقام میں لکھتے ہیں کہ یہ نہ اکلام عرب میں شائع ہے



ہوا کہ یہ فاتح کو خطاب حاضر کا ہوتا ہے پس چاہئے ان فقہاء و خدایان کے نزدیک یہ جب تک کہ  
 واسطے کافر چون حالکہ وہ مستحق ثواب ہوتے ہیں اگرچہ انھوں نے خطاب کیا لیکن قرآن کی یہ  
 کہ مؤذن نے سچ بات کہی پس اسی امر چہ شخص کہتا ہے ۵ اسوائے تو یا رسول اللہ شد  
 برائے تو یا رسول اللہ بلکہ چہ خطاب کیا ہے لیکن مراد یہی ہے کہ ہر مخلوق کو اللہ تعالیٰ نے رسول  
 اللہ کے واسطے بھیجے اس لئے سب پیدا کیا اور جو کوئی فقط یہ لفظ کہے کہ یا رسول اللہ کی  
 نسبت ہم یہ کہتے ہیں کہ شرح ۵ اور قایہ التحقیق وغیرہ میں ہے کہ لفظ یا یعنی اُدعو ہے اور اُدعو کہ  
 یعنی ہنہدی میں کہ میں پکارتا ہوں پس جس نے کہا یا رسول اللہ اس کے معنی قاعدہ عربی سے  
 یہ ہونے کہ پکارتا ہوں رسول اللہ کہ یعنی اُن کو یاد کرتا ہوں اُنکا نام لیتا ہوں کہو اس میں کیا  
 شرک کیا کفر ہو گیا اور یہ بھی ضد بلکہ کلام عرب میں لفظ کی نسبت ٹھیک ہے لیا دسی بہا التقریب والبعید  
 یعنی پکارا جاتا ہے لفظ یا کے ساتھ نزدیک و دور میں اس کا اصل ہم خطاب کو چند توجیہات سے  
 ثابت کر چکے اور نیز ثبوت کامل دسے چکے ہیں نیز رسالت سے اس وقت تک کہ آنحضرت کو بالفاظ غلط  
 و صبیحہ حاضر یا دکرنا مذہم اور خروج نماز و دعا اور غرض میں نظم و ثمر میں صحابہ رضوان اللہ علیہم  
 اجمعین اور اولیاء و علماء و صلحا مقبولین سے آپ دیکھا جاتے کہ یہ سب مقبولین باوجود حالت فیہویش  
 خطاب کر دوائے معانہ صلا اللہ علیہ ان منکون کے نزدیک کافر ہیں یا خود اُن کی تکفیر انہی پر معلق  
 ہوتی ہے ہمارے بچے رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہر من دعا و دعا رجلا یا کفر او قال عدو اللہ  
 و لیس کذ لک الا ما عدیہ متقی علی یعنی میسلم اور بخاری میں ہے چہ شخص کی کو کافرا اللہ کا دشمن کیسکا حال  
 وہ ایسا نہیں تو وہ کافر لعنت کا کلمہ اسی کہنے والے پر اُلٹ آئیگا انتہی اب چاہئے کہ انہیں اپنے  
 ایمان کی خیر سائن کہیں الفاظ گستاخانہ بے باکانہ زبان پر نہ لائیں اور ابھی تازہ ان ایام میں حرمین  
 شریفین زاد ہما اللہ شرفاً سے فتنے جو اولیاء رسول اللہ کا آبا ہے بطور نفیس اس کا مضمون نقل ہوتا ہے  
 تحریر مصطفیٰ مدینہ ما توکم یا عماء اللہ البیضاء و سفائی البشیر و خیر انوار فی الدار بقول یا رسول  
 اللہ یا یحییٰ زام لاویل تکفیر قائم الاموال یا یحییٰ ابی احمد لہ قلع و لاسال اللہ الی لی الکریم ذالطول والترقی و الالہ  
 نے الفعل والیوں تم بجز ظنہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و التوسل والاستغاثۃ فی مسامحہ الامور  
 فنعم الیملہ ہر بنی مدہ حیدتہ فی الدنیا و بعد موتہ فی مدۃ البرزخ و بعد البعث فی عرصات





دنیویں اور بعد موت ہر منہج میں اور قیامت میں تہا اہل الدنیا میں لکھا ہے کہ حضرت سے وسیلہ پرانا بعد  
 سب کی وفات کے بعد واقع ہوا ہے کہ شہرین ہر سکتا خلاصہ یہ کہ مسد صاف ہے میں نے سنیوں کے  
 ہمیں لکھی ہے اب کیا معلوم ورنہ جس کی آنکھ میں اور دعائی کا نور ہے وہ اس سے بھی کم میں پس لکھا اللہ کی  
 کہ اللہ نے بے نور کر دی ہے اسکو بات اور لائل یہ کافی نہیں اور ہمیشہ سے سلف و خلف و سید و  
 رہے ہیں اور فرما دیا جاتے رہے ہیں اب بچھڑ گئی سواد اعظم سے ایک جماعت کوئی ائمہ اسکو حرام  
 کہتے ہیں کوئی کفر اور شرک اور یہ سب جہوت پرور لکھا اچھا کیا شیخ محمد بن سلیمان کر دی نے اپنے زمانے میں  
 بر علیہ باب کو خطاب کر کے کہ میں تمکو نصیحت کرتا ہوں خدا کی اسطے اپنی زبان سلیمان بن کر کر لکھو  
 یہ سننے کہ وہ تاثر اللہ تعالیٰ کے سوا اسیں اعتقاد کرتا ہے کہ جس کو وہ پکارتا ہے اسکو راہ صواب علیہم کہ  
 تاثر غیر اللہ میں نہیں جب وہ نمائے سوقت خاص اسکو کافر کہ یہ نہیں کہ سب لڑنے سواد اعظم کو کافر  
 کہنے لگے تو خود بچھڑا ہوا سواد اعظم سے پس کفر کی طرف نسبت کرنا اسکا بستر ہے جو جدا ہوا سواد اعظم سے ہوا  
 کہ نے وہ راہ لی جو مومنین کی نہیں اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو کوئی مخالفت کرے رسول کی جب کھل چکی  
 اسپر ہدایت کی بات اور چلے سواراہ مومنین کے سر اسکو حرام کرین وہی طاف چاٹنے کلامی اور الین اس کو  
 ودفن میں اور وہ بہت بڑی جگہ ہے اور بچھڑا اسی کبریٰ کو کھاتا جگہ سے وہ جا کر کھڑی ہوگی اور  
 پکن کہ جس پر ہدایت کا اسی سے عصمت اور حمایت ہے کھاس کا غور ان کے محتاج عثمان بن علیہ السلام فانی  
 نے جو منہج حنفی ہے مدینہ منورہ میں عبارت مفتیان کہ مقلد قول المقاتل رسول اللہ بطریق ائمہ  
 جابر مانی المواہب اللہ فیہ غیر ادا اللہ سبحانہ اعظم ہر رنگہ خادم الشریعہ والسنج عبدالرحمن بن عبداللہ شریح  
 مفتی کہ انکار نہ کان اللہ لہ۔ یعنی حنفی میں کہ مقلد میں عبدالرحمن (۴) حامداً وصلياً وسلموا اصحاب  
 میں محمد بن یہ حضرت اساد و سر الشیخ العلماء محمد رحمت اللہ است فیہم وہ میں جب کا شہرہ  
 تمام نہ دستان اور ملک جہاز اور روم وغیرہ میں ہے اور حضرت سلطان روم سوقت تک دوبار باہر  
 تھامہ لگو چکے ہیں اور اصل سوقت کا ملک ہندستان ہے (۴) حامداً وصلياً وسلموا اللہ درمن اب  
 والد سحانہ و تعالیٰ اللہ صواب محمد بن یہ عالم محدث اور صوفی بابرکت ہیں (۴) ماحرہ مفتی  
 فانی مومنین صواب و موافق لحن بلا شک و ارتباب واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم خادم الشریعہ  
 صدر اللہ لمحیہ محمد بن مفتی لکاتہ (۵) تو شخص یا رسول اللہ شہنشاہ زمانہ و توسل بہ صلی







اشاء بخور فی امور بعض ایضا بین خراسان کے بڑے علماء کے تراویح پڑھنا یا نافوں کے پیچھے جائز رکھ کر اور ہم  
ایک دوسرے کے عین حق اور امام شافعی رحمہ اللہ سے یہ ہر کہ فرض نماز بھی جائز ہیں اور جو عمل ناجائز کہتے ہیں اور  
یہ بھی صحیح ہے انکی دلیل یہ نہیں کہ نابالغوں کو جہر کے ساتھ پڑھنا اور سامعین کو سننا اس کا سفر حلوۃ ہے  
بلکہ بالاتفاق یہ دلیل قائم کرتے ہیں کہ نابالغ پر نماز فرض نہیں اور بالغین جو اسکے پیچھے پڑھیں ان پر  
یہ نماز علیہ فرض اپنی قوت اور شان کے سبب غیر فرض پر جو کہ ضعیف ہے بنا نہیں ہو سکتا جب تک اس میں  
یہ ہر تو نابالغوں کی نعت خوانی اس پر قیاس نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ شے دیگر ہے پس چاہے کہ وہ بالاتفاق  
جائز ہو شے یہ حال تو نابالغ کا تھا اور جب نابالغ ہو گیا پھر تو کسی کا خلاف نہیں بلکہ بالاتفاق اسکے حکم  
انما فرض و نقل جائز ہیں اسے کہ بالغ پر احکام فرض ہو جاتے ہیں تو فرض پر فرض کی بنا صحیح ہو قسبی شرح  
نقائے میں ہر دقت ہی بجائے غیر شرح یعنی افتد کیا جاوے ساتھ بالغ ہے ریش کے اور درمیان میں جو کہ  
ماہیت کی ہے تو شامی شرح در مختار نے کھول دیا یا النظام ہر اٹھ تشریہ یعنی ظاہر ہے کہ مکروہ تنزیہ ہے اور  
مکروہ تنزیہ کو حد الشریعہ رحمہ اللہ نے لکھا دیا اور وہ کراہت تنزیہ فانی محل اقرب اور لکھا فاضل چلی  
نے دیا عند محمد فو ما کان ترکہ ادا لی مع عدم الی عن لفظ در مستح قدر وغیرہ میں بھی مکروہ تنزیہ  
کو خلاف ادنی قرار دیا ہے تبلا جب یہ بات مانعین کے نزدیک اس درجہ کی کراہیت میں تھیں کہ اگر کی  
جاتے تو گناہ ہی نہیں بلکہ حلت کی طرف اقرب ہے جیسا کہ حد الشریعہ ابو چلی سے معلوم ہوا تو ایسی  
شکل میں کیوں انہوں نے جنگ و جدال و مخالفت و تنزیہ باہی پیدا کیا جو بالاتفاق مسلم ہے  
اور یہ بھی اختلاف باتی ہے کہ وہ کراہت تنزیہ امامت احمد کی کس وجہ سے ہی بعض علما  
نے لکھا اس واسطے کہ وہ ہے کہ کثیر ایسی عمرائے مسائل سے ناواقف ہوتے ہیں اور لوگ ان کی امامت  
سے غرت کیا کرتے ہیں اور بعضوں سے کہا اس لئے مکروہ ہر اندیشہ ہے جب امر داکے کھر اشاہ  
لوگوں کو شہوت پیدا ہو جاتے یہ دونوں دلیل فقہ شامی نے بحث امامت میں لکھی ہیں پس شیخ  
ادوں کے یہ نکتہ تو منہ نعت خوانی کا قیاس بالکل جائز ہوا اور ظاہر ہے کہ اگر امر دنی آواز جب کہ بہت  
ہو تو جہر کی نماز میں مکروہ ہو تین اور حنفیہ قراوت کی نماز میں مکروہ نہ ہو تین یہ بات تو نہیں بلکہ علی العموم  
بروز جہر یہ حنفیہ مکروہ ہے تو کراہت بابت آواز کے سنوئی اس تقریر سے انکی آواز ضابطہ منع  
میں خلل نہیں پھر جہر خوانی انکی کیوں منع ہو اب باقی رہی شہد دوسری کہ کراہت بابت جہر خوانی

ایک دوسرے کے عین حق اور امام شافعی رحمہ اللہ سے یہ ہر کہ فرض نماز بھی جائز ہیں اور جو عمل ناجائز کہتے ہیں اور یہ بھی صحیح ہے انکی دلیل یہ نہیں کہ نابالغوں کو جہر کے ساتھ پڑھنا اور سامعین کو سننا اس کا سفر حلوۃ ہے بلکہ بالاتفاق یہ دلیل قائم کرتے ہیں کہ نابالغ پر نماز فرض نہیں اور بالغین جو اسکے پیچھے پڑھیں ان پر یہ نماز علیہ فرض اپنی قوت اور شان کے سبب غیر فرض پر جو کہ ضعیف ہے بنا نہیں ہو سکتا جب تک اس میں یہ ہر تو نابالغوں کی نعت خوانی اس پر قیاس نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ شے دیگر ہے پس چاہے کہ وہ بالاتفاق جائز ہو شے یہ حال تو نابالغ کا تھا اور جب نابالغ ہو گیا پھر تو کسی کا خلاف نہیں بلکہ بالاتفاق اسکے حکم انما فرض و نقل جائز ہیں اسے کہ بالغ پر احکام فرض ہو جاتے ہیں تو فرض پر فرض کی بنا صحیح ہو قسبی شرح نقائے میں ہر دقت ہی بجائے غیر شرح یعنی افتد کیا جاوے ساتھ بالغ ہے ریش کے اور درمیان میں جو کہ ماہیت کی ہے تو شامی شرح در مختار نے کھول دیا یا النظام ہر اٹھ تشریہ یعنی ظاہر ہے کہ مکروہ تنزیہ ہے اور مکروہ تنزیہ کو حد الشریعہ رحمہ اللہ نے لکھا دیا اور وہ کراہت تنزیہ فانی محل اقرب اور لکھا فاضل چلی نے دیا عند محمد فو ما کان ترکہ ادا لی مع عدم الی عن لفظ در مستح قدر وغیرہ میں بھی مکروہ تنزیہ کو خلاف ادنی قرار دیا ہے تبلا جب یہ بات مانعین کے نزدیک اس درجہ کی کراہیت میں تھیں کہ اگر کی جاتے تو گناہ ہی نہیں بلکہ حلت کی طرف اقرب ہے جیسا کہ حد الشریعہ ابو چلی سے معلوم ہوا تو ایسی شکل میں کیوں انہوں نے جنگ و جدال و مخالفت و تنزیہ باہی پیدا کیا جو بالاتفاق مسلم ہے اور یہ بھی اختلاف باتی ہے کہ وہ کراہت تنزیہ امامت احمد کی کس وجہ سے ہی بعض علما نے لکھا اس واسطے کہ وہ ہے کہ کثیر ایسی عمرائے مسائل سے ناواقف ہوتے ہیں اور لوگ ان کی امامت سے غرت کیا کرتے ہیں اور بعضوں سے کہا اس لئے مکروہ ہر اندیشہ ہے جب امر داکے کھر اشاہ لوگوں کو شہوت پیدا ہو جاتے یہ دونوں دلیل فقہ شامی نے بحث امامت میں لکھی ہیں پس شیخ ادوں کے یہ نکتہ تو منہ نعت خوانی کا قیاس بالکل جائز ہوا اور ظاہر ہے کہ اگر امر دنی آواز جب کہ بہت ہو تو جہر کی نماز میں مکروہ ہو تین اور حنفیہ قراوت کی نماز میں مکروہ نہ ہو تین یہ بات تو نہیں بلکہ علی العموم بروز جہر یہ حنفیہ مکروہ ہے تو کراہت بابت آواز کے سنوئی اس تقریر سے انکی آواز ضابطہ منع میں خلل نہیں پھر جہر خوانی انکی کیوں منع ہو اب باقی رہی شہد دوسری کہ کراہت بابت جہر خوانی

مجلس کا نام ہم اسکو قرار دیتے ہیں جو قاری مولد شریف ہے مکان صدر یعنی سنہریاچ کی پر شعلہ ٹرپٹا  
 جس طرح امام بی قوم پر مقدم ہے اس طرح وہ قاری اہل مجلس پر مقدم عالی مقام پر بیٹھا ہے اور جو  
 لوگ حلقہ مجلس میں بیٹھے ہیں وہ مشبہ صفت مقتدیوں سے رکھتے ہیں پس حلقہ مجلس اگر کسی بالغ یا  
 نابالغ لڑکے نے غفلت پر ہی تو اس کی نظیر یہی کہ جب مسجد میں مرد اور عورتیں اور لڑکے اور غنث  
 سب نماز کے لئے جمع ہو جائیں تو حکم ان کا شرع میں یہ ہے ویصف الرجال ثم العبدان ثم الخنثائی ثم  
 ام النار یعنی حکم دے امام صفت بالغین کا اول مردوں کو پھر ان کے پیچھے لڑکوں کو پھر ان کے پیچھے غنثوں  
 کو پھر عورتوں کو راستے اور کیئے غنث اور عورت اور لڑکوں کو شرع میں سب سے نکال دینے کا حکم نہیں  
 دیا گیا اگر کوئی ان کو امام بنانا تو منع کا حکم دیا جاتا ہے یہ بات شیری کہ امام تو وہی ہے جو قبل امامت  
 سے باقی مسجد کے اندر صفت اقتدایں جو لوگ اپنے طور پر سب و تحید و تشدد غیرہ پڑھ رہے ہیں وہ حسب حکم  
 جواز میں ہیں خواہ وہ عورتیں ہیں خواہ لڑکے بالغ نابالغ ہیں اس طرح حلقہ محفل میاں میں جس طرح سب  
 آدمیوں کی زبان پر مرد و تہذیب وغیرہ لکھا ہے یہی ہے اسیں سے کسی مرد و بالغ لڑکے غفلت شریف بھی  
 پڑھ دی تو جائز ہے اسکو امامت پر قیاس کرنا ختم تسلیم کرتے ہاں حالت اقتداء مقتدیوں پر جساکر  
 جتنے ابھی بیان کیا اقیاس کرنا مانتے ہیں اور وہ جائز ہے بالاتفاق اب ہم مسئلہ نظر بھی لکھتے  
 ہیں واضح ہو کہ شہوت سے امر دکا دیکھنا مکروہ ہے اور بلا شہوت درست ہی یہ بھی درست میں لکھا  
 ہے جس سے مولف بڑھین نے تدبیر ہی سے عبارت یہ ہے فان یحرم النظر الى وجه الامرء والامرء  
 نے استواء انہ و نہا فباح ولو حیل او راسے در مختار کے مسائل نظر میں لکھا ہے و نظیر الرجل من الرجل  
 من غلام یبلغ حد النشوۃ و لوامر و محج الوجہ اور شہاد و در مختار فقہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان شر  
 عورت میں لکھا ہے و اجواہر علیہ جوازہ بغیر قصد اللذۃ و اما طریح ذلک آسن الفتنۃ یعنی سبب انہ و اجواہر  
 کیا ہے کہ نظر کرنا امر و کمیطون جائز ہے بغیر ارادہ لذت شہوت کے اور دیکھنے والا اس میں بھی  
 ہونقہ سے اس سے معلوم ہوا کہ نظر بلا شہوت بالاجماع جائز ہے اور نیز شامی نے مسائل نظر  
 میں لکھا انما الخوف و النظر الیہ عن تہوۃ فلا یاس بہ و لزام یومر انتحاب یعنی امر و کو خالی مکان میں  
 تنہا لیکر بیٹھنا اور اس کی صورت کو دیکھنا بغیر شہوت کے کچھ مفسد نہ نہیں اور ایسیو اسے امر و دن

شہوت پیدا ہونے مقتدیوں کے ہے اس صورت میں ہم منع کرتے ہیں قیاس علی امر و مت و سبب  
 کہ مجلس کا امام ہم اسکو قرار دیتے ہیں جو قاری مولد شریف ہے مکان صدر یعنی سنہریاچ کی پر شعلہ ٹرپٹا  
 جس طرح امام بی قوم پر مقدم ہے اس طرح وہ قاری اہل مجلس پر مقدم عالی مقام پر بیٹھا ہے اور جو  
 لوگ حلقہ مجلس میں بیٹھے ہیں وہ مشبہ صفت مقتدیوں سے رکھتے ہیں پس حلقہ مجلس اگر کسی بالغ یا  
 نابالغ لڑکے نے غفلت پر ہی تو اس کی نظیر یہی کہ جب مسجد میں مرد اور عورتیں اور لڑکے اور غنث  
 سب نماز کے لئے جمع ہو جائیں تو حکم ان کا شرع میں یہ ہے ویصف الرجال ثم العبدان ثم الخنثائی ثم  
 ام النار یعنی حکم دے امام صفت بالغین کا اول مردوں کو پھر ان کے پیچھے لڑکوں کو پھر ان کے پیچھے غنثوں  
 کو پھر عورتوں کو راستے اور کیئے غنث اور عورت اور لڑکوں کو شرع میں سب سے نکال دینے کا حکم نہیں  
 دیا گیا اگر کوئی ان کو امام بنانا تو منع کا حکم دیا جاتا ہے یہ بات شیری کہ امام تو وہی ہے جو قبل امامت  
 سے باقی مسجد کے اندر صفت اقتدایں جو لوگ اپنے طور پر سب و تحید و تشدد غیرہ پڑھ رہے ہیں وہ حسب حکم  
 جواز میں ہیں خواہ وہ عورتیں ہیں خواہ لڑکے بالغ نابالغ ہیں اس طرح حلقہ محفل میاں میں جس طرح سب  
 آدمیوں کی زبان پر مرد و تہذیب وغیرہ لکھا ہے یہی ہے اسیں سے کسی مرد و بالغ لڑکے غفلت شریف بھی  
 پڑھ دی تو جائز ہے اسکو امامت پر قیاس کرنا ختم تسلیم کرتے ہاں حالت اقتداء مقتدیوں پر جساکر  
 جتنے ابھی بیان کیا اقیاس کرنا مانتے ہیں اور وہ جائز ہے بالاتفاق اب ہم مسئلہ نظر بھی لکھتے  
 ہیں واضح ہو کہ شہوت سے امر دکا دیکھنا مکروہ ہے اور بلا شہوت درست ہی یہ بھی درست میں لکھا  
 ہے جس سے مولف بڑھین نے تدبیر ہی سے عبارت یہ ہے فان یحرم النظر الى وجه الامرء والامرء  
 نے استواء انہ و نہا فباح ولو حیل او راسے در مختار کے مسائل نظر میں لکھا ہے و نظیر الرجل من الرجل  
 من غلام یبلغ حد النشوۃ و لوامر و محج الوجہ اور شہاد و در مختار فقہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان شر  
 عورت میں لکھا ہے و اجواہر علیہ جوازہ بغیر قصد اللذۃ و اما طریح ذلک آسن الفتنۃ یعنی سبب انہ و اجواہر  
 کیا ہے کہ نظر کرنا امر و کمیطون جائز ہے بغیر ارادہ لذت شہوت کے اور دیکھنے والا اس میں بھی  
 ہونقہ سے اس سے معلوم ہوا کہ نظر بلا شہوت بالاجماع جائز ہے اور نیز شامی نے مسائل نظر  
 میں لکھا انما الخوف و النظر الیہ عن تہوۃ فلا یاس بہ و لزام یومر انتحاب یعنی امر و کو خالی مکان میں  
 تنہا لیکر بیٹھنا اور اس کی صورت کو دیکھنا بغیر شہوت کے کچھ مفسد نہ نہیں اور ایسیو اسے امر و دن



کہان تک مجالس میلاد و وعظ و نکاح و مدارس و جلسات و تاراجی و غیرہ مجامع کو انار و ذخیرہ لایا  
 کے اختلاط سے نہ باخالی نہیں ہوتے کردہات و محرمات میں شمار کیا جائیگا الا ان الا ان فقہا و فضلاء  
 دین نے یہ نہیں لکھا کہ امر و مساجد میں نہ آئین کہ شہوت پرستوں کی انہر نظر پڑے گی اور نہ مجالس  
 نکاح میں آئین اور نہ جماعات فرائض و سنن و نواقل مثل تراویح و مستقار و کھوف و غیر میں شریک  
 ہوں بلکہ صرف یہ لکھا کہ اون کا نام ہو نامکروہ ہے بنا علیہ ہم بھی انکی امامت کو کمرہ قرار دیکر لکھتے  
 ہیں کہ شریک ہو نا ان کا مجالس میلاد شریف میں منع نہیں و آیات فقہیہ اس باب میں نقل ہو چکی ہیں  
 اور شریک ہو نا حضرت ابن جزری رحمۃ اللہ کو ایسی مجلس میں بیان ہو چکا اور خود نبی کریم علیہ الصلوٰۃ  
 و التسلیم جب مدینہ منورہ تشریف لائے سب رکے اور جوان مرد اور عورت سب خوش ہو کر نکارتے  
 بھرتے تھے جا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی امامت کو کمرہ قرار دیکر لکھتے  
 حالت میں چند لڑکیاں قبیلہ بنی النجار سے حکمران حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آئیں وہ دف بجان  
 اور یہ شعر پڑھتیں تھیں سخن جوار من نبی النجار یا جذا محمد من جاز یا ایت جیتی محمد  
 اور انکے استاد حاکم نے انس رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے جس جگہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 سب اہل و عیال و کما جمع عام گھیرا اور رسول میں لکھا اور لڑکیوں کا یہ شعر پڑھنا سنا اور منع فرمایا یہ  
 صحیح دلیل جواز ہو نا مقدم مبارک کی خوشی میں یہ باتیں و قوع میں آئین بیان یعنی مجلس میلاد  
 میں فرحت میلاد و ایجاب و جود و سعادت علیہ وسلم کی خوشی میں ہو رہے ہیں اعتراض ثالث  
 اسلامی و جواہر شریعت کے معین کرتے ہیں جو اب مجالس شیعہ میں راقم کو اتفاق نہیں  
 ہوا کہ حال ہاں کا مفصل معلوم ہوتا البتہ ماضی میلاد شریف کے شامل ہونے میں بعض موقع پر ایسا  
 دیکھا گیا کہ قاری مولد نے جب کوئی روایت ختم کی تب بعض حاضرین نے درود و سلام پڑھا  
 نظر یا شرعاً پر قاری نے دوسری روایت پڑھی پھر ان گونہ درود و سلام یا نسبت پڑھی اگر  
 اسلامی جواہر اس کا نام ہے تو یہ بات عرب میں اور خاص حرمین شریفین زادہا اللہ شرفاً و تعظیماً میں  
 بکثرت رائج ہے اور اہل حرمین جب قدر شیعہ سے متاثر رکھتے ہیں محتاج بیان نہیں ہرگز مسجد میں نہیں  
 آتا کہ جسے عداوت تنفر نہ ہی ہو نہ کوئی امر لیکر اپنی عبادات میں داخل کریں بلکہ یوں معلوم ہوتا  
 کہ اہل عرب نے یہ بات حضرت ابی العرب بہم صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے استنباط کی ہر صحیحین میں





نے روشنی پر حکم بدعت تہیہ ہونیکا دیا ہے غالباً اسی روایت پر مبنی کیا ہوا حالانکہ یہ روایت دو وجہ سے  
مخدوش ہے اولاً یہ کہ برابر علماء و اعلام اول روشنی کا ہونا روایت کرتے ہیں مبنی کریم علیہ الصلاۃ  
والقیسم کے وقت سے اور پھر کثرت سے قنادیل لکنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد سے اور پھر  
اس وقت سے اب تک اہل اسلام میں موجود مشہور ہے بعد ازاں اس کا وجود عہد نبوت سے اب تک موجود ہو گیا ہو  
کہا جا کہ وہ زمانہ قوم براہکے سے ایجاد ہوئی یہ مانا کہ انھوں نے بھی روشنی کی جوگی لیکن وہ موجود  
دل نہیں ہو سکتے دوسری وجہ یہ ہے کہ ہمارے فقہاء کرام قمریاً لکھ رہے ہیں ایضاً اول لایوں  
ان لیسوی و مینا یہ یہ شیخ اصرار لایہ لم یجد ہما احد الجوس یعدون الحجۃ لا النار الموقدۃ یعنی صحیح ہے  
کہ اگر شیخ یا چراغ آگے نمازی کے ہو تو نماز مکروہ نہیں ہوتی کیونکہ ان کو کسی نے نہیں پوجا اور  
آتش پرست انگاروں کو پہتے ہیں جسکی آگ کو نہیں پوتے جب مسئلہ یہ طہیر کہ اصل حیدر اربع  
اور شیخ اور قنادیل کی کوئی آتش پرست عبادت نہیں کرتا تو کس طرح تسلیم کیا جا کہ براہکے زحرا لغون کو  
سجود ہو دینا یا ناچار جو علماء روشنی کو مکروہ و بدعت اس دلیل سے کہتے تھے آگکی یہ دلیل ختام  
رہی اب وہ دلائل جو جواز بیرون شمار کر رہی ہیں بیان کرتے ہیں۔ یہ بات خیال کرنی چاہئے  
کہ چراغون میں زینت ہے یا نہیں آئیہ کریمہ زینا الساء الدنیا مباح سے معلوم ہوتا ہے کہ چراغون کا  
روشن کرنا موجب زینت ہے اب دیکھنا چاہئے کہ اس زینت کی حرمت میں ہندون کے لٹو کوئی  
نقص شرعی وار ہے یا نہیں ظاہر یہ ہے کہ زینت روشنی کی منی ثابت نہیں ورنہ صحابہ کرام کیوں  
کہتے اور یہ بات مفسرین اصولی قرار دیکھتے ہیں کہ جس زینت کی منی ثابت نہیں مباح ہو اور اصل  
ہے آیت مل من حرم زینۃ اللہ الی الخرج لعبادۃ من استدرکہ اشارہ تو قرآن مجید سے لکھا اب حدیث  
رسول صلی اللہ علیہ وسلم لیجے میرت جلی جلد ثانی میں ہے کہ پہلے دیا کرتے تھے کہ جب عشا کا وقت آتا  
ہو کر کی لکڑیاں جلا کر آگ لگاتے تھے جب تیم داری دینہ میں آتے اور قنادیل اور ریشیاں اور عین  
زیتون ہاتے مسجد نبوی کے ستونوں سے قنادیل لٹکائے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو دوا دی کہ  
تو نے ہماری مسجد کو روشن کیا اللہ تعالیٰ تجھ کو روشنی بخشے اور بعض کتابوں سے یہ بھی ثابت  
ہوتا ہے کہ تیم داری یہ قنادیل ملک شام سے ہاتے تھے اپنے غلام کو حکم دیا تب اس نے عبرات کو  
رنگی بیان کردہ ان تکس یعنی ستونوں میں تانکر سین قنادیل لٹکا دئے جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم





کی جہت سے تھے، مسجد کا فرش اور سجود کا مقام اور نمازیوں کی ایک دوسرے کو نظر آجاتی تھے و و سر از نیت کے لئے ذوقِ فعل حضرت امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تھا تاہم مسجد کثرتِ نقادیل سے چمک، وٹھی غنیۃ الہا بہین میں ہے، ان عبد رضی اللہ عنہ اجازت المساجد وہی تشرہر بالقادیل، ورنہ بقیہ ابولیت رحمۃ اللہ علیہ میں ہے راسی القادیل تشرہر فی المساجد اسطرح جلی غیرہ میں سے عرض کہ کل روایتوں میں لفظ تشرہر صیغہ صارع موجود ہے اور وہ مشتق ہے زہور سے و معنی اس کے صراح میں لکھ رہیں زہور روشن شدن آتش و بالہ گرفتن آن بناوہیم کہتے کہ یہ فعل امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بلا شک قدر حاجت ضروری زیادہ تھا لیکن یہ بھی ہے کہ قدر حاجت زہریت سے زیادہ نہ تھا قیصر اودہ کہ زہریت مکان تو متعدد نقادیل سے حاصل ہو چکی تھی لہٰذا کسی پرالہوس نے فصولی کر کے خواہ مخواہ مژد و لخر وغیرہ کی نیت سے روشنی حدی زیادہ بڑی بادی نو اگر بافعین کی مراد یہ اخیر وجہ ہے تو کچھ اخلاف باقی زیادہ نقادی غنیہ وغیرہ اعلیٰ کتابوں میں منع کے واسطے ہی طرح کے الفاظ لکھے ہیں کسی نے کچھ کثرتِ التوبہ زیادہ علی ایضا کہ کسی نے اسرت اسرہج اکثرہ کچھ ہی نو اسقدر کثیر کو کہ حاجت زہریت ہی بھی زیادہ ہو اگر منع کیا جاسے تو کچھ برائے کی بات نہیں بان ہمارے ہم عصر جو ایک چارٹ سے و سر چارٹ زائد روشن کر نیکی بدعت اور منکالت اہل حرام اور اصراف کہہ دیتے ہیں یہ بڑی غمی ہے انکو چاہئے کہ فعل تنیم واری اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہا وغیرہ کا ادب کریں کہ اول فعل اوسنوں نے کیا زہریت کے لئے قدر حاجت ضروریہ سے زیادہ روشنی کی اور مجھ کو تعجب آتا ہے کہ جب یہ لوگ مدینہ منورہ جاتے ہوئے اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ نورانی کے گرد گرد جاؤ اور فانوس اور قندیل کثرت سے اسدرجہ کہ بیان کسی کو میر بھی نہیں آتے روشنی دیکھتے مرنے کے معلوم نہیں یہ بڑی آنکھیں روشنی کی طرف سے نہہ کر لیتے ہونگے یا اس کے غیل میں ریارت ہی ترک کر دیتے ہونگے اگر ترک کر دیتے ہیں تو ہر کچھ مکانیت نہیں وہاں محروم دے بیان بھی محروم دے لیکن اگر وہاں اسی روشنی میں جا کر زیارت کی اور زیارت روضہ شریف کی مستحب ہے تو حضرت کے سجزات اور ماسخ اور مناقب کا سنا بھی مستحب ہے یہ بھی روشنی میں آکر سب روشنی ظاہری سے ظاہر کی آنکھ اور ذکر نورانی سے باطن کی آنکھ روشن کریں وہ

۱۔ ضد پر انوار چکی ذات اقدس کا مدفن ہے یہ محفل نورانی بھی انہیں کی شرح صفات کا موعظہ ہے  
 آخر الھر یہ التماس ہے کہ اگر ان سنرات کا دل روشنی کے سبب گمراہ ہوتا ہے اچھا روشنی الی محفلین  
 ۲۔ آئین بیت محفلین ایسی بھی ہوتی ہیں جنہیں ایک دو جزائے پر بس کہتے ہیں انہی میں آئین ایک  
 و جسر داغ بھی ناگوار ہوتا کہنی ہی محفلین دن کو ہوتی ہیں ایک بھی جزائے نہیں جتنا دہان تشریف  
 لاتین سہلا کہیں تو اپنا قول سچا کر دکھاتین اعتراض خامس بانیان محفل میلاد نے مطلق کو مقید  
 کر دیا ہے یہ بدعت ہے جواب ہم دعویٰ کرتے ہیں کہ محفل مولد شریف میں کسی کو مقید نہیں کیا  
 مین روایات میلاد و معجزات کا پڑھنا جس طرح ماہ ربیع الاول میں ہوتا ہے دوسرے مہینوں میں  
 بھی پڑھتے ہیں پھر مطلق مقید کہاں ہوا اور جس طرح ذکر ولادت شریف کے وقت قیام کرتی ہیں  
 اس طرح اور بھی چند مقامات میں قیام کرتے ہیں چنانچہ وہ مواقع بیان تحقیق قیام میں کیسے  
 لکھے گئے ہیں قیام بھی مقید نہ ہوا کہ نہ ہو قیام کسی مکان اور کسی زمان اور کسی موقع میں مگر  
 خاص مولد شریف میں اور اس طرح تقسیم شیرینی یا کھانا کھانا اور بھی تقریبات دین و دنیا میں  
 ہوتا ہے مثل ختم قرآن و روضہ شمس و عقد نکاح وغیرہ میں اور میرا چوکی اور فرشتے  
 کا بچھانا و عقد میں بھی ہوتا ہے اور مجلس نکاح وغیرہ میں بھی اور پڑھنا نضاد و مناقب جیسا  
 محفل مولد میں ہوتا ہے بعض غیر مجالس میں بھی ہوتا ہے اور بعض آدمی تنہا بھی شوقیہ پڑھتے  
 ہیں اب بیان فرمادین یہ صاحب کہ مقید کر دیا جانے کو کسی مطلق مستند ہی کو اس طرح کہ ناجائز  
 سمجھتے ہوں ہم اس مطلق کو کسی وقت میں باقید باقی رہے یہ بات کہ اجتماع امور مذکورہ محفل میلاد  
 شریف میں اس نظر سے کرنا کہ بقدر الظہار تعظیم و محبت اہل شغلات شرعیہ کی کثرت ہوگی اسی قدر  
 افزونی خیر و برکت ہوگی سو یہ اور بات ہے تعقید مطلق اس کا نام نہیں یہ بات ہر مہر و سلیم الطبع جان  
 و دل سے قبول کرے گا یہ لوگ بہت اولیٰ طاقت ہورہے ہیں کہ کسی طرح مفاہیہ دیکر بدعت  
 ستیہ ہونا اس محفل کا ثابت کر دیں لیکن نہیں ہو سکتا لامر ہے کہ کل علماء محققین کے نزدیک  
 یہ محفل مستحسن ہے کیونکہ جو علماء بدعت کی تقسیم مانتے ہیں وہ کہتے ہیں البدعت المکین فی عہد  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر اس کو دو قسم کرتے ہیں ایک حنیہ و دوسرے ستیہ پس ان کے  
 نزدیک محفل میلاد شریف بدعت حنیہ میں داخل ہے اور مستحب ہے اور جو علماء تقسیم بدعت کے

قال حسین وہ رحمت کی تعریف یہ کرتے ہیں: احدث علی حدیث الحق الملتقى عن رسول الله صلی  
 علیہ وسلم ان علماء کے نزدیک محفل میلاد و خود سنت میں داخل ہے کیونکہ یہ محدث ہے لیکن مجتہد  
 علی خلاف الحق نہیں ہے کہ کوئی حکم قرآن یا حدیث و اجماع کا بدلتی اور تغیر دیتی برپا کرے  
 حال نہ یہ ہے کہ محفل میلاد و شریف محققین ہر دور حافظہ کے نزدیک ستم ہے باقی جو بعض علماء  
 کو انکار واقع ہوا ہے وہ نہیں سمجھتے اس و مزدوقین کو اسی غلطان میں یہ منکرین آگئے  
 حق سبحانہ ہدایت فرمادے اللہم انما الحق حق و ارتقا ابدا۔ اعتراض سادس جب مولد  
 شریف پڑتے ہیں منبر چوکی پر بٹھکر پڑتے ہیں اور قرآن شریف ہر شے پڑھتے پڑھتے ہیں کتا  
 مولد شریف کا درجہ قرآن سے بھی زیادہ کر دیا جواب یہ بات ہرگز نہیں بلکہ منبر چوکی پر بٹھکر پڑنا  
 اس سبب سے تاکہ قاری مولد شریف سب اہل جمع کو نظر آدے اور سب اس کو نظر آدین اور اوپر  
 بیٹھنے سے آواز بلند ہر طرف پہنچتی ہے نیچے بیٹھنے سے آواز کی قدر و بجا ہوتی ہے اور داخلین کا بھی  
 یہ ہی حال ہے کہ وہ داخل جس بن شود قصہ و حکایات وغیرہ کیا کیا کچھ ہوتا ہے اس کو سب سے  
 اوپر بلند جگہ پر مجھ کر کہتے ہیں اور بعض قرآن شریف کو داخلین نیچے پڑھتے ہیں پس منبر پر بٹھکر پڑنا  
 مستند ہے نفع عام کا ایسا ہے جب کوئی کتاب میلاد و شریف کو شوقیہ تنہائی میں پڑھتا ہے کچھ بھی  
 منبر چوکی نہیں لگانا اعتراض سابع جب قرآن پڑھتے ہیں نہ قرآن بجا دین اور نہ کچھ سامان کریں  
 مولد شریف میں کیا کیا سامان کیا جاتا ہے جواب عیدین کی نماز کے لئے جو فرض نہیں ہے نہ ان کے لئے  
 عمدہ پہنا خوشبو لگانا طرح طرح کی تکلفات ہوتے ہیں پانچون وقت کی نماز جو فرض قطعی ہے  
 اس کے لئے کچھ ہی نہیں داتے وضو اور استنجا کو جو اس کی یہی ہے کہ وہ برس دن میں ہر  
 یہ ایک ایک دن میں پانچ بار پس پنجگانہ نماز میں عید کی طرح سے سامان کرنے میں حرج ہے  
 اور حج کو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے اٹھا دیا جس اللہ تعالیٰ دیکھ کر حرج نہیں ہے کچھ لو قرآن  
 شریف کا پڑھنا روزمرہ ہے مولد شریف کا پڑھنا روزمرہ نہیں مولد شریف ایک آدمی برسوں میں  
 ایک دو بار یعنی کبھی کبھی کرتا ہے اور جو بات کبھی کبھی کہنے میں جو سکا کرتی ہے وہ روزمرہ میں نہیں  
 ہو سکتی دوسری بیبات کہ عید کی نماز میں وہ سامان کرنا کچھ نماز کی نظر سے نہیں بلکہ اظہار حق  
 پر اس رو کی لئے ہے یہ صریح بیان یہ سامان قرأت کتاب مولد کے لئے نہیں بلکہ اظہار حق

محفل میلاد و شریف بالاتفاق درست ہے

محفل میلاد و شریف  
 بالاتفاق درست ہے

دوسرے میلاد حضرت خیر العباد کے لئے ہے اگر صرف قرابت کتاب کیلئے وہ سامان ہوتا تب اعتراض  
 ہوتا کہ قراءت قرآن کے لئے وہ سامان نہ کیا اعتراض خاص من مولد شریف میں روایات مرفوعہ ہے  
 اصل اور اشعار ناجز پڑتے ہیں جواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیدا ہونا اور دلی علیہ کا وہ وہ پانا  
 چالیس دین سال نبوت کا ہونا اور سبغات کا واقعہ ہونا وہ آپ کا یسار المسلمین ہونا یہ سب کچھ مولد شریف  
 میں پڑا جاتا ہے یہ سب صحیح ہے اگر شاید فدا کی میں کوئی حدیث مطعون نہ یا موضوع بھی بیان  
 ہو گئی نہ کسی کم سمجھنے کوئی شرع خلاف شرع پڑے یا تو فسادات کی بات یہ ہے کہ خاص ان لوگوں کو شرع  
 رہا چاہئے کہ ایسی روایات نہ پڑھیں یہ نہیں کہ اسے العموم سب میں مل میلاد کو حرام کہنے لگیں ہم نے  
 بہت مشائے کہ وہ اعلیٰ جمل سیرت و انبیین موضوع بیان کر جاتے ہیں ان کو نیز بھی نہیں پوچھ  
 نہ جنہ انفلون کی حالت سے علی العموم کل مجاہدین اہل جہاد میں اعتراض واسع لباس رشیدین  
 نہ میں خلاف شرع پہنر مفضل مولد شریف میں آتے ہیں اور بعض ڈاڑھی منڈے بھی آتے ہیں اور  
 بعض موقع میں عورت اور مرد جیسے ہوتے ہیں جواب یہ تو کس مجلس نکاح وغیرہ میں اور نیز عید گاہ  
 کی نماز پڑھنے عیدین میں بھی اسی طرح سے لباس فاخرہ اور ڈاڑھی منڈے جاتے ہیں تو چاہئے  
 کہ ان کے شریک ہو جانے سے مجلس نکاح اور مجالس عید گاہ وغیرہ بھی محرمات شرعیہ ہو جاویں  
 اور کوئی دیندار وہاں نہ جایا کرے یہ بات تو نہیں بلکہ جو خاص بات قبیح شرعیہ کہیں پیش آوے  
 مجلس کو منع کرنا چاہئے نہ یہ کہ اس کے سبب اسل جز کو منع کریں یہ جواب جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ  
 علیہ نے دیا ہے حسن المتقدمین تاج الدین فاکہانی کے اعتراض کا جو اس نے اپنی رسالہ سورہ میں  
 لکھا تھا کہ مولد شریف میں امر و اور گلانے والی عورتیں ہوتی ہیں اور ناچتی ہیں اور عورت اور مرد  
 اہم قبیح ہوتے ہیں عبارت سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی اس کے جواب میں یہ ہے تجیح التحریم فیہ انما جا  
من تلبس بذہ الاشیاء المحرمۃ اتی غمت الیہ لاسن حیث لا اجتماع لافہار شعار الولد و وقع شلل بذہ الی  
لئے الاجتماع لصلوۃ الحجۃ و لا لکانت فحیۃ شنیعۃ و لا یزمن من ذلک دوم اصل الاجتماع لصلوۃ حجۃ  
لما ہو واضح و قد راینا بعض بذہ الامور تقع فی ایالی من رمضان عند اجتماع الناس لصلوۃ الترویج  
لشعبۃ فممنع من الاجتماع لصلوۃ الترویج لاجل ہذہ الامور التي قرئت بہا کلام بل نقول اصل الاجتماع  
لصلوۃ الترویج سنتہ و قرئت و ہم الیہا من بذہ الامور قبیح شنیع و کذلک نقول اصل الاجتماع لافہار



مولد مندوب، قرآن و صحیفہ میں مذکور مذموم ممنوع اکثر اھل عاصیہ و جب کے گھر  
محل میلاد شریف وقت شب ہوتی ہے اور سامعین جزا و نجات کے ذریعہ ہو کر سوتے ہیں تو جمع  
کو مشاہد اگر کسی کی نماز میں دروغی یا سوگند میں ایک کی نماز قضا ہو گئی تو اس بات کو دلیل  
عام مذمت مولد شریف کی ٹھارتے ہیں حال آنکہ اگر یہ دلیل برائی کی ہے تو محل عقد نکاح کے ہتھام  
میں آرا دیوں کی نماز میں وحشیہ جو جادو سے اور اکثر ہو جاتی ہے اور نیز رمضان میں سحری کھانیاں کھاتے  
ہیں بعضیوں کی نماز جمعہ قضا ہو جاتی ہے چاہے اس دلیل سے نکاح اور سحری بھی علی العموم حرام ہو جادو  
ہر چند یہ اعتراضات و اہیہ ہمارے خیال کرنا کی قابل نہ تھی لیکن چونکہ ہم نے دیکھا کہ بعض صاحب علم  
بھی اپنی زبان پر مقالات لکھتے ہیں وہ بعض نادان اُلوکمال ورجہ کے صحیح ساطعہ اور پر امن قاطعہ  
سمجھتے ہیں اس لئے یہ چند الفاظ آئے جواب میں لکھے گئے اور عطر و لبان و پھولوں وغیرہ کا ذکر اور  
زمین و نیست محل کا بیان اور جو کہ یا منبر پر منبر پر ہے کی اصلیت یہ سب باتیں رسالہ مخضر و منظرہ سے  
واقع الام نام نے محل خیر الام میں بھی تحقیق کی گئی ہیں اس کی طرز اور سمع ہر گز رائے ہو گئے  
دیگر است مد ظاہر بات حق کو چاہے کہ وہ یہ بھی اپنے پاس نہیں اور اس کتاب اور ساطعہ میں  
طباب کلام نہ فتیہ فتویٰ و کار می کے سبب واقع ہو کہ اور بھی چند رسائل منکرین کے مفاسد  
و شہادت کار و کرناہ نظر ہو اگر شخص اس کتاب کو اور واقع الام کو خوب جمیع شوق اور تہو سے  
بنور ملاحظہ کر کے ذہن میں جائیگا، مسید خداوند کریم سے یہ ہے کہ وہ ہو گا اور ملاحظہ کھائیگا اور  
منکرین کے سب سائل پر غوائی کی تردید ان میں صراحت یا اشارہ پائیگا بناظر علیہا یہ ضرور سمجھائیگا کہ  
سند خامہ کو پاشہ کو بی وادی حول تقریر سے جانب جہاد موثر و یحییٰ اور جو مدار ربانی اور عرفان  
تقانی مجوزین میلاد شریف ہوئی ہیں اور نکاح کر کے لعلہ تاسعہ نام ذکر کیا جاتا ہے، ان  
محدثین و فقہاء کا جنہوں نے عمل مولد شریف کو مستحب اور مستحسن فرمایا ہے (۱) شیخ عمر بن محمد اللہ  
المودعی ثمن الصالحین المشہورین (۲) علامہ ابو الخطاب ابن وحیہ اندلسی جو وحیہ کلی صحابی کی اولاد  
میں تھے ذکرہ زرقانی اور علی و سلمیٰ و سلطان البرسید مظفر کی محفل میں آتے تھے ان کی اسماء و نگاری  
کہان تک کی جادو سے جن کو جلال الدین سیوطی نے لکھا ہے و حضرت عندہ فیہ العلم و العباد من غیر تکریم  
سنتہ (۳) علامہ ابو الطیب البیہقی ترمذی جو من اجلہ العلماء المذکورہ زرقانی (۴) امام ابو محمد



دور کیا، ہمیں علی قاری نے کہ جس محفل کی عظمت یہ ہے کہ کوئی شاخ و عمارت سے انکار نہیں کرتا  
 اس میں شامل ہوئیے (۴۶) عبدالرحمن صفوی شافعی صاحب زہدۃ الجہانس (۴۷) نور الدین  
 جو سعید پورانی انہوں نے بھی کل ملکوں سے مولد شریف کا ہونا ثابت کیا ہے، ورنہ بادشاہ مصر کے  
 مال میں لکھا ہے کہ بادشاہ مصر سائبانے ساحتہ بود کہ دوازده ہزار کس در سایہ آدمی نشینند و زینت  
 آرائش از جہت آنکہ درین شب و روز آزار بر خیزد و غیر آن پچیدہ باشد (۴۸) سید امام جعفر  
 برزنجی انکا مولد شریف شہادت متقی فصیح شہود ہے دیار عرب میں بہت پڑا جاتا ہے (۴۹)  
 سید زین العابدین برزنجی انکا مولد شریف منکوم دیار عرب شریف میں پانچ ہے (۵۰) شیخ احمد ابن  
 محمد الوالقاسم بخاری انکا نسب محمد بن اسماعیل بخاری تک پہنچتا ہے (۵۱) شیخ اسلمیل حقی اندلیزی  
 منشر عظمیٰ تصنیف روح البیان (۵۲) احمد بن قشاشی مدنی (۵۳) محمد بن غریب مدنی (۵۴)  
 شیخ عبد الملک کردی (۵۵) فضل ابراہیم باجوری (۵۶) امیر محمد استاد ابراہیم باجوری (۵۷)  
 شیخ سقاہ استاد الاستاذ باجوری (۵۸) شیخ عبد الباقی پدر استاد علامہ زرقانی (۵۹) شیخ محمد  
 رملی (۶۰) علامہ احمد بن محمد ترائف تھذیب الخیر بمولہ المختار (۶۱) حافظ بن جبب حبلی (۶۲) ابی ذکریا  
 یحییٰ بن حامد حافظ کبیر اندلیزی (۶۳) سعید بن مسعود کا زردنی انہوں نے بھی بہت ملکوں کے علما  
 و صوفیہ سے مولد شریف ہونا ثابت کیا ہے (۶۴) مولانا زین العابدین محمود نقشبندی (۶۵)  
 علامہ شہاب الدین احمد الخفاجی شایخ شفا وغیرہ انکا ایک رسالہ ہے محل مولد کے جواز میں (۶۶)  
 حضرت مولانا جمال الدین میرک (۶۷) علامہ محمد رفائی مدنی السائن فی زقاق الہدور ۶۸ قاضی  
 ابن خلکان شافعی (۶۹) مولانا سعید الدین الواغظ الہروی المعروف بہ ملا سکین انہوں نے کتاب  
 سراج النبوة ایوانی سے تصنیف فرمائی کہ مجالس میلاد یہ میں پڑا کرین و بیاض کتاب میں یہ جگہ لکھا ہے  
 (۷۰) علامہ ابو اسحق ابن جراحہ رحمۃ اللہ علیہ علی قاری نے انکا حال لکھا ہے کہ وہ مولد شریف میں  
 کھانا کھاتے تھے ورنہ فرماتے کہ اگر مجھ کو نقد در ہوتا میں ربیع الاول میں مہینہ بہر تک مولد شریف گیا  
 کرتا (۷۱) شیخ محمد بن طاہر محدث مصنف مجمع البحار (۷۲) شیخ عبد الحق محدث دہلوی (۷۳)  
 حضرت ترمذی، محدث دہلوی فیوض الحسین میں اپنا شریک ہونا محفل مولد شریف میں اور  
 رکن نور کا اوسین بیان کرتے ہیں اور ان کے کلام سے یہ ظاہر ہے کہ جس جگہ ایسی مجلسیں ہوتی

ہیں وہ ان سب کو فرستے انوار رحمت لائے ہیں کہ قابلِ قہر ملت تک انوارِ نوحہ ہمارے میں ملائکہ  
 لمو کلین باشندندہ الشاہ و ہاشمال ہد والہائس و رایت یخا لظ انوار المملکت انوارِ راحتہ واضح ہو کہ  
 ہتم سرزغ رسالہ میں لکھ چکے ہیں کہ حضرت شاد ولی الدمد جمع مفتیان فتوے انکاری کی مستند اور قضا  
 اور من غینی الیہ اسدہم و عتادہم میں فاتحہ طعام بھی ہے ان سے ثابت کر دی اور اب سبقت  
 مولد شریع کا اثبات بھی ہے کسی کی نام پر ختم کیا اور خاص ان کے زبان سے جس مجلس کا محلِ شہر  
 ملکہ اور دور رحمت ہونا ثابت کر دیا و کفی بحجۃ نقل مواہیر علمای عرب حضرت مولانا احمد سعید  
 فقیہ محدث دہلوی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ اپنے رسالہ میں جو برہوی محبوب ملی جعفری کے جواب میں لکھا  
 ہے علماء عرب کے مفتیان مذاہب اربعہ کا فتوے در باب قیام نقل قرائتے ہیں علاوہ اس کے غایۃ  
 ارام مطبوعہ کلان کو بھی وہ فتوے عرب کا منقول ہے اس کو بطور تلخیص و ترک تہویل لکھتا  
 ہوں (۱) قد جہت الامتہ المحدثہ من اہل فتنۃ و اجماعۃ علی استحسان القیام وہی بدعتہ مستحبہ لما فیہ  
 من اہتمام الفرج و السرد و التظم قالہ فیہ و آخر برائۃ عثمان بن الدیلمی الشافعی القیم بالمسجد المحرم (۲)  
 نعم استحبہ شیخون کتبہ عبد اللہ بن محمد سیفی آذنی فی سکتہ مکرتہ (۳) قیام عند ذکر ولادۃ سیدنا  
 و اکابرین علیہ السلام علیہ السلام و سلم استحبہ کثیر من العلماء کتبہ حسین بن ابراہیم مفتی المالکیہ بکتۃ الحمیۃ (۴)  
 نعم القیام عند ذکر ولادۃ سیدنا علیہ السلام و سلم استحبہ العلام و ہرمن الفقیر ربہ محمد بن ابی بکر الزبیری  
 مفتی الشافعیہ بکتۃ المکرتہ (۵) نعم یحبب القیام عند ذکر ولادۃ سیدنا علیہ السلام و سلم لما استحبہ العلماء  
 الاعلام و قد اذہب ابن و الاسلام کتبہ الفقیر فی القیام علیہ السلام محمد بن یحییٰ مفتی احنابلہ فی مکتۃ المشرقتہ  
 (۶) امام القیام اذا جاء ذکر ولادۃ عن قرۃ الولد الشریف توارثہ الامتہ الاعلام و اقروہ الامتہ الاحکام  
 من غیر تکرار و درواید الدہلی التوفیق و الہادی الی سوار الطریق حررہ خادمہ شریفۃ راجح  
 عبد اللہ بن المحرم عبد الرحمن سراج المفسر المحدث مسجد المحرم و اوضح ہو کہ یہ عبد اللہ سراج بڑی  
 کامل رجالی ہیں تھے اس عاجز نے مولانا احمد علی محدث سہارنپوری مرحوم سے بہت کچھ ان کے  
 تعریف سنی ہے اور حضرت مولانا احمد سعید نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ اپنی رسالہ میں لکھتے ہیں کہ مولانا  
 عبد اللہ سراج حنفی مفسر محدث حرہ شریع یک ہی عہد خویش بود و اس رئیس فرقہ محدثہ برانوسی  
 ادب در دہس او شان می نشست و اعتراف بہ بیعت مولانا مرحوم می نمود و الحال قیام جائز کرنا

یہی حدیث انتخاب روزگار کا جسکی جامعیت اور کافیت کا ہر مباحی و منہایت کو قرار ہو، معنی مند  
 کامل ہے پھر خوبی و دوسری یہ کہ وہ اپنے سے پہلے بڑے بڑے علماء دائمہ اعلام سے متواتر ہونا  
 اور جاری ہونا چاہیہ ہے اس قیام کا مخری فرماتے ہیں جیسا کہ ابھی عبارت اعلیٰ منقول ہو چکی اور نیز  
 کے سید امام روزنجی رحمۃ اللہ علیہ عقد ابجد ہرنی مولانا ابی لازمہ میں فرماتے ہیں وقد ائتمن القیام عند  
 ذکر مولانا الشریف آئمہ ذور وایتہ درودیتہ اسوس ہے کہ جب تک کہ کئی صدیاں گزر چکیں اور خبر صد  
 کا سپا وعدہ ہے کہ ہر صدی میں ایک مجدد جو بدعت کو ادا کہلائے اور سنت کو قائم کرے پیدا ہوا  
 کر لیا گیا سبب کہ بلاد ستر کہ ہندوستان میں توحید بنیر سے مجدد ہو گئے اور وہاں یعنی کہ میں ایک ہی  
 مجدد نہ ہو، جو، سر، بدعت اور ضلالت کا وہاں سے اشتیعال کرتا پس معلوم ہوا کہ یہ قیام جو خیر البلاد میں  
 سیکڑوں برس سے عمداً استقامت کئے رہے اور عبد اللہ سرخ مفتی کہ سطر لکھتے ہیں کہ کینیسیا ہوا  
 اور انکار زمین کیا بیشک شبہ جائز اور مستحسن ہے ہرگز ضلالت نہیں مولوی قطب اللہ بن خان صاحب کے  
 کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ جس مسئلہ پر کہ اور مدینہ کی ملا مفتی ہوں یہ اسکے حق ہو چکی دلیل پر مباح  
 یعنی بطور میرٹھ کے محقق، مین بدعتوں کے ان میں لکھتے ہیں کہ شیوخ کا مذہب سچی ہے کہ تہ  
 کہ درین دین سے پیا ہوا وہاں کے لوگ بھی سنی ہیں اگر ان کا مذہب یعنی بدعتیوں اور شیعوں کا اسی  
 ہوتا تو وہ یعنی کہ مدینہ والے پیسے اس مذہب میں ہوتے انتہی کلام اس سے معلوم ہوا کہ اگر انکار قیام  
 مولانا شریف کا اچھا ہوتا تو اہل علماء عرب، فکر کرتے کیونکہ پختہ اہل سنت و جماعت وہی ہیں اب  
 نقل کرتے ہیں ہم بطور اختصار و درمختص سے علماء عرب کا جس کو ششہ برابرہ مواشاسی ہماری  
 میں مولوی عبدالرحیم صاحب دہلوی کرار کرتے تھے اور کتاب رد فتنہ ائیم کے آخر میں چھپایا تھا  
 عبارت مواشاسی یہ ہے سوال، تو کلمہ تکمیل مدنی ان ذکر مولانا ابی جی اللہ علیہ السلام و القیام عند  
 الولادۃ خاصۃ مع تعین الیوم و الترمین، امکان و استدلال الطیب و قرارۃ سورۃ من القرآن و المعام  
 لعمام المسلمین اہل بیروز و نیاب قاعہ املائیہ و تہجد و جواب علماء اہل مکہ معظمہ تلخیصاً اعلم ان عمل الولاد  
 الشریف ہندہ الکلیفۃ اندکوزہ مستحسن مستحب و مشکوک لہذا مقتدع لافکار علی شہی حسن عند اللہ و المسلمین  
 لکھا جاتی حدیث ابن مسعود قال ساءلنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن المسلمین الذین کفروا بالاسلام  
 کا علماء العالمین و اعداء العرب و المصروا و الشام و الروم و لاندلس کلہم آتہ حسن زمان اسلاف











من مالہ فان العتہ مخرجه بالکعبہ و الغنۃ مسکونۃ بالوان الدیاج و الحمر و ادر جمعہ کے روز زیارت  
 فیرا دل روز کرنے کو جو بعض آدمی منع کرتے ہیں اس کو فقہاء و کرتے ہیں محل حرمین سے چنانچہ  
 شیخ عبدالحق محدث دہلوی بھی اس کی طرف اشارہ فرماتے ہیں و در جمعہ فاضل ترست از روز  
 دیگر خصوصاً اول روز جمعہ و بہین است در حرمین شریفین و اچھے شہور شدہ بہت از منع زیارت  
 روز جمعہ اسی صحیح ندارد و انتہی بقول شخص یہ چند تطبیقیں کہی گئیں علاوہ برین اور بھی نظائر موجود ہیں  
 جنہ یہ بات ظاہر ہے کہ متقیان دین نے اعمال مروجہ محل حرمین پر اعتقاد کیا ہے لیکن دانتے  
 بر حال مخالفین کہ وہ اس طرح بے توقیری سے حرمین کا نام لیتے ہیں کہ اہل ایمان کے دل کھینچتے ہیں  
 لطیفہ ایک مقام پر دو عالموں میں گفتگو ہوتی ایک: منین نزل شریف کے شہت تھے اور ایک: منکر  
 منکر نے کہا کہ قصبہ دیوبند خود ہی ہیجو دیکھو مولود شریف کو کہا لکھتے ہیں شہت نے کہا دیوبند تو  
 کچھ دارالاسلام نہیں یوں کہتے کہ آؤ حرمین شریفین زاد ہما اللہ شرفاً و تعظیماً کو فتوے بھیجیں یعنی  
 اسنے کہ دین و ایمان کا گھر ہے حدیث میں آیا ہے کہ دین مکہ مدینہ میں سمٹ آوے گا جیسے سمٹ  
 آتا ہے سانپ اپنے بل میں اپنے جیسے سانپ اپنے بل سے نکلے گا جبکہ پھر کر پراسمین قرار پاتا  
 اور سانپ جب بل میں جس جاتا ہے تو ایسی قوت سے سمٹ جاتا ہے کہ کوئی اس کا ٹکانا چاہے  
 و شکل چھ جاتا ہے پس اس طرح دین اول کہ مدینہ سے نکلا آؤ خانہ میں ہی اگر کہیں دین نہ ہوگا تو کیا  
 ضرور ہوگا اور کوئی بیان سے دین کو ٹکانا چاہے گا تو نکل نہیں سکیگا اور شکوہ کے باب ذکر الحسن اشام  
 بن ہے ایمان فی اہل بھارہ و اہل مسلم حجاز کا ملک شامل ہے کہ اور مدینہ کو یعنی ایمان حجاز والوں  
 میں ہر عرض کہ فتوے اگر لکھو آؤ تو اس ملک کے علماء سے لکھو آؤ جسکی شہادت اور تعریف احادیث  
 میں ہے دیوبند کی شہادت کو کسی حدیث میں آئی ہے منکر صاحب بولے کہ میں تو چر آدمی ہیں  
 رستہ لوٹتے ہیں شہت نے جواب دیا و ہرنی بل لوٹنا وہاں بڈ و لوگ اطراف کے رہنے والے کر ان  
 خاص کہ کے آدمی نہیں کرتے سو یہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہی کی وقت سے ہے قرآن شریف میں  
 یا ایہا العلم یروانا جہنم آتانا و تخلف الناس من حولہم یعنی سورہ عنکبوت میں ہر کیا نہیں دیکھتے  
 کہ ہنر کر دیا کہ پناہ اور امن کی جگہ اور لوگ اچک لئے جاتے ہیں اس کے اس پاس سے انتہی سوبہ  
 بارہاٹ اور اچک لینے کی باتیں قدیم سے وہاں کے بدو آدمی خارجی کر رہے ہیں اور اب بھی کرتے

میں ہر کیا نہیں دیکھتے سورہ عنکبوت میں ہر کیا نہیں دیکھتے  
 کہ ہنر کر دیا کہ پناہ اور امن کی جگہ اور لوگ اچک لئے جاتے ہیں اس کے اس پاس سے انتہی سوبہ  
 بارہاٹ اور اچک لینے کی باتیں قدیم سے وہاں کے بدو آدمی خارجی کر رہے ہیں اور اب بھی کرتے

ایں یکن گفرو مشرک سے مندر ہیں وہاں کے بدو و گنوار آدمی یہی گناہ صغیرہ یا کبیرہ کریں لیکن  
 گفرو مشرک اس رخصت مقدسہ کے پاس تک نہیں نہیں ہوتا اور دیوبند میں تو گفرو مشرک پہلا ہوا  
 ہی جا بجا سیتا پوجی جاتی ہے مندر اور شوالے بنے ہوئے ہیں سنگہ زخم ہے ہیں پہر دیوبند چاہا ہوا  
 یا حرمین شریفین منکر صاحب کی طرف سے جواب ہوا کہ ہم دیوبند کے جاہل مسلمان عامی سے اور  
 مسلمان قوم ہندو کو سند نہیں پکڑتے ہم تو وہاں کے علماء اہل اسلام کی سند کو دیتے ہیں مثبت و  
 کہاں ہمارا یہی ہے جواب یہی کہ ہم حرمین شریفین کے علماء و دین اور فضیلتان شریعت متین کی سند  
 لیتے ہیں وہ سب بالاتفاق محفل مولد شریف کو درست فرماتے ہیں پہر تم ناحق بدوؤں اور جنگلی  
 لشیروں کا ذکر کیوں کرتے ہو پہلے ہی حرمین کے خواہیں علماء کا حکم اور فتویٰ لیا جاتا تھا علی ہذا  
 الیقین اب بھی ایسے علماء و خیر الیاد کی سند منکا و لیکن منکر کو خوب معلوم تھا کہ اگر وہاں ہفتنا  
 پہنچا تو وہاں کے سب علماء حکم استیجاب محفل میلاد لکھ دینگے اسلئے اس نے انکار کیا کہ ہم حرمین  
 نہیں آتے معاذ اللہ منہا ہم تو دیوبند کو لہنتے ہیں تب مثبت نے جواب دیا کہ آپ کو دیوبند  
 مبارک ہوئے او سپر ایمان کہتے ہوتو وہاں سرافین : بارک ہوں ہمارے بیان ان لوگوں کے  
 ساقہ ہی اسی پر گفتگو ختم ہوگئی اب دیکھئے ان لوگوں کی یہ حالت ہوگئی کہ دیوبند کے آگے حرمین  
 شریفین کو حقیر جاننے لگے اہل حرم کی حقارت تحقیر حرم کو نوبت پہنچاتی ہی شرف المسکان نہیں  
 قبیضہ مشہور ہے اسے وہ حرم پاک کہ ہم پانچوں وقت نمازوں میں اپنا منہ انکی طرف کریں  
 قول جبکہ تضرع المسجد الحرام اور سونے وقت بھی رو قبلہ سونا سنت اور مر جا دیں تو یہی حکم دیا  
 جائے قبر میں دفنانے وقت کہ توجہ الی القبر یعنی اس کا رخ قبلہ کی طرف کیا جائے اور وہاں کو  
 باشندے وہ میں جنگی بابت صحیفہ آدم علیہ السلام میں حق سبحانہ کا ارشاد ہو کہ میں مکہ کا خداوند  
 ہوں وہاں کے رہنے والے میر تو ہمایہ ہیں اور حدیث شریف میں آیا ہے جو کوئی ایمان رکھتا  
 ہے اللہ اود قیامت پر وہ تعظیم کرے ہمایہ بیت اللہ کی اور یہ بھی روایت ہو کہ جب حضرت  
 صلے اللہ علیہ وسلم نے عتاب بن اسید کو کہہ پرا میر کیا تو یہ فرمایا تو جانتا ہے جو تم کو کبیر مقرر کیا تحقیق تو  
 مقرر کیا گیا ہو بل اللہ پر وہ اہل اللہ کوں ہیں رہنے والے کہ معطل کے پس نیکی کچھ ان کیساتھ  
 اور کلام اللہ میں دایان کعبہ کی نسبت ارشاد ہے ان ادیارہ الا المستقر پس کعبہ کے

مسلمان ادیا کو حق سبحانہ لفظ متعقوں لینے پر سبز گاروں سے بتیہ فرماتا ہوا فسوس یہ لوگ  
 اس حرم پاک اور اُس کے پسنے والوں کو جو اہل الدین جو ہر سایہ خدا ہیں جو ہر سبز گار ہیں  
 کس کس حقیر لفظوں سے یاد کرتے ہیں کہ العنقۃ للہ حق سبحانہ ہدایت فرما دے یہ لوگ اپنی  
 بزرگوں کا کلام بھی بہول گئے تحفۃ العرب العجم میں مولوی قطب الدین خاں حنبلہ لکھتے ہیں  
 عرب کے علم پر جو لینے بحق لوگ طعن کرتے ہیں بڑی خطا پر ہیں اسلئے کہ وہ خیر البقل عسکے  
 پہنچتے ہیں، فتی اور شاہ ولی اللہ صاحب فیض الحرم میں لکھتے ہیں خبردار خبردار اہل بیت  
 سے ہرگز کہدورت دل میں نہ لائیو ورنہ فیضان الزاہر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے محروم  
 رہو گے ہذا کلامہ لخصاً آدم پر سر مطلب ہاں لے محمدیاں دینا حرمین کا اقتدار اور  
 منعتیان حرم کا شرف و اعتبار دل میں جا کر ڈلا دیکھو تو ہسی وہ کس دلربا الفاظ و معانی  
 سے مدعا ثابت فرما ہے ہیں اور یہ نہیں لکھتے کہ بس فقط ہم اہل حرم اس عمل محرم کے مجوز ہیں  
 بلکہ اپنے ساتھ میں سب کا ثبوت ملے ہے ہیں کہ علماء عرب روم و شام و مصر و اندلس سب  
 اسکو مستحسن فرماتے ہیں اور ہم کہہ چکے، علماء شمار سار مجوزہ میں کہ سعید ابن مسعود و گار روئی  
 و لاطی قاری اور نور الدین ابوسعید بورانی نے تمام ملکوں کے علماء کرام سے ثبوت پہنچایا ہے تحسان  
 محفل میلاد شریف کا بس سجدہ لو کہ ہنویہ دعویٰ نہیں کیا کہ فقط اہل حرم میں اس عمل کے قائل آمر  
 ہیں۔ بلکہ فتویٰ حرمین کا ادا بنیۃ اول نقل کیا ہے اب لیجئے ماسوا حرمین کے اور بھی چند مقامات  
 کے فتادیلاحظہ کیجئے فتویٰ بعدا و شریف کا یہ شہریتا بیت بابرکت ہو و وہ جو ایک  
 یہ کہ وہاں حضرت امام اعظم کا مزار ہے دوسرے یہ کہ اس میں حضرت غوث اعظم کا روضہ پرانہ  
 ہے ماسوا ان کے اور بھی وہاں مقبولین خدا اس قدر کہ جنگی کچھ حد ہو نہ شمار ہو انکے سبب وہ  
 شہر مرجع صلحا و علماء انام ہو بٹے بٹے فضلا و محدثین کا وہاں مقام ہے دیکھو کیا حقیر فرماتے  
 ہیں وہاں کے منعتیان عالیہ و محققان شرف نگاہ لیکن حرفا و جارت طویل نقل کرنی  
 موجب طول ہو بنا علیہ السلام کے خاص فقرات چیدہ چیدہ مختصر نقل کرتا ہوں (۱) مولانا  
 محمد سعید آفندی دوری اہم الشرب کا کہ جو حضرت غوث الثقلین کے دربار علی میں خطیب ہیں  
 روز جمعہ کو وہاں خطبہ پڑھتے ہیں۔ انہوں نے چار ورق کا رسالہ اثبات مولد و قیام میں لکھا ہے

جس کا خط مدینہ پر حضرت محمد بن حنفیہ سے ملتا تھا اور اس سے تلامذہ علیہ السلام بالحدیث وقرآن المولود  
 اشرف بہ پہل اخرجہ حجۃ الاسلام الشیخ ابو الفضل بن حجر العسقلانی الی آخرہ وقد ذکر ابن تیمیہ  
 فی کتاب تفتاۃ الصراط المستقیم ان ثواب قراءۃ المولود المبارک غیر لیسر لمانی ذلک من حجۃ الرسول  
 علیہ الصلوۃ والسلام وقد بسط الکلام فیہ فی سائر البدع المقبولہ وغیرہ وقال السیوطی فی ظہر  
 تخریجہ علی اصل خری فی آخرہ ورایت الامام ابن جریری قال فی عرۃ التقریف فما حال المسلم المولود  
 من امہ ابنی علیہ السلام یبدل بالصل الی قدرۃ فی حجۃ علیہ السلام لعمری انما  
 یکون جزوہ من الشراکیم ان یدخل بفضلیہ خبات النعم وقال الحافظ ناصر الدین الشافعی مثلاً  
 فی کتابہ فی مولد ہدی وتمام الکمال اذا وقوی الطالع علی لنا صاحبنا العدل ناصر الدین  
 محمد بن محمد ابن ابی طیب محمد بن ابی ہاشم البستی المائلی نزہل قوم من علماء العالمین  
 کان یجوز بالکتاب فی الیوم الذی ولد فیہ الہی علیہ السلام فیقول یا فقیہ ہذا یوم السرور  
 اصرۃ ابدیان فیصرنا فہذات دلیل علی تقریرہ وندم انکارہ وندم الرعل کان فقیہاً انکیا  
 متفقاً فی العلم متورعاً فہذہ اوجہ من دغیر وہاب سنیہ خمس تسعین وثمانیۃ والقیام من  
 تذکرہ وہ علیہ السلام بقصد التعلیم والفرح والسرور بقصد سید الاولین والآخرین  
 وحدثہ من اسرار الالام وقد افضی جہتہ باستجابہ عند ذکر ولادۃ علیہ السلام فی مولدہ  
 بنی رحمۃ اللہ جرت العادۃ بقیام الناس اذا انتہی المذبح الی ذکر مولدہ علیہ السلام فی الیوم  
 وسلم وہی بدعۃ مستحسنة مستحبۃ واجبۃ علی کل مسلم ولا شک ان ہذا القیام من باب  
 التعلیم من مؤلف الذی اذ انتہی المذبح الی ذکر مولدہ علیہ السلام فی الیوم  
 نہ کہ نہ فی عند السرور بل لا حظ لہ فی العوالب  
 (۳) اس تحریر مذکور کی تصحیح فرماتے ہیں جناب مولانا عبد السلام جو حضرت خوف الثقلین سے  
 سرور کے درس میں مدرس کون ہیں اور بغداد میں لقب ان کا شیخ العلماء ہے اور حضرت  
 نقیب صاحب سیدیہ کے استاد ہیں عبارت یہ ہے۔ اطلعت علی ذہ البجاء فرائیہا صحیحہ  
 غیر ان من شک فیہا فهو مخدول حررہ مدرس المحضرۃ القاوریہ عبد السلام **عبد السلام**  
 (۴) اور رقم قرآن میں تصدیق اس فتوے کی جناب مولانا شہداء الحق صاحب جو سلطان روم

عبد السلام جو حضرت خوف الثقلین سے  
 سرور کے درس میں مدرس کون ہیں اور بغداد میں لقب ان کا شیخ العلماء ہے اور حضرت  
 نقیب صاحب سیدیہ کے استاد ہیں عبارت یہ ہے۔ اطلعت علی ذہ البجاء فرائیہا صحیحہ  
 غیر ان من شک فیہا فهو مخدول حررہ مدرس المحضرۃ القاوریہ عبد السلام **عبد السلام**  
 (۴) اور رقم قرآن میں تصدیق اس فتوے کی جناب مولانا شہداء الحق صاحب جو سلطان روم

کیطرت سے حضرت امام اعظم کے مدرسہ میں درس اول ہیں۔ مالمت فی ہذہ الرسالہ فوجدتھا مبینۃ  
 علی الایمان واجبہ بنجام رسالہ فطولی لمن اعطی ہذہ النعمۃ الفائقہ حررہ مدرس مدرسہ حضرت امام  
 الاعظم قدس سرہ عبدہ بہار الحق القرشی **[دیکن البداحق]** (۴) بغداد کے مفتی سابق مرحوم جنکی  
 تفسیر روح معانی آٹھ جلد مصر میں چھپی ہوئی ان کے خلف رشید جو اپنی باپ مرحوم کی طرح عالم بے نظیر  
 ہیں سید محمد شکر ی رقم فرماتے ہیں نقد تشریف بمطالعہ ہذہ الرسالہ فریتھا مشتملہ علی نصوص  
 العلماء الاجل شہدۃ لکونہا بانہ حاذق الفطن کلہ الفقیر الی اللہ تعالیٰ الوسی راہ السید محمد شکر  
**السید محمد شکر ی** (۵) مفتی مال بغداد سخت بیمار تھو بنا علیہ ان کے فرزند مولانا جمیل مدنی  
 نقد بین فتویٰ ہمیں رقم فرماتے ہیں۔ قد نظر الی ہذہ الرسالہ الجلیۃ فرایتھا باحقاق الحق  
 کفیلہ وکیل المدرس فی المدرستہ السیما ید رہائے راہ جمیل صدق جمیل صدق (۶) مفتی بغداد  
 کی پیشی میں کام کر رہے جو جمع احکام شرعیہ میں فتویٰ دیتے ہیں تحریر فرماتے ہیں۔ ان ہذہ  
 الرسالہ لمحرقۃ بالقبول لای شک فیہا الا مطرود و مخذول **[حبشی الوباب]** (۷) مدرسہ حضرت  
 مولانا غلیب کے دوسرے مدرس کرنی الحال کل شہزادے لسنے درس لیتے ہیں۔ قد قلت اذا لفت  
 ہذہ المنقول صحیحۃ حرقۃ بالقبول یا ہست اہلک حق الرسول تعامیا اور صفائی السعول  
 المدرس الشافی فی حضرة القلب لگیلا فی راوی راہ عبد اللطیف **[عبد اللطیف]** (۸)  
 علی افندی ترک جامع صن باشا کے مدرس رقم فرماتے ہیں۔ وجدتھا مشتملہ علی لغتوں صحیحہ لایر  
 فیہا الا معاند اسکا بر مخذول حررہ مدرس جامع کایہ شہر علی **[علی]** یہ فتویٰ بغداد  
 شریف کا امام حضرت امام علی سند تیرہ سو چار ہجری کو اس میں برکات نقل کیا گیا اور جس کو زیادہ تر  
 تحقیق منظور ہو رہا ہے ہوا راست محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی غزوات ہمتسان علی مولد شریف  
 معلوم کیے وہ فتویٰ مطبوعہ ہم پو پچا لے جس میں تمام علمائے مصر و شام وغیرہ کی مہر ہے  
 ابنقل کی جاتی ہیں ہر علمائے ہندوستان کی جو اپنے وقت میں فرو کالی تھے ارا بنجلہ  
 علمائے فرنگی محل کو سنیک ہزار و دودھد ہفتاد و نہ ہجری میں محمد مصطفیٰ خاں صاحب کے  
 مطبع مصطفائی میں فتویٰ ان کا مطبوع ہوا تھا جس کو اس کے مضامین بالتفصیل دیکھنے  
 ہوں کتاب مذکور ہم پو پچا کر دیکھئے خلاصہ اس کا یہ ہو کہ مولد شریف کی تعین خاصہ ربیع الاول

نہایت بڑا عالم ہے  
 فرمایا کہ اس کا  
 علم ایسا ہے کہ  
 سب کو جو دیکھتا ہے  
 عالم ادیب و پیر کا  
 عالم ان کے شاگرد ہیں  
 سو ہی ان کے شاگرد  
 وفات پانچ سو  
 حاکم دکن و لاہور  
 مرہٹوں کے فتویٰ  
 استیجاب برحق  
 اور مولد علی  
 کو بدست  
 حضرت  
 اور دیگر  
 مرہٹوں کے  
 اور دیگر

یہ سارا نقل  
 اس میں کوئی  
 اور کچھ

یہ سارا نقل  
 اس میں کوئی  
 اور کچھ

کے ساتھ فرجن اور واجب کو نہیں یاں البتہ بہت علماء و محدثین سے مستحب اور مستحسن فرمایا ہے۔ در یہ بات کہ جو چیز قرآن مجید میں نہ ہو وہ بدعت سیئہ ہے صحیح نہیں اور جبکہ آیۃ کریمہ و تعزیر وہ تو فردہ سے تعظیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ثابت ہوئی کہڑا ہونا محفل میلاد میں وقت ذکر ولادت شریف جو بمنجلا افراد تعظیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ثابت ہوئی کہڑا ہونا محفل میلاد میں وقت ذکر ولادت شریف جو بمنجلا افراد تعظیم سے ہوا اسی طرح ثابت ہو گیا ہے بدعت سیئہ ہرگز نہیں (۱) حررہ ابوالبرکات شاکر بن محمد المدعو بتراب علی عفی عنہ ۲۰ محمد سعد اللہ عفی عنہ (۳۰) محمد لطیف اللہ عفا اللہ عنہ و حماد ۳۰ ابوالاحیاء محمد المدعو بالنعیم ۵۰ ابوالحسن محمد صالح

۶۰ محمد عبد الوحید (۱) ابوالنفث محمد عبد الحکیم شہید (۸) حفیظ اللہ شہید (۹) الیم اللہ شہید

(۱۰) علی محمد شہید (۱۱) محمد عبد الحلیم شہید

اگر اکملہ علماء کے دہلی و بریلی و رام پور افتخارانہ وضع ہو کہ محفل مولد شریف اوقیام کے جو از میں ایک کتاب غایتہ المام مطبع علوی قلاں کوٹھی میں واقع سنہ یک ہزار و دو صد ہفتا و یک مبطوع ہوئی تھی اس میں ہمارے مسند دہلی و بریلی و رام پور وغیرہ چند مقامات کے علماء مستندین کے فتوے جمع کر کے چھاپے تھے اور چونکہ سراج الدین ابو ظفر بہادر شاہ دہلی بھی استیجا محفل میلاد شریف کا اعتقاد رکھتے تھے اور رئیس مسلمان اسلام کے تہمل اور اعتشام کا سبب ہوتا ہے رئیس المسلمین و زین المسلمین سید کران کی ہڑی ہی علماء دہلی کی ہڑوں کے ساتھ کرائی گئی تھی اور شاہ ولی اللہ صاحب کے پوتے مولوی مخصوص اللہ صاحب مرحوم بھی اس وقت زندہ تھے ان کی ہڑی استحسان محفل مولد شریف پر کرائی گئی جس کو ہر عالم فاضل کی تحریر حرفا حرفا بالتفصیل کیجی منظور ہوئے اہل کتاب ہم چھو پچا کر ملاحظہ کریں اس میں محفل مولد شریف کو مع جمیع تعینات مردہ مثل قیام و تعظیم شیرینی وغیرہ جائز بلکہ مستحب لکھا ہوا ایک سو پانچ صفحوں کی کتاب ہے اس کو صنفا مشرق پر جو جہوں اور دستخانہ مزین ہیں میں ان سب کو ایک مجتمع جگہ نقل کرتا ہوں سرشتہ علماء کے دستخط اور ہر میں ہیں ہر عالم کا نام ایک شکل مربع میں مندرج کرتا ہوں ۵

محمد بہادر شاہ بادشاہ عازم  
ابو ظفر سراج الدین سندھ دی





مولانا محبوب علی شاہ علی خاں عبد	آمدہ تاج محمد عالم علی	محمد سلامت الدہ	دستخط فضل رسول فاضل بدایونی	سید بشیر علی امروہوی
مولوی دادار بخش	حسن الزماں	محمد فضل حق	رفیع الدین	وحید الدین
محمد فضل اللہ	فضل حسن	محمد عبد الحق	محمد حیات	محمد ظہیر الرحمن

اول مولوی سید محمد حیات کے یکے یکے علماء جنہیں القدر فضل مفتی سعد اللہ صاحب مولانا تراب علی دہلوی نے

سید محمد مدرس علی مولانا فضل حق مولانا محمد حیات مولانا حیدر علی مصنف مفتی الکلام و مولانا سلامت الدہ صاحب مفتی سعد الدین خاں صاحب مفتی شرف الدین صاحب استخوان محفل مولانا شریف پرمہر فرما ہے یہاں اور ہتے اس وقت کے علماء ہندوستان کی ہر شہر کو آئیں علماء سلف کی نقل مولانا میرزا کنتا کیا اب یہ خیال کرنا چاہئے کہ اس لئے تاسد میں ہتے جس قدر علماء عالمین اور محققین کے نام ذکر کئے اگرچہ یہ جمع اتنا ہم مشرقی و مغربی و شمالی کے نامی علماء و فقہاء کے نام نہیں اگر ان سب کو جمع کیجئے تو اللہ اکبر ایک دفتر بتا ہو گا قال سے

اگر ان جملہ تاسدی اٹھا گئے مگر وفزی دیگر انشا کنند

یہ تو چند مقامات کے چند علماء کا تذکرہ کیا گیا ہے لیکن یہ بھی کیا کچھ کم ہے اللہ تعالیٰ کے عباد صالحین کا ایک جمہور کبیر اور جم غفیر ہے پس بموجب قرآن رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے انکا اتباع اہل سنت کو لازم ہو کر فرمایا آپ نے اجمعوا لیسوا ولا تعظم من شدہ شذنی انما اس کی تحقیق سابقا محدثین سے ہم نقل کر چکے ہیں وہاں دیکھو مصطفیٰ میں کہ پیر و پیروں کی جماعت کی جو کچھ ان سے وہ پڑیگا آگ میں یعنی جب اختلاف و جمع ہو علماء میں تو جس طرف اکثر مسلمین ہوں اُن میں عمل کر دے تو بدینہ ہوا اب فقہ کا مسئلہ علامہ شامی نے جلد ثانی شرح در مختار باب صدقۃ الفقہاء میں تصریح کی ہو فارغ

انہیں جمع لیسو والجبورین جم غفروا لا عتقاد علی اعلیٰہ کیم اکثر اور غیر جلد اول رسم المفتی میں لکھا ہو فان اختلفوا فی الیوقہ بقول اکثرین اور مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی بھی اس دلیل کو حق جانتے ہیں چنانچہ مصلح التراویح مطبوعہ مطبعہ صیانی کے

سید محمد مدرس علی مولانا فضل حق مولانا محمد حیات مولانا حیدر علی مصنف مفتی الکلام و مولانا سلامت الدہ صاحب مفتی سعد الدین خاں صاحب مفتی شرف الدین صاحب استخوان محفل مولانا شریف پرمہر فرما ہے یہاں اور ہتے اس وقت کے علماء ہندوستان کی ہر شہر کو آئیں علماء سلف کی نقل مولانا میرزا کنتا کیا اب یہ خیال کرنا چاہئے کہ اس لئے تاسد میں ہتے جس قدر علماء عالمین اور محققین کے نام ذکر کئے اگرچہ یہ جمع اتنا ہم مشرقی و مغربی و شمالی کے نامی علماء و فقہاء کے نام نہیں اگر ان سب کو جمع کیجئے تو اللہ اکبر ایک دفتر بتا ہو گا قال سے

صفحہ ۵ میں کہتے ہیں۔ اتفاق اکابر و متسلم او شان یا جم غفیر ازو شان نیز دیلی است  
الی آخرہ اور مولوی اسماعیل صاحب بھی تذکیر الاخوان کی فصل سادس میں کتابت سنت  
و جماع و قیاس مجتہدین کا ذکر کر کے اُس کے بعد کہتے ہیں پیر اور کوئی مولوی مشایخ جو اپنی  
عقل کو دخل دیکر کوئی بات لکھائے تو اس کا کیا ٹھکانا گراں اگر اکثر دیندار مفتی پر ہیزگار  
اُسی مسئلہ کو قبول کرے تو لیتہ وہ بھی معتبر ہے انتہی اب دیکھئے اس عبارت سے صاف  
ظاہر ہے کہ کسی مولوی مشایخ کی ٹکالی ہوئی بات کو اگرچہ سادہ جہان متفق ہو کر نہ لے مگر اکثر دیندار  
متفق اُس کو ان میں تو وہ بھی حق اور معتبر ہے پس اس مسئلہ میں مولوی اسماعیل صاحب اور  
نیز مولوی محمد تقاسم صاحب بلخ فقہاء اور محدثین کے اس کہ مسئلہ مختلف فیہ میں متفق ہو جانا اکثر علماء  
دین کا ایک جانب میں میل حقیقت کی ہی یہ مسئلہ خاص اُن کی زبان کو ہم نے سنوایا اب اگر موقع  
استحسان مولد شریف میں ان کے تابعین اس دلیل سے باہر ہونے لگیں تو ہم ان لوگوں پر  
کچھ جاہر ہو کر موکل نہیں ہوئے کہ اُن کے دل و زبان کو امر حق کی طرف جبراً پھیر دیں خود حضرت  
امام علیہ السلام کی بہ نسبت یہ ارشاد ہو سکتا ہے ہم ہمہ جہت اور دوسری جگہ فرمایا  
ہو کہ لا تہدی من اجبت ہمارا ذمہ تو وضع امر حق تھا و ذکر کچے جس لفظ کی قید مولوی اسماعیل صاحب  
نے رکھی ہے یعنی دیندار مفتی پر ہیزگاروں سے جہل محفل مولد شریف ثابت کر چکے مثل امام الرشاد  
و ابوالخیر سخاوی و ابن جریر و سیوطی قسطلانی وغیرہم جن کے نام لمحہ میں ہتے لکھے ہیں اور جو شخص  
شاد ولی اللہ صاحب کے سلاسل طریقت اور ماسایند علم حدیث سے واقف ہو گا اس سے یہ بات  
مخفی نہیں ہوگی کہ ان مجوزین مولد شریف میں نوہ علامہ ہی بیت ہیں جو شاد ولی اللہ صاحب کے  
مسلک حدیث اور شیوخ طریقت کے پیشوا ہیں پس خوب تحقیق کو پہنچا چکے ہم یہ بات کہ مولد شریف  
کرنا جم غفیر سے ثابت ہے اور یہ مضمون بھی حدیث اور فقہ سے اور اُن کے علماء مستندین سے ثابت  
کر چکے کہ جو چیز جم غفیر سے ثابت ہو وہ معتبر اور اخذ ہے اور معتد علیہ لازم الاتباع ہے دونوں مقدمہ صحیح ثابت  
ہو چکے تو یہ بخوبی ثابت ہو گیا کہ مولد شریف کرنا معتبر اور اخذ ہے مستند علیہ لازم الاتباع ہے اسلام علیہ السلام

### مناجات بدر گاہ عجیب الدعوات

یا اللہ میں تیرا بندہ ہوں تو تیرے وسیع و عظیم ہے سننا ہی تمہیں اقوال کو جانتا ہی دلوں کے احوال کو

نہیں اور اگر دیندار  
یعنی اگر وہ حق نہیں  
کہتے تو اسے جیسے اللہ  
عاید و مسلم تیرا بندہ  
نہیں ہے

ہیں یہی میں سنایہ کتاب گراس نے کہ افراد و تقریبات بائین سے دھر ہو ہر فرد ان اپنی غلو و تعصب  
 سے نفور ہو اگر حضرات بائین پر بیعت تکفیر و تعصیب اہل ایمان چند تنبیہات ہیں تو طرثانی کو  
 ہی اصلاح نیت و تصحیح عمل کے لئے ہدایات بنیاد ہیں اور مبنی کیا میں نے اپنے جمیع مسائل  
 و دلائل کو ان علی و مقبولین کے دلائل و اقوال پر کردہ و دنیا میں کالبدہ را لیسر مشہور ہیں اور کتاب میں  
 ان کی ان نکلوں میں جا بھی موجود اور جو الہیے چکا ہوں میں ہر ایک مسئلہ میں تصانیف سلف  
 صالحین کا پس میرا جو قول ہو وہ فی الحقیقت اور اپنی مقبولین کا قول ہی یا اللہ و ان مقبولین کو  
 تو سست قبول کیجیو مجھے یہ کتاب اور کیو اس کو فریقین کیلئے تفصل الخطاب یا اللہ اس کتاب  
 کی ہر دلیل و ثبوت اس اور شک میں پڑے ہو و نہ کو دفع الادہام ہو یہ کتاب پسین بخشے برائیں حقانی  
 سے راحت قلوب مستہام ہو یا اللہ میرے کل رسائل مغفرت کے وسائل اور یہ الاار سا طماندہ میری  
 کو رکا چراغ ہو میری قبر پر جنت کو بانغ ہوئے ناظرین الاار سا طماندہ ہو تم میری اس دعا پر آمین  
 یا رب العالمین ربی اللہ تعالیٰ علی خیر خلق محمد و آلہ و صحابہ و تابعین برکتک یا ارحم الراحمین ہ  
 نور چھارم میں تقریبات شیعہ ہیں جو اس عصر کے فتنہ زمانی ذی  
 تحقیق اور بعض احباب شفیق نے رقم فرمائی ہیں

علیکم ذہ صوره اقرطه و رضو الامام ابہام الصلہام المقدام رئیس الفضلہ و عریف العلماء الذی نوع  
 صیت فضلتی بلاد الاسلام عجا و عرا و شلع شرقاً و غرباً الشہر بالاسنہ و الاقواء مولینا  
 محمد لطف اللہ اللہ تبارک و العبادہ

الحمد للذی تخفیع الاموات فی بطح و عاوی و الصلوۃ و السلام علی من بعث و عاوی  
 الی الذی و القاصی و علی آلہ و صحبہ الذین درجہ و اس عن سلسلہ طریق الضلال و درکاب المعاصی و بعد  
 فیقول البیہد البیہد الی اللہ محمد لطف اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ  
 ایہ تمہد تشریف بطلانہ ہ و الرسالۃ الشریہ و الصیغۃ اللطیفۃ فوجہ جہا بحر انجیر من اللہ و لو و لہ و لہ  
 و جنتہ نعیمہ فا کہت و نخل و رمان و شمس النوار با سا طماندہ و مرجانیہ تحقیق الاائق و اللہ کیف لا و  
 مؤمنان من ہر فرد و عہد و و حید و ہرہ لذلک علی و سع و شانہ رفیع عنی مولانا محمد عبد السمیع جرس

۵۱  
 مستہام لیسر  
 میرا لیسر جو تعصب  
 مجاہد سائنس کی سبب  
 میرا لیسر الی اس سبب  
 میں ہر راحت و قلوب  
 تعصب جو ۱۲  
 شریعہ تحقیق  
 جو تعصب غلو یا ثور  
 جو تعصب غلو یا ثور  
 میں ہر اس سبب  
 ساتھ جب بطور جو  
 بعض جملہ علمات شریعہ  
 فقر و جملہ علمات شریعہ  
 یا ہندی علمات شریعہ  
 تعصب غلو یا ثور  
 محمد لطف اللہ  
 بسم اللہ الرحمن الرحیم  
 بسم اللہ الرحمن الرحیم  
 وقت بوقت میں دعا  
 اور دو سلام ہو اور جو  
 علی و آلہ کی دعا  
 اور ان کی دعا  
 جنہوں نے دعا  
 دعا کی دعا  
 محمد لطف اللہ  
 قیامت میں ہی ملی  
 علی و آلہ  
 بیٹے کی دعا  
 لطف اللہ  
 محمد لطف اللہ



فی بیان الملوود والفاخر کی وقت ہوئی اور فقیر ایک چندت آریا مقیم امرتسر کے رسالہ مذکور  
برائیں احمدیہ کے بہتانات و ہدیات کا جواب لکھ رہا ہوں طبیعت کو اس طرف بہت معروضیت  
ہے اس لئے اس وقت اسی قدر لکھ سکتا ہوں کہ فقیر نے اخبار عربی شفاء الصدور مطبوعہ پانچویں  
دسمبر ۱۳۱۷ء انہارہ سو پچاسی عیسوی میں جناب مولانا فیض الحسن صاحب مرحوم و مغفور سہا پور  
کی عبارت دیکھی ہوں انہوں نے اس رسالہ کی عمدہ تعریف و توصیف لکھی ہے اور میرے گمان میں  
مولانا موصوف مرحوم کا برعکس ہندوستان سے تھے اور بڑے بڑے بزرگوار صوفیہ کبار کے  
فیض سی فیضیاب تھے اُن کی تعریف سے اس رسالہ کا موصوف ہونا کافی ہے اور معنی ہے فقیر جیسے  
بے بضاعت کی توصیف سے مہذا فقیر خود محض مولد شریف کرتا ہے اور ایصال ثواب بارودح مولیٰ  
کفر سیات سمجھتا ہے اللہ تعالیٰ اجنا ترماں سے اختلاف کو رفع فرماتے آئیں یا رب العالمین  
وہی اللہ تعالیٰ علی خیر خلق و عزہ جمعین فقیر غلام دستگیر قصوری کان الدار و الصبح ہو کہ یہ  
مولوی غلام دستگیر صاحب وہ ہیں جن کی تعریف میں خود مؤلف براہ قاطعہ وقت اقامت  
ریاست بہاولپور یہ عبارت لکھی تھی (حامی دین میں قاضی جامع اساس البتدۃ و الفضالین مولانا  
مولوی محمد ابو عبد الرحمن غلام دستگیر قصوری اودھم اللہ مقبول فی یوم الدین) چنانچہ یہ عبارت  
ضمیمہ رسالہ لکھنؤ کے اشاعت فرید کو طے کے صفحہ ۱۵ میں موجود ہے کمال انصافی ہے کہ مؤلف برائیں  
قاطعہ مضامین انوار ساطعہ سے مؤید پیر اور اس کے تسلیم کے ہوئے عالم ربانی نے جن کو  
وہ خود حامی دین کہتے اور کتاب انوار ساطعہ کو حقائق ایشیال کیا کہ اس کے مسائل کا طرہ پر ہو کر  
مؤلف براہ قاطعہ ذکر کو مد اس کے حایان علماء دیوبند وغیرہ واقعہ سن تیرہ سو چھ ریاست  
بہاولپور میں شکست فاش دی جو غلام اخبارات میں چھپ کر مشہور ہو چکے ۔  
زیاست را پیور معروف ازال افغانان صورتہ مار قمر البحر القمام والخر البہام تاج الحم  
سراج المنقذین الادیب المصنف المکار البیہ العارف المحدث المفسر الفقیہ جامع الشریعہ  
الطریقہ مجمع البحرین مولانا محمد ارشد حسین صانہ اللہ عن کل شین الحمد للہ سبحانہ و تعالیٰ حق  
حمدہ والصلوۃ والسلام اتان علی خیر رسل و عبادہ و علی آلہ و اصحاب الہدایۃ الی شاہج  
رشدہ و ولید غانی قد طاعتہ ۱۵ سبحانہ و العزۃ و العلوۃ الراقۃ و التی لیفوح منہا ریح مسک









ما سلموا + وكان نصارى موافقهم وخصوى سراهم + وفى الشقاق والافتراق قد هم ما هم + ان يحمدوا  
 - اذكر من رفيع المذكرة + وليتقوا قدر من عظم الشكر لله - وليطغوا الاثر من اتم العرف لله +  
 يود المؤمنون حياءا وموتانا + ويخالفوا الدين نقضوا شيئا + فجاروا اجابوا لمكا + فصاروا سرورا جوارا +  
 وليلا ونهارا + واصرروا اصرارا + وبتكبروا استكبارا + وكرروا بالاسلام كرا كيارا + قالوا لاجلنا رطلينا + و  
 الاوليا رسلينا + والاسلام طيبوا + والاحياء طيبوا + بالجملة طيبوا + فالدين طيبوا + فافادوا بجليل  
 اليلاد + او اليعال الاجور + الى اوصال القصور + حتى ليدانكاره فى مفاسد هم + وبتكبروا بحسب  
 مكابهم + فالتهم الله انى لو فكون + وسيعلم الذين ظلموا اى متقلب متقلبون + فلما ابادهم الله تعالى  
 بآفة + واسطر عليهم عطره بلاك وزيادة + حتى تداست ربوع نجد الله كور + وتنادت بواكبها بالويل  
 والبثور + لجات بواجبها الى ديار ثغرة + عطاش الفتن بافواد فاخرة + ولم تدان لفسى كل حين  
 عبادا صالحين + يذنبون عن الدين + ويكفون اليقين + ويؤيدون الايمان + ويشيدون الايمان  
 ولقد انقشت ومنذ الاحسان + فلم يبق بها الاجنود مجندة + بسيف مندة + من الله مؤيدة + فردا  
 ما انكأ كد فى نحر رماة + ودوا عوا انكاسا الى تار مودة + تطلع منها على الاكباد والافئدة +  
 حتى تجادت كبريا فى الجدل والمار + الى الهبت والفرار + وحرق الكتب واختراق العلماء  
 وخلق ربلقة الجبار + عن رتبة الريا + فتيح الناطق فى زعيم الظاهر وطيرهم الباطن + وبيتهم الحاسر  
 وغيرهم الحاسر + وكيدهم العليم + وصيدهم الهديم + فليشد الحكيم + ولا اوردى وسوف اخال اوردى  
 اقوم آل بنجام نساء + فمن نى كلفهم خضاب + كن نى كلفهم لوار + فتن بياض فيهم رشيد +  
 وان تفتن فرشد هم بهار + فحافهم رشيد الصدق الا + رطس اوتيسع او غدار + فحافهمى حفا وريم  
 وكس عسى الخمان يمدى من يشاء + نه اوان من اولك الجنود + هلكى العنود + فى الزمان  
 والموجود + فاني الله + الفضل والجاه + والقدر الرقيق + ونظر البديع + والعلم الواسع + والحكم  
 الواسع + والحمد المنيح + والحمد المنيح + ولنا المولى محمد عبد السميع صين عن كل شين + وفرع  
 ونظير + كل ساء وسطيح + فاني وقفت على بعض الامن اطالها الكلام + فوجدت بلك واقع  
 الا وياهم وراحت القلوب + شبح محبوب الزوار + ساطع وحج قاطع + فاليد بجزيرة الجزاء الحسن  
 بسخ السخ الحسن + والحمد لله فى السر والعلن + والصلاة والسلام على السيد الامين + والارواح صبيحة

وبتكبروا بحسب  
 مكابهم  
 فالتهم الله انى  
 لو فكون  
 وسيعلم الذين  
 ظلموا اى  
 متقلب  
 متقلبون  
 فلما ابادهم  
 الله تعالى  
 بآفة  
 واسطر  
 عليهم  
 عطره  
 بلاك  
 وزيادة  
 حتى  
 تداست  
 ربوع  
 نجد  
 الله  
 كور  
 وتنادت  
 بواكبها  
 بالويل  
 والبثور  
 لجات  
 بواجبها  
 الى  
 ديار  
 ثغرة  
 عطاش  
 الفتن  
 بافواد  
 فاخرة  
 ولم  
 تدان  
 لفسى  
 كل  
 حين  
 عبادا  
 صالحين  
 يذنبون  
 عن  
 الدين  
 ويكفون  
 اليقين  
 ويؤيدون  
 الايمان  
 ويشيدون  
 الايمان  
 ولقد  
 انقشت  
 ومنذ  
 الاحسان  
 فلم  
 يبق  
 بها  
 الاجنود  
 مجندة  
 بسيف  
 مندة  
 من  
 الله  
 مؤيدة  
 فردا  
 ما  
 انكأ  
 كد  
 فى  
 نحر  
 رماة  
 ودوا  
 عوا  
 انكاسا  
 الى  
 تار  
 مودة  
 تطلع  
 منها  
 على  
 الاكباد  
 والافئدة  
 حتى  
 تجادت  
 كبريا  
 فى  
 الجدل  
 والمار  
 الى  
 الهبت  
 والفرار  
 وحرق  
 الكتب  
 واختراق  
 العلماء  
 وخلق  
 ربلقة  
 الجبار  
 عن  
 رتبة  
 الريا  
 فتيح  
 الناطق  
 فى  
 زعيم  
 الظاهر  
 وطيرهم  
 الباطن  
 وبيتهم  
 الحاسر  
 وغيرهم  
 الحاسر  
 وكيدهم  
 العليم  
 وصيدهم  
 الهديم  
 فليشد  
 الحكيم  
 ولا  
 اوردى  
 وسوف  
 اخال  
 اوردى  
 اقوم  
 آل  
 بنجام  
 نساء  
 فمن  
 نى  
 كلفهم  
 خضاب  
 كن  
 نى  
 كلفهم  
 لوار  
 فتن  
 بياض  
 فيهم  
 رشيد  
 وان  
 تفتن  
 فرشد  
 هم  
 بهار  
 فحافهم  
 رشيد  
 الصدق  
 الا  
 رطس  
 اوتيسع  
 او  
 غدار  
 فحافهمى  
 حفا  
 وريم  
 وكس  
 عسى  
 الخمان  
 يمدى  
 من  
 يشاء  
 نه  
 اوان  
 من  
 اولك  
 الجنود  
 هلكى  
 العنود  
 فى  
 الزمان  
 والموجود  
 فاني  
 الله  
 الفضل  
 والجاه  
 والقدر  
 الرقيق  
 ونظر  
 البديع  
 والعلم  
 الواسع  
 والحكم  
 الواسع  
 والحمد  
 المنيح  
 والحمد  
 المنيح  
 ولنا  
 المولى  
 محمد  
 عبد  
 السميع  
 صين  
 عن  
 كل  
 شين  
 وفرع  
 ونظير  
 كل  
 ساء  
 وسطيح  
 فاني  
 وقفت  
 على  
 بعض  
 الامن  
 اطالها  
 الكلام  
 فوجدت  
 بلك  
 واقع  
 الا  
 وياهم  
 وراحت  
 القلوب  
 شبح  
 محبوب  
 الزوار  
 ساطع  
 وحج  
 قاطع  
 فاليد  
 بجزيرة  
 الجزاء  
 الحسن  
 بسخ  
 السخ  
 الحسن  
 والحمد  
 لله  
 فى  
 السر  
 والعلن  
 والصلاة  
 والسلام  
 على  
 السيد  
 الامين  
 والارواح  
 صبيحة

وبتكبروا بحسب  
 مكابهم  
 فالتهم الله انى  
 لو فكون  
 وسيعلم الذين  
 ظلموا اى  
 متقلب  
 متقلبون  
 فلما ابادهم  
 الله تعالى  
 بآفة  
 واسطر  
 عليهم  
 عطره  
 بلاك  
 وزيادة  
 حتى  
 تداست  
 ربوع  
 نجد  
 الله  
 كور  
 وتنادت  
 بواكبها  
 بالويل  
 والبثور  
 لجات  
 بواجبها  
 الى  
 ديار  
 ثغرة  
 عطاش  
 الفتن  
 بافواد  
 فاخرة  
 ولم  
 تدان  
 لفسى  
 كل  
 حين  
 عبادا  
 صالحين  
 يذنبون  
 عن  
 الدين  
 ويكفون  
 اليقين  
 ويؤيدون  
 الايمان  
 ويشيدون  
 الايمان  
 ولقد  
 انقشت  
 ومنذ  
 الاحسان  
 فلم  
 يبق  
 بها  
 الاجنود  
 مجندة  
 بسيف  
 مندة  
 من  
 الله  
 مؤيدة  
 فردا  
 ما  
 انكأ  
 كد  
 فى  
 نحر  
 رماة  
 ودوا  
 عوا  
 انكاسا  
 الى  
 تار  
 مودة  
 تطلع  
 منها  
 على  
 الاكباد  
 والافئدة  
 حتى  
 تجادت  
 كبريا  
 فى  
 الجدل  
 والمار  
 الى  
 الهبت  
 والفرار  
 وحرق  
 الكتب  
 واختراق  
 العلماء  
 وخلق  
 ربلقة  
 الجبار  
 عن  
 رتبة  
 الريا  
 فتيح  
 الناطق  
 فى  
 زعيم  
 الظاهر  
 وطيرهم  
 الباطن  
 وبيتهم  
 الحاسر  
 وغيرهم  
 الحاسر  
 وكيدهم  
 العليم  
 وصيدهم  
 الهديم  
 فليشد  
 الحكيم  
 ولا  
 اوردى  
 وسوف  
 اخال  
 اوردى  
 اقوم  
 آل  
 بنجام  
 نساء  
 فمن  
 نى  
 كلفهم  
 خضاب  
 كن  
 نى  
 كلفهم  
 لوار  
 فتن  
 بياض  
 فيهم  
 رشيد  
 وان  
 تفتن  
 فرشد  
 هم  
 بهار  
 فحافهم  
 رشيد  
 الصدق  
 الا  
 رطس  
 اوتيسع  
 او  
 غدار  
 فحافهمى  
 حفا  
 وريم  
 وكس  
 عسى  
 الخمان  
 يمدى  
 من  
 يشاء  
 نه  
 اوان  
 من  
 اولك  
 الجنود  
 هلكى  
 العنود  
 فى  
 الزمان  
 والموجود  
 فاني  
 الله  
 الفضل  
 والجاه  
 والقدر  
 الرقيق  
 ونظر  
 البديع  
 والعلم  
 الواسع  
 والحكم  
 الواسع  
 والحمد  
 المنيح  
 والحمد  
 المنيح  
 ولنا  
 المولى  
 محمد  
 عبد  
 السميع  
 صين  
 عن  
 كل  
 شين  
 وفرع  
 ونظير  
 كل  
 ساء  
 وسطيح  
 فاني  
 وقفت  
 على  
 بعض  
 الامن  
 اطالها  
 الكلام  
 فوجدت  
 بلك  
 واقع  
 الا  
 وياهم  
 وراحت  
 القلوب  
 شبح  
 محبوب  
 الزوار  
 ساطع  
 وحج  
 قاطع  
 فاليد  
 بجزيرة  
 الجزاء  
 الحسن  
 بسخ  
 السخ  
 الحسن  
 والحمد  
 لله  
 فى  
 السر  
 والعلن  
 والصلاة  
 والسلام  
 على  
 السيد  
 الامين  
 والارواح  
 صبيحة









و حاصل لا یکن الا برزخ و بحر یسبح المودی علی سبیل الخصال الله بقا و در وقت و اید لقاره  
 و در شاه و جبراه استثنی من سمیع المومنین بالنسبین خیرا و کفاه الله عدا و حساده ضیل فوجده منور  
 لغوی لجمین سید المرسلین و دینا قاصدا لاثبات الفاتحه و میلاد قائم النبیین و بر ما ساطعا لاثبات  
 علی المنکر من المومنین غیر مبسوس المومنین فلا یخشی فیما رده الا علی العتید الغوی الذی مقلته عیار و لا  
 البنی الذی لا یرى شعاع الذکا و فی وسط السما قال المقلنی فی الذی هو کذک عادنا لما یشاکک  
 شعرو و خفیت علی البنی فدا و ربه ان لا تزلانی مقله عیار و فجدیر المولف اللوذی فی مقابله نزل  
 به اهل المعنی و المعنی البی ن لیسک مساک الشاعر الماهر المبتنی و ارجو من الله جل بر باد و غلم شانه  
 ان لا ینکر مضایین به انت ب ان من المناقلین المنصفین المتساویین و امکان من قبله نقایه انت بر  
 و انظر علی کتب من مسکرس مان المولف الققام الخیر بر البقام اوضحها ایضالایه و نکار و اظهر  
 انهار الشمس بلاد الشرق و الغرب فی النصف النهار ققام البینه علیها نصارت عندها لازم حسام  
 کالجبال الراسته و قلبی مدقع الاعترافات التي تعویب اهل الیدعات السیات فاجاب  
 عنها باجوبه مرئیه شانه فدیسیع لمن لا تلیم سلیم الا التسلیم بالتکیم و اما الذین اشرب فی قلوبهم  
 حب المکابره و المعانده یکن یبره و المضاو و دینه منهن عن الحق الاستیکار و عن الهدایه  
 الا ستنکار و لا تجب ان ینفرد عن ش به القهریر الازهر و لیست بر و ان ینا التقریر الاظهر الاظهر  
 الا ترى ان لا یثم فاقده اشانه المسک لا ذر دلم یومن با بحیث الشقاق القهر المعانده الکر من عناده  
 و تشابه کفیت تخلف عند و صوب ه الاثر و انکان احدها الا صغر من الاخر اللهم حفظنا بلطفک  
 القیم و فضلك العیم عن مثل نهذه الفیقه الشیعه و اخفر لنا کل الخطایا و الذوب بدریه جیبک  
 خیر البریه صل الله علیه و سلم و ادرتنا فله غلیک الکامله و اننا علی الخاتمه الحسنة و آخر دعوانا ان  
 الحمد لله رب العالمین و صل الله علی خیر خلقه محمد و آله و صحابه اجمعین - قرره باللسان و حرره  
 بالبنان المصغر الی ربه القدر محمد نذیر المعروف بنهیر احمد خان حفا الله تعالی عنه و عن والیه  
 جم المظار و السنین به غایه میوثر صوره با حره شایخ المکان با ذم الشان العالم الجلیل و  
 القاض ابنس الشریف المحیب برکی الثابت طاهر الاغراس اللطیف و النطیف جیل اشمال  
 طیب الانعاس کثر المکارم معدن الحسان مولانا محمد الیو البرکات لا زال بالخیر و البین

و کذا و لا یکن الا برزخ و بحر یسبح المودی علی سبیل الخصال الله بقا و در وقت و اید لقاره  
 و در شاه و جبراه استثنی من سمیع المومنین بالنسبین خیرا و کفاه الله عدا و حساده ضیل فوجده منور  
 لغوی لجمین سید المرسلین و دینا قاصدا لاثبات الفاتحه و میلاد قائم النبیین و بر ما ساطعا لاثبات  
 علی المنکر من المومنین غیر مبسوس المومنین فلا یخشی فیما رده الا علی العتید الغوی الذی مقلته عیار و لا  
 البنی الذی لا یرى شعاع الذکا و فی وسط السما قال المقلنی فی الذی هو کذک عادنا لما یشاکک  
 شعرو و خفیت علی البنی فدا و ربه ان لا تزلانی مقله عیار و فجدیر المولف اللوذی فی مقابله نزل  
 به اهل المعنی و المعنی البی ن لیسک مساک الشاعر الماهر المبتنی و ارجو من الله جل بر باد و غلم شانه  
 ان لا ینکر مضایین به انت ب ان من المناقلین المنصفین المتساویین و امکان من قبله نقایه انت بر  
 و انظر علی کتب من مسکرس مان المولف الققام الخیر بر البقام اوضحها ایضالایه و نکار و اظهر  
 انهار الشمس بلاد الشرق و الغرب فی النصف النهار ققام البینه علیها نصارت عندها لازم حسام  
 کالجبال الراسته و قلبی مدقع الاعترافات التي تعویب اهل الیدعات السیات فاجاب  
 عنها باجوبه مرئیه شانه فدیسیع لمن لا تلیم سلیم الا التسلیم بالتکیم و اما الذین اشرب فی قلوبهم  
 حب المکابره و المعانده یکن یبره و المضاو و دینه منهن عن الحق الاستیکار و عن الهدایه  
 الا ستنکار و لا تجب ان ینفرد عن ش به القهریر الازهر و لیست بر و ان ینا التقریر الاظهر الاظهر  
 الا ترى ان لا یثم فاقده اشانه المسک لا ذر دلم یومن با بحیث الشقاق القهر المعانده الکر من عناده  
 و تشابه کفیت تخلف عند و صوب ه الاثر و انکان احدها الا صغر من الاخر اللهم حفظنا بلطفک  
 القیم و فضلك العیم عن مثل نهذه الفیقه الشیعه و اخفر لنا کل الخطایا و الذوب بدریه جیبک  
 خیر البریه صل الله علیه و سلم و ادرتنا فله غلیک الکامله و اننا علی الخاتمه الحسنة و آخر دعوانا ان  
 الحمد لله رب العالمین و صل الله علی خیر خلقه محمد و آله و صحابه اجمعین - قرره باللسان و حرره  
 بالبنان المصغر الی ربه القدر محمد نذیر المعروف بنهیر احمد خان حفا الله تعالی عنه و عن والیه  
 جم المظار و السنین به غایه میوثر صوره با حره شایخ المکان با ذم الشان العالم الجلیل و  
 القاض ابنس الشریف المحیب برکی الثابت طاهر الاغراس اللطیف و النطیف جیل اشمال  
 طیب الانعاس کثر المکارم معدن الحسان مولانا محمد الیو البرکات لا زال بالخیر و البین

و کذا و لا یکن الا برزخ و بحر یسبح المودی علی سبیل الخصال الله بقا و در وقت و اید لقاره  
 و در شاه و جبراه استثنی من سمیع المومنین بالنسبین خیرا و کفاه الله عدا و حساده ضیل فوجده منور  
 لغوی لجمین سید المرسلین و دینا قاصدا لاثبات الفاتحه و میلاد قائم النبیین و بر ما ساطعا لاثبات  
 علی المنکر من المومنین غیر مبسوس المومنین فلا یخشی فیما رده الا علی العتید الغوی الذی مقلته عیار و لا  
 البنی الذی لا یرى شعاع الذکا و فی وسط السما قال المقلنی فی الذی هو کذک عادنا لما یشاکک  
 شعرو و خفیت علی البنی فدا و ربه ان لا تزلانی مقله عیار و فجدیر المولف اللوذی فی مقابله نزل  
 به اهل المعنی و المعنی البی ن لیسک مساک الشاعر الماهر المبتنی و ارجو من الله جل بر باد و غلم شانه  
 ان لا ینکر مضایین به انت ب ان من المناقلین المنصفین المتساویین و امکان من قبله نقایه انت بر  
 و انظر علی کتب من مسکرس مان المولف الققام الخیر بر البقام اوضحها ایضالایه و نکار و اظهر  
 انهار الشمس بلاد الشرق و الغرب فی النصف النهار ققام البینه علیها نصارت عندها لازم حسام  
 کالجبال الراسته و قلبی مدقع الاعترافات التي تعویب اهل الیدعات السیات فاجاب  
 عنها باجوبه مرئیه شانه فدیسیع لمن لا تلیم سلیم الا التسلیم بالتکیم و اما الذین اشرب فی قلوبهم  
 حب المکابره و المعانده یکن یبره و المضاو و دینه منهن عن الحق الاستیکار و عن الهدایه  
 الا ستنکار و لا تجب ان ینفرد عن ش به القهریر الازهر و لیست بر و ان ینا التقریر الاظهر الاظهر  
 الا ترى ان لا یثم فاقده اشانه المسک لا ذر دلم یومن با بحیث الشقاق القهر المعانده الکر من عناده  
 و تشابه کفیت تخلف عند و صوب ه الاثر و انکان احدها الا صغر من الاخر اللهم حفظنا بلطفک  
 القیم و فضلك العیم عن مثل نهذه الفیقه الشیعه و اخفر لنا کل الخطایا و الذوب بدریه جیبک  
 خیر البریه صل الله علیه و سلم و ادرتنا فله غلیک الکامله و اننا علی الخاتمه الحسنة و آخر دعوانا ان  
 الحمد لله رب العالمین و صل الله علی خیر خلقه محمد و آله و صحابه اجمعین - قرره باللسان و حرره  
 بالبنان المصغر الی ربه القدر محمد نذیر المعروف بنهیر احمد خان حفا الله تعالی عنه و عن والیه  
 جم المظار و السنین به غایه میوثر صوره با حره شایخ المکان با ذم الشان العالم الجلیل و  
 القاض ابنس الشریف المحیب برکی الثابت طاهر الاغراس اللطیف و النطیف جیل اشمال  
 طیب الانعاس کثر المکارم معدن الحسان مولانا محمد الیو البرکات لا زال بالخیر و البین











الحسنة على ما فيها من النصارى من كل سينها وشينها منهم استاذنا المشهور المولوى محمد عبد الحى الكلبى  
 التقدير على قدره من تلك الرسالة على فاتحنا داود شاه واطمأننا لما ارشاد وقال ان هذا الكتاب  
 جامع لجميع الاقوال فى هذا الباب وسلك فيه مؤلفه مسلك الصدق والسداد وجنب عن سوء  
 القول والعداوى على الشىء على البنى والآله الامجاد  
 بل قد ضلح فتحصور مسوده صورة ما طرزه مانع اعلام الدين امام العابدين مؤيد اهل السنة  
 والجماعة مبدى اهل البعثة والثناء بولتنا الفاضلى محمد عبد القادر راد ام الله فوضه مراد جود  
 بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله الذى ايدى اهل الحق والنصارى وبزم اهل البطلان والشرارة والصلوة  
 والسلام على جيب الله الذى قطع اطلال الفساد وبتنا دوى آله واصحابه الذين شيدوا قعر ارشاد  
 دار كاد ما لبعده فاني طاعت اكتبه المسنى بالاله والاساطفة فى بيان اليلا ود الفاتحة الذى صنفه العالم  
 الجليل داتفاضل البليل عديم العديل فيقيد المثل مولانا الفاضلى الما فظ المولوى محمد عبد السميع صاد اشر  
 تعالى عن شر كل فبي نزيع وقوى وجيع فوجدته طير الابل السنة والجماعة ونفسه لا اصحابه الد راية والهدى  
 كما كادنا رايه لايلا وانا لا شان اهل الفتوى تجردوا اشر سجاد وحن المجاز ودوا وجميع البلاء حيث  
 ما هم الباقين اتم اتمهم ونظم الى غير اكل انقى ام بلى الكلام حسن النظام قس النصف واصل  
 بل من افسد ما جردل فقط حظه الفقير المشهور محمد عبد القادر المتوطن بقصر بلده ضلع فتحورة  
 كما ينظر صورة ما تركه ونظمه فحق البطل العالم العالم الحارث الكمال الاكراش قتل للترامن  
 الفاضل مولانا شاه محمد عادل ثم المصيفة اشبال الى يوم الاحد واللازل كان اخذ العلوم  
 حين يتعلم من عالم الفائق دوا كناه مولانا شاه سلامت الشربو من شمس العلماء مولانا شاه عبد العزيز  
 الله لوى رجها انك العزى القوى بسم الله الرحمن الرحيم هذا من وفق محمى جيبه الكريم الذى ولد فى  
 خير البلاد وهو شيخ الكائنات فى اليباد لعقد الماس اليباد وجعل لحيم ماوى مصنف اليم الذى هو مسلك  
 البشر والفساد واعد له صاى سور الاكباد شراب جهنم ليعطوننا نجس المهاد اذ تعالى عزير ملك  
 برزكوت جواد الذى العامر على العباد غير مسلول ليعطى طاعات العباد وصلوة وسلا على من هو با  
 الايمان ومبعوث لهداية الثقلين الى سبيل السداد وادارها طرلق ارشاد سيدنا محمد افصح من  
 نطق بالفضا والادى برطانام بادوامونايت باجنا اعظم السواد على آله الامجاد واصحابه

الحمد لله رب العالمين  
 على ما فيها من النصارى من كل سينها وشينها منهم  
 استاذنا المشهور المولوى محمد عبد الحى الكلبى  
 التقدير على قدره من تلك الرسالة على فاتحنا داود شاه  
 واطمأننا لما ارشاد وقال ان هذا الكتاب جامع لجميع  
 الاقوال فى هذا الباب وسلك فيه مؤلفه مسلك الصدق  
 والسداد وجنب عن سوء القول والعداوى على الشىء  
 على البنى والآله الامجاد بل قد ضلح فتحصور  
 مسوده صورة ما طرزه مانع اعلام الدين امام  
 العابدين مؤيد اهل السنة والجماعة مبدى اهل  
 البعثة والثناء بولتنا الفاضلى محمد عبد القادر  
 راد ام الله فوضه مراد جود بسم الله الرحمن  
 الرحيم الحمد لله الذى ايدى اهل الحق والنصارى  
 وبزم اهل البطلان والشرارة والصلوة والسلام  
 على جيب الله الذى قطع اطلال الفساد وبتنا دوى  
 آله واصحابه الذين شيدوا قعر ارشاد دار كاد  
 ما لبعده فاني طاعت اكتبه المسنى بالاله والاساطفة  
 فى بيان اليلا ود الفاتحة الذى صنفه العالم  
 الجليل داتفاضل البليل عديم العديل فيقيد المثل  
 مولانا الفاضلى الما فظ المولوى محمد عبد السميع  
 صاد اشر تعالى عن شر كل فبي نزيع وقوى وجيع  
 فوجدته طير الابل السنة والجماعة ونفسه لا  
 اصحابه الد راية والهدى كما كادنا رايه لايلا  
 وانا لا شان اهل الفتوى تجردوا اشر سجاد وحن  
 المجاز ودوا وجميع البلاء حيث ما هم الباقين  
 اتم اتمهم ونظم الى غير اكل انقى ام بلى الكلام  
 حسن النظام قس النصف واصل بل من افسد ما جردل  
 فقط حظه الفقير المشهور محمد عبد القادر المتوطن  
 بقصر بلده ضلع فتحورة كما ينظر صورة ما تركه  
 ونظمه فحق البطل العالم العالم الحارث الكمال  
 الاكراش قتل للترامن الفاضل مولانا شاه محمد  
 عادل ثم المصيفة اشبال الى يوم الاحد واللازل  
 كان اخذ العلوم حين يتعلم من عالم الفائق دوا  
 كناه مولانا شاه سلامت الشربو من شمس العلماء  
 مولانا شاه عبد العزيز الله لوى رجها انك العزى  
 القوى بسم الله الرحمن الرحيم هذا من وفق محمى  
 جيبه الكريم الذى ولد فى خير البلاد وهو شيخ  
 الكائنات فى اليباد لعقد الماس اليباد وجعل لحيم  
 ماوى مصنف اليم الذى هو مسلك البشر والفساد  
 واعد له صاى سور الاكباد شراب جهنم ليعطوننا  
 نجس المهاد اذ تعالى عزير ملك برزكوت جواد  
 الذى العامر على العباد غير مسلول ليعطى طاعات  
 العباد وصلوة وسلا على من هو با الايمان  
 ومبعوث لهداية الثقلين الى سبيل السداد وادارها  
 طرلق ارشاد سيدنا محمد افصح من نطق بالفضا  
 والادى برطانام بادوامونايت باجنا اعظم السواد  
 على آله الامجاد واصحابه

الحمد لله رب العالمين  
 على ما فيها من النصارى من كل سينها وشينها منهم  
 استاذنا المشهور المولوى محمد عبد الحى الكلبى  
 التقدير على قدره من تلك الرسالة على فاتحنا داود شاه  
 واطمأننا لما ارشاد وقال ان هذا الكتاب جامع لجميع  
 الاقوال فى هذا الباب وسلك فيه مؤلفه مسلك الصدق  
 والسداد وجنب عن سوء القول والعداوى على الشىء  
 على البنى والآله الامجاد بل قد ضلح فتحصور  
 مسوده صورة ما طرزه مانع اعلام الدين امام  
 العابدين مؤيد اهل السنة والجماعة مبدى اهل  
 البعثة والثناء بولتنا الفاضلى محمد عبد القادر  
 راد ام الله فوضه مراد جود بسم الله الرحمن  
 الرحيم الحمد لله الذى ايدى اهل الحق والنصارى  
 وبزم اهل البطلان والشرارة والصلوة والسلام  
 على جيب الله الذى قطع اطلال الفساد وبتنا دوى  
 آله واصحابه الذين شيدوا قعر ارشاد دار كاد  
 ما لبعده فاني طاعت اكتبه المسنى بالاله والاساطفة  
 فى بيان اليلا ود الفاتحة الذى صنفه العالم  
 الجليل داتفاضل البليل عديم العديل فيقيد المثل  
 مولانا الفاضلى الما فظ المولوى محمد عبد السميع  
 صاد اشر تعالى عن شر كل فبي نزيع وقوى وجيع  
 فوجدته طير الابل السنة والجماعة ونفسه لا  
 اصحابه الد راية والهدى كما كادنا رايه لايلا  
 وانا لا شان اهل الفتوى تجردوا اشر سجاد وحن  
 المجاز ودوا وجميع البلاء حيث ما هم الباقين  
 اتم اتمهم ونظم الى غير اكل انقى ام بلى الكلام  
 حسن النظام قس النصف واصل بل من افسد ما جردل  
 فقط حظه الفقير المشهور محمد عبد القادر المتوطن  
 بقصر بلده ضلع فتحورة كما ينظر صورة ما تركه  
 ونظمه فحق البطل العالم العالم الحارث الكمال  
 الاكراش قتل للترامن الفاضل مولانا شاه محمد  
 عادل ثم المصيفة اشبال الى يوم الاحد واللازل  
 كان اخذ العلوم حين يتعلم من عالم الفائق دوا  
 كناه مولانا شاه سلامت الشربو من شمس العلماء  
 مولانا شاه عبد العزيز الله لوى رجها انك العزى  
 القوى بسم الله الرحمن الرحيم هذا من وفق محمى  
 جيبه الكريم الذى ولد فى خير البلاد وهو شيخ  
 الكائنات فى اليباد لعقد الماس اليباد وجعل لحيم  
 ماوى مصنف اليم الذى هو مسلك البشر والفساد  
 واعد له صاى سور الاكباد شراب جهنم ليعطوننا  
 نجس المهاد اذ تعالى عزير ملك برزكوت جواد  
 الذى العامر على العباد غير مسلول ليعطى طاعات  
 العباد وصلوة وسلا على من هو با الايمان  
 ومبعوث لهداية الثقلين الى سبيل السداد وادارها  
 طرلق ارشاد سيدنا محمد افصح من نطق بالفضا  
 والادى برطانام بادوامونايت باجنا اعظم السواد  
 على آله الامجاد واصحابه

[illegible][illegible]







۱۔ افسانہ نگار کی زندگی کا بیان  
۲۔ افسانہ نگار کی تخلیقاتی زندگی کا بیان  
۳۔ افسانہ نگار کی تخلیقاتی زندگی کا بیان  
۴۔ افسانہ نگار کی تخلیقاتی زندگی کا بیان  
۵۔ افسانہ نگار کی تخلیقاتی زندگی کا بیان







انتخابات کریں اور مقررین یوم میں اگر یہ عقیدہ ہو کہ اس دن کے سوا اور دن جائز نہیں تو کچھ بھی حرج نہیں اور جو، اس کا بخوبی ثابت ہو اور قیام وقت ذکر میلہ کے چھ سو برس سے قبل وہاں صالحین نے مشکلیں اور مصائب اور غلہ و محدثین نے جائز رکھا ہو اور صاحب رسالہ نے اچھی طرح ان امور کو نظر کر کے اور تعجب ہوا ان منکروں سے ایسے بڑے کہ فاکہ فی مغربی کے منقلد ہو کر جمہور سلف صالح کو مشکلیں اور محدثین اور مصوفیہ سے ایک ہی لڑائی میں پرو دیا اور ان کو ضال مضل بتلایا اور خدا سے ڈرے کہ اس میں ان لوگوں کے استاد اور پیروں ہی تھے مثل حضرت شاہ عبدالحمید دہلوی اور ان کے صاحبزادے شاہ ولی اللہ دہلوی اور ان کے صاحبزادے شاہ رفیع الدین دہلوی اور ان کے بھائی شاہ عبدالعزیز دہلوی اور ان کے نواسے حضرت مولانا محمد اسحق دہلوی قدس اللہ اسرار ہم سب کے سب نہیں ضال مضل میں داخل ہوئے جاتے ہیں ان ایسی تیزی پر کہ جس کے موافق جمہور متکلمین اور محدثین اور مصوفیہ سے حریم اور مہر اور شام اور یمن اور دیار عجم میں لاکھوں گزرا ہی ہیں ہوں اور یہ حضرات چند ہدایت پر یا اللہ نہیں اور ان کو ہدایت کر اور سید ہے رست پر چلا آئین ثم آمین اور وہ جو بعض میری طرف نسبت کرتے ہیں کہ وہ کثرت سے تعلقہ کے طور پر سکوت کرتا ہوں اور نظر ہر پس کرتا بالکل چوٹ ہو اور ان کا قول مخالف دہی ہے میں جملہ کھتا ہوں کہ میں نے کبھی حضرت سلطان کے سامنے جو میرے نزدیک خلاف واقع ہو اور ان کی رعایت یا ان کے وزراء اور امراء کی رعایت سے کبھی نہیں کہا بلکہ سادہ سادہ دونوں دفعہ میں جو میں بتلایا گیا ہوں کہتا رہا ہوں اور کبھی خیال نہیں کیا کہ حضرت سلطان اعظم یا ان کے وزراء امراء و اراکین ہوں گے اور میرا جھگڑا اور گفتگو جو عثمان لوزی پر شاہ کے بڑے بادشاہ ہیب اور زبردست تھے اور اپنی حکم کی مخالفت کو بدترین امور کا سمجھتے تھے میری گفتگو سخت جو مجلس عام میں آئی تمام حجاز و اسے خاں حریم کے بڑے چوٹے سب بخوبی جانتے ہیں بلکہ اگر میں تعلقہ کرنا تو ان حضرات منکرین کے خوف سے تعلقہ کرتا مجھے یقین ہے کہ جب ان کے ہاتھ سے امام بنی اور جلال الدین سیوطی اور امین حجر اور ہزار علمائے تقویٰ شہار خاں کے استادوں اور پیروں میں شاہ ولی اللہ دہلوی قدس اللہ اسرار ہم بخوبی تو میں غریب نہ ان کے سلسلہ استادوں میں شامل ہوں اور نہ سلسلہ پیروں میں

[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم  
 فی سبیل اللہ  
 کتاب التفسیر  
 جلد اول  
 باب اول  
 فی تفسیر القرآن

کس طرح نحووں کا یہ تو ہر طرح سے تفسیق اور بکد تکفیر میں تصور مکرر ہے پر میں اونکی  
 ان حرکات سے نہیں ڈرتا اور جو میرے ان اقوال کی تائید اور سند مؤلف رسالہ سے جا ہی  
 تحریر فرمائی ہے اسی پر اکتفا کرتا ہوں واللہ اعلم وعلما تم فقط امر برتہ و قائل لغیر راجی رحمۃ  
 ربہ النان محمد رحمت اللہ علیہ فیل الرحمن غفر لہا امہ النان - محمد رحمت اللہ علیہ ۱۲۵۳ھ

اختتام کتاب بکلمات طیبات مرشد زمان بادی دوران حضور مرشدی مولیٰ  
 تقی ورجالی المشہر بالاسنۃ والا فواء الحافظ الحاج الہاجر مولانا شاد  
 امداد الشریعہ المسلمین بامدادہ وارشادہ و تقوادہ بعد حمد و صلوٰۃ فیقر حقیر امدادہ  
 عرض میناید کہ درینولا چیز سے کیفیت اعتقاد مذہب مشرب خود کہ جامع شریعت و طریقت  
 میدانم بقلم آوردن مناسب افتاد باید دانست و بنور باید شیند کہ فقیر مدعی مذہب حنفی  
 و مشرب صوفی است اگرچہ در دعوی خود کمال بنا شد مگر خود را حنفی مذہب و صوفی مشرب  
 میگوید یا ندیشمار و بریں کہ فقیر از راہ عقل و نقل محقق و مسلم شد کہ ہر قدر کہ فہم معانی  
 قرآنی و ادراک حقائق و معارف کلام الہی حل شد و فہم و ادراک حدیث مستطیع بنی ہر  
 علیہ وسلم میں دو گز رہ یعنی سہار مجتہدین اصحاب و محققین و مشایخ صوفیہ را فہم و انصیب  
 است و دیگران میں درجہ ندرند کہ از یک مسئلہ مسائل کثیرہ استخراج کردہ اند و پشت و پناہ  
 دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم گشتہ اند و عنوان اللہ علیہم اجمعین لہذا فقیر بدل متقدہ ہر دو فریق  
 موصوف گشتہ مذہب مشرب ایشان اختیار کردہ است و فوائد بسیار ظاہری و باطنی حاصل  
 کردہ است و میکند و ہوا الموفق و بہشتین پس لمتقدہ مختار فقیر آنت کہ در ان مسئلہ کو این  
 ہر دو فریق متفق اند یعنی اخلاف و صوفیہ یقینے تکرار بحث بدل نمودہ بران کار بند می شود  
 در ان مسئلہ کہ یقین موصوف اختلاف شد و ان یقین خواہ شد کہ اگر ان اختلاف و مخالفت و محاربت و لوجہ  
 بصوفیہ کہ ام رحمہم اللہ تعالیٰ کردہ خواہ شد زیرا کہ این گزہ محقق و اہل کشف ہستند و فریق  
 ثانی نظر و فکر عقلی را داخل میدہند و اگر اختلاف در مسائل عبادات و معامات است  
 در ان نیز غور کردہ خواہ شد پس اگر ان اختلاف در مسائل اعمال جو درج تعلیق دارد  
 باہل مذہب حنفی رجوع کردہ آید و اگر اختلاف در اعمال قلبی است رجوع بصوفیہ خواہ شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم  
 فی سبیل اللہ  
 کتاب التفسیر  
 جلد اول  
 باب اول  
 فی تفسیر القرآن

بسم اللہ الرحمن الرحیم  
 فی سبیل اللہ  
 کتاب التفسیر  
 جلد اول  
 باب اول  
 فی تفسیر القرآن

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا: **وَقَالَ دَامَ اسَ شَادِدَ وَاعْدَادُكَ اَزْ فِقْرٍ اَدَاةٌ**  
**هَذَا لَدُنَّ عِنْدَ مَحْذُومَتٍ**۔ برکت جناب مولوی نذیر احمد خاں صاحب سلسلہ اللہ تعالیٰ بچہ علیکم السلام  
 برکت اور برکات کیلئے ۲۰ رجب ۱۴۰۵ھ میں ایک پرچہ مطبوعہ مطبعہ محبوبہ مطابع تہذیبیہ  
 جو فقیر کے خط سے منسوب ہے جناب مولوی غلام دستگیر صاحب تصوری کے ہاتھ پہنچی فقیر کا یہ مسلک ضرور  
 ہے کہ اہل اسلام کی تکفیر و چریت نہیں کرتا بلکہ اس سے تعزیر قلمی رکھتا ہے اور اس میں صرف  
 اوقات کو حاکم بلکہ خسران و خذلان کا موجب سمجھتا ہے۔ جہاں تک ممکن ہو تاویل کو محبوب  
 سمجھا ہے بشرطیکہ سواد اعظم کے خلاف نہ ہو اور فقیر صلی اللہ علیہ وسلم کا بل خواہیں جو اور اپنے  
 احباب کو بھی فقیر کی بنیاد سے ہے کہ نزاع سے کنارہ کش ہیں اور مسائل مختلف نہیں اور اعظم  
 کا اتباع کریں اگرچہ وہ مسئلہ اپنی تحقیق کے خلاف ہو کیونکہ سواد اعظم علماء و مشائخ کا خلاف  
 تنزیل مرتبہ ایمانیہ کا موجب اور خطاط کمالات کا مشرب ہے اس خط میں اپنی خطا مطبوعہ محبوب  
 مطابع میں جو فقیر کے خلاف ہے اس کی تصریح کرتا ہوں جواب اول میں مکان وقوع کا  
 فرق بتایا گیا ہے شیر برائے سے تا ملوہ ہو کہ مذکور کا نکتہ ان میں ہوتا متفق علیہ ہے  
 پھر ذی القعدة مقدس باری تعالیٰ کی طرف نقص کا استناد کس طرح جائز ہو سکتا ہے گو برسبیل امکان  
 ہی بھی جواب ثانی میں آیا تھا اکثر منکر لکھ لکھ کا منکر کوئی اہل اسلام نہیں سب کا یہی اعتقاد  
 ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بشر ہیں حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام  
 کی اولاد میں ہیں بحکایت کا ہے کہ کوئی بشر سمجھ کر بدابھائی کہنے لگے یا مثل اس کے اور کلمہ  
 گستاخی زبان سے نہ کہے یا بت موجب خذلان ہے فقیر کے اعتقاد میں نور رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم ائمہ الموقوتات ہیں اور باعث ایجاد کائنات ہے بعد از خدا بزرگ توفیق بقدر مختصر  
 جواب ثالث کی تصریح یہ ہے کہ فقیر مجلس شریف میلاد مبارک کا مع ہیئت کہ اسے  
 سمجھنے والے ثقافت صحابہ و مشائخ کرام بارہا تکرار کر چکا ہے اور اکثر اس کا حال ہے جیسا کہ  
 فقیر کی دیگر تقریرات و تحریرات سے یہ معنی ظاہر ہے فقیر کو اس مجلس شریف کے باعث  
 حسنات و برکات کے منتظر ہونے کے علاوہ یہ یقین ہے کہ اس مجلس مبارک میں  
 فیوض اور برکات و رحمت الہی کا نزول ہوتا ہے جواب رابع میں فقیر کا یہ عقیدہ ہے

جہاں تک ممکن ہو تاویل کو محبوب  
 سمجھا ہے بشرطیکہ سواد اعظم کے خلاف نہ ہو اور فقیر صلی اللہ علیہ وسلم کا بل خواہیں جو اور اپنے  
 احباب کو بھی فقیر کی بنیاد سے ہے کہ نزاع سے کنارہ کش ہیں اور مسائل مختلف نہیں اور اعظم  
 کا اتباع کریں اگرچہ وہ مسئلہ اپنی تحقیق کے خلاف ہو کیونکہ سواد اعظم علماء و مشائخ کا خلاف  
 تنزیل مرتبہ ایمانیہ کا موجب اور خطاط کمالات کا مشرب ہے اس خط میں اپنی خطا مطبوعہ محبوب  
 مطابع میں جو فقیر کے خلاف ہے اس کی تصریح کرتا ہوں جواب اول میں مکان وقوع کا  
 فرق بتایا گیا ہے شیر برائے سے تا ملوہ ہو کہ مذکور کا نکتہ ان میں ہوتا متفق علیہ ہے  
 پھر ذی القعدة مقدس باری تعالیٰ کی طرف نقص کا استناد کس طرح جائز ہو سکتا ہے گو برسبیل امکان  
 ہی بھی جواب ثانی میں آیا تھا اکثر منکر لکھ لکھ کا منکر کوئی اہل اسلام نہیں سب کا یہی اعتقاد  
 ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بشر ہیں حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام  
 کی اولاد میں ہیں بحکایت کا ہے کہ کوئی بشر سمجھ کر بدابھائی کہنے لگے یا مثل اس کے اور کلمہ  
 گستاخی زبان سے نہ کہے یا بت موجب خذلان ہے فقیر کے اعتقاد میں نور رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم ائمہ الموقوتات ہیں اور باعث ایجاد کائنات ہے بعد از خدا بزرگ توفیق بقدر مختصر  
 جواب ثالث کی تصریح یہ ہے کہ فقیر مجلس شریف میلاد مبارک کا مع ہیئت کہ اسے  
 سمجھنے والے ثقافت صحابہ و مشائخ کرام بارہا تکرار کر چکا ہے اور اکثر اس کا حال ہے جیسا کہ  
 فقیر کی دیگر تقریرات و تحریرات سے یہ معنی ظاہر ہے فقیر کو اس مجلس شریف کے باعث  
 حسنات و برکات کے منتظر ہونے کے علاوہ یہ یقین ہے کہ اس مجلس مبارک میں  
 فیوض اور برکات و رحمت الہی کا نزول ہوتا ہے جواب رابع میں فقیر کا یہ عقیدہ ہے

جہاں تک ممکن ہو تاویل کو محبوب  
 سمجھا ہے بشرطیکہ سواد اعظم کے خلاف نہ ہو اور فقیر صلی اللہ علیہ وسلم کا بل خواہیں جو اور اپنے  
 احباب کو بھی فقیر کی بنیاد سے ہے کہ نزاع سے کنارہ کش ہیں اور مسائل مختلف نہیں اور اعظم  
 کا اتباع کریں اگرچہ وہ مسئلہ اپنی تحقیق کے خلاف ہو کیونکہ سواد اعظم علماء و مشائخ کا خلاف  
 تنزیل مرتبہ ایمانیہ کا موجب اور خطاط کمالات کا مشرب ہے اس خط میں اپنی خطا مطبوعہ محبوب  
 مطابع میں جو فقیر کے خلاف ہے اس کی تصریح کرتا ہوں جواب اول میں مکان وقوع کا  
 فرق بتایا گیا ہے شیر برائے سے تا ملوہ ہو کہ مذکور کا نکتہ ان میں ہوتا متفق علیہ ہے  
 پھر ذی القعدة مقدس باری تعالیٰ کی طرف نقص کا استناد کس طرح جائز ہو سکتا ہے گو برسبیل امکان  
 ہی بھی جواب ثانی میں آیا تھا اکثر منکر لکھ لکھ کا منکر کوئی اہل اسلام نہیں سب کا یہی اعتقاد  
 ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بشر ہیں حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام  
 کی اولاد میں ہیں بحکایت کا ہے کہ کوئی بشر سمجھ کر بدابھائی کہنے لگے یا مثل اس کے اور کلمہ  
 گستاخی زبان سے نہ کہے یا بت موجب خذلان ہے فقیر کے اعتقاد میں نور رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم ائمہ الموقوتات ہیں اور باعث ایجاد کائنات ہے بعد از خدا بزرگ توفیق بقدر مختصر  
 جواب ثالث کی تصریح یہ ہے کہ فقیر مجلس شریف میلاد مبارک کا مع ہیئت کہ اسے  
 سمجھنے والے ثقافت صحابہ و مشائخ کرام بارہا تکرار کر چکا ہے اور اکثر اس کا حال ہے جیسا کہ  
 فقیر کی دیگر تقریرات و تحریرات سے یہ معنی ظاہر ہے فقیر کو اس مجلس شریف کے باعث  
 حسنات و برکات کے منتظر ہونے کے علاوہ یہ یقین ہے کہ اس مجلس مبارک میں  
 فیوض اور برکات و رحمت الہی کا نزول ہوتا ہے جواب رابع میں فقیر کا یہ عقیدہ ہے

کہ غرض میں شریعت کی توہین نہ بھرجا، نہیں اور انکا اتفاق کسی مسئلہ شرعی میں تحت تحت ہوں۔  
جیسا کہ بزرگان سلف لکھتے آئے ہیں جواب۔۔ خاص فقیر تھپتھپ سے حنفی ائمہ سب صوفی اسرار  
میں ہے اور جو اپنے دعوے میں کامل ہو فقیر تقاید کو واجب جانتا ہے اور اس بات کو  
اچھا نہیں جانتا کہ کوئی حنفی المذہب ہو کر ایسے مسئلہ کی تائید کرے جس میں حمایت لازمہ ہی پائی  
جیسا کہ درجہ نامہ حضور مرشد ہی اسی مولوی محمد صاحب صاحب مرقومہ رمضان سنہ ۱۲۸۷ھ وقال دام اسرار  
نذیر احمد خان صاحب۔۔ رس مدرسہ احمد آباد گجرات  
والا اہل الا ازمہ و شریعت اللہ عز۔۔ بعد مست عزیزم بیرجی مولوی خلیل احمد صاحب ٹھٹھوی و عزیزم  
مولوی محمود حسن جیسا دیوبند ہی علیہما اللہ تعالیٰ السلام علیکم وعلیٰ آئندہ بہ کاتہ تمام بلاد و ملک ہندوستان  
بنگلہ دہلیار و دہ راس و دکن و گجرات و بستی و پنجاب و راجپوتانہ و راج پور و بھو پور و غیرہ کے  
مشورہ اخبار حیرت انگیز حسرت خیز اس قدر تھی ہیں کہ جس کو سنا فقیر کی طبیعت نہایت ملول  
ہوتی ہے اسکی علت یہی بلکہ میں قاطعہ و دیگر ایسی ہی تحریرات ہیں یہ آتش فشاں انوار اطاعت کی طرف  
سے مشتعل ہوئی کہ تمام عالم اس کی حمایت میں کھڑے ہوئے اللہ تعالیٰ نے اس کو کچھ ایسی مقبولیت  
عطا فرمائی کہ تمام ممالک کے علماء و مفتیان نے ساری کتاب کو تہ دل سے پسند فرما کر اس پر اتفاق  
کیا۔ ویکھو ہندوستان میں مسیحاؤں نے مذہب کفریہ و عقائد باطل مخالف دین و بیچ کن اسلام  
ظاہر ہوئے جاتے ہیں اور کیسے کیسے مشبہات الزام و اعتراض شبہات و شبہات و شکوک  
مذہب اسلام پر وارد کرتے جاتے ہیں ایسے وقت میں آپس کی مجاہد کی جگہ اس کی تردید  
کینی چاہیے اور قرن شریف کی خوبیاں فضائل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محامد و مکارم  
اخلاق و محاسن اور صفات کو ہر مقام و ہر شہر و قریہ میں نہایت ذور شور سے مشہر کرنا چاہیے  
ایسے وقت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محامد و صفات و مکارم اخلاق کو مشہر و اشاعت  
عام کرنے کے لئے ہر مقام میں مجلس مولود شریف کا حیر چاڑھا احمد ذریعہ و تسخیر سیار ہے دفتر  
سندرجہ نہ نہ نامہ حضور مرشد ہی اسی بیرجی خلیل احمد صاحب مولوی محمود حسن صاحب مرقومہ  
ذیقعد سنہ ۱۲۸۷ھ وقال دام اسرار شادہ و اہل ادا انوار احمد کے کتر سائنہ میں فقیر  
سے متفق ہوا اللہ تعالیٰ نے جناب میں بہت التجار دعا کی یا اللہ اگر میں انسان میں

اور جو اس کے مخالف ہوا  
اسکا حال بھونچا کی نہیں  
اور نقل اسکا درست نہیں  
اور یہیں لیا ہوا ہے  
معاذ اللہ وہ لاف و خالطہ  
وہ مخالف نہیں اور خاصہ  
اور مطالب سے جو روایت کیے  
مٹنے میں ناخواب اور  
بڑے عالموں سے  
بہم سول کر کے میں افکار  
کے یہ کیوں کر بڑوں کا  
اتباع نصیب کرے  
اور اتنا کہنا کہ چاہیے  
اللہ و اللہ تعالیٰ  
صلی اللہ علیہ وسلم  
ستیاں نام ہیں خاندانِ نبوی  
والد الطاہرین  
نعم فیض الیہی عظیم  
صاحب سہا بنو سہا  
اور اس کی آرزو ہے  
اور اسی طرح







# فہرست مضامین مندرجہ کتاب مستطاب انوار ساطعہ در بیان مولیٰ و فاتیحہ

سبب تاسیف کتاب

تفریق ثانی کی زبان و لہجہ بابت مولد شریف و فاتیحہ

درجہ نظر ثانی انوار ساطعہ

برابرین قاطعہ کے دو مضامین جس سے اہل سنت کو نفرت ہو

مولف برابرین قاطعہ نے اصول مطالب انوار ساطعہ کے لکھنے

صنف اور اصحاب صنف کا حال

منکرین کے پیشواؤں کا شجرہ اور سلسلہ

اقوال ربیہ و ربیعہ صنف و ترویج دہاں

ایجاد بدعت قرین ثلث بدعت منیہ کہنے والوں کا ہند لالہ خیر الرحمن

غلط ہے ہم بارہا اشتہار دے چکے ہیں

زمانہ قرون ثلث کا کتب تکرار

جن چیزوں پر لکھا صحیح واقع ہو اور پھر جائز بالاعتقاد ہیں

جو کہتے ہیں کہ بدعت ہے کچھ چیزیں لکھا دلائل عقل و منطق

زمانہ قرون ثلث کی کتبیں باتر ایسی ہوئیں کہ خیر نہیں

حدیث میں حدیث فی امرنا و جمیع احادیث حدیث کی اصل تحقیق

جو چیز حضرت علیؑ نے اللہ عالیٰ سے حکایت نہیں کی وہ بدعت نہیں

غیر کو نقل کر دے ہوئے کی وجہ

علامہ ابن مسعود کا لکھا لکھنا ذکر اللہ کرنا اور کچھ اسکا جواب

حضرت علیؑ کا لکھا نقل قبل عید پر پھر اسکا جواب

ابن عمر کا چاشت پر لکھا پھر اسکا جواب

ابن عمر کا قنوت پر لکھا رابر اسکا جواب

پہلے عید گاہیں منبر نہ تھا

پہلے جمعہ کی اذان اول ہوتی تھی

- ۴۳ پہلے طواف کعبہ میں تھے پاؤں نہیں پھر لے گئے
- ۴۴ اشغال شلخ و تعلیق فی وجوب قرون ثلث کا شجرہ
- ۴۴ اجماع آخر امت کا بھی جائز ہے
- ۴۵ دوسری حدیث من سن فی الاسلام پختہ
- ۴۶ اقوال فقہاء محدثین و ثبوت بدعت حسنہ
- ۴۸ نسبت ختمہ سے کہنا بدعت حسنہ ہے۔
- ۵۰ آخر چوبی صد میں محمد بن لکھنوی حدیث کزانی کا دہرائی
- ۵۰ آٹھویں صدی میں سلیم لہذا ان عارث ہوا
- ۵۱ اشہد بیکر نامو کی تعمیل صاحب کے پیرو مرشد
- ۵۲ جواز فاتیحہ پر طعام و شرابی۔
- ۵۶ حضرت کا دھکا کا طعام موجود پر غزوہ تبوک کی غیبت
- ۵۹ شاہ ولی اللہ سے طعام پر فاتیحہ کا ثبوت
- ۶۰ شاہ عبد العزیز سے ثبوت فاتیحہ پر طعام
- ۶۱ عرس کی اصلیت
- ۶۲ فاتیحہ برابرین قاطعہ کے آخر میں پھر لکھا جواب
- ۶۶ خاص باب ہو یہ تحقیق کہ فاتیحہ میں نہ کوئی تبدیلی
- ۷۰ عرسات کی فاتیحہ اور رسول کا آنا دنیا میں
- ۷۴ برابرین قاطعہ کا مواضع و محل کی بددعا پر پھر اسکا جواب
- ۷۸ برابرین قاطعہ کا مواضع و محل کے آنے پر پھر اسکا جواب
- ۷۹ مل قبول کر دینے پر خوش ہو کر یکھنا ہمارا کوئی چیز نہیں
- ۸۱ عیدین شب بارات و محرم میں فاتیحہ
- ۸۴ حدیث ضعیف پر عمل جائز ہے اس کی تحقیق
- ۸۷ فاتیحہ سوم کا بیان اور کلمہ طیبہ کے فضائل

۱۳۸	سودا عظمیٰ مراد اکثر مساجد میں	۹۰	سوم میں تین دانہ کھونکی وجہ
۱۳۸	موتوں کے اتفاق پر گزرنے والے شخصین کے چھوٹے	۹۵	سوم میں قرآن پڑھنا اور مالکین کے جوابات
۱۳۹	شاہ ولی شہید ملوک کے سبب ملک فوت شدہ شریف	۹۲	سوم میں اجتماع اہل اسلام کی وجہ
۱۳۳	نوی ایسی سماج کی خبرات بابت مولد شریف	۹۳	سوم کا تیس دن میں کرنا
۱۳۳	نوی اسحاق صفا کا شریک ہونا غفل میں	۹۸	سوم کو بعض علمائے جو منع کیا تھا دیکھا بعض بدعات شریف
۱۳۳	سید محمد احب کے سامنے مولد شریف کا ہونا	۹۹	تیس دن کی تحقیق اور یہ کہ تیس دن کی ریت ہر قیاس میں
۱۴۵	نوی پھیل صفا کی جہارت مولد شریف کا ثبوت	۱۰۰	سوم میں شب بیدار ہرگز نہیں اور شبہ کی تحقیق
۱۴۶	حضرت شاہ عبدالغنی صفا مرحوم فوت مولد شریف	۱۰۳	جب ہمارے وغیرہ کے فعل میں کچھ تفاوت ہو گیا ہے اس میں
۱۵۱	مولد شریف میں کھینا کے جنم کا شبہ جو نہ نسا کا	۱۰۶	و ہم دستم و چہلم کا جواز
۱۵۱	سجد کی رضیت میں شبہ نسا کی جو پھر بھی جائز ہے	۱۰۹	مولوی پھیل صفا دہوی نے چہلم وغیرہ کے کھانے کو
۱۵۴	پہل مولد شریف قرآن حدیث و احادیث و دیگر دلائل	۱۱۰	میت کے لیے قرآن مجید سے پڑھوانا
۱۵۵	محل کے امور بالائی کا جواز	۱۱۱	طعام میت کا ثبوت حدیث اور اس میں اختلاف
۱۵۶	ابن عمر نے جو چھینک کے جواب میں اس کے قول کو	۱۱۸	طعام میت میں تہلیل کو بھی کھانا ذاب میں داخل ہے
۱۵۶	امویات کے دو شیخ ناز یا و بھادیا درست ہے	۱۲۱	اختلاف زمین کے بعض احکام مل جاتے ہیں
۱۵۷	موتوں کے امور کا بیان اور وہ بڑی کثرت کے ساتھ	۱۲۲	تین تاریخ و ہم دستم و چہلم وغیرہ کی وجہ
۱۵۸	محل میں تہلیل و عطر و شیرینی طعام و غیرہ	۱۲۳	بعض ان یا کھانے کے ہونے بھی کسی وجہ سے دیتے ہیں
۱۵۹	تقیم شیرینی و نصب سیر یا جو کی و ماسی	۱۲۳	عد و چہلم کی حکمت چند مواضع سے
۱۶۰	جب سب چیزیں ایک گلاب میں جمع کر لی	۱۲۶	ہر دور و دلائل کو اپنے سلف کا اتباع چاہیے
۱۶۰	شکرین کا بعض اوقات مباحات پھر اس کا جواز	۱۲۷	نصائح و در باب اموات
۱۶۱	محل مولد کے امور بالائی کی دوسری تقریر	۱۲۷	میت کو دفن کر کے اس کی قبر پر پتھر ڈالنا کچھ بڑھنا چاہیے
۱۶۲	محل کے امور بالائی کی تیسری تقریر	۱۳۱	اثبات لہ شریف بنصر قرآن حدیث و اجماع سواد عشا
۱۶۲	محل کی ایسی نظیر شریعی جس میں چند سن ہو جو میں	۱۵۴	پھر وہ اور اثبات میں کر و قیو باننی آئینہ و
۱۶۳	موفق تقریر مولوی اسماعیل کے سنت ہونے کا		مولد شریف پر بلا کر اجماع ہونیکے پس اس میں فاجو بانی
۱۶۵	کسی ایک کے مسئلہ پر اگر ہوا تو اس کے خلاف ہو	۱۶۶	انعام لہ کا مخالف اجماع ہو کر انکار کرنا مردود ہے



۲۰۵	جواب کا کہ حضرت امام شاکرؒ کے ہوجانے کے بعد انہوں نے	۱۶۵	خس باز جہنمے جائز ہے تحقیق اور شرعیہ
۲۰۵	جواب کا کہ حضرت امام اذانؒ نے خطبہ میں فرمایا کہ	۱۶۶	اس عذر من کا جواب کہ تم صیہ سے بھی بڑھ گئے
۲۰۵	اگر قدم کی تعظیم تھیں کہ حضرت سیدنا ابوبکرؓ کے	۱۶۶	اگر کوئی خاص بار میں سے الائن کو محفل کرے اور
۲۰۶	ذکر ولادت جگہ ہوتا ہو ہر جگہ قیام کہوں نہیں گئے	۱۶۷	ہر سال کرتا رہے اس کے نئی دلائل شرعیہ
۲۰۶	جب حقیقت جو ہو تو اصل حقیقت کا مانا کیا جا چکا	۱۶۸	تخصیص مجرم پر دوسری دلیل یوم صوم عاشورہ
۲۰۶	زل مجھ و تصور شیخ سے	۱۶۸	مولیٰ لڑام کرنے پر دلیل حسب الاعمال اوو جہا
۲۱۰	شاہی خود قیام کو بدلائل لکھا پھر اس کا جواب	۱۶۹	اور جہانیہ ابتدہ عودا بھی دوام مولیٰ دلیل
۲۱۲	قیام اگر مستحب تو کہیں نہ کہیں نہیں بدلائل کی طرح	۱۷۰	تحقیق قول صبی بن اصبہ سے بد قول بن ابی اصبہ حکیم لشیطان
۲۱۵	قبور مشائخ و علماء پر تہ بنانا	۱۷۱	جواب عذر تھا کہ میں قادیانہ یوم عاشورہ کی شب صبی علیہ السلام
۲۱۶	اکثر خیر بہ وقت چھی گئی جاتی ہر جگہ نہ کہیں	۱۷۲	مولیٰ میں قیام کرنا بہ عت سنیہ ہرگز نہیں
۲۱۶	عوام کے سامنے وہ باندھے جو نہیں قبول فرماتے	۱۷۳	حضرت کی تعظیم عبادت جو اور واجب ہو
۲۱۶	اموات و مولد کو بھٹ نہ کہا جاوے	۱۷۵	یہ قیام شرک و کفر ہرگز نہیں
۲۱۶	قیام کے منکر بنانا کہ ضرر کی طرح لا امت کہتے ہیں	۱۷۵	تحقیق مجدد النیر اندہ
۲۱۸	ندائے یار رسولؐ کی تحقیق نو ورق میں	۱۷۶	قبر شریف پر دست بستہ کھڑا ہووے
۲۱۸	القیات میں اسلام علیک حضرتؐ کہنے کی تحقیق	۱۷۷	یہ عقیدہ کسی کا نہیں کہ حضرتؐ میں محفل پر ہر گز عبادت
۲۱۹	بیوت ال اسلام میں روح مبارک حاضر ہونے کے معنی	۱۷۹	نہایت سکی جو اعتقاد ضرور روح مبارک کو شرک قرار دے
۲۲۲	ناز حاجت کی دعا میں یا محمد کہنا	۱۸۰	کک اوت و شیطان اور چاند سورج کی مثالیں
۲۲۲	خطاب یا رسول اللہ صحا کہ جو دہویں صدی تک	۱۸۱	ارواح انبیاءؑ چلتی پھرتی ہیں قدرت کرتی ہیں
۲۲۹	یا رسول اللہ کیوں کہتے ہیں اس کے وجہ سے	۱۸۲	ایک آن میں بہت جگہ ظاہر ہوتا ہے کہ اوائل شکلات کرنا
۲۳۳	متونی جرمین کا معہر جہاں لانا یہ انصاف یا جرمین کا معہر	۱۸۹	تعدہ تالاب شمس دہلی
۲۳۶	محفل حج کی اور غزوہ مکہ کا چھٹا اور زینت کا اثبات	۱۹۰	کشف الہام کی حقیقت اور یہ بات کہ اس پر عمل بھی ہوگا
۲۳۶	خوش الحاقی فقہاء پڑھنے اور سماع مبارک کا جواز	۱۹۳	حضرت کو علم غیبی یا نہیں اور محفل کی خبر متونی کی نہیں
۲۳۸	امرو لکھ لاوچ پڑھنا بھی درست ہے	۲۰۲	جواب سکا کہ حضرت کی جیاتین قیام نہیں تو کچھ کی طرح
۲۳۸	نابالغ کے امام بنانے میں اختلاف ہے		